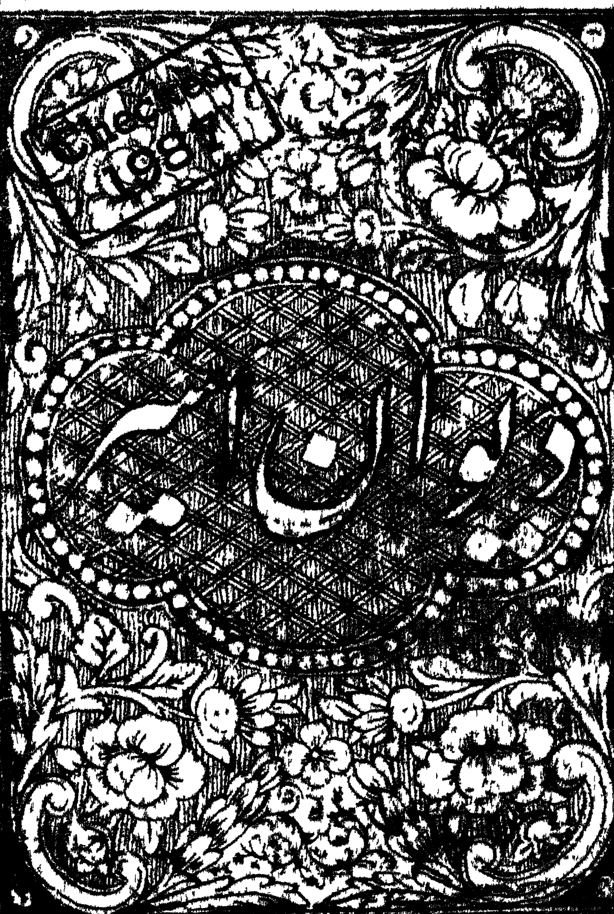
بعون صانع مکین و مکان و فضل خالق زمین و زمان



[illegible]





بسم اللہ الرحمن الرحیم

بی زبان بی دہن ہی نطق کام اللہ کا / سب کلاموں سی ہی بالاتر کلام اللہ کا

ہو بیان بندوں کو ہی لازم صبح شام اللہ کا / دلمین یاد اللہ کی ہو لب پہ نام اللہ کا

کون جانی ہست کس کی کیا کس کی حقیقت / کارخانہ یون ہی جاری ہی مدام اللہ کا

تابع فرمان نجوم چرخ و ذرات زمین / دونون عالم مین ہی کیسا انتظام اللہ کا

آسمان پر بھی کوئی فارغ عبادت سی نہین / مہر و مہ کرتی ہین سجدہ صبح شام اللہ کا

باہمین مل کر ہوا سی جو صدا دیتی ہین برگ / فی الحقیقت ذکر کرتی ہین تمام اللہ کا

سفلی علوی کے سنم کی ہجا ہے شی / مصلحت سی کب کوئی خالی ہی کام اللہ کا

ہی یہ ظاہر وہ کسی کا ہی نہ اوس کا ہی کوئی / لم یلد ہے اور لم یولد کلام اللہ کا

بطن مین کودک تو کیڑا سنگ مین پاتا ہی رزق / پرورش کرنا زمانی کا ہی کام اللہ کا

دیکھتا سنتا ہے سب لیکن نہین ہی چشم و گوش / سب جگہ ہی پر نہین کوئی مقام اللہ کا

منتظر ہین روز محشر کیون نہ ہو ہمکو امید / سنتی ہین ہم بھی ہم غفار نام اللہ کا

قاصد ایسا ہو کہ جیسی تہی جناب مصطفیٰ — سن وعن بندونکو پہونچایا پیام اللہ کا

آسمان سی کب اونکے پاس آتی جبرئیل — متصل کہدن نہ پہونچایا سلام اللہ کا

کون ہی بہتر علی سی اوس نبی کا جانشین — عمر بہر کیا گیا حضرت نے کام اللہ کا

نور اونکا ہی وہی ہی جو ہی نور مصطفیٰ — نام اونکا بہی رہا ہی جو ہی نام اللہ کا

ہین محمد سی محمد تک جو چودہ مقتدی — فی الحقیقت ایک ہین اونپر سلام اللہ کا

ہم ہی اپنی گوشۂ عزلت سی وٹہین گی اسیر
حشر کی دن ہوگا جب دربار عام اللہ کا

خشک جب دم سی وہ نخل حسن جوانی ہوگیا — ہم تو سمجہی گل چراغ زندگانی ہوگیا

ہی ترا پرتو یہ سب آئینۂ آفاق مین — تو وہ اول ہی کہ اپنا آپ ثانی ہوگیا

حال اپنا عین عبرت ہی اگر ہو چشم فہم — شرم عریانی سی آنسو پانی پانی ہوگیا

جب تلک قاصد پہرا جاتا رہا آنکہون سی نور — خط جانان ہمکو پیغام زبانی ہوگیا

ناتوانونکو دیا خالق نی کیا نعم البدل — گہٹ گئی قوت تو زور ناتوانی ہوگیا

در پہ یوسف طلعتون کی اب کوئی آتا نہین — چار دن ہنگامۂ حسن جوانی ہوگیا

ضعف پیری مین امید ثمرۂ عشرت کہان — سوکہ کر کانٹا نہال زندگانی ہوگیا

کب دکہاتا ہی بہلا دیدار وہ مطرب پسند — مونہ سی جو نکلا ترانہ لن ترانی ہوگیا

ماجرای عالم نیرنگ ہی عبرت فزا — آج جو آنکہون سی دیکہا کل کہانی ہوگیا

کیا نقاہت ہی جو رنگ گل سی ہی کہنچا — کہنچی کہنچی اپنا چہرہ زعفرانی ہوگیا

تیزی ہی کیا آتش سودا اگر دہمین سر کی — طوق مثل حلقۂ گرداب پانی ہوگیا

وصف تیرا جب لکہا ای خنجر قاتل حسن — نثر کا ہر ایک فقرہ مصرع روانی ہوگیا

بھر گیا ایسا ہمارے نالۂ وفغان سے آسمان
یہ جہان گنبد گردان وخسانی ہوگیا

سنکے باتین اوسکی پردے ہی مین شرما گیا
شعلۂ آواز برق لن ترانی ہوگیا

صبح کو خورشید ہوتا ہی عیان جیسے آتشین
گیسوان نہان پیری مین خورشید جوانی ہوگیا

کعبہ و بتخانہ دونون ہیچ ایسے ہین اسیر
تھا جہان ان میں تیرے نالون سے پانی ہوگیا

جدا عزیز ہین بیگانہ و یگانہ ہوا
پلک جھپکتی ہی کچہ اور کارخانہ ہوا

نبی کے بعد یہ قرآں کو دیکہ کے سمجھی
کہ نامہ دیکے ہمین نامہ بر روانہ ہوا

کیا ہے آپنے دولت کا خاصہ پیدا
کہ جس طرف ہوئی تم اوس طرف زمانہ ہوا

پی سجود جبکی سر خدا پرستون کی
تراش کی بت جو ترا سنگ آستانہ ہوا

شباب تھا کہ آئی نسیم کا جھونکا
کہ دفعتہ ادہر آیا اور ہبر روانہ ہوا

دیے خدا نے عوض ایک ایک کی دس دس
کریم بانٹ کی زر صاحب خزانہ ہوا

ظہور حشر ہو دیکھین جمال یار آنکھین
دراز ترک ملاقات کا زمانہ ہوا

لگا رہا ہی جو شرطین نماز مین واعظ
خدا کا گھر یہ نہ ٹھہرا قمار خانہ ہوا

خوشا وہ تن جو تری تیغ کا بنا چونک
خوشا وہ دل جو تری تیر کا نشانہ ہوا

کبھی جو موسم پیری نے اپنی بال سفید
مقام خندۂ دندان نما ہی شانہ ہوا

بقدر حال ہین قوت مین سب عجیب آئینہ
دہن کو دانت ملی آسیا ہی دانہ ہوا

تمہین نصیب ہے بزم عیش و صحبت غیر
کفن ملا نہ ملا دفن مین ہوا نہ ہوا

رکا جو آنکھ مین گلگون سرشک خون مین کا
تو اوسکے جنبش مژگان کا تازیانہ ہوا

کیا ہی شوق کی مضمون نی کاغذ بادی
ہوا کی ڈاک پہ نامہ مرا روانہ ہوا

وہ بادہ کش تھا کہ رحمت خدا کی پیر مغاں
لحد پہ ابر بہار آکے شامیانہ ہوا

کبھی جو نالہ کیا اور داغ دل چمکا
ہوا سے گرم سے روشن چراغ خانہ ہوا

نکالی آگ مری بخت بد نے پانی سے
خزانہ حوض کا بندوق کا خزانہ ہوا

دکھا کے خال چھپایا بتوں نے چاہ ذقن
ملا نہ آب میسر مجھے نہ دانہ ہوا

خط ذقن نہ کبھی کے ہوش نہیں سمجھا
کنوئیں میں تنگ پڑی نخیب زمانہ ہوا

اسیر وصف لکھی ہیں جبینوں کے
ہر ایک صفحۂ دیوان نگار خانہ ہوا

منہ روز حشر بھی نہ دکھانا رقیب کا
پروردگار واسطہ اپنے حبیب کا

ہیں نگاہ خال ہے روئے حبیب کا
تارا چمک رہا ہے ہمارے نصیب کا

آئی خزاں فسردہ ہوئے گل گئی بہار
طوطی چمن میں بول چکا عندلیب کا

اے تیر آہ توڑ میں اب تو کمی نہ کر
ہے آفتاب حشر نشانہ قریب کا

گذرا دل ضعیف حسینوں کی عشق سے
بیمار تختۂ مشق ہو کس طبیب کا

معشوق سے ہے شکوۂ بے پردگی عبث
دیکھا جمال سب نے خدا کی حبیب کا

پروا نہیں ہے عشق کو نالاں ہو لاکھ دل
سنتا ہے راہ زن کوئی نالہ غریب کا

اللہ رے رشک کی یہ خواہش ہے بعد مرگ
تکیے میں میری آئے نہ مردہ رقیب کا

ہر صبح اٹھ کے پیتے ہیں ہم ساقیا شراب
اختر ہے آفتاب ہمارے نصیب کا

ہر گل کا منہ صبا کی تماچوں سے لال ہے
لایا ہے طرفہ رنگ لہو عندلیب کا

خالی نہیں ہے فیض سے تکلیف اغنیا
منعم مریض ہو تو مقدر طبیب کا

سرگشتہ ہوں میں راہ تلاش عروض میں
چکر مرا ہے دائرہ بحر قریب کا

ہمکو غم فراق رقیبونکو عیش وصل
کوئی نہین شریک کسی کی نصیب کا

حیلہ جہانمین کچہہ سبب روزی ضرور ہے
عطار کی دکان ہی خزانہ طبیب کا

مرکر ملی نہ پنجۂ صیاد سے نجات
تکیہ قفس ہی خشت پہ عندلیب کا

اتنی لی ہے خندۂ گل نے صدا اسیر
جاگی نہ بخت خفتہ کہین عندلیب کا

تیغ کا منہ مجھکو روئی صاف دلبر ہو گیا
طائر جان پای بند زلف جوہر ہو گیا

تیغ کھینچی جس پہ وہ جامے سے باہر ہو گیا
تیر تیرا کھا کی فربہ صید لاغر ہو گیا

بحر عالم مین ہی آفت لازم اہل کمال
ٹوٹنی کا خوف ہی قطرہ جو گوہر ہو گیا

جسجگہہ ہین صاف طینت ایک ہی پست و بلند
آگیا پانی جہان سطحہ برابر ہو گیا

مست مے اپنی نقاہت سی ہو مین بار تن
سیر پہرا سیرا تو تجھکو دو ساغر ہو گیا

چشم پوشی کی اگر احباب نے پروا نہین
عین عریانی مین یہان جامہ میسر ہو گیا

بیٹھ پڑی شمشیر قاتل مر گئی خنجر کی باڑھ
پھر گئی بخت اپنی برگشتہ مقدر ہو گیا

کوئی اوٹھتا ہی لب بام مکان یار سے
جم گیا ایسا کہ خال اپنا کبوتر ہو گیا

صبر کا کچھ حال طوفان حوادث مین نہ پوچھ
ایک خس مین تہا سو وہ بھی وقت صرصر ہو گیا

مردہ کچھ سنتا نہین چلاکی روتی ہین عزیز
دم مین کتنا فاصلہ اللہ اکبر ہو گیا

ہوش کیا اعضا تلک صبح شب وصل اڑ گئی
توپ کا گولا بھی خورشید انور ہو گیا

قائل نیرنگیٔ قدرت نہو کیونکر صدف
موتی مین پانی دانۂ رزق مقدر ہو گیا

قدرت حق ہی ہماری دلمین داغونکی بہار
کیا تماشا ہی کہ گلبن بیچ صنوبر ہو گیا

سخت جانی میری حق مین بار سر ہو گئی
قتل سی پائی امان سونیکا خنجر ہو گیا

شگفتہ کیون نہ کہی داغ وحشت کو اسیر
کوچۂ زنجیر زلف آسا معطر ہو گیا

حال بیتابی عیان اشکو نسی سب پر ہو گیا
ترجمان دل ہمارا دیدۂ تر ہو گیا

اشک افشان قبر مین بہی دیدۂ تر ہو گیا
بوریا زیر قدم پانی کی چادر ہو گیا

ایک ہفتہ وصل اگر اوس شعلہ خو سی رہا
مین گدا ہی بادشاہ ہفت کشور ہو گیا

پیر سکتا ہی کوئی جوش محیط عشق مین
مچھلیون کا رزق بازوی شناور ہو گیا

سو ویونکی پرورش ہی باعث آزار خلق
خار صحرا جب ہوا بالیدہ نشتر ہو گیا

خاکساری سی نہین بہتر جہانمین منعمے
مل گئی جسکو یہ دولت کیمیا گر ہو گیا

خط پشت لب ترا دیکھا تو یہ آیا خیال
آتش یاقوت سی پیدا سمندر ہو گیا

ہی چرخ گردان ہی ترقی مین تنزل کو نہ بہول
ماہ نو ہو کر قوی کیا جلد لاغر ہو گیا

زیر پا سمٹی پہ راہ شوق جاتا مین زمین
عرصۂ کونین ذری کے برابر ہو گیا

رفتہ رفتہ محفل محبوب مین پہنچا رقیب
دخل اس ابلیس کا جنت مین کیونکر ہو گیا

بعد مدت چاہ سی نکلا جو ہمرا قاصدے
ہو کی اونچا بر مین نہان کبوتر ہو گیا

اشک بی تاثیر سی کب چہتا ہی لوث معصیت
دین گریان سی دامن شمع کا تر ہو گیا

دل سی جاتا ہی کوئی اوس شاہ خوبی کا خیال
نقش سنگ آئینہ مین عکس سکندر ہو گیا

بی تمیز دن کو تمیز حلت و حرمت کہان
خون حیض دختر رز شیر مادر ہو گیا

دیکھی پروانی جو گرد شمع یہ آیا خیال
مجمع زیر علم جانباز لشکر ہو گیا

ہون وہ گلشن جسکی جب تجلی اٹہی اسیر
مین نہ سمجھا باغبین فرش مشجر ہو گیا

کشتہ کی مژگان نی تری تیر کو چلنے نہ دیا
کام تلوار کا ابرو نی سے نکلنے نہ دیا

سر کو دھنتی نہ دیا ہاتھ کو سے ملنے نہ دیا
ضعف نی ایک بھی ارمان نکلنی نہ دیا

تاب نظارۂ معشوق کہان عاشق کو
غش نی موسی کو سر طور سنبھلنی نہ دیا

دخل پایا جو مقدر سی تو یاد ہی یہ ہوا
کہ ہوا کو بھی تری کوچے مین چلنی نہ دیا

حسن دل مین اوگا بھی جو کوئی نخل امید
کاٹ دی یاس نی جڑھ پھولنی پھلنی نہ دیا

کیسی متصعت تھی کہ خود چاہ سی نکلی یوسف
چاہ سی اپنی زلیخا کو نکلنے نہ دیا

قصد اوٹھنی کا ہم اوس بزم سی کیونکر کرتی
ادب حسن نی زانو بھی بدلنے نہ دیا

ضبط رونی کا کیا دیدۂ تر مین ایسا
لاکھ اوبلا یہ کنوان ہمنی اوبلنی نہ دیا

محتسب ہمکو ہوا ضعف ہمارا ساقی
جام کو ہاتھ پہ رعشی نی سنبھلنی نہ دیا

کچھ عجب چرخ نی اندھیر کیا ہجر کی شب
چاند کیا ایک ستارے کو نکلنی نہ دیا

اوسکی قسمت مین کہان میوۂ گلزار بہشت
ذائقہ جسکو تری تیغ کے پھل نی نہ دیا

روئی قاتل کا مین جی بھر کی نظارہ کرتا
وقفہ اتنا بھی تہ تیغ اجل نے نہ دیا

جبتلک اوس گل عارض کی نہ مضمون باندھو
رنگ محفل مین کبھی اپنی غزل نی نہ دیا

اوٹھ چلی بیٹھتی ہی آپ مری پہلو سی
دل مضطر کو ذرا تمنی سنبھلنی نہ دیا

تپ فرقت سی ہمیں جان بچای گا وہی
آگ مین جسنی براہیم کو جلنے نہ دیا

خوش خرامی کا جو آیا اونہین گلشن مین خیال
کبک سا اوس کو دو گام بھی چلنی نہ دیا

کام کیا ہی کہ چلی تابش خورشید مین تم
دوپہر کو بھی ذرا آپ نی ڈھلنی نہ دیا

کوچہ اوس زلف کا تھا بھول بھلیان شاید
کہ کسی طرح مری دلکو نکلنے نہ دیا

طوق کا جرم نہ زنجیر کی تقصیر اسیر

قید سی مجھکو نقاہت نی نکلنی نہ دیا

موئی جو ہم تو وہ تابوت کی قریب آیا
بدن سی جان جو رخصت ہوئی طبیب آیا

حضور یار جو آئی وہی ہی باعث رشک
جو غش سی آیا مین سمجھا مرا رقیب آیا

تپ آئیگی نہ کبھی اب نہ درد سر ہوگا
مری علاج کو جلاد سا طبیب آیا

گیا شباب ہوئی پیر ہی قضا باقی
جو وقت دور تہا ہمسی بہت قریب آیا

تمہاری چشم سی بادام خاک ہو ہمچشم
ازل سی لیکی یہ پہوٹا ہوا نصیب آیا

کسی کا ساتہ مصیبت مین کوئی دیتا ہی
قفس مین پہول نہ ہمراہ عندلیب آیا

بیچانہ دست ہوا و ہوس سی زاد سفر
ٹہگون نی لوٹ لیا جب وطن قریب آیا

کہو یہ حضرت موسیٰ سی ہم نہین ایسی
تمہین کو غش دم نظارۂ حبیب آیا

کمال شان کو تہا شوق کوچۂ گیسو
پہنچ گیا تو بڑی پیچ مین غریب آیا

گئی وہ بزم مین جا کی نصیب پروانہ
چمن کا قصد کیا اور عندلیب آیا

زیادہ شب سی بہی ہی ابھی جہان مین اندہیر
یقین ہی روز قیامت بہت قریب آیا

ہزار حادثہ ہین سایہ وار ساتہ مری
قیامت آئی جہان مین بلا نصیب آیا

فرشتہ زمین آیا نظر تو سمجہا مین
ہوئی حضور سی میری طلب نقیب آیا

دوای زہر فراق آب تیغ کا شربت
ہماری جان کو مین آپ ہی طبیب آیا

ملک نی آکی بشارت جنان کی دی مجہکو
لی وطن کی خبر قاصد حبیب آیا

یہ کیا سبب نہ ہوا ابتک دعا قبول ہوی
ہزار بار زبان پر ہو المجیب آیا

چمن مین تازہ ہوئی گل کھلی ہوای بہار
اسیر موسم فریاد عندلیب آیا

نوجوانی کا نہ پیری مین کبھی ہوش ہوا
خواب دیکھا تھا جو شب صبح فراموش ہوا

بعد مدت مری قسمت کا ستارہ چمکا
قطرہ اشک کسی کا گہر گوش ہوا

پا برہنہ نہ جنون مین بھی خدا نے رکھا
آبلہ بڑھ کی مری پاؤن مین پاپوش ہوا

چاہ مین پہیک کی یوسف کو نہ روئی اخوان
کیا غضب ہی نہ کبھی خون کا بھی جوش ہوا

نقد افلاس رہا اور نہ عصیان باقی
مہربان جب وہ عطا پاش و خطا پوش ہوا

جس کو دیدار دکھایا ہمہ تن چشم کیا
بات کی آپ نی جس سی ہمہ تن گوش ہوا

ٹہیک آئے یا نہ مری تن پہ کوئی اور لباس
رخت عریان بدنی زیب بر و دوش ہوا

وصل ادنا کا نہوگا کبھی اعلا سی نصیب
ذرہ خورشید سی کس روز ہم آغوش ہوا

سر مین کس اٹھی گیسو کی ہوا ہی پس مرگ
کہ چراغ آکی مری قبر پہ خاموش ہوا

پہس گئی ایسی حوادث مین عدم سی آکر
وعدہ روز ازل ہمکو فراموش ہوا

قیمتی رخت سی کیا اہل صفا کو درکار
دیکھ لو آئینہ بنتی ہی نمد پوش ہوا

بیہشی خوب تہی کچھ فکر زمانیکی نہ تہی
ہوش جاتی رہی جبسی ہمین ہوش ہوا

کون کہتا ہی نہین گرمی صحبت مین اثر
جل اٹھا پنبہ شرر سی جو ہم آغوش ہوا

رنج مین بہول گئی صحبت احباب بہی ہم
دام مین لطف چمن خواب فراموش ہوا

عشق کامل کو کہان دیدہ اغیار سی شرم
شمع سی بزم مین پروانہ ہم آغوش ہوا

تیزی ناخن بلبل سی یہ گلشن مین ڈرا
دام کو اوڑھ کی صیاد زرہ پوش ہوا

سر جو اڑتا تو بہ دی حلق بریدہ نی صدا
شکر صد شکر کہ مین آج سبکدوش ہوا

وہ مرا قلم اپنی ہی کہ جسکو ستمگر
چہچہہ باغمین بلبل کو فراموش ہوا

قحط رد تری کا زمانہ مین ہی ایسا رونا
شیر دایہ جو پیا طفل نی خاموش ہوا

فصل گل آئی جا صحبت احباب کا رنگ
باغ مین مجمع رندان قدح نوش ہوا
عمر بہر مین جو کیا جرم تعجب کی ہی جا
اونکو بہولا نہ کوئی ہمکو فراموش ہوا

حرف مدغم کی طرح اوس بت تو خط سی اسیر
پہر جدائی نہوئی جبسی ہم آغوش ہوا

دیی جا جام بہر بہر کر شراب ارغوانی کا
یہی ہی ساقیا روغن چراغ زندگانی کا
جو غافل ہی او تہا دلسی تعلق دہر فانی کا
دم آیا یا نہ آیا کیا بہروسا زندگانی کا
نپوچہو ضعف دلمین حال اشکونکی روانیکا
جہان تہا تور پانیکا وہین توڑا ہی پانی کا
پہنچکر یار تک جاتا کہون کچہہ درد دل اپنا
نہ نکلی بات تک منہ سی برا ہو ناتوانی کا
سکان باقی ملکین رخصت ہیا مشکل نشان غم کا
نگہبان دیکہی دیوار کو چہلا نشانی کا
کہڑی ہین منتظر سیکش کہ اک جلسہ ہاتہ آ گر
الٰہی خم کوئی توٹی شراب ارغوانی کا
تمہارا طالب دیدار ہو وہ صورت موسی
گوارا ہوا و تہا نا جسکو ناز لن ترانی کا
دو پیشہ آسمانی او ڑہ کر وہ روبرو آسے
الٰہی سامنا ہی کس بلائی آسمانی کا
شب تاریک فرقت نی بہت ہمکو ستایا ہی
چمکا ای مہر محشر وقت ہی یہ مہربانی کا
مسی اوسکی لب جان بخش پہ دیکہی تو سمجہی ہم
نہان ظلمات مین چشمہ ہی آب زندگانی کا
نگاہوں مین سرا کے زلف پیچ پیچی صورت ہو ست
بسیتی جسی کہتی ہین عالم ہی جوانی کا
کسی گل کا ہون کشتہ بیدماغی میری ظاہر ہی
لحد پر بلبلین کرتے ہین کیون غل نوحہ خوانیکا
وہ سیکش ہین کہ شل چشم اپنا دل ہی پر خون
یہ ساغر ہی تو وہ شیشہ شراب ارغوانی کا
کہا ہو یار نی جو کچہہ بیان کر جلد ای قاصد
پڑا کہٹکا ہون بہت مشتاق پیغام زبانی کا
چٹک کر گل نی غنچہ سی تو اوس سی یہ صدا آئی
کہ کل مرجہا جاوین مہمان ہی جو دن جوانیکا

خضر اسا جہان مین زندہ ہی نام سکندر بھی
مگر آئینہ بھی چشمہ ہی آب زندگانی کا

اسیر اپنی زبان سی گرم سب مضمون نکلتی ہین
زمانہ کس طرح قائل نہو آتش زبانی کا

سفر در پیش ہر روزہ یہ عالم ناتوانی کا
کئی کس طرح دیکھین سخت میدان زندگانی کا

نکالا چشم بد دور آپ نی جوبن جوانی کا
مبارک سامنا عاشق کو مرگ ناگہانی کا

دل خرسند اپنا ہی عجب گلزار داغون سی
خلیل اللہ کو عہدہ جہان ہی باغبانی کا

تری جو بات ہی ہرگز نہین چھپا تا آل اوسکا
چھپانا زخم کی حق مین سفر ہوتا ہی پانی کا

جوان تھی جبتلک پیری تصور مین الٰہی تھی
نظر آتا نہین اب خواب مین عالم جوانی کا

وصیت ہی کہ کشت زعفران مین قبر ہو میری
گرشتہ ہون کسی گل کی لباس زعفرانی کا

ہمین تو یاد کی زلف عرق آلود سے تارا
غلط سنتی تھی خالی زہر سی ہی سانپ پانی کا

نکلتا ہی نہین ہرگز سوا ہی جنگ کچھ منہ سی
تری باتین ہین قاتل ترجمہ شمشیر خانے کا

جہان مین نام اگر چاہی تو کر کوئی ہنر پیدا
فن تصویر سی شہرہ ہوا بہزاد مانی کا

ہماری پیاس کیونکر بجھ سکی گی اس حرارت تیز
توسی کی بوند بنتا ہی زبان پر قطرہ پانی کا

ہمین کیونکر نہ ہم صیاد خامی کو کہ سطرون سی
بچھایا ہی ورق پر دام مرغان معانی کا

بہر آتی ہی بزم ماتم مین جو چشم یار سمجھا مین
لبسیا ہی رخ بیمار پر یہ ناتوانی کا

ادب رکھتا ہی ہم ساتھ موسی کی اگر ہوتی
جواب اپنی زبان سی کب نکلتا لن ترانی کا

کسی کی سامنی جو دست خواہش وا نہین سکتا
یہ احسان عالم افلاس مین ہی ناتوانی کا

جوانی کیون تلف کرتی ہو عصیان مین خود اپنی
بہت یاد آئی گا پیری مین یہ عالم جوانی کا

یہ گھبرائی ترانی مونہہ سی نکلا حرف لن ہوتی
بناتا ہی بتا یا تمکو فقرو لن ترانی کا

بہار باغ نی مستی اسیر اپنی زیادہ کی
کہلا جو گل ہوا ساغر شراب ارغوانی کا

کہاں شہرہ نہیں عالم میں گریہ خوش بیانی کا
فغانی ایک بلبل ہی مری باغ معانی کا

تلاشی مزرع امید ہی وہ ایک پانی کا
کہو ابر کرم سی وقت ہی یہ مہربانی کا

کہا مطلع جو وصف آدم و حاتم میں سمجھی ہم
ملا اول سی بہتر قافیہ مصراع ثانی کا

تنا ور کو کہاں طاقت کہ بحر عشق میں پیرے
یہ وہ دریا ہی جس میں ہر جگہہ ہی زور پانی کا

فقط نقصان نہیں کچھہ نفع بھی ہی درد فرقت میں
گھٹایا تن بڑہایا زور رسنی ناتوانی کا

جگر لب تہا کہ ہوتی ایسی آفت میں تہہ ہم مضطر
نہیں ملتا جو دل اپنا سبب ہی ناتوانی کا

کبھی ہوتی نہ دیدار خدا کی حشر میں قائل
سمجھتی قائل رویت جو مضمون لن ترانی کا

قلم لرزی پڑی ہاتھوں میں رعب حسن سی عشق
تری تصویر کھینچیں ہو نہ ہی کیا بہزاد و مانی کا

عبث ترک فلک کو ہم سی قصد جنگ ہی تیغ ہی
اثر نالی میں ہی اپنی درفش گاویانی کا

توقع رکھنہ دینداری کی ہرگز اہل دنیا سی
نشان الفاظ مہمل میں نہیں ہوتا معانی کا

تری آگی نکھولی آنکھہ غنچہ ہی تماشا ہی گل نی
دیا شبنم نی چھینٹا لاکھہ اوسکی ہو نہ ہی پانی کا

اوٹھا سکتی نہیں دل ہی کسی صورت حسینو نسی
یہاں تک حال پہنچا ہی ہماری ناتوانی کا

اوٹھوں کا حشر کی دن بھی کفن پہنی ہوئی گلگون
کرشمہ ہوں کسی گل کی لباس زعفرانی کا

الہی خیر ہو مکتب نہ تنہا ہی کہیں مقتل
معلم ہی سبق پڑہتی ہیں وہ شمشیر خانی کا

اسیر اندیشۂ روزی جو رکہتی ہیں وہ نادان ہیں
کہ ضامن ہی خدا رزق اقاصی وادانی کا

کبھی جو ملک شہادت کا بندوبست کیا
قضا نی خنجر قاتل کو پیشدست کیا

ازل کی روز سی ہمکو خدا نی مست کیا | خراب بادۂ پیمانۂ الست کیا

وہ تیری نرگس میگون ہی صاحب تاثیر | کہ اک نگاہ مین زاہد کو می پرست کیا

وہ مست تہا کہ پس مرگ بہی قاتل نے | سر بریدہ کو قندیل دار بست کیا

جو تیری بزم مین بیٹہا وہ کوئی اوٹہا ہی | سپند نی بہی نہ مجہ سی عزم جست کیا

فراق نرگس جانا نمین چہپائی جو غذا | تو خلق نی مجہی مشہور فاقہ مست کیا

بلا سی اپنی جو برخاست ہو گیا در یار | ہمین تو اوسنی اشارہ پی نشست کیا

وہ بادہ کش ہون کہ زور شراب سو ساقی نے | شکار فیل سحاب سیاہ مست کیا

فلک کا قصد تہا پائی جگہ زمین کی تلے | اجل نی حوصلہ کیا سر کشونکا پست کیا

خدا کو بہی ہی طمع ناگوار بندون کی | سوال جسنی کیا اوسکو زیر دست کیا

ہوا حریص کو جز خاک گور کیا حاصل | عبث تمام زمانی کا بند و بست کیا

زمین پہ مین ہون تو تحت الثری مین اوسکی جگہ | زیادہ مجہ سے بہی طالع کو میری پست کیا

عبث نہین تری بالی کی مچہلیان بیتاب | کہ دیکہہ کر خم گیسو کمان سی شست کیا

ہوئی جو مستی تو آیا خیال ہستی دوست | خودی کی ترک نی ہمکو خدا پرست کیا

جنون کی جوش مین سیلاب کی چلی ہمراہ | کبہی نہ خوف طریق بلند و پست کیا

رہا جو پیش نظر رنگ لی تہا سستی وہ | سہر و فتح نہ ہمنی غم شکست کیا

ہوا سی رب نہ کسی کو جہان مین رب بہی
اسیر ہمنی وفا وعدۂ الست کیا

مصرع ہو کیون نہ گرم مری آہ سرد کا | مضمون بندہ گیا نہین پہلو نی درد کا

رکہتی ہین خاکسار تلون سی احتراز | سایہ بہی ایک پیرہن جسم و زرد کا

زاہد شراب خوار کدورت سے ہین بری
اوٹھنا ہمین ترے سے ہے دشوار گرد کا

سمجھے یہ ہم زمین سے اوٹھا جو گرد باد
چکر مین تھے ہری کسی صحرا نورد کا

کیون کر چھپے نگاہ ظلم سے ترک فلک کا دل
ہٹ جور تونکی پائی جگر اسنے مرد کا

تختہ مری لحد کا نشانہ بنا ہے
ہو توڑ دیکھنا جو پینچی کی فرد کا

پرسون پیا ہے آب ملا کر شراب مین
چکھا ہے ہمنے خوب مزہ گرم و سرد کا

جو لوگ زرد ہو کے ترے غم مین مر گئے
جنت مین قصر پائین کے یاقوت زرد کا

بجھ جائے گی تمام جہنم کی نار گرم
جھونکا کوئی چلا جو مری آہ سرد کا

مین کچھ نہین مگر ہے سخن معتبر میرا
سچ ہے کہ نام مرد سے بہتر ہے مرد کا

کشتہ ہون بدعت فلک نیلگون کا مین
تھے مری مزار پہ ہو لاجورد کا

کیجیے سوال بھی تو در سفلہ پر نہ بھی
احسان کیجیے جو گوارا تو مرد کا

بولا وہ شوخ اپنے مریضونکو دیکھکر
سو کہا ہوا یہ نسخہ ہے گلہاے زرد کا

کس کس کو خاک مین نہ فلک نے ملا دیا
نوشیروان کا ہے نہ پتا یزدجرد کا

پڑتی ہے جان اوس مین بھی اعجاز سے ترے
پتلا کرے ہین جو وہ کاغذ کی فرد کا

ممکن نہین کہ ہمکو زمانہ دبا سکے
رستم سے زال قصد کرے کیا نبرد کا

جبتک نصیب فرقت جانان رہی اسیر
دیوان مطالعہ مین رہا میر درد کا

ہر خاکسار صاحب توقیر ہو گیا
پارہ ہوا جو خاک تو اکسیر ہو گیا

زندان خیال زلف گرہ گیر ہو گیا
زنجیر مجکو سایہ زنجیر ہو گیا

سیر چمن سے کی تھی کہ نخچیر ہو گیا
نکلے جو بال و پر بہدف تیر ہو گیا

زخم بدن نے شستگی ہی اتنا تو خون دیا
رنگین حنا سے ناخن شمشیر ہو گیا

کیون ہمنے آہ موں نہہ سے نکالی غضب کیا
برہم مزاج زلف گرہ گیر ہو گیا

تربت پہ بھر نہ آیا وہ سیم تن
مرنا ہمارے واسطے اکسیر ہو گیا

پوچھو نہ عشق ابروے قاتل مین حال دل
اس سرزمین پہ قبضۂ شمشیر ہو گیا

حیرت ہوئی یہ اوسکی نظارے سے خلق کو
عالم تمام عالم تصویر ہو گیا

زائل ہوا نہ سردی ایام کا اثر
کہا یا جو داغ قرص طباشیر ہو گیا

غازہ ملا تو اوسنے کیا اور قتل عام
چہرہ چمک کی صورت شمشیر ہو گیا

بیٹھے ہین جا کے پہلوے زاہد مین تیری مست
مسجد کے پاس میکدہ تعمیر ہو گیا

دیکھوں ہو عکس عدو بھی حیرت حضور یار
تصویر کو مین دیکھ کے تصویر ہو گیا

پہنچا نہ اشک گرم مژہ تک زہے کرم
قصر گھر بہشت مین تعمیر ہو گیا

کی عاجزی جو ہمنے گئی سرکشی نفس
یہ دیو اس لباس مین تسخیر ہو گیا

دکھلا کے اوسنے خال رخ اپنا چھپا لیا
پنہان چمک کے اختر تقدیر ہو گیا

جبتک مین نوجوان تھا وہ کمسن تھی طفل تھا
اب وہ ہوے جوان تو مین پیر ہو گیا

کوچ و مقام ایک ہی اس راہ مین اسیر
گھر بن چکا کہ مقبرہ تعمیر ہو گیا

جھوکا ہوا کا تا کشتگیر ہو گیا
لب ہل گئی تو وا در تاثیر ہو گیا

مجھ سے جہاں جو یار مین تسخیر ہو گیا
قد خمیدہ حلقۂ زنجیر ہو گیا

تدبیر سب کو تہی نہ چلی وصل یار کی
انجام اسکا رقائل تقدیر ہو گیا

جا یئنگی اوسکی صحبت اچھا چھے کہان
الفت کا سلسلہ مین زنجیر ہو گیا

کشتہ غرور اہل جہان نی کیا مجھے
نخوت سی جو کہچا مجہی شمشیر ہوگیا

دولت ہماری ہاتہ جو آئی تو نام کو
مٹی بگڑ کی نسخہ اکسیر ہوگیا

گہونٹا گلا جنون نی گریبان کی طوق نی
دامن لپیٹ کی پاؤن مین زنجیر ہوگیا

روز ازل سی قسمت ظالم مین ہی نہ دا
کس دن جوان تہا کہ فلک پیر ہوگیا

پہنچا جو اوس گلی مین مرا مرغ نامہ بر
بجلی برنگ طائر تصویر ہوگیا

خال عذار یار سی کیونکر عجب نہ ہو
ہندو کا گہر بہشت مین تعمیر ہوگیا

آتی نماز شام مین کیون ہی دیر کی
دروازہ سیفہ روش کا تکبیر ہوگیا

کی یار نی جو غیر کی جانب نگاہ لطف
اپنی جگر سے پار یہان تیر ہوگیا

پائی نجات رحمت تدبیر سے چہٹا
اچہا رہا جو قائل تقدیر ہوگیا

لی یار کب چمن مین معطر ہوا دماغ
سونگہا جو پہول کو گل تصویر ہوگیا

برباد جب جنون نی لیی سیکڑون مکان
آباد ایک خانۂ زنجیر ہوگیا

گردن پہ کیون وبال لیا سر کو کاٹکر
تقصیر وار شمع کا گلگیر ہوگیا

خاک شفا اوسی کی ہوئی خاک ای اسیر
جا کر جو ساکن در شبیر ہوگیا

جا سکا پہر نہ میری گہر جو وہ جانے آیا
رحمت اللہ کی آئی کہ یہہ پانے آیا

آرزو آنکہون نکلی نہ کبہی کانون سے
نہ خط یار نہ پیغام زبانے آیا

لاکہہ کہینچا دہن تنگ کا نقشہ نہ کہچا
تنگ کیا کیا تری تصویر مین مانی آیا

ہمت عشق سے نے فرہاد سی کٹوائی پہاڑ
پیر کی بازوُن مین زور جوانی آیا

گندہ ہا وسمہ آئینہ رو کا مری زندانہ ہوا
سیر ظلمات کو اسکندر نادانے آیا

جان آب دم شمشیر سے بچتی کے نہیں
ڈوبتا ہوں کہ گلی تک مری پانی آیا

تیغ بنکر رخ قاتل سے لئے گیا دل زخمی
دھیان گیسو کا پئے مشک فشانی آیا

نشئہ بادہ ہوا غازہ رخ گلگون کو
رنگ پر اور ترا باغ جوانی آیا

میری نزدیک گیا باغ سی زندان مین گذر
جو عدم سی طرف عالم فانی آیا

اک جہان ہوگا خریدار زلیخا کی طرح
سر بازار جو وہ یوسف ثانی آیا

حق تو یہ ہی کہ کیا موت نی احسان مجھپر
قبر پر یار پئے فاتحہ خوانی آیا

بیوفائوں مین بہی ہوتا ہی وفادار کوئی
کام مسلم کی بہت کوفی ہین مانی آیا

سو کبھی دھانو نہین ہماری کبھی پانی نہ پڑا
کبھی پوشاک پہنکر نہ وہ دھانی آیا

بزم مین دیکھ کی عاشق کو وہ کیا کہتی ہین
کوئی پوچھی تو کہان یہ خفقانی آیا

وصف اوسکی رخ سیمین کا لکھا مین نی اسیر
آج قبضہ مین مری گنج معانی آیا

جب کسی جانب چلا مین زار جل کر رہگیا
اپنی دروازی سی بس باہر نکل کر رہگیا

حرص تھی مثل ہمسن بچا کہ آخر ای حریص
خوان نعمت اوٹھہ گیا تو ہاتھ مل کر رہگیا

کس جگہہ کی ہمجانو تکی مقدر سے کمی
میان سی وہ نیمچہ آدہا او گل کر رہگیا

دیکھنا قسمت لگا ہی ایک بھی مجھپر نہ چوٹ
تیری ۔۔ قاتل عالم بدل کر رہگیا

ہے پیام مرگ عاشق کی لیی وصل حبیب
شمع تک پہنچا جو پروانہ تو جل کر رہگیا

چھا گئی حیرت یہ اوس بالکی مچھلی دیکھکر
جوشش دریا رک رہا میدہا اوچھل کر رہگیا

ہوگیا پہلے ہی امر اصل تمنا کس طرح
بیچ رہا بجلی سی تو پانی سی جل کر رہگیا

دست و پا ہی یار مین جب عجز نی جنبش ...
آگ سی دل مین لگی میں ہاتھ مل کر رہگیا

قصد اوٹھنی کا تو تھا اوسکو ہماری پاس سی
چار آنکھیں ہو گئیں زانو بدل کر رہ گیا

گرمی خورشید روی یار کا دیکھو اثر
برف کی مانند آئینہ پگھل کر رہ گیا

لب نی کی معجز نمائی بچ گیی وصلتین جان
سحر مجھپر نرگس جادو کا چل کر رہ گیا

گریہ مجنون سے خاک نجد ای لیلی تہی گل
خیر گذری پاؤن ناقی کا پہسل کر رہ گیا

کام کیا وحشت مین آی گرمی داغ فراق
تن مرا اولی کی طرح پہیر پگھل کر رہ گیا

کیسی کیسی گل تر انکی جور سے مرجہا گیے
پتا پتا اس چمن کا ہاتہ مل کر رہ گیا

جم گیا کیا رنگ غربت سیا نسی نکلی تیغ
آستین ہی ہاتہ قاتل کا نکل کر رہ گیا

جسم خاکی پہر نہ نکلا گور مین جا کر اسیر
کیا کہون کسطرح سانچی مین ڈہل کر رہ گیا

زبان خاموش رکھا ای دل قابو ہو نہ شمشیر زن کا
حقیقت مین ہی زنگ کار دان جاسوس رہزن کا

وہ ہون راحت رسان خلق مرکر بہی حسرت ہی
چراغ اگر کوئی مفلس وٹہا لیجای مدفن کا

معاذ اللہ کیا زخم زبان خلق کاری ہے
لگی شمشیر مین بہی کاٹ ہی شمشیر آہن کا

کسی لعل مسی آلود کی تعریف لکھتے ہین
دوات اپنی قلمدان مین ہی گویا پہول سوسن کا

نہین ای چرخ بعد مرگ حاجت شامیانہ کی
کہ مدفن کو مری کافی ہی سایہ نخل مدفن کا

نہین عریانی وحشت مین فکر پیرہن لیکن
کبہی آنکہین جو روتی ہین خیال آتا ہی دامن کا

خدا وندا ہمین بہی دیدۂ احول عنایت کر
مگر دیکھا نہ مشکل رہی اوس دوستی دشمن کا

خیال زلف ہی کیونکر میری آنکھونمین آتا ہے
کہ دستہ بند کر دیتا ہی گلہای ریاحین کا

صبا کو تا آیا رحم میری ناتوانی پر
کہ مٹی جسکی ناحق بہید ڈالا اسکی مدفن کا

ادہر بہی یا سکی قدرت لو سر پہی یا مٹی تہت
ترا خنجر ہے پیاسا خون کا مین تشنہ گردن کا

کہیں لوہو نگر ہماری تیغ قاتل جا نہیں سکتا
پڑا ہی پاؤن نہیں بہندا مری رگہای گردنکا

زمانہ دی اگر راحت پیام مرگ جان اوسکو
کہ جلوہ از ہر سے خالی نہیں ہی دست سوزن کا

روئی کو کاٹتی ہی تیغ لیکن سخت مشکل سے
جو نرمی ہو طبیعت مین چلی کم زور دشمن کا

فراق یار آسان ہی وصال یار مشکل ہے
نکل کر شیر سی دشوار پہر ملتا سی روغن کا

جو اہل حرص ہین نعمت سی بہی محروم راحت ہین
دہان بند ایکدم کہلتا نہیں ہی گاو خرمن کا

اسیر اس باغ مین ہی کون طائر خوشنوا ایسا
جلا جل ہی ہر اک پتا مری شاخ نشیمن کا

بہار آئی ارادہ قید خانہ سی ہی گلشن کا
اثر باندہ پاؤن کی بیڑی او تار وطوق گردنکا

سپید ایسا ہوا خون خوردگی ہاری مری تن کا
کہ پردہ حشر کی دن رہ گیا قاتل کی دامنکا

چمک کر برق آفت اب جو آئی کی تو کیا لیگی
نہ پہوڑا چہ بیٹھون نی اکیدانہ میری خرمن کا

نہ بہی ساقی نی مجہکو جم و مینا سی کیا شکوہ
قصور اس تنگدل کا ہی نہ اوس کوتاہ گردنکا

وہ ہوا ن چہایا ہی ایسا آہ کا گور غریبان پر
فرشتون کو نہیں ملتا ہی رستہ میری مدفن کا

کبھی ممکن نہیں زنہار اسکی غیر افزائش
یہ داغ دل ہی یا وہ ہبا کسی دیبا مین معدن کا

جگر مین چہید ہون مجہسی تو پائی مرتبہ انسان
کبھی خواہاں نہیں خیاط بلی سوراخ سوزن کا

نہیں تنہا ہم اوس لعل سی آلودگی وحشی
گریبان چاک ہی گلزار مین گلہای سوسن کا

قدم سی جو لگی ہین آج کل رنگینی حنا اپنا
کہ نعل آہنی دیکہا ہی آلہ داغ لوہن کا

دم قلیان کشتی اوس ترک کو نکر پسند آئی
نہ سونی کا نہ چاندی کا ہی چنبر میری گردنکا

گلا کیا خشکی ایام کا کرتے ہین پیدا سے
اثر ہی ایک اشک شمع مین ہی موم روغن کا

نہ کیونکر اہل دنیا ہون مطیع نفس امارہ
کہا اس دوست مین بچنا مشکل ہی دشمن کا

بسان شمع کل تک دل مرا جسنی جلایا تھا
وہی گل آج پروانہ ہی میری شمع مدفن کا

وہی دل زندہ ہی چھپری جیسی سوی مژہ اوسکا
گھڑی کی زندگانی جس طرح چلنا ہی سوزن کا

کسی کو بیچ مین دیکھا دل اپنا رحم سے ٹوٹا
تختہ گرداب دریا تنگ ہی ہمکو ملاخن کا

کڑی جو ہین کڑاین چاہیئی ادن سی ضرور اہل
کہ آہن سی جہان مین ٹالنا ممکن ہی آہن کا

اثر جس مین نصیحت کا نہو محنت بہی ضائع ہی
دباغت سخت دل کی کوٹنا ہی سرد آہن کا

سمونکی ٹاپیونکو کیون نہ کہیئی مردم آبلے
قدم دریا ہی شل اسپ کشتی اوسکی توسن کا

مین پروانہ ہون اوسکا جس جگہہ ہی نور صورت
بجھا دیتا ہی دل میرا بجھانا شمع روشن کا

تماشا ہی بہار تیرہ بختی بعد مرگ اپنے
چراغان لحد یا تختہ ہی گلہای سوسن کا

جو نیند بش صاف ہو معنی سمجھ مین سبکی آتی ہین
کہ پڑہنا کم سوادون سی ہی ممکن دو ہی روشن کا

سوائی دردسر فہمایش جاہل سی کیا حاصل
گرفتاری مصیبت ہی معلم طفل کودن کا

اسیر اہل جہان کیونکر دلی سمجہی نہ گردون کو
کوی دانہ نہین ملتا کسی کو مہ کی خرمن کا

ہو گیا جزو بدن جائیگا اب کیا سودا
مرد مک آنکہون مین ہی دلمین ہی سویدا

عاشق زلف ہون جکڑو نہ سلاسل مین مجھے
یہ جنون کوئی جنون ہی نہ یہ سودا سودا

بوسہ مانگا لب شیرین کا وہ بہت تلخ ہوا
سچ ہی کڑوا ہی بہت راہ خدا کا سودا

تنگ آیا ہون بہت شہر کی آبادی سی
لیچلے کاش مجھی جانب صحرا سودا

لی کی دل یار نی بوسہ جو دیا سمجھا مین
سستی مولون مجھی ہاتھ آگیا مہنگا سودا

چار اخلاط ہین اندوہ و غم و رنج و الم
خون بلغم ہی مری تمین نہ صفرا سودا

حسن کی جنس گران نقد دو عالم کم وزن
تیری کانہ بنی گا نہ بنیگا سودا

عاقلون سی ہی قیامت مین عمل کی پرسش
ایسی ہشیاری سی دی بار خدایا سودا

بیڑیان پاون کی موجین ہین تو گرداب ہی طوق
اپکی ایام بہاران مین ہی دریا سودا

داغ کرتا ہی مقابل مری داغون سی جو تو
ہی مقصر تجہی ای لالۂ صحرا سودا

اوسکی زنجیر سی بھاری ہی ہماری زنجیر
وحشت قیس سی بڑہ کر ہے ہمارا سودا

گلبدن غنچہ دہن گرد رہا کرتے ہین
ہمکو گلشن کا دکہاتا ہی تماشا سودا

الفت گیسوی مشبر رنگ کا ہمکو ہی مرض
کیون نہ تجویز کرین سارے اطبا سودا

ہتکڑی ہاتہین ہی پاؤن مین زنجیر ہی تنگ
مرگ کی بعد مری ساتہ ہی میرا سودا

اب نہ روتا ہون نہ کرتا ہون گریبان تنگ سی
یار کی آتی ہی جاتا رہا سارا سودا

شعر کی فکر سی کیا غیر ہون آگاہ اسیر
میری ہمدرد ہی دل سوز ہمارا سودا

اپنی ہی کا قاتل خون خوار ہو گیا
نقشہ ترا کہینچا مجھے تلوار ہو گیا

قاصد روان ہی جلد سوی یار ہو گیا
دو پر لگا کی جعفر طیار ہو گیا

ملنا گلی ہی یار کی دشوار ہو گیا
اوس در تلک پہونچکی مین دیوار ہو گیا

تو نے کہا نام مین لی لیا کیا غضب کیا
بیہم مزاج حضرت خمار ہو گیا

وحشی وہ ہون مجہی جو ہوئی خواہش ثمر
چہالون سی پاؤن شاخ ثمر دار ہو گیا

عاشق کیا نصیب ہی طفل طبیب پر
دار الشفا مین جاکی مین بیمار ہو گیا

زینت بڑہی جو یار کی چہری کا خط بنا
آگی تو گل تہا اب گلزار ہو گیا

کیون کر ڈری نہ میری نقاہت سی تیر چرخ
قد خمیدہ سی مین کمان دار ہو گیا

مارا پڑا جہان مین مین اپنی نصیب سی
بخت سیاہ مجکو سیہ کار ہو گیا

ممنون تہا کسی کا جہان مین تو تہا یک
احسان اوٹہا کی منت گرانبار ہو گیا

وہ ماہ چہرہ ہی کہ تیری تلاش مین
گردون پہ قطب کوکب سیار ہو گیا

اوجہل نگاہ سی نہین ہوتا ہی ایکدم
کیا آئینہ مصاحب سرکار ہو گیا

وحشت مین مجکو کیا ہی سواری کی احتیاج
اوٹھا جو گرد باد ہوادار ہو گیا

چمکا یہ تیری رنگ طلائی سی اے صنم
سونی کا تار رشتۂ زنار ہو گیا

فالج کا مادہ ہی مگر بار عشق سے
جس پر گرا وہ عضو بیکار ہو گیا

پیری مین دور ہو گئی سب غفلت شباب
سویا مین شب کو صبح کو بیدار ہو گیا

اوس چشم سرمگین سی محبت ہوئی اسیر
کاجل کی کوٹھری مین گرفتار ہو گیا

سینی کا چاک چاک در یار ہو گیا
رخنہ جگر کا رخنۂ دیوار ہو گیا

آخر رہ جنون مین یہ مین زار ہو گیا
ذرہ بدن پہ کوہ گران بار ہو گیا

قید آئینہ مین عکس تن زار ہو گیا
جوہر کی سلسلہ مین گرفتار ہو گیا

نقصان کیا ہوا جو کیا تم نی در کو بند
داخل مین گھر مین پہاند کی دیوار ہو گیا

اللہ ری شوق خط بہی نہ بہیجا گیا تمام
قاصد کمر کو باندہ کی طیار ہو گیا

ہای کسطرح جیسی ملا خلعت حیات
زخم گلو گلی کا مری ہار ہو گیا

ہوتی نہین دعا و دوا کوی کارگر
ثابت نہین کہ کیا مجھی آزار ہو گیا

آئی پسند دل کو جو حیدر کی پیروی
مومن مین توڑ کر بت بیدار ہو گیا

دل تہا جو آئینہ اثر عشق زلف سی
تاریک مثل روی گنہگار ہو گیا

آمد سی کسکی ہی یہ گل افشان چراغ گور
پہولون کا میری خاک پہ انبار ہو گیا

گلدام مین گیا تری زلف رسا کا دام
ہر داغ دل مرا جو گرفتار ہو گیا

فردوس مین پہنچ کی جو یاد آگئی وہ زلف
گیسوی حور مجھکو سیہ مار ہوگیا

مضمون جو کوئی دیدۂ گریان کا بندہ گیا
دریا مرا سفینۂ اشعار ہوگیا

کوچی مین اوس پری کی جو پہنچا جنون ہوا
آسیب مجھکو سایۂ دیوار ہوگیا

آخر یہ رفتہ رفتہ وہ گیسو ہوا دراز
عمر خضر بنا شب بیمار ہوگیا

احسان راہزن کا ہی رخت سفر لیا
ہم تو سبک ہوی وہ گران بار ہوگیا

دنبالہ کسکی سرمی کا آیا چمن مین یاد
اژدر عصای نرگس بیمار ہوگیا

گھبرا یہ مجھکو آگئی مقدر کی پیچ سی
مین بھی اسیر نقطۂ پرکار ہوگیا

ہوا جو خاک بدن ساغر شراب بنا
ہزار شکر کہ ذرہ سی آفتاب بنا

عروج بخت خرابی ہی کوی الفت کی
بگڑ گیا جو یہان وہ مری حساب بنا

ہوا شکست سی ہم میکشون کا کیا نقصان
سبو جو ٹوٹ گیا ساغر شراب بنا

نہین جو قبر کسی ناتوان کی دریا مین
تو سطح آب پہ کیون گنبد حباب بنا

بہت قریب اجل ہی کہو یہ منعم سے
مکان کی ساتہ کوئی مقبرہ شتاب بنا

وہ کشتہ تہا مین کسی جامۂ معطر کا
کہ سنگ گور سی بھی شیشۂ گلاب بنا

گرا جو پاون پر اوس شہسوار کی مین ضعیف
تن خمیدہ مرا حلقۂ رکاب بنا

کیا جو خالق عالم نی خلق دل میرا
خلیل نی یہ کہا کعبی کا جواب بنا

ہماری گھر سی در میکدہ تلک زاہد
سڑک بنی کہ کوئی جادۂ ثواب بنا

اجل نی دی ہمین مہلت نہ عہد طفلی مین
ہوا جنازہ جو گہوارہ بہر خواب بنا

تڑپ کی لاشہ گرا پاس اسپ قاتل پہ
پلک کی کام مرا وقت اضطراب بنا

مکان یار بنا جب کہا فرشتون نی
زمین یہ عرش علی کا یہ جواب بنا

جو یاد گوہر دندان مین ہم ہوی گریان
گرا جو آنکھہ سی آنسو دُر خوشاب بنا

سوا ہی سیل حوادث ہی خاک تیا مین
نہ ایکدم کو مکان صورت حباب بنا

رہا جو بعد فنا اشتیاق بادہ کشی
اسیر خاک سی میری خم شراب بنا

طاعت مین دہیان ہی کسی قد دراز کا
اغلب یہی ہی لکن ہماری نماز کا

کشتہ ہون بسکہ یار کی قد دراز کا
سایہ مری مزار پہ ہی سرو ناز کا

توپین برج توپ کی گولی مین مہر و ماہ
ہی چرخ پر گمان ہمین حقگی جہاز کا

مسجد کو میکدی سی نہ زاہد بُلا مجھی
تخمین کیا ہی وقت تو آتی نماز کا

فرقت مین یون مرون کہ نہو موت کو خبر
ایسا خیال ہی مجھی اخفای راز کا

یارون سی کہدو گہر کو چلی جائین بعد دفن
تخلیہ ہو کہ وقت ہی راز و نیاز کا

منظور ہو مثال تو طوبی سی دون مثال
مضمون بلند چاہیی قد دراز کا

محشر مین کس نشان سی اٹہی ہون واہ واہ
کشتہ ہون تیر غمزہ و شمشیر ناز کا

محمود کو ہی کیا دل گم گشتہ کی تلاش
چہانی تو جا کی کوچہ گیسوی ایاز کا

عالم مین موجزن ہو جو دریای معصیت
کوثر ملک سی تر ہو مری جانماز کا

زنجیر و طوق موم کی صورت پگہل گئی
اللہ رے سوز نالۂ آہن گداز کا

ہر دم او ترلی چڑہتی کا کوٹہی پہ کیا سبب
کچھ دہیان ہی جہان کی نشیب و فراز کا

دل صاف اگر نہین تو عبادت سی کیا حصول
ظاہر ضرور چاہیی جامہ نماز کا

کیا آشنا ہی اہل صفا ہو جہان زشت
بد شکل قدردان نہین آئینہ ساز کا

زیبا ہی فتنی اس سی جو پیدا ہین قد ترے
دور فلک ہی دور تری پیشواز کا

طول شب فراق جو دیتا ہی دلکو رنج
یہ بھی اشارہ ہی تری زلف دراز کا

سر غیر کا جھکا ہی تری پاؤن پر تو کیا
ہوگا نہ کچھ ثواب ریائی نماز کا

زیبا ہی صرف ہون جو مری استخوان تن
ہی نوخطون کو شوق قلمدان کی ساز کا

طاعت ہی جسکا نام وہ ہی حبس دائمی
چھٹتا ہی بعد مرگ سفید نماز کا

شاہ و گدا ہین محفل شعر و سخن مین ایک
اس میکدی مین دخل نہین امتیاز کا

مطرب سنائی مجکو جو در پردہ وہ صدا
جاگیر پای ملک عراق و حجاز کا

نیرنگیان طبیعت جانان کی دیکھ کر
دم بند ہی زمانۂ نیرنگ ساز کا

مال و متاع دہر کی پروا نہین مجھے
ہون بی نیاز شکر ہی اوس بی نیاز کا

خزین تیرا سوائی خلعت ماتم نہین لیتا
گدا تیرا خطاب خسرو عالم نہین لیتا

کسی کا نام میرا دیدۂ پرنم نہین لیتا
خط اوسکو کس طرح لکھون کہ پانی دم نہین لیتا

جو وسعت رزق کی چاہی تو استغنا کی عادت کر
زیادہ دیتی ہین حصہ اوسی جو کم نہین لیتا

رہون ہی باغبان چندی مین گلشن مین تو کیا
زرگل مین غنچہ گوہر شبنم نہین لیتا

سنا سبحان زاہد وہ سبحہ ہی کہ کچھ کر جانا
نہان ہوتا ہی کچھ کچکا مسافر دم نہین لیتا

وہ زخمی ہون کہ بیٹھی درد مین پانی ہی
کہ بہولی سی ہی نام بخیہ و مرہم نہین لیتا

برابر گردنین عشاق کی کٹتی ہین مقتل مین
جو اوسکا ہاتھ رکجاتا ہی خنجر دم نہین لیتا

کوئی یہ بہر واعظ جو شیخی ہین مسیحی غم
وصال یار کا جب تک کہ نقشہ جم نہین لیتا

وہ عالم بخش ہی کیا جود دل کشا ہی حق حق
نری ہمت ہی ایسی ہین دو کی حاتم نہین لیتا

اوٹھاتی ہو عبث تم تورہ تعزیر ستین پر
کبھی بل کی حضور طرہ پر خم نہین لیتا

کیا بیقرار ایسا دور دور چشم ساقی نے
کہ کوئی کوزیون کی سون جام جم نہین لیتا

کہان تک ہجر کی باتین عیان روز قیامت ہو
کبھی ایسا حرارہ نیر اعظم نہین لیتا

مری جنت مین جا بیٹھی فرشتی کیون ہین حیرت مین
ذرا سوچین تو کیا مین ترکۂ آدم نہین لیتا

وہ زخمی ہون کہ عادت ہی مجھی ایذا اوٹھانی کی
سوائی مشک زخمون کی لیی مرہم نہین لیتا

یہ نفرت وصل سی وہ طفل رکھتا ہی کہ ہو کیسا
جو دیتا ہی کوئی بادام اوسی توام نہین لیتا

بڑی وہ مرد ہین چلتی ہین جو میدان تقصیر
یہان کس روز ٹھوکر توسن رستم نہین لیتا

ترا چہلا جو پایا ہی دماغ اسدرجہ عالی ہے
سلیمان نذر دیتی ہین تو مین خاتم نہین لیتا

تمول کو غنیمت جان منعم خیر جاری کر
زمانہ گردشین لیتا ہی پر ہر دم نہین لیتا

اسیر اوسکی گلی مین کیون بجاؤن دوڑ کر گہر سی
دل بیتاب پہلو مین قرار اکدم نہین لیتا

وہ رحم دل ہون غیر مرا حال ہوگیا
کانٹا کبھی جو راہ مین پامال ہوگیا

جب دم عیان وہ کودک قوال ہوگیا
محفل مین صوفیون کا عجب حال ہوگیا

صد شکر آج شام سی آیا وہ ماہ وش
تابان ہمارا کوکب اقبال ہوگیا

اوفہ یہ ربط قاتل و مقتول کا ہی رنگ
دامان زخم تیغ کا رومال ہوگیا

اوس مہ کو میری پاس جو دیکھا دم سحر
غصی سی آفتاب کا منہ لال ہوگیا

ممکن نہین ہی اب کہ فرشتی بھی پڑھ سکین
ایسا سیاہ نامۂ اعمال ہوگیا

سر رکھ کی پاؤن یار پہ رویا مین اسقدر
گرداب بحر حلقۂ خلخال ہوگیا

ذکر اور ساتھیون کا رہ عشق مین ہی کیا
دل سا عزیز جان کا جنجال ہوگیا

گریان وہ ہون کہ آئی جو صحرا مین میری موت
رویا یہ ابر آکی کہ غسال ہو گیا

اوس رشک ماہ سی رمضان مین ہوا جو وصل
ہر روز مجکو غرۂ شوال ہو گیا

لکہا جو وصف یار کی کندن سی رنگ کا
کاغذ بسان کاغذ زرسال ہو گیا

جن و ملک سی بڑہکی ہی انسان کا مرتبہ
یعنی یہ بار عشق کا حمال ہو گیا

پیری مین ہم سی خاک مضامین نو بندہین
بی بر ہوا جو نخل کہن سال ہو گیا

کنگہی کی جا بتاتا ہون کہ توڑینگی دانت وہ
بیکا جو گیسوون کا کوئی بال ہو گیا

بیچی درم مین اشرفیان اشرفی کی پہول
گلزار بہی بہار مین ٹکسال ہو گیا

پیری نی آکی زور جوانی کا کہو دیا
رستم تہا دل مرا مگر اب زال ہو گیا

سہما شب وصال صدا سنکی دل میرا
گھڑیال اسکی واسطی گھڑیال ہو گیا

طول فراق یار سی ہی زندگی وبال
روز ایک ماہ ماہ مجہی سال ہو گیا

ہر مو تر لوٹتا ہی یہ داغون سی آگ پر
دل ہجر یار مین حسن ابدال ہو گیا

بی یار جاکی باغ مین آنکھین دل نہ ہنسا
[illegible]

کیا رنگ پان سی یار کی دندان چمک گئی
یاقوت سان ہر ایک گہر لال ہو گیا

لیٹا جو پاسی یار سی مین ناتوان اسیر
تن خمیدہ حلقۂ خلخال ہو گیا

ہر جا پسند خلق کو میرا چلن رہا
کعبی مین شیخ دیر مین مین برہمن رہا

کس روز اپنی دل مین نہ داغ محن رہا
بخت سیاہ لالہ صفت جز و تن رہا

بلبل کی اب قفس سی رہائی ہوئی تو کیا
وہ بوی گل رہی نہ وہ رنگ چمن رہا

جہوٹی کسی کی بات نہ پوچھی تمام عمر
اپنی وطن مین بہی مین غریب الوطن رہا

اوس چشم شوخ سی نہ غزالونکی چل سکی
شیر دن کا بلکہ نشہ جرأت ہرن رہا

عریان تنی مین پردہ نقاہت نی رکھہ لیا
پنہان نظر سی روح کی صورت بدن رہا

پانی نہ ایک قطرہ ملا اسپہ رات دن
پیاسون کا جھمگھٹا لب چاہ ذقن رہا

رخصت ہوا وہ مہر تو تا شام صبح سے
اپنی سیاہ خانہ مین سوچ گہن رہا

جبتک کہ ہم جیی کبھی بھولی نہ موت کو
تکیہ مین مرتی مرتی ہمارا کفن رہا

اہل وطن سی شوق ملاقات رہ گیا
موت آئی جب قریب ہمارا وطن رہا

ٹکڑی اوڑائی دست جنون نی ہر رنگ گل گیا
ثابت کبھی نہ تن مین مری پیرہن رہا

ای عشق زلف تجھہ سی ہی نقصان کیسکا
ہر روز کچھہ نہ کچھہ تری سودی مین بن رہا

ہم دل سی ہم سخن رہی دل ہمسی ہم سخن
خلوت مین بھی مکالمۂ انجمن رہا

دونون کو ہی زوال یہان حسن ہو کہ عشق
شیرین رہی نہ ولولۂ کوہکن رہا

وقت سخن جو بیدمی اونکی کہل گئی
اہل سخن کو کچھہ نہ مقام سخن رہا

مشتاق مرگ کون ہی مجھسا جہان مین
باندہی ہوی مین سر پہ ہمیشہ کفن رہا

جنت مین قصر لعل و زمرد ملی اسیر
اسوجہ سی کہ عشق حسین و حسن رہا

جھکایا سر ہوا رتبہ میسر مجکو عابد کا
کمان تیغ قاتل پر ہوا محراب مسجد کا

وہ طائر ہون کہ ہی بالکل طریقہ مجھمین عابد کا
نشیمن ہی منارہ آشیان گنبد ہی مسجد کا

نہ ہو آزردہ سیر گل کو آیا مین جو گلشن مین
بہت مشتاق تہا ای عندلیبان نالہ وارد کا

سنا ہی غیرت نوشاہ ہی وہ حسن و خو مین
چلون مثل سکندر مین بدل کر بہیس قاصد کا

ضیا چاہی تو دل مین حرص دنیا کو نہ آنی دی
چراغ ایسا نہ ہو یہ سگ اوٹھا لیجای مسجد کا

ہوئی میخانہ ہولی کھیلنے کو مست آئی ہیں ۔ بنالا رنگ ساقی زردی رخسار زاہد کا

شہادت نامہ لکھو دیر کو شاید وہ خط لکھی ۔ عدم کا قصد ہے پر انتظار اب ہے قاصد کا

نانہ پڑھنے کو جو وہ گاہ وہ نہیں آتا ۔ موذن کی نظر میں خار گلدستہ ہے مسجد کا

نہیں کچھ عذر ہمکو دولت دنیا لینے میں ۔ خدایا پر نہیں دل کو گوارا رنج حاسد کا

سمان کا حال آتا ہے نظر سب فیض ساقی سی ۔ ہوئی جمشید ثانی ہم پیالہ لی کی مرشد کا

سزا دی خوب اوس قاتل نے خط شوق کی لکھنی پر ۔ جواب خط کی جا سر کاٹ کر بھیجا ہے قاصد کا

تواضع اوس ہی سب کی ہیں جو صاحب تواضع ہیں ۔ خم محراب میں سر ہی نگون ہر ایک ساجد کا

شیاطین نفس امارہ ہیں سب پیش امرد ہی ۔ کرے گا سامنا کیا کوئی کافر اس مجاہد کا

یہ ا کہتا ہے مجھکو غیر اکیون سچ سمجھتی ہو ۔ گواہی کیا نہو جبتک کہ ثابت عدل شاہد کا

مقرر کیجیے دو چار دوست کا تو روزینہ ۔ توقع پر کردن دربار کبتک پیر و مرشد کا

تری چشم سخنداں پر نہیں سطریں یہ پلکوں کی ۔ نظر آتا ہے ہمکو حاشیہ شرح مقاصد کا

کنارے سی عرض ہے لیا کردن ہیچ کی دو ۔ بہت بہتر ہوئی سی نہو نا امر زائد کا

ندی ای چرخ ساغر دولت جمشید کا مجھکو ۔ لگاؤن خاک منہ اسکو نجس جوٹھا ہے ملحد کا

دہی ہنستی ہی ہنستی وصف جو اوس زلف کا لکھی ۔ شرف پا لی شبہہ مرح سنبلہ میں ہی عطارد کا

مرا دیوان ہی یہ مثنوی کب ہی غنیمت کی ۔ بیان اس میں کہاں عشق عزیز و حسن شاہد کا

ہوئی وہ آگ فوراً پانی پانی دیکھ کر مجھکو ۔ تعصب کی برخلافی ہے ٹھکانا بھی ہے اس ضد کا

نہیں مومن علی و مصطفیٰ کو جو اچھا ۔ اسیر ایمان ہی باہر ہے دو بین ہونا موحد کا

تمہاری حمد کا صوبہ جواب کیا ہوگا ۔ یہ مصرع منتظر ہی انتخاب نیا ہوگا

ایا حسن میں اوسکا جواب کیا ہوگا　　غلام کیخسی کا آفتاب کیا ہوگا

خدا سی شرم نہیں ہی تجھی گناہ کی وقت　　نگا خلق سی اوسکو حجاب کیا ہوگا

رد شہسوار کبھی پاؤں تک نہیں کہتا　　چمک کی بدر ہلال رکاب کیا ہوگا

خلاف وقت ملی گا نہ رزق تقدیری　　کری گا لاکھہ کوئی اضطراب کیا ہوگا

ادھر گناہ ادھر بیحساب سی رحمت　　عبث ہی فکر کہ روز حساب کیا ہوگا

بتون کا شوق ہی سو کعبہ پہنچا ہی تجھے　　یہی جو حج ہی تو حاصل ثواب کیا ہوگا

یہ میری رونی سی گھبرا گئی ہیں حضرت نوح　　خدا سی پوچھہ رہی ہیں جناب کیا ہوگا

زبان غیر پہ ہی ذکر روی یار عبث　　پڑہی گا گر جو قرآن ثواب کیا ہوگا

عبث چھپائی ہو زلفون میں عارض روشن　　حجاب ہی پریشان سحاب کیا ہوگا

نہیں ہی کچھہ دل سوزان کو خوف دوزخ کا　　سمندر آگ میں گر کر کباب کیا ہوگا

ملی گی پیر مغان سی ضرور کم و بیش　　ورسہی سی گدا کو جواب کیا ہوگا

پڑی ہیں تشنۂ افشا ہی راز دار تری　　بیان گنگ سی احوال خواب کیا ہوگا

گھڑی گھڑی کی خبر ہمکو دل سی ملتی ہی　　جو خط کا وہ نہ لکھین گی جواب کیا ہوگا

مجھی تو منع کری آپ ہی پیئو واعظ　　اوسی نہیں تو مجھی اجتناب کیا ہوگا

نہ نقاب وہ رخ آفتاب محشر سے　　کھلی جو یار کی بند نقاب کیا ہوگا

تڑپ کی بعد فنا ہون گی خلد میں داخل　　لحد میں ہم تڑپین گی عذاب کیا ہوگا

غلط ہی یہ خط اوس روی صفا پر نکلا　　وصال شب پرہ و آفتاب کیا ہوگا

ازل کی روز ملی ہی تجھی جو عمر قلیل　　تو جیسی دم ہی بھی نقش حباب کیا ہوگا

امیدوار عنایت رہین گی کیا محروم　　شہر امجانہ میں قحط شراب کیا ہوگا

بنا ہی جود وکرم ہی یہ آب و گل کی جگہہ
اسیر خانۂ احسان خراب کیا ہوگا

جہومتی آتی ہی کیا سوی چمن کالی گہٹا
دختر رز سی سوا ساقی ہی متوالی گہٹا

ہون وہ دیوانہ جو آئی میری زندانکی طرف
پہیرون سی اپنا دامن کر گئی خالی گہٹا

قاصدا جلدی روان ہو صاف مطلع ہی ابہی
تار بارش کا ہی دم مین باندہنی والی گہٹا

کشت میری ہی ابہی تک قابل نشو و نما
کیا تکلف ہی جو برسی بعد پامالی گہٹا

ورفشانی چاہتی ہی میری کشت آرزو
لائی گی ایسی کہان سی ہمت عالی گہٹا

دن بڑہائی قید کی میعاد مین صیاد نے
شکر سید کہہ تو سنجی بی پر و بالی گہٹا

زلف چہری پر تمہاری دیکہہ کر کہتی ہی خلق
واہ کیا چہائی ہوئی ہی باغ پر کالی گہٹا

ہو گیا اک جام پیکر دو جہان سی بیخبر
دی گئی مجہکو پیام فارغ البالی گہٹا

اسکی سر مین بہی ہی سودا کیا کسی کی زلف کا
کرتی ہی میری طرح رو کر جو دل خالی گہٹا

کیون کیا تہی توقف کنج عزلت مین اسیر
سیر کو تب آئی تم جب باغ سی جالی گہٹا

بوی خوش دیتا ہی محفل مین پسینا یار کا
عطر کہینچا خوب گرمی نی گل رخسار کا

غیر کیون کرتا ہی وصف اوس ابرو خمدار کا
باندہنا نامرد کو زیبا نہین تلوار کا

برگ نخل طور ہلتی ہین تو آتی ہی صدا
آنکہہ کر پیدا اگر ہو حوصلہ دیدار کا

جوش حیرت کا یہ عالم ہی کہ گر سکتا نہین
ہی مژہ پر میری آنسو آئینہ دیوار کا

مرد عالی قدر سی دنیا کمر رکہتی کیا خلش
پا ہی اک بہی کو نہین رستی مین کہٹکا خار کا

موذیون کی ہین شریک حال اسفل بعد مرگ
چیونٹیان آتی ہین اوٹہانیکو مردہ مار کا

دولت ہمسایہ کردیتی ہی لذت مین شریک
آنکھہ دیکھی دل اوٹھائی ذائقہ دیدار کا

آنکھہ کا حلقہ سجائی طوق گردن چاہیی
ہو نہین دیوانہ کسی کی نرگس بیمار کا

بہوک مین سنگ شکم سی نقش ہو کودون شکست
چاہیی سنگ گران سی سر کچلنا مار کا

ایک سمجھون جان کا دشمن ہو چھوٹا یا بڑا
کام وقت ذبح کرتی ہی چھری تلوار کا

اسفل و اعلی ہین دونون ایکسی حاجت سی شہر
کام خندق کرتی ہی گرد چمن دیوار کا

صحن محشر سی ہمین کرتی ہین باہر کیون ملک
ہم بہی آئی ہین تماشا دیکھنی بازار کا

اہل دنیا حرص زر مین ہو گئی کیا کیا ہلاک
زہر قاتل ہو گیا شربت اونہین دینار کا

تیرگی کہتی ہین اوسکو نور سمجہا ہی سواد
چشم اعمی ہی چراغ اپنی مکان تار کا

ہین تماشائی جو گلزار محبت کی اسیر
پہل سر منصور کو کہتی ہین نخل دار کا

ڈر نہین مجھکو کسی قاتل کسی خونخوار کا
مہر حق ہی مجھہ سخت جانکی مونہہ پہ بہی تلوار کا

سب ہین طالب یکتا ہی کون جلوہ یار کا
چشم مردم سی نہان ہی یوسف اس گلزار کا

ہستی نقاش قدرت صاف ظاہر ہو گئی
موسم گل مین مرقع دیکھہ کر گلزار کا

رہ کی منجا نہین یون گلزار جنت کا جو نام
ساتہ زاہد کی ہو ساقی حشر مجھہ میخوار کا

شکل اپنی کب نظر آتی ہی اپنی آنکھہ سی
آئینہ پیش نظر رکھہ دیدۂ اغیار کا

تیری گریان کو خوشی سی اور بہتا ہی زخم
کیا ہنسائیگا نظارہ قہقہہ دیوار کا

میری چشم تر سی چمکی روی جانانکی بہار
باعث آب چاہ ہی شادابی گلزار کا

حلقۂ گیسو لی رکہا بوسۂ عارض سی باز
ہو گیا قفل در میخانہ غنچہ مار کا

ناتوان بینی ہی اون آنکہونکی نرگس عیان
حال کہلجاتا ہی جیسی نبض سی بیمار کا

غفلت دنیا سی ہی کیا دین ہائین میری خلل
دیدہ خفتہ ہو نہین لیکن رہے بیدار کا

میری چپ رہنی سی رہتی ہی زبان تشنگی بند
غیر خاموشی نہین افسون کوئی اسرار کا

صحبت پاکان مین اک دن ہو بیا نیک
نیت کب نیار ہی مین رہا زنار کا

صنعت خالق جدا ہی صنع اسکندر جدا
کب ہوا محتاج صیقل آئینہ رخسار کا

عہد پیری مین کمال اپنا ہوا رونق پذیر
دن ڈہلا تب قیمت آیا آگے بازار کا

معصیت مین تنگ ہی کیا مرد ہمت اسیر
ورد یا غفار یا غفار یا غفار کا

کون دل زخمی نہین قاتل تری رفتار کا
کاٹ ہی اس نیمچین تیغ جوہر دار کا

رقص مین کشتہ ہی عالم اوس بت خونخوار کا
ہر قدم کا تیرہ کی پڑنا تہہ ہی تلوار کا

آچکی ہی موت لیکن دیکھتا ہستنا ہون سب
خواب مین بہی ہی وہی عالم ترے دیدار کا

میکدہ بہی گرمی ساقی سی ہی آتشکدہ
ہر بط ... سی ہی عالم مرغ آتشخوار کا

کیون نہ ہو پست و بلند دہر سی اندیشہ علو
ٹہیرین کہا آتی ہی رہرو راہ ناہموار کا

خاک پر جو نقش پا ہی کم نہین تصویر سی
کیا مرقع ہی تری رنگینی رفتار کا

بڑہ کی دریا ہوا اگر اوس تیغ کا چاہ ذقن
سیر ہونا کب ہی ممکن تشنہ دیدار کا

غنچی کرتی مین چٹک ار زمزمون پر آفرین
طرفہ طوطی بولتا ہی بلبل گلزار کا

سینہ کاوی کم کبہی تہا تیشہ سی نہین
ناخن ربا تیشہ ہا فرہاد شیرین کار کا

ایک دو سی ہمین بہی بیچی خیرات حسن
نیر اقبال روشن سایہ ہشت و چار کا

بیجگر کہتی ہو کیا ہمکو جگر ہی نذر تیر
درد مین لاتا ہی پہلو حرف پہلودار کا

جا نہی نامہ باندہ دو بال کبوتر مین اوڑ
ہی پہنچنا یار تک منظور جسم زار کا

شکست گر پہ کری گی منہدم جسم ستم گلے — سیل کو مشکل نہیں کچھ توڑنا دیوار کا

عجب ہو رہی ہے بھلا کس تیغ بن ناوک کا توڑ — جز فرقہ کس تیر میں ہوتا ہی خم تلوار کا

غار میں بیٹھا ہوں چھپ کر اہل دنیا سی اسیر
ہی تقاضا کون مجھ سا ختم مختار کا

گھٹا کی بدر کو ہر ماہ میں ملال کیسا — تمہاری چاندنی پھر لی ہی کمال کیا

مرا ایک امر میں اندیشہ تامل کیا — غم سے درد ہجر درد غم و ملال کیا

کہوں نا حشر میں آئی اگر وہ زلف نظر — اسی لئے مجکو گنہگار بال بال کیا

ہماری بعد کہاں حال اونکی الفت کا — کمال درد سی روئی بڑا ملال کیا

کہیں زیادہ ہی قصاب سی یہی غمزہ دوست — جسی حلال کیا لی چھری حلال کیا

گدا ہوئی تو گدا ہی در کریم ہوسے — کیا سوال تو اللہ سی سوال کیا

بجا ہی عکس جو آئینہ میں نہیں پڑتا — خدا نے تمکو زمانی میں بیمثال کیا

جواب خط کا رہا انتظار نزع میں بھی — فرشتہ آیا تو قاصد کا احتمال کیا

نہ سوجھتا ہی چمن کا نہ دشت کا رستہ — جنون کی جوش نے اندھا پکی سال کیا

وہ میزبان ہوں چھوڑی رعایت مہمان — جو ٹھہری دعوت مجنون ہرن حلال کیا

نقیض بات کسی نے کہی تو سمجھا میں — کسی نے کند چھری سی مجھے حلال کیا

وہ تحت پست ملی ہیں مجھی برنگ حنا — کہ جسکی جوتی قدم اوسنی پایمال کیا

رہا مرض میں بھی اخفای عشق مد نظر — ہوا جو زرد تھا چہرہ سی منہ کو لال کیا

خوشی ہوئی جو کبھی سامنا مرا غم کا — شکست رنگ نے چہرے مرا بحال کیا

ہوئی یہ بات تمہیں سال ہوری [illegible] — دیا زوال جسی صاحب کمال کیا

ملا جو کعبۂ ابرو کا اوس سی اذن طواف — کسی لی قصد نہ کعبی کا ایکی سال کیا

سواد شام کو سمجھی سواد مرقد سم — جو خواب آئی لگا مرگ کا خیال کیا

رہی زبان فلاطون جواب مین قاصر — کبھی جو مسئلۂ عشق کا سوال کیا

اسیر مجھ سا کہان کوئی کشتۂ بیکس — موا مین قتل تو جلاد نی ملال کیا

دم بھر وہ مہرخ یوسف جو گوشہ نشین ہوا — ہر غنچۂ حباب گل آتشین ہوا

اون کو کبھی نہ عشق مرا دل نشین ہوا — سو نہ بہی جو اشک عرق کا یقین ہوا

انگشتری جو یار کی پائی یقین ہوا — سارا جہان اب مری زیر نگین ہوا

چھوتا تو اوسکی ساعد سیمین و ساق پا — دامن ہوا جہان مین زمین آستین ہوا

بزم جہان مین مین بہی ہون ہمشکل آئینہ — دیکھی ہزار عیب نہ چین بر جبین ہوا

نالون سی میری تہ و بالا ہوا جہان — گردون زمین بنگئی گردون زمین ہوا

جاسوس اونکی ساتہ رہی میری قسمت — پہنچی گھڑی گھڑی کی خبر مین کہین ہوا

آخر تو ہوگا گور کا تہ خانہ خوابگاہ — بس دل مین یہ سمجھ کی مین عزلت نشین ہوا

رکھا زمین پر آپ نی اس ناز سی قدم — ہنگامہ حشر کا تہ چرخ برین ہوا

عاشق کا سوگ چاہیی زینت نہ کیجیی — چہلم کیا سوم بہی ابہی تو نہین ہوا

احوال دور دور کا دیکھا کتاب مین — ہر صفحہ ہمکو آئینۂ دوربین ہوا

لوٹا خزان نی جامۂ زیبائی چمن — ہر نخل شکل ساعد بی آستین ہوا

مضمون عیان ہوا نہ عبارت پڑہی گئی — خط یار کا مجہی خط لوح جبین ہوا

کھایا جو تیر یار تو ہم نامور ہوی — خاتم دہان زخم تو پیکان نگین ہوا

مضمون تری مژہ کی یہ وحشت فزا لکھے / تنکے چنے کبھی جو عدو نکتہ چین ہوا

بعد فنا ہی ظلم فلک سے نہین نجات / کس مردی پہ فشار نہ زیر زمین ہوا

ہستی نہ کس طرح تن بیجان کی ہو خراب / آراستہ مکان نہ کبھی بے مکین ہوا

کیون محفل سخن مین نہ شاعر کا جی لگی / دو شعر پڑھ سکے مورد صد آفرین ہوا

وصف نبی لکھا تو یہ پایا شرف اسیر / خامہ ہمارا شہپر روح الامین ہوا

کمال نیستی سی دل اگر آگاہ ہو جاتا / زبان سی ہو نکلتا تن فنا فی اللہ ہو جاتا

تری طرز طبیعت سی جو کچھ آگاہ ہو جاتا / مصاحب چار دن مین بندۂ درگاہ ہو جاتا

بڑی دولت ہی جسکا نام ہی عالم مین استغنا / گدا اس کوچی مین آتا تو شاہنشاہ ہو جاتا

زبانین تشنگان وادی الفت کی تر ہوتین / جو وہ چاہ زنخدان فی سبیل اللہ ہو جاتا

فقیر اللہ کی ہین ہم اثر کہتے ہی بڑ لیتے / زبان سی جو نکلتا حکم نادر شاہ ہو جاتا

ضیائی دل سے کچھ نہ دور معاصی جل نہین سکتا / مقرر رات بڑھ جاتی جو دن کوتاہ ہو جاتا

جبین سا ہم جو ہوتی در پر اوس خورشید طلعت کے / یقین ہے داغ سجدے کا چمک کر ماہ ہو جاتا

کرامت شیخ مین دیکھی نہ قدرت کوئی راہب مین / کسی کا معتقد کیون بندۂ درگاہ ہو جاتا

ارادہ بتکدی سی مین کبھی کرتا جو کعبی کا / قدم پر بت ہر اک گر کر کی سنگ راہ ہو جاتا

وہ پیاسا ہون توقع ہی مجھی کب بیان تشنگی کے / قریب چاہ مین جاتا تو اندھا چاہ ہو جاتا

دھڑکتا ہی کلیجا ذکر محشر سنکی واعظ سی / جو کل کی دن ہی ہونا آج یا اللہ ہو جاتا

چھری کیطرح چلتی ہی زبان اوس طفل کی ایسے / سبق پڑھتا تو بسمل مرغ بسم اللہ ہو جاتا

ہمین تو دوڑنا تہا روز راہ سعی مین لازم / نصیب آئندہ تہی مطلب نہوتا خواہ ہو جاتا

اگر دولت کہ صورت وصل کی دولت بہی مل جاتی
ابھی تو کارنامہ اپنا عالیجاہ ہو جاتا

سیہ طالع وہ تہا گہ سی اگر شب کو نکلتا مین
ہوا ایسی چلتی کہ گل چراغ راہ ہو جاتا

گلستان مین جو بازی کو سیہ طفلان حسین جاتی
گلون کا رنگ اور کر گرد بازی گاہ ہو جاتا

شب وصلت کی کوتاہی سی دل کو سخت ایذا ہے
یہہ شب رہ جاتی جو روز ہجر کہ کوتاہ ہو جاتا

اسیر اہل جہان کی نوازش سی ہمکو کیا حاصل
اگر تنخواہ سے ملتے کم رتبہ تنخواہ ہو جاتا

دھیان آجائی اگر اونکو خود آرائی کا
تماشہ ہر دہ ہوائی چشم تماشائی کا

دیکھہ صحرا مین سمان لالۂ صحرائی کا
رنگ لایا ہے لہو یہہ تری سودائی کا

ہی یہہ سرسبز گلستان سخن آرائی کا
کلمہ پڑھتی ہین طوطی مرے گویائی کا

تنگ کرنیکو نکیرین یہان بہی آئے
گور کو سمجھی تہی ہم گوشہ ہی تنہائی کا

پنجۂ غم سی جو یہہ چاک رہا کرتا ہے
دل مرا کیا ہے گریبان کسی سودائی کا

خوب سمجہا وہ ہوا جو نہ سمجھنے کا مقر
ماعرفناک سے ہے حق اوسکی شناسائی کا

خون ابنائی جہان کا ہی یہانتک نہ سفید
شیر مادر یہہ سمجھتے ہین لہو بہانے کا

سجدہ بہی دہشت دربان سے نکرنے پائی
لیچلی داغ تری در سے جبین سائی کا

آگیا موسم پیری علم قد ہے نگون
دانت کہتی ہین نہین وقت صف آرائی کا

تاب باقی نرہی دیکھہ کے وہ زلف دراز
سلسلہ ٹوٹ گیا صبر و شکیبائی کا

آشنا جان گئی تہا قاتل نی مجہی قتل کیا
کشتہ ہون جوہر شمشیر شناسائی کا

ہون وہ عاشق مجہی سوز غم فرقت سی پتنگ
دل ہی پروانہ چراغ شب تنہائی کا

بہرگئی سرمین ہوا اوس کاکل مشکین کی جو
سفر نافہ ہوا آہوے صحرائی کا

شعر کی فکر میں بیگانۂ آفاق رہے
کبھی مصرع نہ لگا مصرعۂ تنہائی کا

چاک کر میرے گریباں کو نہ ای دست جنوں
نظر آتا ہے یہ کوچہ مجھے رسوائی کا

کونسی بزم ہے جس جا گذر شمع نہیں
طور سیکھا ہی کسی شاہد ہرجائی کا

زندہ دل جو ہیں وہ ہیں غیر کی احسان سے بری
مردہ مشتاق ہو اعجاز مسیحائی کا

ہوں وہ بیکس کہ نہیں کوئی شناسا اپنا
عین مجمع میں ہے عالم وہی تنہائی کا

بھر چکی ساری زمیں ظلم سی ای مہدی دین
قصد خلوت سی کرو انجمن آرائی کا

غنچہ چٹکا جو کوئی خوف یہ بلبل کو ہوا
ہو ڈھنڈورا نہ کہیں یہہ مری رسوائی کا

قصد سجدہ جو تمہیں پائے صنم پر ہی اسیر
اذن لو پہلی برہمن سے جبیں سائی کا

پاؤں کیا بلکہ پھرا سر تری سودائی کا
مرحلہ طی نہوا بادیہ پیمائی کا

دل کرے خواہش مرہم تری سودائی کا
داغ اچھا ہوا گر لالۂ صحرائی کا

آتی جاتی ہیں بہت ساتھ میں اعمال اپنے
خوف کچھ راہ عدم میں نہیں تنہائی کا

دل مضطر کہیں عاشق کا ٹھہر سکتا ہے
نام ہی نام ہی بس صبر و شکیبائی کا

وہ حسیں تو ہی کہ دیکھی جو تجھی ساری عمر
دل نہو سیر تماشی سی تماشائی کا

کبھی یہاں ہی کبھی یہہ دولت دنیا ہی وہاں
ایک جا پاؤں ٹھہرتا نہیں ہرجائی کا

خاک پیری میں کروں گوشۂ عزلت کو ترک
حوصلہ ہے نہ رہا انجمن آرائی کا

تیز خنجر سے سوا ہے ترا نشتر فصاد
خون گردن پہ نہ لینا کسی سودائی کا

دن تو مہلا کی دل زار کو کاٹا ہر طرح
کیا کرے دیکھیی صدمہ شب تنہائی کا

مرگ کی وقت کسی کا نہیں ہوتا کوئی
گور میں ساتھ نہ بھائی نے دیا بھائی کا

گیسو کی سو بار سے تو ہوئی پیشانی بدر — یہ وہی شوق ہی اوس مہ جبین سائی کا

حباب چپنگی دیتا نہین اک قطرہ شراب — کیا بگاڑا ہے بھلا گنبد مینائی کا

کیا کرون مدح تری آپ کی ای شاہ سوار — شیر کی آنکھ سے ہے رم آہوی صحرائی کا

واہ ای رونق فلک خانہ احسان آباد — جیتے بخشا سر مجنون کو انگڑائی کا

آ کے ہستی مین گئی اہل عدم سوی عدم — شہر مین دل نہ لگا مردم صحرائی کا

حشر تک خانہ تربت سی نہ نکلین گے قدم — مل گیا خوب یہ گوشہ مجھی تنہائی کا

چار عنصر کو بدن مین فقط اتنا ہے ثبات — جیسی آجاتا ہے جھوکا کوئی چوبائی کا

سخن صاف مرا سنکے کہا اوسنی اسیر — ایسی گوہر کو لقب چاہیے یکتائی کا

کس خرابی سے مین اوس تک گیا — راہ مین گر گر پڑا تھک تھک گیا

ہو گئی ایسے جنون مین ہم ضعیف — ہاتھ مشکل سے گریبان تک گیا

خاکساری سے ہے ما ل پختگی — شاخ سے ٹپکا جو میوہ پک گیا

ضعف پیری کا سبب ہی طول عمر — دور منزل سے تھے مسافر تھک گیا

چپ ہوا سے ناصح بہت باتین بکر — تیری گرمی سے کلیجہ پک گیا

زار ہون ساقی کرون کیا غم کے خم — پی سکے مے مین ایک قطرہ چھلک گیا

گالیان دین آپ سنے اچھا کیا — تھا جو ہونی مین وہن کی شک گیا

ہو گئی غم سے سراپا داغ ہم — کیا ستمگر روئی کا پردہ ڈھک گیا

اب نہ اکی کیا سمجھے پیوار ہے — لقمۂ غم کھا ہی کھاتی جھبک گیا

تنگ ہو کر کیون نہ دے مجکو فشار — گور کی گھر مین مین سنے دستک گیا

منزل الفت کرے گا کون طی — دو قدم چل کر مسافر تھک گیا

کیا اوٹھانا لفظ و مضمون کا اسیر
سنہ مین جو آیا مین وحشی بک گیا

کچھ تو لذتِ زخم کی ای گردنِ بسمل اوٹھا
ہو سکی تجھسے تو نازِ خنجرِ قاتل اوٹھا

صورِ محشر بنگیا آوازۂ خلخال پا
جب اوٹھا وہ رقص کو فتنہ سرِ محفل اوٹھا

دوڑتا آتا ہی مجنون دور سے ناقیکی ساتھ
شرم ای لیلی کہان تک پردۂ محمل اوٹھا

صبحِ پیری ہو چکی بالین پہ آیا آفتاب
کھول آنکھین خوابِ غفلت سی سرِ غافل اوٹھا

کھڑکھڑاہٹ ہڈیونکی سنکے جسمِ زار مین
خواب سی سیری پہنچتی ہے سگِ منزل اوٹھا

کب ملی فرصت تڑپنے سی تری بیمار کو
کچھ کمی دردِ جگر نے کی تو دردِ دل اوٹھا

سیر دریا مین جو دیکھا یار کو غیرونکی ساتھ
مین یہہ رویا نوح کا طوفان لبِ ساحل اوٹھا

دعوی خون کس سی کرتا مین کہ روزِ بازپرس
چھپ رہا قاتل یہہ دودِ نالہ ہائی دل اوٹھا

دل نے وہ تاثیر پیدا کی کہ جب نالہ کیا
ان بتون کی دل تو کیا عرشِ خدا تک ہل اوٹھا

دور سے دیکھا جو مجکو بزم مین آتی ہوئی
ہاتھ رکھ کر تیغ کے قبضے پہ وہ قاتل اوٹھا

غیر کا مردہ بہت فربہ مرا مردہ ہی زار
بوجھ کاندہی پر اوٹھانیکی جو ہو قابل اوٹھا

جسم مین طاقت تڑپنے کی جو ای بسمل نہین
آہ سے سر پہ زمین کو حیف قاتل اوٹھا

جان پر کھیلے نہ بیٹھا ایکدن نقشِ مراد
یہہ اوٹھا سے ہیچ دنیا سی ہمارا دل اوٹھا

ہر رگِ گردن ہوی سیرابِ آبِ زندگی
کیا کہون کیا لطف زہرِ خنجرِ قاتل اوٹھا

زندگی بھر کی نہ میری قدر یارون نے اسیر
اب یہہ کہتے ہین کہ دنیا سے اک کامل اوٹھا

چین سے بدن مین رہ کی مرا دم نکل گیا
آ کر گہن مین نیرِ اعظم نکل گیا

مانند صور جسنے سنا دم نکل گیا
کیسا زبان سی نالۂ پر غم نکل گیا

بالیدہ تیرے آنے سے ایسا ہوا چمن
اندام گل پہ جامۂ شبنم نکل گیا

اب کیون خلش ہے نشتر مژگان یار کو
کیا آنسوؤنکے ساتھ لہو کم نکل گیا

جبتک جیے جہان مین مر مر کی ہم جیے
جس خوبرو پہ آنکھ پڑی دم نکل گیا

مجھسا سیاہ بخت زمانے مین کون ہے
سایہ سے دب کی نیر اعظم نکل گیا

روز ازل سے تہا ترے کوچے کا اشتیاق
چھوٹا جو خلد مطلب آدم نکل گیا

کشتی ہون جسکی زندہ وہ جلاد ای فلک
عیسے کا نام قاتل عالم نکل گیا

اوتا گلی سی طوق تو سمجھا یہ مین ضعیف
انگشت جم سی حلقۂ خاتم نکل گیا

گذری شب وصال تو گذری جوانی ہم
نکلا جو آفتاب یہان دم نکل گیا

جان آگئی بدن مین جو دیکھی تری پلک
سوزن سے کار عیسی مریم نکل گیا

سو خم اگر پیون مری نیت نہ سیر ہو
اک جام سے مین حوصلۂ جم نکل گیا

کیا جلد قد یار کو بالیدگی ہوئی
بوٹا تھا سرو سے قد آدم نکل گیا

آیا جو سامنے سے سحرگہ وہ ترک
ٹھہرے نہ پاؤن خوف سی رستم نکل گیا

کیا غم اگر کسی نے نہ نالہ کوئی سنا
تیرا تو حوصلہ دل پر غم نکل گیا

اسکا ہے آج تک ملک الموت کو الم
زندہ جہان سے عیسی مریم نکل گیا

بوسے دیے جو ہمکو تو پچھتا رہی ہو کیون
ہمت مین نام صورت حاتم نکل گیا

ایذا سے یار دل کو گوارا نہ ہو سکے
ارمان نکلے کھلے جو فصد یہان دم نکل گیا

دریا بہا دیے جو ہوا سامنا اسیر
کب ابر سے یہ دیدۂ پر نم نکل گیا

زخم جس سی تری تلوار کا کھایا نہ گیا
سر کبھی اوس سے شہیدون نی اوٹھایا نہ گیا

ہم جا ؤن پہ غضب لاسی کمی قاتل کی
پاؤن رگڑا کیی اک ہاتھہ لگایا نہ گیا

کیا تعجب تھا اگر آنکھہ مری کھل جاتی
قبر مین آپ سی شانہ بھی ہلایا نہ گیا

مہندی ہاتھہ نہین لگا سی ہوئی آیا دم قتل
خون ناحق مری قاتل سی چھپایا نہ گیا

دیکھتا تھا کہ مسیحا تری بیمار کی نبض
جل رہا تھا جو بدن ہاتھہ لگایا نہ گیا

ہم نے لین تری وحشی کی بہت کی تدبیر
نہ گیا سر سی تری زلف کا سایا نہ گیا

ہوس مرگ ولا ہجر مین بیجا تو نتھی
غم مٹایا نہ مٹا رنج گیا یا نہ گیا

سیر فردوس جو حاصل نہوئی تو نہوئی
شکر کرتا ہون مین دوزخ مین خدایا نہ گیا

بات قاصد کی غلط جھوٹ جواب نامہ
لیکی خط بیٹھہ رہا گھر کہین آیا نہ گیا

سلطنت تیری فقیرون تلک ای سوبار
بوجھہ بھاری تھا بہت اپنی اٹھایا نہ گیا

الصبا کیسی ہوا خواہ تھی تو مستونکی
تجھہ سے اک دانۂ انگور گرایا نہ گیا

بیت توبت ضعف نی اللہ سی کہا ہمین دور
بتکدہ کیا کبھی مسجد مین بھی جایا نہ گیا

دل ہوا سینے سی گم عالم تنہائی مین
کس پہ چوری کا گمان ہو کوئی آیا نہ گیا

سخت عاجز ہون کہان ہیکی دون اسباب سفر
رہزنون سے بھی مرا بوجھہ اٹھایا نہ گیا

منزلون سی در دولت پہ ہوئی ہم حاضر
تم سے دروازی تلک بھی کبھی آیا نہ گیا

سگ جانان مری ہڈی پہ تو دوڑا لیکن
گرم لقمہ تھا بہت منہ سی لگایا نہ گیا

کیا وہ آتی مرا تابوت اوٹھانیکو اسیر
شرع مین جنسے عیادت کو بھی آیا نہ گیا

جو ہو شوق طہارت کر ارادہ جانثاری کا
کہ حکم آب ہم شمشیر سے ہی آب جاری کا

کیا زاہد نے سامان بہشت گل مین بادہ خواری کا
وہ موج اوٹھی کہ دامن تر ہوا پرہیزگاری کا

جو بعد مرگ آئی دفن کی نوبت پڑا دل ٹھہرا
ہوا سنگ لحد لنگر جہاز بیقراری کا

ائمہ کو جو احمد سی جدا سمجھے وہ مشرک ہے
کہان دو دو نہین ہے عالم صفات ذات باری کا

فراق یار مین ہے سرکشی سی اسقدر نفرت
نظر مین اژدہا لگتا ہے ابر نوبہاری کا

دکان میفروش اوٹھواتی ہین کیون مفتی و قاضی
بھلا کس دین مین ہے بند کرنا خیر جاری کا

ہماری بعد ہوگا زخم کھانیکا مزہ کس کو
بکیگا کوڑیون کی مول قاتل پھل کٹاری کا

بہار آئی ہوئی اوس شہسوار حسن کی آمد
کوئی غنچہ اگر چٹکا ہوا ڈنکا سواری کا

نہین وزن سخن ہے بخل معنی آفرینون کو
کہ روبہ کھاتی ہے پس خوردہ شیران شکاری کا

کسی پردی مین ہے حسن اوسکو ہم یکتا سمجھتے ہین
جدا قرآن نہین ہے خط کوفی و بہاری کا

کوئی غیبت کی عادت چھوٹتی ہے اہل دنیا سے
کہ ہے انکی زبانون کو مزہ مردارخواری کا

مدرس کے قرین ہو مدرسہ جا کی بیٹھی ہین
لکھین ہم دو دل سی حاشیہ شرح بخاری کا

درختو چین کیا ہے ہمنے تمہاری سایہ مین پایا
تمہاری سر پہ بھی سایہ رہی ابر بہاری کا

الٰہی مجھکو موت آئی کہ میرے دلکو موت آئے
کہ بیماری سے بدتر رنج ہے بیمارداری کا

ہوا ادراک اوس پری کا دیکھکر یہ بات کہتے ہین
ہوا پر تخت جاتا ہے سلیمان کی سواری کا

اسیر ایسی اگر ہے ابلق ایام کی شوخی
زمین دیکھینگے وہ دعوی ہے جنکو شہسواری کا

نہین رکتا کہین ہے رہرو عدم کی راہ جاری کا
شہادت نامہ ہے دانہ ہی گویا راہداری کا

ترا گلگون ہے یہ جھوکا نہین باد بہاری کا
گمان ہے نکہت گل پر ہمین گرد سواری کا

چمن مین لطف ہے یاران نہین کچھ بادہ خواری کا
کوئی لکا تو بستے آئی ہے ابر بہاری کا

وہ بسمل ہون چمک جب درد کی زخمون مین ہوتی ہی
چمکنا یاد آجاتا ہی قاتل کی کٹاری کا

کیا کرتا ہی یہہ بوسے محبت فاش جلجل کر
دل سوزاں مین بہی ہی خاصہ عود قماری کا

وہ دیوانہ ہون ڈر سے میری آگی آ نہین سکتی
ہرن ہی نقشۂ جدرات ہر اک یون شکاری کا

بڑی ناداں ہین وہ بندونکو جو مجبور کہتی ہین
ملا ہی اختیار انکو امور اختیاری کا

رہا ترک تعلق مین بہی شغل خانہ بردوشی
نہ اوترا پر نہ اوترا بوجہ سر سی خانہ داری کا

بنا تا ہے اگر مجنون تربت پر بنا گنبد
مگر نقشہ ہوا ہی معمار لیلی کی عماری کا

تڑپ کر مر گئی ہم نخل تو اوس ترک کا دیکھو
دیا اک بوند بہی پانی نہ بوندی کی کٹاری کا

جسے صحن چمن مین قمریان شمشاد سمجھی ہین
عصا بردار ہی اوس سرو قامت کے سواری کا

عبث یہہ جو پیشہ حیلۂ تقدیر کرتے ہین
نشان پر ظلم خنجر سی نہین جرم آبداری کا

ہوئی کیا جلد کودک پیر چلتی ہین عصا لیکر
یہہ عالم آج ہی کل تمہارا زمانہ ہشیاری کا

کری وقت مصیبت مین جو سایہ شہر کی یاری
اوسی کے واسطے زیبا ہی دعوی شہریاری کا

ہوئی ہم مست اگر میخانہ سی بوئی شراب آئی
دماغ اس ناتوانی مین ہی کسکو بادہ خواری کا

بہت مہمان ہین اونچہی زخم اور اونکو عنایت کر
مری پہلو کو دی ای تیغ حصہ زخم کاری کا

گریبان موجۂ آب رواں کا گرد کا دامن
ہوا ہی قطع جامہ اپنی تن پر خاکساری کا

کیا مشہور مجکو بہی منجم اہل عالم نے
شب فرقت رہا یہہ مشغلہ اختر شماری کا

اسیر اوس کوچہ مین کیونکر نجاون ہجر اوٹھکر
کہ عالم اضطراب دل سے ہی بے اختیاری کا

رخ گلگون پہ ہوا خال جو شب گون پیدا
ہم یہہ سمجھی کہ ہوئی لالی سی افیون پیدا

وصف گیسو سی ہوا رنگ دگرگون پیدا
روز چوٹی کی ہوا کرتی ہین مضمون پیدا

روز کرتا ہی گران قیمت مئی بادہ فروش — کیجیے خاک سی گنجینۂ قارون پیدا

وقت رندیت جو نکلتی ہی ہان بات مین بات — ہم بھی مضمون سی کیا کرتی ہین مضمون پیدا

ہی اشارہ کہ کری غیر سے انسان نہ سوال — اسلیئے کاسۂ سر ہوتی ہین واژون پیدا

اسقدر رہی ہمین سوائی قاتل کا خیال — سیکڑون زخم لگین تن پہ نہ ہو خون پیدا

کسکی آنکھین نہ غم چاہ ذقن مین وتین — ایک چشمی سی ہوی سیکڑون جیحون پیدا

کسی محبوب سے یہ قد کی ہی کیا خاک شریک — سرو ہوتی ہین گلستان مین جو موزون پیدا

کب اوسی ہیان مین لاتی ہی تری گردش چشم — حادثے لاکھ کرے گردش گردون پیدا

چال اولٹی ہی زمانی کی عجب کیا ہی اگر — بطن مادر سی ہر اک طفل ہو واژون پیدا

چشم بینا ہو تو ہے معدن حکمت یہ مین — سیکڑون ہوتی ہین اس خم سی فلاطون پیدا

جب گلستان مین ہوا اسیری جنون کی چلتی ہی — بید کی طرح ہر اک نخل ہو مجنون پیدا

افعی زلف کا بل کیون نہ نکالی شانہ — مغز ضحاک کی خاطر ہے فریدون پیدا

بوسہ دینی مین ہین کتنی یہ پریزاد بخیل — ہو ہوا حسن کی کشور مین قارون پیدا

جس جگہ دفن ہوئی ہین ترے کشتی ای ترک — سبزہ اوس خاک سے ہوتا ہی تو گلگون پیدا

کون رویا ہے یہ جیحون کے کناری یارب — سیکڑون کوس نہین ساحل جیحون پیدا

کیا عدم مین ہے ہین عاشق تری ای لیلی وش — آج تک ہوتی ہین اطفال جو مجنون پیدا

کر دیا غم سنے یہ لاغر تری سودائی کو — فصد بھی لے تو نہ اک قطرہ ہوا خون پیدا

ای جنون آبلہ پا کو یہ اگر افزائش ہو — اور گنبد ہو نہ گنبد گردون پیدا

یا نبی معنی لولاک سے واقف ہی اسیر

تم نہ ہوتی تو نہ ہونا کبھی گردون پیدا

نصیب جوش کدورت مین وصل یار ہوا — وہ اوٹھا غبار تو پیدا اوسے سوار ہوا

غرور اہل جہان سی مین دل فگار ہوا — کہا جو حجب سے مجھے تیغ آبدار ہوا

پیام مرگ تماشاے روی یار ہوا — چمک کی بخت جیداغ سرفراز ہوا

برنگ آئینہ روشن ہی میری یکرنگی — اوسی کی شکل بنا جس سی مین چار ہوا

وہ کون ہی جسی نعم البدل نہین ملتا — درخت مین نہی گل تو میوہ دار ہوا

ہلادیا فقط سر عراق ساقی نے — سبوی سر قدح دست رعشہ دار ہوا

دو چند عیش سی اس بزم مین ہا مجھے غم — جو نشہ ایک گھڑی دو گھڑی خمار ہوا

ہلی جو اوسکی پلک دل مرا ہوا زخمی — چلا نتھا ابھی ناوک کہ مین شکار ہوا

یہ کھکی دیتی ہی تسکین مجھکو مجبوری — پڑا بلا مین اگر کچھ بھی اختیار ہوا

فقط مین رند نہین ہی خیال رند بھی ہے — ملی شراب نہ جس سو رندہ عار ہوا

فناکی بعد فلاطون کا مرتبہ پایا — خم شراب مرا گنبد مزار ہوا

اثر ہے بعد فنا بھی یہ عشق گیسو کا — اگا جو سبزہ لحد پر زبان مار ہوا

حسین وہ اور نظر آئی خشمگین ہو کر — پری بنے جو کبھی سر پہ جن سوار ہوا

فراق یار مین مشتاق مرگ ہون ایسا — کسی کے آئی قضا مین امیدوار ہوا

کبھی نہ ترک وطن کر جو زندگی چاہی — بجھا جو سنگ سی باہر کوئی شرار ہوا

دل ابرو و مژہ یار نی کیا زخمی — کمان مین تیر رہا اور مین شکار ہوا

بغیر اسکے نہ آئی گئی ہوئی قوت — دوا سمجھکے مین پیری مین بادہ خوار ہوا

پری وشونکی ہوئی شکل دلنشین ایسے — کہ سکہ درم داغ چہرہ دار ہوا

بلند بار ہا ہے مجھی پست مین فلک جیسا — زمین مین یون کسی مردہ کے پیٹ فشار ہوا

سبزے نے رنگ کیا یونہی مشک کا پیدا
ہزار ہمنے چھپایا یہ آشکار ہوا

بدن کو حلقہ بنایا جو ضعف پیری نے
تو ہالہ بنکے کسی ماہ پہ نثار ہوا

فراق مین جو گرا اشک شور آنکھوں سے
اسیر وہ نمک زخم انتظار ہوا

ہون وہ زخمی تیغ ابروی بت بے پیر کا
بھرتی ہین سیری وہان زخم دم شمشیر کا

سامنا کیا دل شکستہ سے ہو چرخ پیر کا
ٹوٹ جاتا ہی لڑائی مین ستم شمشیر کا

اہل حیرت کو صفائی قلب ہے خاطر پسند
آئینہ سے بستہ گھر مردم تصویر کا

تنگی عالم سے مین وحشی نکل سکتا نہین
ہی یہہ کفش تنگ حلقہ پاؤن مین زنجیر کا

فکر میری صید کرنیکی نہ اے صیاد کر
دام مین تیری نہین اندہ مری تقدیر کا

چرخ ظالم کیون رلاتا ہی مجھے کچھ تو ڈری
اشک میری سوی مژگان ہین پیکان تیر کا

کیا بچی پائی ملخ بہی ہوا گر یہہ جسم زار
کھیچ لیجائی مقرر مور حصہ شمشیر کا

عشق مین اک سرو قامت کے مین دیوانہ ہوا
فاختہ کا طوق ہے حلقہ مری زنجیر کا

سیمتن محبوب نے بھیجا جو نامے کا جواب
مین یہہ سمجھا مجھسے نسخہ بنگیا اکسیر کا

ہوگا داخل اور قارون کے خزانے مین درم
پست آلسیا سے اگر کوکب ہی تقدیر کا

طبع سنجیدہ ہی صرف وضع گرگان اب ورن
دیکھی جب اس ترازو مین ہے پلہ شیر کا

ہی سراپا عیب بیشک گنتی مین پیری جسے
دیکھ لو خالی نحوست سی نہین دن پیر کا

دیکھیے جسدن کشادہ ہو در اہل سخا
کام اس در وا نہی مین ہر لیے ہین زنجیر کا

دخت رز بگڑی تو بگڑی رہ گئی اسکی زبان
کام کیا جنگ زن و شوہر مین ہے شمشیر کا

باندھتا ہی حق سب بحرات دن ہستی کریم
ڈنگ عالم مین یہہ گویا ہاتھ ہی کفگیر کا

دولتِ بی فیض ہاتھ آئی بھی تو کس کام کی
تنگ دل ہوتا ہی اکثر صاحب اکسیر کا

بے اثر ہے کون اپنی آہ کا مصرع اسیر
حسنا منہ سے ہے اس مین نظم محسن تاثیر کا

شاد ہی دل قید سی لفِ سبِ پیچ پیر کا
ہاتھ آیا ہی حصارِ عافیت زنجیر کا

خدنگ ل الله ری صید افگنی تری نخچیر کا
تیر نکلا رہ گیا سینے مین پیکان تیر کا

مین وہ دیوانہ ہون گیسوی سب بی پیر کا
ہی وہان مار حلقہ مرے زنجیر کا

ہر لبِ سوفار ہے گلرنگ تیری تیر کا
رنگ لایا خون اسی ناوک فگن نخچیر کا

آرزو ہی ہو ہماری منہ مین قاتلکی زبان
ہر دہان زخم لی بوسہ لب شمشیر کا

فرطِ حیرت سی تن بے جین مین ہیولانی جان
پا بگل جیسے سفینہ قلزمِ تصویر کا

زلف چھوٹی جیسی وہ چہرہ نظر آتا نہین
سایہ سدِّ راہ ہی خورشید عالمگیر کا

بیزبان بھی فکر روزی سی یہان فارغ نہین
ہی برائی شیر رونا کودک بی شیر کا

ہوتی ہین جب گرم صحبت خوش نوایانِ چمن
ذکر کرتی ہین تری رنگینی تقریر کا

سیمتن محبوب کا کشتہ ہون ماتم مین مری
خاک کی بدلی اوڑانا چاہیے اکسیر کا

اہلِ حیرت سی نہ رکھہ اندیشہ افشای راز
بولنا ممکن نہین ہی مردمِ تصویر کا

ہی ہماری خون کی دھبے سی لازم احتراز
داغ اری نہ لگ ہو جائی نہ پھل شمشیر کا

کر رہا ظالم کہ ہون دیوانہ نازک مزاج
اب زیادہ غل سنا جاتا نہین زنجیر کا

غیر اگر دیکھی تو غیرت سی ہوا آئینہ اب سقدر
رنگ صفحی سی شپک جائی مری تصویر کا

اہلِ دولت سی سمجھہ اہلِ شجاعت کو سوا
زر سے آہن بیش قیمت ہی کہ تشن شمشیر کا

اہلِ حق سی ہوتی ہین اعجاز بعد مرگ بھی
قاری ہی قرآن کا تیری پہ مشہد شبیر کا

حسن سے تیری ملا ہی سب حسینونکو فروغ
جسطرح ہی مہر باعث ماہ کی تنویر کا

صحن گلشن ہی مرقع کسکی اُلفت کا اسیر
ہے ہر اک طائر مین عالم طائر تصویر کا

داغ غم اس دل سوزان کا مداوا ہوگا
آگ کا ہی جو جلا آگ سے اچھا ہوگا

ذوق نعمت سو مین ہیچ اصلا ہوگا
بندۂ شکم خدا کیا سگ دنیا ہوگا

سجدے کرتا مین چلونگا در جانانکی طرف
سایہ میرا بھی ہر گام مصلا ہوگا

تیغ دولت ہی امیرونکی تاوان کا سبب
موجبین آشنی کی نہین خشک جب دریا ہوگا

نکہت گل سی ٹپکتا ہی سوا رنگ جنون
کوئی مجھسا بھی نہ آمادۂ سودا ہوگا

شانہ اوس لٹ مین آہستہ کر اے مشاطہ
کہان کھوا ئینگی وہ بال جو بیکا ہوگا

استخوان تن مین شب کہتا ہے جھبتا مین اگر
کہ ہما و سگ محبوب مین جھگڑا ہوگا

ہاتھ چہرہ کو لگاؤن تو سنو چین جبین
اسی صیقل سے یہ آئینہ مصفا ہوگا

وصل معشوق مین ہے ہستی عاشق ہیچ
قطرہ ملجای گا دریا سی تو دریا ہوگا

شمع مین دور رہی دفن مری لاش کی
فاتحی کو بھی نہ آؤ گی اگر کیا ہوگا

آنکھ دکھلائی جو تمنی تو کہان صبر و قرار
صف مژگان سی یہ لشکر تہ و بالا ہوگا

ابتدا عشق کی ہی اور یہ اونکی ہین ستم
صبر کر صبر کر اے دل ابھی کیا کیا ہوگا

یون ہی چندی نہ کھلی آنکھ جو منظور تھی
چاہ کو دعوے ہے ہمچشمی دریا ہوگا

آئی ہو حضرت واعظ کسی سمجھانیکو
جائیے آپ کو کیا خبر جو ہوگا ہوگا

زعم باطل ہے زنانیسی وفا کی امید
نہ کسی کا یہ ہوا ہے نہ کسی کا ہوگا

سمجھ رکھا تو لگا جائین گے غوطہ وہ جو
پردۂ شرم اونہین دامن دریا ہوگا

دل ڈہر کیتا ہی سبت جان مجھے کی کیونکہ
غرق ہوگا جو سفینہ تہ و بالا ہوگا

مست ہو وی گا سہارا غنچہ تماشا ہی چمن
شجر سبز مجھے شیشۂ صہبا ہوگا

دیکھ کر آئینہ وہ آپ یہہ فرماتے ہین
جنس اچھی ہی خریدار بھی پیدا ہوگا

جا کی ہم خاک در خیر بشر ہونگی اسیر
ایک دن خاتمہ بالخیر ہمارا ہوگا

میرا جلنا تری نزدیک تماشا ٹھہرا
داغ الفت بھی کوئی لالۂ صحرا ٹھہرا

ہو گئی پابند جنون مین دل شیدا ٹھہرا
پڑ گیا پاؤں مین لنگر تو سفینا ٹھہرا

صلح کی یار نے اپنا دل شیدا ٹھہرا
مدعی پوچھنی آتی ہین کہو کیا ٹھہرا

ہوچکا حشر نہ دیدار دکھایا تمنے
آج کی دن بھی وہی وعدۂ فردا ٹھہرا

ہجر مین جذب نی ڈھنی نہ دیا ایک قدم
جس جگہ قیس تھا ناقۂ لیلی ٹھہرا

نظر آیا جو وہ چہرہ تو مری اشک کی
حیرت حسن خداداد سے دریا ٹھہرا

راستہ بند ہی ہو شہت سی جو اوس کوچی کا
زلف شبرنگ نہ ٹھہری کوئی کالا ٹھہرا

اک نگہہ پہ جو دیتی ہو دل لیا چاہتی ہو
مفت کا مال ہمارا دل شیدا ٹھہرا

کی جو عجلت طلب جام مین ساقی نی کہا
ٹھہرو ٹھہرو یہہ کوئی منہ کا نوالا ٹھہرا

تو خراماں ہی اوسے طاقت رفتار نہین
سرو کیونکر قدمون کا سے ٹھہرا

ہم سے پہری وحشت جنون مین تو زمانہ بھی پھرا
ہم جو بیٹھے ہی کبھی تھک کر تو زمانہ ٹھہرا

حال دل پوچھتی ہو سینہ پہ ٹھو مین کیا
ہو گیا خاک گر آگ مین پارا ٹھہرا

دے لئے زلفون مین لٹک کر جو لگا تی چکر
چیخ ہو جی کا حسینونکو تماشا ٹھہرا

لبن اگر لیتی ہین وہ اک نیا نگ سید دلکو
جا ہی انکار نہین خیر جو بیٹھے ٹھہرا

رکھدیا یار نی شانہ تو ملا بوسۂ لطف
نہ ہا ہیچ ہیں دلال تو سودا اٹھا

کوچۂ یار کا تھا شوق جو قاصد کو بھی
نہ کمر راہ میں کھولی کسی جا اٹھا

تیری دانتوں نے جو دعوی کیا یکتائی کا
سچ یہی سب کی نگاہوں میں وہ بٹا اٹھا

روز دفن اک طرف آئی سیم تن بھی تھم
تیسرا دن ہی مگر آج سبب عرس اٹھا

جب تلک فکر نہ کی ذہن میں آیا نہ کبھی
ذہن یار کا مضمون بھی تھا اٹھا

دم جو نکلا تو دم تیغ نی بخشی ہمیں زیست
مر کے زندہ ہوئے جلاد مسیحا اٹھا

گرم بازار قیامت نظر آیا جو اسیر
میں بھی دو چار گھڑی سیر تماشا اٹھا

جھکا جو سر وہ قد مسجد کو تا کا
مثل سچ ہی کی سجدہ گھر خدا کا

مری بالین سی اٹھ جاؤ طبیبو
دوا کیسی کہ ہے وقت اب دعا کا

فشار گور سی تن کانپتا ہے
ارادہ اسلیے ہے کربلا کا

بتادے راہ میخانے کی ہمکو
کوئی ایسا بھی بندہ ہی خدا کا

تری تیغ ادا نے سب کو مارا
قضا کو سامنا ہے اب قضا کا

سوا آہوں کے کچھ اسمیں نہیں ہی
ہمارا دل گرہ ہے کیا ہوا کا

مریض اچھی ہوں لحد سی وہ جو مٹی
بنا ہے کالبد خاک شفا کا

تری گیسو کا مضمون باندھتے ہیں
یہ شاعر ذہن رکھتے ہیں بلا کا

پڑی ہی یار کف پا میں وہ چھالا
کہ دُر بنجائے گوش نقش پا کا

ہوئیں یہ آرزوئیں قتل دل میں
پھر آنکھوں میں نقشہ کربلا کا

گئی جان ابتدائی عاشقی میں
اٹھایا ہمنے صدمہ انتہا کا

رولاتا ہی جو وہ دست حنا سے لے
گمان اشکون پہ ہی عطر حنا کا

نہ باندھو دل کو گیسو مین نہ باندھو
حسینون واسطہ مشکل کشا کا

بلائی گھر مرا دیکھا نہین سے ہے
بتا دو کوئی گھر مجھکو بلا کا

گدا سلطان ہوئی درویش سلطان
عجائب کارخانہ ہی خدا کا

کہون حق حق تو تھا آدم کا نقشہ
تری تصویر نورانی کا خاکا

تفاوت کون نیک و بد مین سمجھے
خدا ہی ایک رند و پارسا کا

ق
اسیر اون کو جو دی پائی جنت
عجب رتبہ ہی شاہ کربلا کا

بہت سی صورتین ہین مغفرت کی
نبی کی ساتھ ہی اسکے اتباع کے

سمجھی یہ ہم جو وہ خط عارض عیان ہوا
صیاد حسن جال بچھا کر نہان ہوا

موقوف بعد مرگ نہ شغل فغان ہوا
مردہ مرا وہان لحد کی زبان ہوا

آتی نہین ہی ہاتھ کسی کی جو بہر دفن
اوس کوچی کی زمین نہ ہوئی آسمان ہوا

ہشیار ہو کہ دین نہ شیطان کری خراب
گلہ ہی مال گرگ جو غافل شبان ہوا

دوست ہین کہ گور مین ہمکو نہین خبر
نوبت کب آئی صور کی محشر کہان ہوا

روشن اوسی کا نام رہا مثل آفتاب
مرتی جو تیری راہ طلب مین روان ہوا

جوش جنون نی مجھکو دکھائی نئی بہار
پیراہن دریدہ گل ہجران ہوا

غم کو تپا مری دل نالان سی مل گیا
جاسوس راہ زن جرس کاروان ہوا

دل ہی مرا کہ اپنی چھپائی ہزار داغ
اک داغ بھی نہ تا ہی دل مین نہان ہوا

جبر کر مسافران عدم کو دیا پتا
پتھر مری کا سنگ نشان ہوا

ایسے ہیں ظلم سے جو ہیں ظالم کی ہمنشین
زخمی نہ تیر سے کبھی زاغ کمان ہوا

تحریر خط شوق ہیں کسدن کی نہ کی
اے کلک لاکھہ بار ترا امتحان ہوا

قاصد خراب پھرتا ہے ملتا نہیں پتا
اوس جور کا مکان نہوا لا مکان ہوا

ہیں اس چمن میں طائر نکہت ہوں اے صبا
جو گل ہوا شگفتہ مرا آشیان ہوا

ہے اوسکی ملک شعر کہ شاعری اسیر
عالم میں مثل کلک جو صاحب زبان ہوا

بیجا نہیں جو پیر و بال جہان ہوا
ٹہرا جو خواب آنکھوں میں گر گران ہوا

جس روز سے میں عاشق موی میان ہوا
لاغر ہوا ضعیف ہوا ناتوان ہوا

بگڑے کا اوس صنم سے اگر دل کرے گا کیا
شیشہ لڑا جو سنگ سے اوسکا زیان ہوا

چاہا بہت مگر نہ کبھی اوسنے بات کے
مہر سکوت یار کا خال دہان ہوا

دیکھا نہ چشم کم سے کسیکو جہان میں
ذرے پر آفتاب کا ہم کو گمان ہوا

دولت ملی جو ہم کو نہ اوسکا ہوا قیام
آیا جو گنج ہاتہ میں گنج روان ہوا

گل میں جو سینہ چاک تو غنچے گرفتہ دل
یارب یہ کس چمن میں مرا آشیان ہوا

پائے جو رنج تجہہ سے نہ بہاگے وہ کس طرح
سر پر اوٹھائے ضرب تو سکہ روان ہوا

ہے میزبان سپہر تو آسودگی کہاں
بہوکا رہا بخیل کا جو میہمان ہوا

صحرا کی آبرو مرے چھالوں سے بڑہ گئی
ہر خار آبدار برنگ سنان ہوا

کہتا تہا جو بعد مرگ سگ یار رہتا مزہ
کیا فائدہ جو رزق ہما استخوان ہوا

شاید کہ یہ بہی گلشن جنت ہے ساقیا
میخانے میں جو پیر بہی آیا جوان ہوا

مجروح اوسکی ہاتہ سے ہوکر ہوے نجات
جو زخم کہل گیا در باغ جنان ہوا

کرتا ہی میٹھی باتین بہی ہم سی وہ اگر گل | شیرین دہن تہا شکر ہی شیرین زبان ہوا

دشنام دی کی بوسہ دیا ہمکو یار نے | حلوا اسیر مرہم زخم زبان ہوا

نہ پوچھو حال میری دلسی جوش قلزم غم کا | کہ جو گرداب اس دریا مین ہی حلقہ ہی ماتم کا

بنات النعش ہو تابوت وہ سامان کرون غم کا | بتاؤن ابلق ایام کو دلدل محرم کا

خداوندا نچھوٹی ہاتہ سی دلسن کبہی غم کا | رہی سایہ مری تابوت پر بہی نخل ماتم کا

پہنچکر خدمت پیر مغانمین دل یہ کہتا ہی | کبہی کس چیز کی مہمان ہون مین ایسی حاتم کا

عطا کرتی ہی شاہی کا مزہ چلو مین مینوشی | یہ ساغر جس کو ہاتہ آئی وہ پائی مرتبہ جم کا

کہو ظالم سی مال مفت کہا کہا کر جو پہولا ہی | کہ ہوگا جسم فربہ ایکدن کندہ جہنم کا

ہوائی جامہ باریک ہی کیا گلعذارون کو | بنا کرتی ہین آنکہین آنسوؤنسی تہان شبنم کا

مرا مضمون تہ باندہی ہی غیر اپنی شعر مین کہدو | نہین زیبا کہ دست زال مین ہو گرز رستم کا

زمانہ شادی و غم کسی کو دی یہ کیا ممکن | ہی تخت عروسی بہی تو چوب نخل ماتم کا

مین وہ دیوانہ ہون جب قیدخانہ مین قدم رکہا | بچھایا بیڑیون نی ہر طرف غل خیر مقدم کا

کسی تیزی سی قد لی کر دیا ہی ہمکو دیوانہ | مناسب پاؤن مین ہی سلسلہ گیسوی پر خم کا

دو رنگی رنج و راحت کی مٹی کب اس گلستان مین | وہ نخلی ہنسانا ہی پہولون کا دہی رونا ہی شبنم کا

بہ نفرت وصل سی لی ونکو ہی نامہ چاک کر ڈالین | جو قصہ دہین کسی جا دخل پالئین حرف غم کا

کسی دن آ کی سینی پر حنائی ہاتہ رکہدیجی | علاج داغ دل ہو جای پہاہا لال مرہم کا

جہان مین کون ہی وہ جو یہان پہر کر نہین آیا | درد و لحد حقیقت مین ہی مرجع سارے عالم کا

غنی ہین ہم غرض بخل و سخاوت مین نہین رکہتی | ہماری بزم مین ہی ذکر قارون کا نہ حاتم کا

سماہی چپ گوش دل مین ہمیشہ جو رہتا ہی
نہین منظور ہرگز اسکو سننا ذکر مرہم کا

جو ہمردون کی شہرت ہی جہانمین تک ہی
قیامت تک رہیگا نام ابراہیم ادہم کا

دم نظارہ عارض جو ان پایا ہی دیکھا
نشان قرآن مین ہمکو ملتا آیا اسم اعظم کا

عنایت جب کرین وہ عنبرین گیسو مجھے بیچ کر
ہماری دل مین چبھیگی کیون نہ لی گو ماتم کا

فلک کی ایک خواہش ہی تو یہی ہے تو اٹھا لے
کہ موئی تال ہو ہر استخوان بازوی رستم کا

دعا پر یا خدا تو نکلی اگر بلبل کہے آمین
صدف ہون سیپ ہون بجا ہی گہر قطرہ شبنم کا

حباب ایسا اسیر اس بحر مین کیون ہو گئے ہین گرشت
ثبات زندگانی کیا کہ وقفہ ہی کوئی دم کا

بیخودی کی مین سیر کر آیا
وہان خدا ہی خدا نظر آیا

دل کو بہلا رہا ہون یہ کہکر
وہ خط آیا وہ نامہ بر آیا

نیند گیا شب کو یہ تصور رخ
آپ مین مین نہ تا سحر آیا

ہون وہ بسمل کہ ہو نہین عاشق درد
دل بھر آیا جو زخم بھر آیا

صبح چمکی سیاہ خانے گئے
شام ہوتی ہی وہ قمر آیا

ہجر مین آفتون نے گھیر لیا
تپ ادہر آئی غش ادہر آیا

اک نگہ مین کیا تمام اوس نے
خوب لینی مری خبر آیا

یاد گیسو مین میری نالون سے
زلزلہ رات رات بھر آیا

ہون وہ بیکس کہ دیکھکر مجکو
سو نہ کو جلا دکا جگر آیا

دہن یار سے محبت کی
تنگ جینے سے اسقدر آیا

گور کے زیر زمین یہ سمجھا مین
کہ سفر سے مین اپنی گھر آیا

جان لینے کو کم نہین شب ہجر
ملک الموت تو کدہر آیا

بوسہ سیب ذقن کا اوس نے دیا
نخل امید مین ثمر آیا

دختر رز سر چڑہی جو ساقی کی
میری آنکھون مین خون اوتر آیا

صورت یاس ہی خلاف امیر
تو ہی قرآن سی بخیر آیا

کمر سی تیغ جو اوترک فتنہ گر لینا
تو سب کو بعد مجہی پہلی یاد کر لینا

بغیر ختم سوئی یار اوڑ چلا نامہ
پکارتا ہی رہا مین کہ نامہ بر لینا

رہی نصیب زلیخا کو چاہ یوسف کی
کسی قبول ہی زر دیکی درد سر لینا

متاع طاقت دلکو تو کر چکی غارت
اب آگی آپ کو ہی کیا کسی کا گہر لینا

بدن مین رعشہ ہی پر ہوش ہین ابہی ساقی
گری جو ہاتہہ سے میری قدح تو بہر لینا

نگاہ چشم عنایت ادہر سے ہو کہ نہ ہو
ہمین تو سجدہ اوسی پانچ وقت کر لینا

چلا جو دل طرف زلف کہہ گیا اتنا
کسی بلا مین پہنسون تو مری خبر لینا

ذرا سی بات مین ہوتی ہین اپنی بیگانی
بڑا کمال ہی اپنا کسی کو کر لینا

گرسنہ ہی سگ منزل تو فاقہ کش رہزن
ہوا ضرور مجہی توشہ سفر لینا

عبث ہی خوف تڑپنی کا حکم دی صیاد
جو رشتی دام کی ٹوٹین تو دام بہر لینا

مریض عشق بس اب صبح ہی یا تو شام نہین
گہڑی گہڑی کی تمہین چاہیے خبر لینا

کرم کیا ہی جو سائل پہ غم نقد کہا منعم
خسارہ کیا ہی جو دنیا ادہر ادہر لینا

لحد کہان عزیز و بتقام وحشت ہی
اوتارنا جو مجہی پہلے تم اوتر لینا

گدا و شاہ ہین دو چار روز لقمہ گور
زمین کو تمام ملک اپنا پیٹ بہر لینا

کمال شوق تماشا ہی ای عروس اجل
جو قبض روح کو آنا تو ذرا نکھر لینا

ابھی تو ہی تری قابو مین بلبل ای صیاد
رہا قفس سی جو کرنا تو پر کتر لینا

غریب ہے نہین تکلف کی احتیاج نہین
جلا کی چند چراغون کو عرس کر لینا

کبھی تو فاتحہ خوانی کو آئی پس مرگ
ضرور دوست کو ہی دوست کی خبر لینا

قبول فیض مین حاصل نہین ہی کچھ ای چرخ
سمجھ کی مہر کا احسان ای قمر لینا

اسیر بندہ ہی تم یا علی ہو دست خدا
لگا چلو سہی گرتا ہی یہ خبر لینا

حال کہئی کس سی فرقت کی شب تاریک کا
آدمی ہمکو نظر آتا نہین نزدیک کا

وقت پڑ لی پر نہین پاتا ہی گدا بھیک کا
حکمران توران کا ہو یا تاجور تاجیک کا

کعبۂ و دل دونون گھر اوسکی ہین پیاری شیخ جی
دور کی وہ راہ ہی یہ راستہ نزدیک کا

دید کی مانع نہین ہرگز نقاب روی یار
پشت سی پڑھ لیتی ہین خط کاغذ باریک کا

کوچۂ گیسو مین تو رکھتا ہی ای دل قدم
ٹھوکرین کھلوائی گا رستہ شب تاریک کا

جب ہوئی گرم سفر وہ ہو کی گاڑی پر سوار
ہم بھی منزل تک گئی سمجھا بچھوڑا ایک کا

ماہ نو دکھلا کی کرتا ہی اشارہ یہ فلک
ہاتہ بی گردش نہین تا ہی ٹکا بھیک کا

اور جھنجلا کر جو تلوارین لگاتا ہی وہ ترک
ہی مگر زخمون کی ہنسنی پر گمان تضحیک کا

ہی شہادت نامہ جو میری کفن مین مرگ
یہ قبالہ ہی ریاض خلد کی تملیک کا

جامۂ توحید کو اسطرح سینا چاہیئے
فکر کی سوزن ہو رشتہ معنی باریک کا

جیسے شیشی سی شراب سرخ ہوتی ہی عیان
جلوہ گر یون تن سی اوسکی گلی ہی پیک کا

حرص دولت سی ہی اہل حرص کو شوق کتاب
کاسۂ طنبور مطرب ٹھیکرا ہی بھیک کا

ہست کہنا ہی کوئی اوسکی دہن کو ذات
خال لب کو کیون نہ ہم نقطہ کہین تشکیک کا

دام آفت ہوگا اب کیا رشتۂ طول امل
قطع ہونٹون نی کیا ہی سلسلہ تحریک کا

صاف کر دل تا ہو صورت آشنا عالم اسیر
بزم مین خواہان ہی کون آئینۂ تاریک کا

نخل عمر بیخ و زرہ سے جو پہل پایا تو کیا
چار دن کو ہفت کشور مین عمل پایا تو کیا

شوخیان ہین جو حسینون مین جو رونمیکیان
مرگ کی ہمنی خلد مین نعم البدل پایا تو کیا

کیا کرینگے یاد باغ دہر کو سرو و چنار
اسنی پای لنگ و سنی دست شل پایا تو کیا

جانتی منہ دونکو پامال ستم گرای فلک
ہم ضعیفونکی دلونکو تونے کچل پایا تو کیا

لعل او گل منہ سنی جو تجہہ مین ہمت مردانہ ہے
آگ او گلنی کو دہن مثل زحل پایا تو کیا

ہی وہ سلطان لائق تاج مین جو کوئی ملک دل
کشورون مین پادشاہون نے عمل پایا تو کیا

اصل کیا دنیائی دون کی زہر ہی اسکا ثمر
نخل حنظل سی کسی نی تلخ پہل پایا تو کیا

بند کردی رعب حسن یار نی اپنی زبان
عرض کا موقع گزارش کا محل پایا تو کیا

زندگی ہے مرگ سی بدتر فراق یار مین
آبحیوان آب خنجر کی بدل پایا تو کیا

گور مین رہنا ہی یہان پہر سکونت چند روز
طاق کسری کا فریدون کا محل پایا تو کیا

پہر چلی گی تیغ اگر اوسکی گلی پر کب گئی
ایکدم کو اور وقفہ اپنی اجل پایا تو کیا

ہم نہی قسمت ہی گویا مردم تصویر مین
زر دنیا یا قرب ارباب دول پایا تو کیا

تل کسی محبوب کے چہری کا ہونا تہا کبھی
آسمان پر اوج تونی ای زحل پایا تو کیا

جانتی ہین بہر قاتل ہو وہونکی فیض کو
خانۂ زنبور سی ہمنے عسل پایا تو کیا

صبح کو خالی وہی بستر وہی ہم بیقرار
خواب مین شب بہر جو انکو ہم بغل پایا تو کیا

کیون کسی استاد کی دیوان کو دیکھین وقت فکر | حاکم مردہ کا دستور العمل پایا تو کیا

مجکو انواع سخن مین ہی ید بیضا اسیر
میر کی ایسا جو انداز غزل پایا تو کیا

تہا صد تلاش کر کی گہر اوسکا جو تہک گیا | آخر وہ میری خط کو میری سرپٹک گیا

پنج کو چہو لو تو وہ مژہ دل مین کہٹک گیا | گل توڑنی مین خار سی دامن اٹک گیا

گر ہی یہ سخن مین کہ ارباب طبع نے | چہاپی جو میری شعر تو پتہر چٹک گیا

ادنا یہ فیض ہے تری دریائی فیض کا | آب گہر سے کاسۂ سائل چہلک گیا

معنی جو میری شعر کی ملتی نہین مجہے | شاید زمین مین گڑکی خزانہ سرک گیا

شکوہ مری دہن سے جو نکلا خفا نہو | پیمانہ ہو چکا تہا لبالب چہلک گیا

ای ترک ابتو ہاتہ اوٹہا قتل عام سے | دوڑی سی کہان تلک ملک الموت تہک گیا

محرور مین وہ تہا جو ملک لیگئی مجہے | دل کی جلن سی اور جہنم بہڑک گیا

اچہا ہوا کہ آپ نی دی گالیان مجہی | معدوم جی دہن کا مری خال ہی شک گیا

اللہ ری بدگمانی ساقی کہ پیاس سے | کانٹی مری زبان پہ پڑ کر وہ کہسک گیا

گردون ناگوار ہوا بعد مرگ بہی | کافور سے کفن جو ہمارا مہک گیا

نعمت کی ای فلک مجہی پروا نہین ہے | کہایا ہی غم یہ گرسنگی کا کہ جہک گیا

دریا مین گر پڑا جو مرا کوئی اشک گرم | بطن صدف مین دانہ گوہر چٹک گیا

مین رند تہا کہ نشہ مین پہنچا سر فلک | ملانی کی جو دوڑ تو مسجد تلک گیا

آنکہون مین ان کی تو نکلی مروت نہین ہے | کیا ان تلون سی تیل آنکہی ٹپک گیا

سرگشتہ یون ہی کوچۂ گیسو مین دل مرا | ظلمت مین جیسی راہ سکندر بہٹک گیا

سمجھو نہ اعتبار کلام اسیر کو
دیوانہ وار منہ مین جو آیا وہ بک گیا

زینت ہوئی بدن کی جو ہر بال پک گیا
گویا پھری مکان مین سپیدی چمک گیا

جس صبح روی یار سی پردہ سرک گیا
خورشید طالع شہ خاور چمک گیا

زر وہ ہی اہل حق کو بھی دنیا ہی آبرو
لوح طلا ہی صفحۂ قران چمک گیا

ای دست مرگ تیری تم کا بیان ہو کیا
ملبوس جان ہزار حلمہ سی مسک گیا

کوٹھی پہ چڑہ کی باندہ دیا مینی خط شوق
قسمت سی اوس پتنگ کا بتیا اٹک گیا

آیا مرض مین یار عبادت کی واسطے
چمکا جو درد دل تو مقدر چمک گیا

اروت سان یہ دلکو ہوئی اوس ذقن کی چاہ
اولٹا کنوین مین جا کی یہ اندھا لٹک گیا

تاثیر و الفت بتان سی بعد مرگ
مثل انار گنبد مدفن چٹک گیا

پہنچا مجھی عداوت قاتل سی اور نفع
چرکا جو مشک زخم کا کوچہ جھک گیا

وارو کوئی حسین ہو تو ہی غمکدہ بھی باغ
یوسف کی بو سی خانۂ زندان مہک گیا

لکھا نزاکت کمر یار کا جو وصف
خامہ برنگ شاخ گل تر لچک گیا

کس خط سبز کا تھا مین کشتہ کہ بعد مرگ
آبحیات خضر لحد پر چھڑک گیا

دیکھا جو حسن یار تو اللہ رے جوش دل
آئینہ مثل جام لبالب چھلک گیا

می کیا فراق یار مین پائی اگر پیا
اوترا نہ گھونٹ میری گلی مین اٹک گیا

کامل وطن مین اپنی ٹھہرتا نہین کبھی
پختہ ہوا تو شاخ سی میوہ ٹپک گیا

اوس رشک ماہ سی جو جدائی ہوئی اسیر
ایسا جگر جلا کہ دھوان تا فلک گیا

برہمن نی کہا تھا حال سب مجھ نیم بسمل کا ۔ لڑکپن میں کسی ان ہاتھ دیکھا تھا جو قاتل کا

گذر خنجر جبین پیتا ج ہی کس کے قاتل کا ۔ کہ فواروں مین ہی عالم گلوئی مرغ بسمل کا

یگ گردن کہیں تھوڑی سی کٹنی مین بچ جائے ۔ الہی خیر کرنا کانپتا ہے ہاتھ قاتل کا

اوٹھاتی نجد مین کس ہوس سی ہم قیس کا مرقد ۔ اگر صندوق ملجاتا کہین لیلی کی محمل کا

الہی کسکی اوٹھجانی سی ایسی تیرگی چھائے ۔ کہ شکل دیدۂ اعمی ہی حلقہ اپنی محفل کا

رہ ایمان مین بینائی نہین ہر ایک کو حاصل ۔ مسافر کور دیکھا بیشتر قرآن کی منزل کا

برا انجام ہی جو ہین فروغ دہر پر نازان ۔ سحر کو قسمت سک استخوان ہی شمع محفل کا

موئی پر بھی نپائی گردش افلاک سی مہلت ۔ ابھی کہتا ہے چکر چاک پر کاسہ مری گل کا

لحد مین ای نکیرین آگی کیون مجھکو جگاتی ہو ۔ ذرا آرام کرنی دو تھکا ماندا ہون منزل کا

سوا تذلیل کی کیا ہی غرض جب درمیان آئے ۔ کہ اونچا ہاتھ منعم کا ہی نیچا ہاتھ سائل کا

پتا حسن جوانی کا نہ ڈھونڈھ ایام پیری مین ۔ کٹی شب صبح کو جلوہ کہان ہو ماہ کامل کا

حضور حق دم محشر نشان کیا دینگی حیران ہین ۔ نہ صورت نقش پا کی لی نہ پوچھا نام قاتل کا

تصور جب کیا عمر دو روزہ کو ہوا ثابت ۔ کہ ہستی سی عدم تک فاصلہ کچھ ہی منزل کا

مری افلاس کو ہی فوق سرداروں کی دولت پر ۔ کہان ہے آب دریا مین چمکنا ریگ ساحل کا

اسیر آئی ہی عمر شصت سالہ اب کہان طاقت
ہوئی ماندی سفر طے کر چکی ہم ساٹھ منزل کا

بحمد اللہ کہ وقت ذبح نکلا حوصلہ دل کا ۔ گلی پر تیغ دست شوق مین دامن ہی قاتل کا

نہ پوچھو حال ہے اضطراب طائر دل کا ۔ کیا سینی کو اسنی آشیانہ مرغ بسمل کا

اگر بجلی کبھی ابر سیہ سی نجد مین چمکے ۔ کہا مجنون نی پردہ اوٹھ گیا لیلی کی محمل کا

زیادہ نالۂ عشاق سے ہی حسن کی رونق
ہوا ہی جمع گل میں رنگ آواز عنادل کا

وہ رہرو ہوں کہ ہی کام ہی پیش نظر تربت
ہر اک نقش قدم مجکو نشان دیتا ہی منزل کا

قیامت تک نہ گل ہو دامن باد بہاری سے
کسی غنچہ پہ پڑ جاتی اگر سایہ مری دل کا

یہ میری بعد فارغ ہو کی ظالم اپنی گھر بیٹھے
کہ خنجر میان میں ہے آستین پر ہاتھ قاتل کا

قمر میں جب پڑا خورشید کا پرتو ہوا روشن
کہ ناقص کو بھی کر دیتا ہی کامل ہمنشین کامل کا

سر سلطان پر افسر دیدہ عبرت سے جب دیکھا
خیال آیا کہ یہ اولٹا ہوا کاسہ ہی سائل کا

فروتن واجب التعظیم ہین کچھ شک نہین اسمین
جھکی مقتول کی گردن تو اونچا ہاتھ قاتل کا

ہوا ثابت ہمین طفلی و پیری و جوانی سے
کہ ہستی سے عدم تک فاصلہ ہی تین منزل کا

یزیدی فوج لاکھون یاور شبیر تھوڑی سے
بہت کم حق کی طالب اک جہان پیرو ہی باطل کا

گریبان قیس کا پھاڑا تو کیا ای پنجۂ وحشت
جو ہمت ہو تو پردہ چاک کر لیلی کی محمل کا

سفر مین بسکہ وہ زلف سیہ آنکھون مین پھرتی ہے
گمان جادون پہ ہوتا ہے بیابان مین سلاسل کا

اسیر احباب گل میری لحد پر کیون چڑھاتی ہین
دماغ اہل فنا رکھتی نہین شور عنادل کا

بناتا قاصد یہی ہی بوستان کوچی قاتل کا
چھٹا کرتا ہے فوارہ گلا ہی مرغ بسمل کا

کیا ہی غازۂ رخسار جب سی خون بسمل کا
ستارہ اوج پر ہی جوہر شمشیر قاتل کا

کہو احباب سی کیون قبر مین شاہ نہلاتی ہین
ذرا راحت سے سوتی دیتی نہ کا ماندہ ہون منزل کا

خدا ایسا جو میری خون کی چھینٹون سی اپنی سکو
گریبان گیر ہون گا حشر مین جی امان قاتل کا

حریصون کا شکم بھرتا ہی کوئی جمع دولت سے
کہ تاج زر یہ ہی بڑھتا ہی ہی شمع محفل کا

کوئی ذرہ نہین ہی پرتو خورشید سی خالی
تماشا دیکھ لی صحرا مین اوسکی فیض شامل کا

کسی سے کب مٹی زنار و تسبیح سلیمانی نے
جدا کرنا بہت ہی امر مشکل حق سے باطل کا

گداز عشق نے سو بار دل کو کر دیا پانی
ہوا اب تک نہ شعلہ سرد لیکن آتش دل کا

فراق یار مین نکلی وہ میری لگی بیتابی
تماشا جسکو منظور نظر ہو رقص بسمل کا

پڑی ہین نیش غم سے اسقدر سوراخ قلب و تن
کہ ہی زنبور خانہ جیسے کاشانہ میری دل کا

بجا ہی آسمان حسن ہم تجھکو جو کہتے ہین
خط شبرنگ گرد رخ ہی ہالہ ماہ کامل کا

برا ہی ایک سی جو دوسری کی پاس جاتا ہے
کبھی کب بحر وافر مین جگہ رکن آ جای کامل کا

جو تم اوٹھ جاؤ جای روشنی سی اور تاریکی
دہوان بنکر یقین ہی نور پہیلی شمع محفل کا

قیامت ہی بندھی ہی ذبح کی دم آنکھ پر جیسے
رہا دل مین تلاطم حسرت دیدار قاتل کا

جو ظاہر مین عداوت ہو تو باطن مین محبت ہو
اسیر آنکھین لڑین پر دل سے ملنا چاہیے دل کا

دہن عیان تن حسینون کی ہی کمر پیدا
کئی ہین ایسے بھی اللہ نے بشر پیدا

زیادہ بالش پر کی نہ فکر کر صیاد
ٹھہر ٹھہر کی ہوتی ہین بال و پر پیدا

برای مشق اوسی صندل کی چاہیے تختی
صریر کلک سے ہوتا ہے دردسر پیدا

مقام رنج نہین ہو بشر جو بے اولاد
بہت خدا نے کئی نخل بے ثمر پیدا

سبب نزول حوادث کا ہی تو دولت دہر
کہ سنگ کہائی جو ہون نخل مین ثمر پیدا

حصول کیا ہے بنایا مکان جو منعم نے
کسی کی دل مین تو اوسنے کیا نہ گھر پیدا

شب وصال کب آئی کدہر گئی یارب
ادہر تو شام ہوئی اوسطرف سحر پیدا

عیان ہوا کہ جہان خانہ مصیبت ہی
جو طفل ہوتا ہے اسمین وہ نوحہ گر پیدا

کرو جو غور عدم تو وہ بھی ہستی ہے
نہان ہوا جو ادہر ہو گیا اودہر پیدا

فراق یار مین دن رات گھر رہا تاریک — نہ دن کو مہر نہ شب کو ہوا قمر پیدا

دعائین کین ہین کی داغ عشق اوٹھا کر ہاتھ — کیا ہے قوت بازو سے ہمنے زر پیدا

طمع جو لذت دنیا کی ہو فقیرون کو — گری ابہی تو سنے بوریا شکر پیدا

روان کرون مین جو قاصد کو سوے کوے یار — ابہی تو صورت طائر ہون بال و پر پیدا

پڑی جو اوس لب لعلین کا بحر مین پرتو — سوای لعل صدف مین نہون گہر پیدا

شب وصال جو دیکھی صباحت رخ یار — گمان یہ ہمکو ہوا ہو گئی سحر پیدا

خدا کی شان تو دیکھو عدم سے ہستی مین — وہ بت ہوا ہی زمانہ مین بیکمر پیدا

رقیب خاک اوٹھائین گی تیغ عشق کی زخم — کہو یہ سنے جگر دون سی کرین جگر پیدا

جگہ جو کعبہ مین ملتی نہین ہین تو ملی — بتون کی دلمین تو ہمنے کیا ہی گھر پیدا

عرق کی قطرے تری وہ آتشین نہ ہین — ہوئی ہین چشمہ خورشید مین گہر پیدا

جنون کی جوش مین تا لا مکان پہنچ جاون — فلک کی کمند بہی درکا ہو جو در پیدا

اسیر مہر و مہ و نجم کی حقیقت کیا
نبی کا نور ہوا سب سے پیشتر پیدا

ماتم ضرور تھا تمہین مجہ دردمند کا — کہنا تہا مرثیہ کوئی دس بیس بند کا

جنت ہی عکس روی بت دلپسند کا — طوبے ہی سایہ یار کی قد بلند کا

پیچ پیچ کی رو آتی ہین محبوب جنگ جو — کرتا ہے کام جذبہ کامل کمند کا

کیا حاصل اسپ عمر اگر ہی سمجہ رام — چلتا ہی اپنی پاؤن سوار اس سمند کا

تشنہ ہی ہجر یار مین اک ایک موی تن — بی فصد بہ رہا ہے لہو چاربند کا

سولی ہوا ہی مجکو مزا ہڑہ کی بولنا — منصور وار گشتہ ہون حرف بلند کا

محشر کی روز بھی نہ کھلی گی لحد مین آنکھہ
کشتہ ہون اک نگاہ تغافل پسند کا

گر سنچی ہی بلیغ جو مطلب بزرگ ہو
زینہ دراز چاہئے بام بلند کا

سچا نہین جو ہاتہ مین میری ہی ہتکڑی
دیوانہ ای پری ہون تری دست بند کا

اوس سرو قد نی بوسۂ ابرو عطا کیا
ہاتہ آگیا ثمر مجھے شاخ بلند کا

طی کر چکی ہین منزل ہستی کو ضعیف
باقی ہی فاصلہ تو قدمہای چند کا

رہتا ہی اپنی پستی طالع سی ہمکو خوف
گنبد نہ بیٹھ پڑے کہین چرخ بلند کا

آواز رعد سی جو ڈہرکتی ہین سبکی دل
نالہ ہے یہ کسی نہ کسی دردمند کا

مضمون شوق ایک ہی لکھون مجال ہے
مکتوب جب تلک نہو دو چار بند کا

دیوان حشر مین بھی وہ مصرع ہی انتخاب
مضمون ہے جسمین یار کی قد بلند کا

تیری جلی ہوونکو ستائی کا کیا فلک
محفوظ آسیا ہی دانہ سپند کا

صیاد آج کل ہی یہ بلبل پہ مہربان
پہر قفس غلاف بنا ہے پرند کا

تاثیر دیکہنا لب شیرین یار کی
پانی کا آبخورہ ہی کوزہ ہی قند کا

اورون کا ذکر کیا کہ مری سامنی اسیر
چلتا نہین کمال کمال خجند کا

پروا تری کچہ ای مہ کامل نہین کہتا
مین داغ اوٹھانیکی بہی دل نہین کہتا

کسطرح گریبان سی اولجھی تو نجات
سر سجدۂ محبوب کی قابل نہین کہتا

سیراب ہون کیا تشنۂ صحرای محبت
یہ دشت کنوان سیکڑون منزل نہین کہتا

لائی اجل آخر مجھی ہستی سی لب گور
وہ کون سا دریا ہی جو ساحل نہین کہتا

ہی ہمسی غریبون کا بہی ای مرگ گذارا
صد شکر کہ دربان در قاتل نہین کہتا

جس قافلہ کی ساتھ ہی تمسا کوئی یوسف
رہرو گلہ سختی منزل نہیں رکھتا

سب طرح کی طاقت ہی نہیں صبر کی طاقت
سب کچھ ہی مری پاس مگر دل نہیں رکھتا

کیا بڑھ کی چلی گا تری شمشیر نگہ سے
یہ تاب یہ دم خنجر قاتل نہیں رکھتا

ہی مد نظر الفت گیسو کا چھپانا
جھنکار رہو جسمین وہ سلاسل نہیں رکھتا

فاقی مین ہی مانگون نہ کبھی جس سی نعمت
مفلس ہین مگر عادت سائل نہیں رکھتا

تر ہو جو زبان خنجر قاتل کی سر مو
اتنا ہی لہو جسم مین بسمل نہیں رکھتا

ہر چند ہی عالم مین بہت شہرۂ یوسف
تیری سی مگر شکل و شمائل نہیں رکھتا

ہی خلق سی ہر روز یہان خرچ برابر
باقی نہیں رکھتا ہون مین فاضل نہیں رکھتا

کرتا ہی فلک چاند کو اوس رخ سی مقابل
ہی سر مگر عقل یہ کامل نہیں رکھتا

زخمون پہ مری کون کری مشک فشانی
وہ چہرۂ شفاف کوئی تل نہیں رکھتا

حیران کی در زند وتسی ہی عجب بت مین گلہ کیا
ہڈی مری باقی سگ منزل نہیں رکھتا

معلوم اسیر اوسکو ہو کیونکر مری حیرت
جو شرم سی آئینہ مقابل نہیں رکھتا

جو پہنچی دوڑ کر مقتل مین ہم اپنا قدم ٹھہرا
دم شمشیر قاتل پہ گلا رکھا تو دم ٹھہرا

بندھا ماتم کا حلقہ گرد جسکا ایکدم ٹھہرا
ترا دیوانہ قامت محرم کا علم ٹھہرا

نہ آئی مین ہی کی محنت نہ جانین ہو تمکی وقت
وجود و نیستی کا فاصلہ کل دو قدم ٹھہرا

سجا کرتا ہی بلبل بیعات ون نالہ و شن نالی کا
خدا کا گھر نہ ٹھہرا یہ کوئی بیت الصنم ٹھہرا

ترا مقتل بھی ہی قاتل تماکوئی محکمہ شاید
سر و گردن کا جھگڑا چک گیا خنجر حکم ٹھہرا

کبھی پہنچی اگر قد بلند یار سی نا نپا
یہی آدو بچارا سرو چمن دو بالشت کم ٹھہرا

حباب اہل جہان بحر تلاطم خیز ہے دنیا
بہت ٹھہرا جو اس طوفان مین کچھ دنی ایکدم ٹھہرا

شب وصل اہی ثمر کیا تو نکلتی ہی ہوا غائب
ترا چلنا ٹھہرا آہوی وحشی کا رم ٹھہرا

جلا دل جب وہ مرگ غیر کی سنکر خبر روئی
ہماری واسطی برق غضب ابر کرم ٹھہرا

شرارہی تیلگی خود ہی جلا سبزہ بیابان کا
جہان دم بھر ترا دیوانہ آتش قدم ٹھہرا

نہین ہی سرکشون کو امن جوش بحر رحمت مین
جو آب زندگی برسا حق آتش مین سم ٹھہرا

نمونہ ہی صراط حشر کا یہ دار فانی بہی
وہان بہی ہی وہی ثابت یہان جسکا قدم ٹھہرا

بہت ماندا ہی مجنون ورنہ آتا ہی اسیرے
خدا کیواسطے ناقی کو لیلی کوئی دم ٹھہرا

سوائی غم کہان راحت مرض آیا دہستی مین
گمان فربہی جسپر تہا وہ آخر ورم ٹھہرا

گلہ ہم لکھہ چکی تھی اوسکو نامی مین رکاوٹ کا
نہایت خیر گذری خود سر کاغذ قلم ٹھہرا

اسیر اہل جہان جتنی ہین زر کی حرص کرتی ہین
یہ وہ ہی عہد جسمین نقش حب نقش درم ٹھہرا

دنیا سے اوداس دل ہی کب کا
ہون دیر سے منتظر طلب کا

ای آہ نہ عرش سے بڑہ آگے
سمجھا کہ مقام ہے ادب کا

محفل مین وہ شمع رو نہ آیا
پروانہ بہی لکھہ چکے طلب کا

اسے گور فشار دی نہ اتنا
مہمان تری گہر ہون ایک شب کا

آئینہ پہ ہے نگاہ شفقت
کیسی یہ ہے روشناس کب کا

عاشق نہین ہوتے بی وفا یار
اپنا سا نہ جان حال سب کا

گلشن مین ہے کیا گلون پہ جوبن
بلبل کو ہے سامنا غضب کا

شیرینی لب نے مجھکو مارا
ہو نخل مزار پر رطب کا

حق حق تو یہ ہے کہ روح پر ہے
اطلاق صحیح حکم رب کا

کرتے ہین کلام بے دہن وہ
عنقا یہ مقام ہے عجب کا

اب عشق مین جان کی ہی رخصت
دل سینے سے جا چکا ہی کب کا

وہ گیسو و رخ ہے یا ختن سے
ڈانڈہ ہے ملا ہوا حلب کا

کس دہوم سے موسم گل آیا
کچہ رنگ بدل گیا ہے سب کا

ساقی سے یہ پوچھتا ہی قاضی
کیا مہر ہے دختر عنب کا

مشتاق ہون مین اسیر اوسکا
محبوب ہے جو حبیب رب کا

ضبط گریہ جو نکرتا تو کہو کیا کرتا
مجہ سی ہوتا کہ تمہین خلق مین رسوا کرتا

ساری عالم کی رقابت جو گوارا کرتا
دل مرا خواہش معشوقۂ دنیا کرتا

دل اوسی آپ دیا چوک گیا اب ہی یہ شوخ
مین ندیتا تو وہ کیا مجہسے تقاضا کرتا

آپ کرتی جو اونہین اپنی مریضون مین شمار
ملک الموت تو کیا فخر مسیحا کرتا

کاش پہنستا نہ ابہی دام مین صیاد کی مین
چار دن اور گلستان کا تماشا کرتا

لیگئی اک نگہ ناز مین یہ بت دل و دین
کون بتخانی مین کعبی کا ارادہ کرتا

ضبط نی روک لیا خوب ہوا ورنہ یہ دل
دو ہی نالون مین دو عالم تہ و بالا کرتا

گردش بخت زبون جور فلک رنجش یار
درد لاکہون تہی مین کس کس کا مداوا کرتا

مرض غم کا کہان پاس طبیبون کی علاج
رحم اللہ نکرتا تو کوئی کیا کرتا

بچ گئی جان ہوا آج ہی دیدار نصیب
تہی قیامت وہ اگر وعدۂ فردا کرتا

داغ ہوتا جو مرا داغ لگاتا مرہم
درد ہوتا جو مرا درد مداوا کرتا

صاف کتنا نہ گڑہی لاشۂ عاشق مجہ مین
دہن گور کو اللہ جو گویا کرتا

رشک کا مذہب کی فرشتو نسی ہی مجکو نفور
لیکے تصویر تری ہاتہ مین دیکہا کرتا

صاف کہدونگا اگر حشر مین پوچہیگا کوئی
عمر تہوڑی تہی بہت آہین مین کیا کیا کرتا

کوئی رہتی ہین نہان چشم تصور سی کہین
لاکہہ پردی مین یہ ہوتی مین تماشا کرتا

دل مرا کاہیکو یون چاہ ذقن مین گرتا
جذبۂ شوق اگر اوسکو نہ اندہا کرتا

سخت جان وہ ہون کہ خود شرم سی کٹ جاتا مین
مجہ سی ہوتا کہ ترے ہاتہ کو جہوٹا کرتا

حیف وہ آنکہون نی کیا سرو چراغان مجہے
شاید اگر وہ کسی روز تماشا کرتا

می جدائی مین جو جیتا تو جگر کٹ جاتا
قطرہ قطرہ اثر ریزۂ مینا کرتا

جان بر ہی کی تہی کب امید غم گیسو مین
کیا سمجہ کر مین علاج تپ سودا کرتا

مین ٹہرتا جو کسی نخل کی سایہ مین اسیر
پیچ تقدیر کا اوسکو بہی بگولا کرتا

حسن کہو یا خط شبگون نے رخ پر نور کا
زاغ کو بہی پی گئی روغن چراغ طور کا

چہرۂ روشن مین عالم ہی خدا کی نور کا
شک اگر ہو دیکہہ لو آئینہ برق طور کا

اجر طاعت کیون نہ پائین مست ہی ہو کر ہوی
پیر سی اکثر دون ہی وزینہ جوان مزدور کا

استقدر راہ تلاش وحشت زر مین ہم چلے
ہر قدم چھالون سی خوشہ بنگیا انگور کا

کیا ہوا غالب اگر اچہون پہ ہو جائین بری
خاک سی سایہ اوٹہا دیتا ہی بستہ نور کا

اوٹہہ کی کیون جینی تمہاری جان جائی سوچی جلد
آپ گل بارہ برس کی سن زیادہ حور کا

کیا ہوا واقف جو راہ شہر ہستی سی نہین
آگیا ہون سیر کو ہون رہنی والا دور کا

کچہہ نہین ہی ہمکو مصحف رخ کی جلوت بعد مرگ
ہی زبان شمع پر تا صبح سورہ نور کا

مجھ موحد کی جو مرقد پہ جلاتی ہو چراغ
چاہئی اسمین فتیلہ پنبۂ منصور کا

ہی نصیب خلق کب میخانۂ عالم مین عیش
بادہ ملتا ہے یہان تو زخم کی انگور کا

ظلمت عصیان مین کچھ کی سوجھتی ہی اور است
راہرو اعمی سی بدتر ہی شب دیجور کا

لذت بی غم کہان ممکن کہ موذی ہی جہان
نیش سے خالی نپایا شہد ان زنبور کا

چاہتا ہی دختر رز ہو جای مجھسے بدمزہ
روز دیتا ہے مجھی پیغام زاہد حور کا

نزع کا ہنگام ہی تابوت بنوا مین عزیز
کچھ سواری چاہیے جب ہو ارادہ دور کا

جانتا ہی اوسکو جو ہی رہرو راہ خدا
ہی علی آباد دروازہ محمد پور کا

داستان لیلی و مجنون سی کیا حاصل اسیر
شوق رکھتا ہی کوئی کم قصۂ مشہور کا

میری باعث سی ہی شہرہ اوس بت پرنور کا
جسطرح موسی سی چمکا نام برق طور کا

کیا اثر طرب ہی تیری نرگس مخمور کا
ہو گیا لبریز مے کاسہ تری طنبور کا

آسمان پر ہجر کی شب نام کیسا نور کا
ماہ تابان حلقہ ہی زلف شب دیجور کا

عادت بد سی ہی دولت منعمونکی لازوال
نیش کا ڈر ہی محافظ خانۂ زنبور کا

روسیاہون کو نکمین چشم بد سی روسفید
مشک سی قیمت مین کم ہی مرتبہ کافور کا

دعوی باطل ہی انسان کو ہلاکت کا سبب
حال کیا آخر انا الحق سی ہوا منصور کا

پھٹ گیا مثل کتان زخم اور کیا التیام
بنگیا مہتاب پھاہا مرہم کافور کا

ظلم اہل ظلم پر کچھ ظلم مین شامل نہین
کون غارتگر ہی مجرم خانۂ زنبور کا

چھی کرنیکو ٹھہایا ہی تو دو بوسہ مجھے
کام لو اچھا تو دل بھی خوش کرو مزدور کا

ارتکاب فعل بد کیو اسطی لازم ہی فقیر
ہی گدا مضطرب تو کاسہ کاسہ طنبور کا

خانۂ زندان سی مجکو کم نہین ہی گھر ا
جب سی دیوانہ ہوا آگ کو دل مزدور کا

زیست مین ہمکو میسر ہی پریزادونکی دید
جان دی زاہد تو حاصل ہو نظارہ حور کا

یون بسر کی شام سی ہمنی شب تاریک ہجر
صبح تک لب پر وظیفہ تہا دعائی نور کا

دیکھہ کر روی صبیح یار آئی اپنی موت
غسل میت کو ہو پانی چشمۂ کافور کا

خط نکلنی پر لب شیرین کا بوسہ لون مین کیا
دل جو طالب ہی تو طالب شہد بی زنبور کا

واہ کیا بدلا شراب سرخ کی بہرنی سی رنگ
ساغر یاقوت کا سب بنگیا بلور کا

طور پر کس برق عارض کی تجلی ہو گئی
ہے زبان شکر ہر پتا نہال طور کا

ہو گئی بیچا نمان لیکن نہ رکہا حق غیر
بیچکر گھر ہمنے روزینہ دیا مزدور کا

دیدۂ گریان رہے جاری تو اچہا ہی اسیر
بند ہو جانا ضرر پہنچائی گا ناسور کا

مطلب دل سب طلب ہو جای گا
جب خدا چاہے گا سب ہو جای گا

صبر کر ای دل ستم اوسکے اوٹہا
اف اگر نکلی غضب ہو جای گا

مل رہے گا رزق تقدیری ہمین
کچہ بہانہ کچہ سبب ہو جای گا

تم پکارو گی ہمیں جس نام سے
بس وہی میرا لقب ہو جای گا

بی ادب کہیے نہ مجکو بار بار
مجہ سے بہی ترک ادب ہو جای گا

جائین گی ہم رندیون فردوس مین
اہل تقوی کو عجب ہو جای گا

ہو سکے دل آئینہ دار روی یار
حاکم شہر حلب ہو جای گا

ہون وہ میکش زرد مجکو دیکہہ کر
چہرۂ بنت العنب ہو جای گا

تم چھپاؤ گی اگر زلفون مین رخ
دل سیہ مانند شب ہو جای گا

قصد بتخانے کا کعبہ سے تو ہی — جائینگے جب حکم رب ہو جائیگا

پڑ گئی جس دن نگاہ اہل فہم — سارا دیوان منتخب ہو جائیگا

خود بلائینگے وہ مجھکو بام پر — طور پر موسے طلب ہو جائیگا

نزع کی دم مرتضے آئے اسیر — خاتمہ بالخیر اب ہو جائیگا

دیکھنی اوسکو بتا مین اگر کیا کرتا — دل ہے قابو مین تہا قطع نظر کیا کرتا

گرد جیب دلکی پہرا جکو ملا حج کا ثواب — گہر مین کعبہ تہا مین کعبہ کا سفر کیا کرتا

پاس ہوتا نہ اگر آپ کی رسوائی کا — دیکھتے تم کہ مرا دیدۂ تر کیا کرتا

صبح ہوتی وہ چلی آئی ہماری گہر مین — نالۂ نیم شبی اور اثر کیا کرتا

مر گیا خوب ہوا ٹل گئی فرقت کی بلا — زندگی ایسی مصیبت مین بسر کیا کرتا

بیٹہتے تم نہ اگر آکی مری پہلو مین — نہین معلوم کہ یہ درد جگر کیا کرتا

چہوڑ کر دہر کو پہر دہر سے الفت کیسی — نظری ہیبت مین منظور نظر کیا کرتا

ما عرفناک ہی عرفان مین تری حاصل تہا — مقر عجز نہوتا جو بشر کیا کرتا

ہاتہ خالی ہی گیا مین طرف ملک عدم — راہ کچہ دور نہ تہی زاد سفر کیا کرتا

کیا ہو آئینہ کو بزم جہان مین حاصل — ہو کے ہر ایک کا مین دست نگر کیا کرتا

پاؤن بیکار تہی آتی جو نہ کوچہ مین ترے — آستان تک نہ پہنچتا تو یہ سر کیا کرتا

تہا وہی دیر مین کعبے مین وہی کا جلوہ — حق یہ ہی جا کے ادہر ہی مین ادہر کیا کرتا

قلزم دہر مین بے مغز تہا مثل حباب — راہ سیلاب مین تعمیر مین گہر کیا کرتا

نہین ہوتی کبہی ہوتی سی یہ داغ سفید — رو کے عاشق شب فرقت کو سحر کیا کرتا

اڑ گئی نیند شب ہجر مین آرام کہان
پھر رخ دنیا جو مجھے بالش پر کیا کرتا

کی بلا مین نہ کبھی رد بلا کی تدبیر
زخم شمشیر کا مشتاق اسیر کیا کرتا

دل تنہا کس کام کا ملتا نہ اگر درد اسیر
داغ الفت جو نہ ہوتا تو جگر کیا کرتا

کف پائی حنائی تک بجا آتا ہی گیسو کا
نہین پنہان کہ ہی آتش پرستی کام ہندو کا

تجسس دل کو یون ہیتا ہی اوسکی چشم جادو کا
شکاری منزلون کرتی ہین پیچھا جیسی آہو کا

مناسب ہی اوسیکو وصف اوسکی نگہ جو شاعر ہو
پکڑتا سانپ کا ہی باندھتا مضمون گیسو کا

فلک پر ہر سحر مہر اس تمنا مین نکلتا ہی
بنی تعویذ زرین اوسکے دروازی کی بازو کا

جدائی تنگ حسن اتنا تو جوش وحشت مجنون
بجے بازار لیلی مین گھنگھرو چشم آہو کا

زمون سی عشق امید ہی مطلب ارے کی
گھر بیاہا گیا کب سوزن مژگان سی آنسو کا

کرو ذکر اس نشان سی عوض حشر مین یارب
نشانہ تیر مژگان کا ہون کشتہ تیغ ابرو کا

حمائل ہون تو ہون اغیار کی گردن مین ہاتھ اوسکی
یہان بھی صحفہ آشنا ہی حل زانو کا

تسکردون کی صحبت بیکدگر ہی باعث نفرت
کہ پر ہی موج باد بھاری طائر بو کا

خطا کیا کیون سیہ خانہ مرا روشن نہین کرتا
تجی کو بھی دیا توفیق چراغ ای چرخ جگنو کا

ملی خسرو کو شیرین کوہکن نے لاکھ سر مارا
کوئی چلتا ہی قابو زر آگی زور بازو کا

کہین پھر عود ہو یارب کہ کچھ دلکو تسکین ہو
نہایت داغ ہی دل کو زوال درد پہلو کا

نہ الفت ہی نہ خاطر ہی نہ رحمت ہی نہ شفقت ہی
دیا کیون سینے ایسی بیوفا کو دل بہت چوکا

وہی ناوک فگن ہی ہو جو قربان تیر مژگان
وہی ہی تیغ زن مانی جو ہوتا تیغ ابرو کا

زبان سی مصرع تر خود بخود موزون نکلتی ہین
ہماری طبع سنجیدہ مین عالم ہی ترازو کا

عجب خونریز ہی یہ شاہد رعنای دنیا ہی
گلوری پان کی اسکی ہاتھ سی جسنی لہو تھوکا

ہوا اچھا کہ وہ پہلو سی اوٹھ کر لیگئی دل بھی
کہ پہنچیگا نہ بیڑہ پھول تلک اب درد پہلو کا

اسیر اسمین بہت کی گو کہ دقت فکر سنجان نی
سمجھ مین آج تک آیا نہ مضمون بیت ابرو کا

خیال آیا جو اوس خال سیاہ کا چار ابرو کا
تو سمجھا دل کہ وہ ہندو ہی یہ ٹیکا ہی ہندو کا

نقط دیوانہ میرا دل نہین ہی لف پر گیسو کا
گریبان چاک ہی جیسے پھول ہی گلشن مین خوشبو کا

دہن کہتی ہین جسکو ہی وہ نقطہ صفحۂ رو کا
کمر سمجھی ہین سب جسکو وہ ہی اک بال گیسو کا

نہین محفل مین کچھ شمع و فانوس کی حاجت
کہ زیبا تن ہی روشن ہی بدا اوسکی بازو کا

نظر اک کودک بقال پہ ہی طائر دل کی
شکار اک روز ہو جائیگا شاہین ترازو کا

مری رونی سی جاری ہی جو گھر مین آنسوونکی
گمان ہی بستر و ن خانہ پر سیر لب جو کا

الہی دیکھیی کیا گذری اب ہم سخت جانون پر
کہ قاتل کو ہی منظور امتحان شمشیر و بازو کا

کیا ہمکو بیابان مرگ کر آنکھون کی آفت نی
چراغ اپنی لحد پر جل رہا ہی چشم آہو کا

نزاکت یار کی میری نقاہت جب لگی تلنی
جھکی ہرگز نہ یہ پلہ نہ وہ پلہ ترازو کا

لگا مین قیصر و مین اپنی سلطان رکیان [illegible]
کسی کی ہاتھ کب آتا ہی موتی میری آنسو کا

مرا دل کیا جگر ہی [illegible] لغتکی ہی مین دو ٹکڑے
کوئی رکھتا ہی اراوس تیغ زن کی تیغ ابرو کا

پسند آئی ہی جو ویسی جو عشق چشم جانان مین
بچھونا اور اوڑھنا ہمنی کیا ہی پوست آہو کا

تری تل بیٹھنی سی شوخی حاصل ہوئی ایسی
کہ بیچ مصر تابان جھکگیا پلہ ترازو کا

وہ عاشق ہون تمنا بعد مرنی کی ہی بس اتنی
کہ تربت کا بھی ہو تعویذ تعویذ اوسکی بازو کا

اسیر اس عہد مین کوئی نہین ہی ریختی قابل

فقط اک ربط باقی ہی تو پیشانی سی زانو کا

شب کو ہو جاتا ہی ہمسی وہ گل اندام جدا
جیسی سرخاب سی سرخاب سرِ شام جدا

کسکو کرتی نہین یہ گردش ایام جدا
ماہ سی مہر جدا صبح سی ہی شام جدا

اوسکی نزدیک بھی ہین خاص جدا عام جدا
فرد عشاق سے لکھا ہے مرا نام جدا

جلد لا نامہ مری نامی کا جواب ای قاصد
دونگا اجرت کی سوا مین تجھی انعام جدا

بدی نفس سی کیونکر نہو انسان باخود
خون قاتل پہ ہی سر لیتی ہی صمصام جدا

دلکو الفت مین جو آنکھین نہ پھنسائین کیونکر
لفظ بادام سے دیکھو کہ نہین دام جدا

رات بھر اوسی لڑائی رہی آسیر ہی یہ خوف
ہوگا ہنگامہ ابھی صبح کی ہنگام جدا

مثل تصویر ہی کیا غم ہمین عریانی کا
کب ہی اندام سے پیراہن اندام جدا

وصل کی رات بھی وہ مجھسی ہٹاتی ہی قدم
ہٹ کی پہلو سی مری کرتا ہی آرام جدا

وصل کیسا کہ مذہب مین ہی ہر آن اکا شگر
کفر اسلام سی ہی کفر سی اسلام جدا

فائدہ چاہی تو کر اہل کرم سی صحبت
ٹہری می سی جو شیشی سی رہی جام جدا

ہون گلستان جہان مین وہ گرفتار ازل
مثل طاؤس نہین گلدام جدا

خوب ہون گی نہ بیان دختر رز کی اوصاف
میری لب سی ابھی ساقی ہی لب جام جدا

تیری آنکھون سی کرین دھیان جو بدچشمی کا
سر حبابون کی کری موج کی صمصام جدا

لیجیی ایسی تری قصر کی بوسی کہ نہو
چشم روزن سی دہن لب سی لب بام جدا

طبع جانان ہی وہ رنگی نہین جاتی ابتک
ہمسی پیغام جدا غیر سی پیغام جدا

نالہ کش دل ہی مرا قمری و بلبل کیطرح
ہوگیا جیسی وہ شمشاد و گل اندام جدا

تم پری چہرہ [illegible] یہان ہین اسیر

نہ ملا زیر زمین گوشۂ آرام جدا

نہ آئے وہ سب پہلے تو توقف کیا
سو رہے ہم تو کیا کیا تاسف کیا

ملا زہر اگر ہاتھ سے یار کی
اوسی نوش جان بی تکلف کیا

مری کیون نہ دنیا زلیخا کیطرح
خدائی تمہین رشک یوسف کیا

اگر گنج قارون بھی ہاتھ آگیا
اوسی وقت ہمنی تصرف کیا

فقط صوف پوشی پہ پایا مدار
جو دریافت حال تصوف کیا

مرے گھر مین تشریف لائی جو تم
عنایت عنایت تلطف کیا

رہا یاد مطلق نہ عہد الست
جو وعدہ تھا اوسمین تخلف کیا

مرے داغ دل کی جو پہنچی ہوا
جہنم نی بھی شور اُف اُف کیا

پیا خون دل لقمۂ غم کی ساتھ
غذا مین جو سہنے تکلف کیا

مشرف ہے اللہ بھی حسن کا
کہ قرآن مین ذکر یوسف کیا

غلط کیون نہ دیوان ہو میرا اسیر
کہ کاتب نی اس مین تصرف کیا

سوز غم سی جسم جلتا ہی یہ مجھ بیتاب کا
اشک و عارض مین ہی عالم آتش و سیماب کا

وصل قسمت مین کہان مجھکو دیا ہی چرخ نے
بخت پروانی کا دن کہو رات کو سرخاب کا

دیدۂ بیدار ہی اپنی لحد مرنیکی بعد
ظاہر اوپر پڑا رہتا ہی پردہ خواب کا

جرم کیا بی اعتدالی ہو جو بہر نفع خلق
کون دامنگیر خونریزی مین ہی قصاب کا

موسم پیری مین کیا چمکین ہماری داغ دل
نور کتنا ہی چراغان شب مہتاب کا

اشک جاری ہی اتی ہین پڑہ کے نمازین پانچ وقت
ہی بیان ورپیش گہر بیٹھی سفر پنجاب کا

دیکھنی کو صورت نرگس ملین آنکھین مجھی
عین بیداری مین یہان نقشا ہی عالم خواب کا

جلوہ اوسکا دیکھکر کھینچون مین کیونکر لبسی آہ
کار لاحاصل ہی گز سینی یا چاہ مہتاب کا

شبل خس کہتا ہی گردش مین نہ چشم تر اگر
عالم اپنی بخت برگشتہ مین ہی گرداب کا

ایک نے روکا راہ اسکو موت کی ہچکی نی
گرد مجمع تہا تری بیمار کی احباب کا

کم نہین ہی وصل کی فرقت مین دل پرخون مرا
ساقیا کچھ پرابطہ می مین نہین سرخاب کا

نیر اعظم ہو دل پر سوز کو میری جگہ
نور بڑہ جائی گا اس قندیل سی محراب کا

ہو گیا دیوانہ تیری عشق مین ای مہر حسن
طوق گردن مین ہی زیبا حلقہ گرداب کا

زخم سینی پر لگا ای تیغ قاتل دل کہلی
منتظر اک عمر سی بیٹھا ہون فتح الباب کا

گرد اپنی پھر رہا ہون تون سی ای اسیر
قلزم ہستی مین سیکھا ہی چلن گرداب کا

کہو نی غفلت کو نہ کیون پینا شراب ناب کا
خواب کر دیتا ہی زائل ایک قطرہ آب کا

کس سی کہی اضطراب اپنی دل بیتاب کا
صاف سینہ مین ہی عالم معدن سیماب کا

چاہتا ہون اور زخمونکو ہوا پیدا بعد مرگ
ہی کفن درکار مجکو چادر مہتاب کا

گر پڑی دیوار میری پستی تقدیر سے
ہو جو مجکو اوسکی سایہ مین ارادہ خواب کا

بسکہ آتش شرم روئی یار سی ہی آب آب
صاف ہر آتشکدی مین اب ہی عالم آب کا

سد راہ اشک سو دیوار مژگان کسطرح
روکنا خاشاک سی ممکن نہین سیلاب کا

کیا کرین خاموش اپنی آتش دل اشک چشم
جب کری پانی ہی پیدا خاصہ سیماب کا

ہون مریض اوس لعل لب کا جانتی ہین سب طبیب
کیون نہ نسخی مین مری شربت لکہین عناب کا

رات بھر اوس بن بیچین بیٹھا ہون کسکا ہی ملال
ذکر سنتا ہون مین تکیہ کی لیی سنجاب کا

عالم وحشت مین مجھ سا کون ہے مہمان نواز
منتظر رہتا ہی ویرانہ مرا سیلاب کا

خندۂ دندان نما جب اوسنی ساحل پر کیا
موتیون سی بھر دیا کاسہ ہر اک گرداب کا

کب مقلد ہو سکی کم ظرف عالی ظرف کا
صورت دریا روان پانی نہین تالاب کا

وقت گریہ ہے جو یاد گوہر دندان یار
بہ رہا ہے گھر مین دریا موتیونکی آب کا

اوس یم خوبی کا ابرو جب ہلا وقت نماز
مثل موج آب دل پانی ہوا محراب کا

جب سی میخانہ مین تو آتا نہین ای بحر حسن
ہر بط مے مین ہی عالم ماہی بی آب کا

ہی اسیر اوس زلف کج پر زیر خال سیاہ
برہمن ہمسایہ کیونکر ہو گیا قصاب کا

نشۂ مے کا یہہ جو فور ہوا
شکل مینا مین چور چور ہوا

کسکے دل سی جدا اب نہین نزدیک
شہرۂ حسن دور دور ہوا

گھر ملا بعد مرگ جنت مین
مین سیہ کار زلف حور ہوا

مستحق رشک سی لڑے باہم
اونکے فطرے مین بہی فتور ہوا

رفع تکلیف زر سے بہی نہوئی
جمع دولت سے جی ضرور ہوا

تیر اوسنی لگائے یہ پس مرگ
قبر پر سایۂ طیور ہوا

کیجیے سرفراز یا پامال
اب تو مین حاضر حضور ہوا

آدمی سے خطا ہوئی ہے
جو رقمسکو کہا قصور ہوا

اب رہا مغفرت مین کیا شبہہ
نقش خاطر ہو الغفور ہوا

دل جلایا مرا جو گردون نے
اور بہی گرم یہ تنور ہوا

کیا عجب حسن ہی طبیعت مین
جو تصور بندھا وہ حور ہوا

تو جو خورشید ہے تو مین شبنم
مین کہان جب ترا ظہور ہوا
تجکو نافہمون نے کیا بدنام
ناز پر شبہۂ غرور ہوا
حسن نے اوسکے یہ ہوا باندہی
طور پر گل چراغ طور ہوا

داغ کہا کہا کے مثل مہر اسیر
سر سی پا تک مین ایک نور ہوا

بوسہ کیا لیجی کہ ہی وہ خال دانہ مشک کا
دیگا آخر داغ رسوائی چہرانا مشک کا
الفت گیسو مین کیونکر دلکو پوشیدہ کرون
کوئی ہوسکتا ہی پردی مین چہپانا مشک کا
زلف مشکین کی تصور مین مجہی آیا ہی غش
ہی مناسب لخلخہ مجکو سنگہانا مشک کا
کسکی زلف مشکبو کا وصف کرتا ہون رقم
ناف آہو دائرہ نقطہ ہی دانا مشک کا
کون ہی جسمین نہین سودا زلف جانان کا
ہی خریدار آج کل سارا زمانہ مشک کا
بہر چشم بد سویدا ہی مری دل کا سپند
فرض کیا ہی خال چہری پر بنانا مشک کا
چاہتا ہے صحبت رخسار و گیسو کا اثر
اپنے کافور کا بنجانا ہے شانہ مشک کا
نامہ بر خوشبو کی تا چلنی لگی آہو کی چال
خط مین لکہہ کر بہیجی نافہ روانا مشک کا
اپنی بالونکو نہ تم مٹی بہی دہو وہ یار
خاک مین اچہا نہین صاحب ملانا مشک کا
میری چشم شوق مین ہی یون نہفتہ زلف یار
جسطرح ہو ناف آہو مین چہپانا مشک کا
کیا دل آوینر جہان ہو حلقۂ گیسوی یار
پہر تو مٹی ہی جو ہو نافہ پرانا مشک کا
عاشقون کی دل جلاتی ہین گہر بہر بخور
عود کا حیلہ وہ کرتی ہین بہانا مشک کا
پابجا بند زلف مشکین ہی ہمارا مرغ دل
جا ہی دانہ دہی سی صیاد دانا مشک کا
ہی معطر نکہت گیسوی جہو یان سی ہند
تا چہوا پہیجین سی لاتی ہی لانا مشک کا

پہر تو گیسوی قاتل نے یہ دکھلایا اثر
کوچۂ ہر زخم مین پایا ٹہکانا مشک کا

کاکل مشکین سی کرتی ہین مقابل ای امیر
ہے جو منظور نظر اونکو مٹانا مشک کا

بچ رہے کیونکر نشانہ اوس نگاہ ناز کا
تیر کرتا ہی خطا کوئی قدر انداز کا

حال ہی خط مین جو اپنی شوق بی انداز کا
قصہ ہی اسکو کبوتر کی طرح پرواز کا

صاف روشن ہی کمال نغمہ پرداز دل
ایک ساز نطق مین یہ اختلاف آواز کا

عجز سی خواہان اعانت کی نہین ہمت بلند
چنگل شہباز با بی رزق ہی شہباز کا

ذکر محشر سنکی واعظ سی ہی خاموش ہم
فہم مین آیا نہ مطلب دور کی آواز کا

گھر وہی اوس ہرزہ وش کا جانتا ای نامہ بر
دیکھنا جس گھر کی دروازی یہ پردہ ساز کا

ہاتہ آجائین جو موسی سی ہمین کچہ سنگ طور
مقبرہ بنوائین ہم تیری شہید ناز کا

مرغ دل سی میری ہو صیاد کیونکر مطمئن
بند آنکہین ہین مگر ہی حوصلہ پرواز کا

بی قد خم گشتہ کب تاثیر دکھلاتی ہی آہ
ہی کبادہ کھینچنا آغاز تیر انداز کا

کب ہی مجہہ سا اس چمن مین طائر عالی وقار
عرش استقبال کرتا ہی مری پرواز کا

جسجگہہ ہی بابی وزی ہین وہین ہی سر دام حرص
چہوڑتی ہی کو لی گر یہ گہر کبوتر باز کا

طائر بی بال و پر ہون کیسی پرواز چمن
نام ہی بیتابی دل شوخی پرواز کا

دیکھ لی نامہ مرا آہن کو کر دیتا ہی موم
ہو جو منکر حضرت داود کی اعجاز کا

دم نکل جائی نہ نکلی مرتی مرتی منہ سی آہ
چاہیی ایسا محبت مین چھپانا راز کا

خواب غفلت سی چونکین گی کہان تک مردہ دل
منتظر بیٹھا ہون مین بہی صور کی آواز کا

عشق کا یہ زخم ہی آسکی کسیکو کیا نظر
سینہ تا پشت دل نشانہ ہی خدنگ ناز کا

ختم ہی آتا ہی کوئی میری نجوان کا شمار	صورت سبحہ سبب انجام ہی آغاز کا

وصل کا جب نام لیتا ہون وہ کہتا ہی اسیر
فال دیکھون لاؤ دیوان حافظ شیراز کا

ضعف مین کیا کسی دلبر سی ہوا تھا پہلو اپنا
دل سنبہلتا نہین ہرگز کسی پہلو اپنا

ہم تری عشق مین بیگانہ ہوئی عالم سی
لیکن ای فتنۂ عالم نہوا تو اپنا

یار آتا ہی شب ہجر نہ موت آئی سی
نہ تو جینی پہ نہ مرنی پہ ہی قابو اپنا

چاہتا ہی کہ جگہ پائی تری چوٹی مین
منہ تو آئینہ مین دیکھی گل شبو اپنا

دو گھڑی اور ٹھہر جاؤ تو احسان کرو
مرگ مین دیر نہین قصہ ہی یکسو اپنا

اپنی ہاتھون سی جو تم غیر کو دو جام شراب
خون گھٹ جائی نہ کیونکر کوئی حلوا اپنا

قیس کیا مال ہی لیلی مین ہماری جی تلی
کوہکن بہی نہین پاسنگ ترازو اپنا

تنگ آئی ہین یہان تک کہ ارادہ ہی اب یہ
پہینک دین دل کو کہین چیر کی پہلو اپنا

تیری دوری مین نقاہت نی جہکایا ہی ایسہ
تکیہ زانون کو دم خواب ہی زانو اپنا

دل قوی ہی کہ دریا پہ پائی ہی جگہ
ہو گیا بازوی قوت دربازو اپنا

امر آسان نہ رولانیکو ہماری سمجہو
ہوگا طوفان جو گرا ایک بہی آنسو اپنا

جام اگر ٹوٹ گیا کیا ہی ترود ساقی
حاجت جام نہین جام ہی چلو اپنا

شکم صاف دکہاؤ نہ مسلمانون کو
ای صنم پیٹ نہ مارے کوئی ہندو اپنا

اسکو کرتی ہین وہ خود حسن خداداد پہ ناز
دیکہتی ہین کبہی سینہ کبہی بازو اپنا

تیری مژگان کی خلش سی جو ذرا چہوٹ عدو
ٹوٹ کر ڈنک ابہی پہینکدی بچہو اپنا

گرم تسخیر جہان شعر ہماری ہین اسیر

معجزہ ہے کہ کرامات ہی جادو اپنا

کبھی توفی نہ تب ہجر کا نسخا لکھا
یہ بھی تقدیر کا اک رشک مسیحا لکھا

دیر تک اشک تاسف سی بہائی سرلوح
جب قلم نی مری قسمت کا نوشتا لکھا

داغ اوٹھانیکی جزا کاتب اعمال نی دی
کہ مری نام پہ جنت کا قبالا لکھا

کی جو اجرت مین بہت نامہ برون نی تکرار
ہمنی خط لکھنی سے آخر کو مچلکا لکھا

پھونک اے نالۂ دل صور کہ ہو آج ہی حشر
یار نی خط مین اب مجھے وعدۂ فردا لکھا

سادہ روئی سی جو آگاہ مجھے کرنا تھا
اوسنی نامہ مین کہین ایک نہ نقطا لکھا

تھا جو اغیار سی اخفای کتابت منظور
لکھ کے خط یار کو ہمنی نہ لفافا لکھا

ہمنی جب بوسون کی تنخواہ کی بھیجی درخواست
اوس بشر حسن نی بر عالم بالا لکھا

پرزی نامی کی کیی یار نی دیکھو قاصد
ابھی آگی مری تقدیر مین ہی کیا لکھا

روز ہر شام و سحر کاتب اعمال سی ہم
پوچھ لیتی ہین مقدر کو کہو کیا لکھا

قسمت اپنی مجھی اولٹی نظر آتی ہی اسیر
خط مگر کاتب اعمال نے اولٹا لکھا

گئی وہ دن کہ کرتی تھی ارادہ شیر گیری کا
ہلا جاتا نہین اب بھی یہ عالم ضعف پیری کا

غضب ہے عالم کج دی فلک جامہ فقیری کا
گزری ہمنی جو عالم ہو مقامات حریری کا

دل حر سند گنجینہ ہی انکا بوریا مسند
تری درویش بھی سلطان کہتی ہین امیری کا

ردا و جبہ و دستار خلقت کی ہے سا اینکو
الٰہی وسیلہ ہو دونون عالم مین فقیری کا

نہو جائی ضرر جی کا کہین ملا ہہ دنیا ہے
سبق پڑھنی جو وہ مکتب مین آتی ہین امیری کا

ہیولی سون جیسی ہین پیدا نہان ہون چشم عالم سی
ازل سی ہمنی شوق ہی تند خوئی گوشہ گیری کا

یہی توشہ ہماری ساتھ ہی صحرای وحشت مین
کہ عالم پانو نکی چھالی مین ہی پانی خمیری کا

سپیدی آگئی بالون مین جاگو غافلو اوٹھو
ملو آنکھین ہوا روشن ستارہ صبح پیری کا

غم واندوہ وحرمان ہین صاحب بوریا مسند
فقیری مین اسیر ٹھاٹ ہی ہمکو امیری کا

خداوندا توہی ہو دل کوئی مضمون نو نکلی
جوان فرزندی شبہہ عصا ہوتا ہی پیری کا

نظیر مطلع خورشید ہی سر مطلع روشن
نظر مین کب جچتا ہی یہان دیوان نظیری کا

حقیقت کیا غزال دلکی چشم یار کی آگی
یہ وہ آہو ہی جسکو ہی ارادہ شیر گیری کا

غبار خط اگر نکلا کمی کیا حسن عارض مین
یہ وہ خسرو ہی جسنی پہنی ہی لانی فقیری کا

اطاعت سی تری بندہ نہین اے سرو قد باہر
گلی مین مثل قمری طوق ہی فرمان پذیری کا

اوٹھایا دور گردون سی یہ صدمہ سست بازو نی
کمان کی گھر مین تیرونکی ہی قبضہ اب گوشہ گیری کا

نگاہ اہل عالم سی اسیر زار گرتا ہے
یہی ہنگام ہا دست خدا ہی دستگیری کا

دل یہ سمجھا جو شب ہجر مین کوکب نکلا
اور اک نیش زنی کی لئی عقرب نکلا

گھر سی ابتک وہ نہ نکلا تھا مگر اب نکلا
بعد مدت دل مشتاق کا مطلب نکلا

کیا چنک خال کی ہی واہ لب چاہ ذقن
چاہ نخشب سی یہ گویا مہ نخشب نکلا

نظر آیا نہ شب ہجر کہین نام کو نور
چرخ پر چاند تو کیا ایک نہ کوکب نکلا

ہوگئی صبح شب ہجر قیامت برپا
مہر شاید طرف غرب سی یارب نکلا

فرش تا عرش تلک دم مین گیا دود جگر
ہم نہ سمجھی تھی بڑا تیز یہ مرکب نکلا

کسنی اوس ناوک مژگان کا نشانا تو بنا
ہر کا مذار کبادی کی طرح دب نکلا

سنگ طفلان لگی ہاتھ نہ جب مین جانی تنہا
کوئی دیوانہ مگر جانب مکتب نکلا

منزل عشق مین رہزن کو کہان دخل تہا
ہر کنوان راہ مین کشتو نسی لبالب نکلا

ہر طریقی سی ہی بڑہکر روش وحشی زلف
طرۂ ہفتاد و دو ملت پہ یہ مذہب نکلا

تجہہ سی ای مہر جو دریوزہ گر نور نہین
ماہ کاسہ لیی کیون چرخ پہ ہر شب نکلا

محتسب فاش نکر پردہ یہ تہمت ہی عبث
گہر سے باہر قدم دختر رز کب نکلا

موں نہ چہپا کر وہ عیادت کو ہماری آئی
ہم تو محروم رہی غیر کا مطلب نکلا

ساقیا نام کو باقی نہین شیشی مین شراب
روح سمجہا تہا مین پر روح پہ قالب نکلا

وصف اوسکی خط عارض کا جو کاغذ پہ لکہا
حرف پر نور ہوئی رنگ مرکب نکلا

چار عنصر سی بشر بنکی ہوا فتنۂ دہر
یہ عجب نسخہ معجون مرکب نکلا

آستان یار کا شاید در مسکت تہا امیر
تہک گئی دوڑ کی ہم ایک نہ مطلب نکلا

وہ زار ہون کہ تختہ ہوا میری گور کا
سایہ اگر پڑا مژۂ چشم مور کا

چمکا ہی حسن سی جو وہ رخ چاند کیطرح
عمدہ ہی اپنی طائر دل کو چکور کا

ثابت نمود خط سیہ سی ہوا ہمین
چاہ ذقن نہین کوئی روزن ہی نور کا

آرام کی طلب ہی تو عبرت کیواسطے
سایہ پسند ہی تو مجہے نخل گور کا

کیون صیدگاہ دہر نہ عبرت کا ہو مقام
کہیلا شکار گور نی بہرام گور کا

چاہی جو ناتوان وہ کری عشق اختیار
ایذا کی کہینچنے مین نہین کام زور کا

پی دیکہی کہینچتا ہی شبیہ میان یار
مانی کا مو قلم ہی عصا دست کور کا

شیرین ہین شکر کیطرح اوسکی انگلیان
پوچہو ہماری دل سی مزہ پور پور کا

سرمایہ ہی بشر کی لیی مایہ ضرر
کہٹکا ہے مالدار کو دنیا مین چور کا

ساقی صدای قلقل مینا کا وقت ہی
اوٹھا ہی ابر باغ مین کس زور شور کا
ہی موذیون کا قتل ضعیفونکی پرورش
موت آئی مار کو تو کھلا رزق مور کا
مرنی کی بعد ایک ضعیف توی ہین سب
جامہ ہر ایک جسم پہ ہی ٹھیک گور کا
شب وسکی گہر گیا جو مین پر اونکی طرح
اوس شمع رو نی شور کیا چور چور کا
جوش جنون مین شوق تماشا ہوا اگر
جنگل مین جا کی دیکہہ لیا رقص مور کا
شب کو وہ بہر فاتحہ آئین تو دیکہہ لون
مشعل جلائی اوڑکی شرر سنگ گور کا
مجہہ ناتوان کو خوب سمجھتا ہی وہ پری
معلوم حوصلہ ہی سلیمان کو مور کا
تلخی ہی سہل یار جو دی بوسہ دہن
شیرین کنوان ہی ساحل دریای شور کا
کہتی ہین جسکو مہر وہ اوسکا نگینہ ہے
تار شعاع نام ہی اوس مہ کی ڈور کا

ہر نوجوان کی حسن نی مارا ہمین اسیر
چمکا جو رخ چراغ ہوا اپنی گور کا

راحت وصل مین مجکو غم ہجران بہولا
باغ آیا جو نظر خانۂ زندان بہولا
عشق مین کبر تو کیا دین مسلمان بہولا
اوسکو پوتھی نہ رہی یاد پہ قرآن بہولا
جیسی مشہور ہوا عشق مرا حسن ترا
خلق کو قصۂ بلقیس و سلیمان بہولا
والوی عشق ہی یہ عرصۂ شطرنج نہین
نقد جان ہار گیا چال جو انسان بہولا
ولولی ساری جوانی کی مٹی پیری مین
صبح ہوتی ہی سحر خواب پریشان بہولا
مشعل داغ اوسی شب کو دکہاتی ہمنے
کوئی پروانہ اگر راہ چراغان بہولا
چار دن زیست کی کس بیمزگی سی کاٹی
موت کا مجکو نہ کہٹکا کسی عنوان بہولا
وہ فقط تہی رہ پیچ پہ ہی دام اجل
کوچۂ زلف مین دل بہول بیابان بہولا

کیون نپائی وہ سزا ہو جو خدا سی غافل
مار کہائی جو سبق طفل دبستان بہولا

بخت کوتہ نے ادہر کا نہ ادہر کا رکہا
دام سی چہوٹ کی مین آہ گلستان بہولا

تشنہ رزی کیا صاحب دولت کو بہ پست
فاتحہ جا کی سر گور غریبان بہولا

زیست تا حشر جو تقدیر سکندر مین نتہی
خضر کی ساتہ رہ چشمۂ حیوان بہولا

تیری چلنی کا تو انداز نہ آیا اوسکو
چال اپنی بہی مگر کبک خرامان بہولا

سیر ہو نیکا نہین چشمۂ کوثر پہ بہی مین
مرتی مرتی نہ ترا چاہ زنخدان بہولا

مین تو کیا مصحف عارض جو ترا دیکہہ لیا
گم یہ حافظ کی ہوئی ہوش کہ قرآن بہولا

دست وحشت نہوا جامہ دری سی فارغ
یاد آیا اوسے دامن جو گریبان بہولا

سہو و نسیان سی خمیر گل آدم ہی اسیر
آدمیت کا کیا کام جو انسان بہولا

ٹہرا نہ یہان قدم کسی کا
مشکل ہی مقام دوستی کا

ای جوشش جنون عدم کو لیچل
جنگل ہی یہ شہر آدمی کا

دریا مین عیان ہی حال امواج
عالم ہی یہان وارفتگی کا

غربت مین وطن سی کہینچ لائی
ہو خانہ خراب بیکسی کا

پہلی مجہے قتل کرکی جاو
ہو قصد جو خون مدعی کا

بسمل یہ تڑپ رہا ہے بسمل
قاصد یہ پتا ہی اوس گلی کا

آئینہ تمہاری عکس رخ سی
طوطی نامہ ہے بخشنی کا

افلاس نی دی ہی ہمکو دولت
دینار ہی داغ بے زری کا

اپنا تن زرد تار زر ہے
عالم ہے قبا مین زری کا

بیطاقتی کی ہمکو سخت جانی
خنجر کا ہوا جو بال بیکا

کیا ترک ہو شرب بادہ ساقی
روغن ہی چراغ زندگی کا

دشمن ہوئی عشق مین ہمارے
دعوی تھا جنہین کہ دوستی کا

بگڑی وہ لیا جو بوسہ لب
سودا نہ رہا ہنسی خوشی کا

دو بوسہ کرو نہ بخل اتنا
انجام بخیر ہے سخی کا

گرتی ہوتی ہم اسیر سنبھلے
کیا نام ہے مرتضے علی کا

غرور عجز مین صاحب کمال ہونا تھا
جو بڑھ کی بدر تو گھٹ کر ہلال ہونا تھا

نصیب چشم کہان جلوہ تجلئ دوست
نہال طور جلا کیون نہال ہونا تھا

وہ خط کو چہرہ روشن سی دور کیا کرتی
کہ ہمکو کند چھری سی حلال ہونا تھا

غضب ہوا وہ ہوئی زرد رو جو دل سنکر
زبان کو لال دم عرض حال ہونا تھا

شروع سال مین موت آتی تیری گیسو یا ہمکو
تمام خلق مین قحط ایکی سال ہونا تھا

گرا جو ہاتھ سی جام اختیار کیا ساقی
تجھی ملال ہے مجھے انفعال ہونا تھا

بدی نصیب کی یہ بھی ہوئی بیابان مرگ
بدن کو طعمہ گرگ و شغال ہونا تھا

کہا یہ اونسی جلیسون نے ہو کیا جو مین دفن
پہ چلین حضور ہوا جو ملال ہونا تھا

بلند ہو کی نحوست مین کیون ہوا مشہور
زحل کو اوس رخ روشن کا خال ہونا تھا

پیام سے لیکے مرا دل گیا سو تھی قاتل
اس ایلچی کی لیے یون زوال ہونا تھا

دعا وصال صنم کی ضرور تھی ای دل
خدا سے طالب امر محال ہونا تھا

بہائی یاس نے آنسو جو نزع مین دیکھا
یہ مرتی مرتے ہے مجھے انفعال سونا تھا

یکا یک اوسکو عیادت کا آگیا جو خیال
مریض عشق کو چندی بحال ہوتا تھا

ہوئی جو پیر تو اوس ماہ رو سی وصل ہوا
ہمین زوال مین حاصل کمال ہوتا تھا

خروس صبح نی چلا کی کی جو نیند حرام
ہماری ہاتہ سی اوسکو حلال ہوتا تھا

اسیر بزم غنا سی وہ گیسو پیچ اوٹھہ جاتی
مری نصیب مین صوفی کا حال ہوتا تھا

سرای ہستی سی ای مسافر ضرور کر قصد اب عدم کا
سحر ہی نزدیک رات ہی کم سحر کا تارا فلک پہ چمکا

جو ہو ملاقات کی تمنا اودہر کو تو بہی روان ہو ای دل
سفر سی ممکن نہین ہی پھرنا مسافران رہ عدم کا

گئی کچہ ایسی نہین پتا بہی کوئی ڈھونڈی کبہی نپاسے
غبار رہ بانگ جرس تو یکسو نشان نہین ایک کی قدم کا

ہوئی تلف تخت و تاج کیا کیا مٹی وہان سکے کیسے کیسے
کہان ہی وہ حشمت سکندر نشان دیکہو کہین ہی جم کا

نہین ہی کوئی مرض سی خالی قمر ہو تب کو کہ مہر دن کو
کوئی تپ لرز سی ہی مضطر کوئی ہی بتلا دق و ورم کا

بدن ہی لاغر جگر فسردہ دماغ ہی خشک دل ہی مردہ
الہی آجای کوئی جہوکا کسی نسیم مسیح دم کا

کسی کو باندہا کسیکو پیٹا کسیکو مارا کسیکو لوٹا
بلا کی گیسو ہین قد قیامت غضب کی چتون چلن ستم کا

اگرچہ ماہ صیام ہی یہ پلا ہی جام شراب ساقی
دہی تو ہین چند روز روزی کسی بہروسا ہی ایکدم کا

رہ طلب مین تمہارے طالب ہزرخی جو ادارہ ہوئی آخر
تو پہر دیکہو کہ خاک سی بہی درخت پیدا ہوا قدم کا

وہ طبع عاشق ہین تہاندون ہانہ دون بہی ایک مذہب
کبہی بنا دیر مین برہمن کبہی مجاور رہوا حرم کا

پکارتا ہون یہ جنگ ری ہین جو ای واحد خدا ای اعلیٰ
جواب دی مجکو ای برہمن یہ منہ ہی تیری کسی صنم کا

وہ بادہ کش ہون کہ رعب میرا فقط ہہین محتسب پہ غالب
جو چہینٹی مجہسی جام آئی تو خشک ہو جای تہ جم کا

نجات دنیا کی مخصوصی ہمین نہین کچہ ہی دینی والا
دراز عمر حسام قاتل جو آسرا ہی تو اسکی دم کا

جہان سی جو لوگ اوٹہہ گئی ہین خبر ہو معلوم اونکی کیونکر
کبہی نہ ہستی مین پہر کی آیا کوئی مسافر رہ عدم کا

ہوا ہی یہ حال زار اپنا کہ ایک شمہ کبہی جو لکہا
دوات کی آنکہہ خون روئی فگار سینہ ہوا قلم کا

جو اپنی ساتہی تہی سب ہارگئی جان ہین وہ کدہر کو ڈہونڈہئی ان
جگر کو دیتا ہی داغ فرقت نقش ہستی مین ہی قدم کا

ذرا جو تیرا اشارہ پاؤن ابہی تہ تیغ سر جہکا دون

ہزار جان سبی ہون مین تو قاتل مطیع حکم قضا شیم کا

پڑا ہون پیر مغان کے در پہ یہانسے جا مین کہان مین اوٹھکر | لی کوئی خم کہ کوئی ساغر خیال اسکو ہی بیش و کم کا

گذر ہوا ہی جو میکدی مین ہی صید کرنی مین کیا تامل
اسیر لطف ہی شراب کی یہ نہین ہی طائر کوئی حرم کا

قطع رہ فنا مین کہان ہوش نقش پا | ہی گور کی بغل مجھی آغوش نقش پا

وہ پاتون ہون جو زینت آغوش نقش پا | گل کیطرح ہنسین لب خاموش نقش پا

جس راہ سی گئی ہوا وسی کہ اوسی پہرو | ای رفتگان یاد فراموش نقش پا

راہ جنون مین برہنہ پائی کا خوف کیا | کافی ہی میری پاؤنکو پاپوش نقش پا

پوچھون مین کس سی قافلہ والونکی سرگذشت | کب ہی سخن سرا لب خاموش نقش پا

زینت ہماری پاؤن نی دشت جنونکو دی | ہر آبلہ ہوا گہر گوش نقش پا

مہندی لگا کی پاؤن مین کسنی کیا خرام | لبریز گل ہے دامن آغوش نقش پا

سینی سی میری داغ ہی یون انکی قریب | ہو جیسی نقش پا کوئی ہمدوش نقش پا

یہ اوسکی پیچھی پیچھی چلا بدحواس مین | رستہ بہٹک گیا نہ تہا ہوش نقش پا

دید و شنید خاک نشینون کی ایک ہے | جو چشم نقش پا ہی وہی گوش نقش پا

شکوہ کرو نہ سختی منزل کا رہرو | سمجھو اشارہ لب خاموش نقش پا

رہرو وہ ہون کہ شوق نی اندہا بنا دیا | رستی کا فہم ہی مجھی مدہوش نقش پا

رنگینی ہی میکی پا کی مستانہ چال سے | شاہد ہی جام بادہ سر جوش نقش پا

شکر ہو خاک رہ جو وہ شیرین ادا چلی | طوطی کی دی صدا لب خاموش نقش پا

پہونگی گرد ہین جو تماشائیون کی غول
ہی فصل گل مین جمع تشن گل و جوش نقش پا

وا ماندگی کا سیری کرسے تذکرہ اسیر
گویا کبھی جو ہو لب خاموش نقش پا

جاتا باقی تو دنیا کی حکومت مانگتا
چار دن کیواسطے کیا پنج نوبت مانگتا

پیسکر دندان وہ سر پر آرہ کیچو آتا ضرور
مانگ کا بوسہ جو مین گشتہ قسمت مانگتا

کر دیا گستاخ تمنی ورنہ گہر مین آپکی
آئینہ آتا تو آنیکی اجازت مانگتا

پیرہنی نامیکی اوڑائی یا نلی کیا جواب
نامہ بر آیا ہے مجہ عریان سی خلعت مانگتا

تہا سوال زر عبث ہوتا اگر سائل کو فہم
صبر تہوڑا سا تو تہوڑی سی قناعت مانگتا

کچہ سمجہکر مینی کی ہی پستی طالع قبول
آسمان سولی پہ رکہدیتا جو رفعت مانگتا

بال سلجہاتی جو تم لیکر حنائی ہاتہ مین
دست شانہ پنجۂ مرجان سی بیعت مانگتا

چشم پوشی اقربا سی تہی بجا ہنگام نزع
بات کی مہلت تہی کس سی نہ رخصت مانگتا

دو قدم تابوت یارونکو بالی دوش سے
یہ سمجہتا تو خدا سی مرگ غربت مانگتا

طبع مستغنی ہوئی میری فقیری کا سبب
کیا نہ ملتی مین اگر دنیا کی دولت مانگتا

افسر شاہی سی بہتر تہا مرا کجکول فقر
ہوکی مین تیر اگدا کیا پادشاہت مانگتا

زشتی اعمال سی دوزخ کی تہی قابل تہا
کیا سمجہکر مین خدا سی باغ جنت مانگتا

طالع وارون سی کہلاتی وہ عادو لٹا اثر
برق گرتی مین اگر باران رحمت مانگتا

خانہ و اولاد فانی مال و دولت کو زوال
سب سے بہتر تہا جو مین سب سے فراغت مانگتا

توڑتا کیا اگر ہوتا دل گلچین مین درد
دیکہتا گل کو تو بلبل سی اجازت مانگتا

عالم وحشت مین تہی مقبول حق میری دعا
گنج ویرانہ او گل دیتا جو دولت مانگتا

آسمان سی اپنی کپڑی بھی بچانی تھی محال
چھین لیتا رخت عریانی جو خلعت مانگتا

مرتی مرتی بھی مجھی معلوم تھا یا رونگ حال
زہر دیتا جس سے قیمت نسخۂ شربت مانگتا

مال دنیا کو مین کیا کرتا حسینو نسی عزیز
جان تک دیتا جو کوئی خوبصورت مانگتا

باغ عالم مین مرا حصہ سوائی غم نتھا
خار لیتا گل جو مین برگشتہ قسمت مانگتا

داغ کھاتا تھا مقدر تھا پیری مین امیر
وقت سی پہلی مین کیون نکر رزق قسمت مانگتا

حباب وار جو سر مین بھری سفر کی ہوا
اوسی طرف کو چلی ہم چلی جدھر کی ہوا

وہ گل ہوا کبھی اغیار کا کبھی میرا
کبھی ادھر کی کبھی چل گئی ادھر کی ہوا

نعش اٹھیگا جو مجھی گرمی قیامت مین
تو جبرئیل مین ہنگی بال و پر کی ہوا

جواب نامہ کہان نامہ بر کب آتا ہی
مجال کیا کہ ادھر آ سکی ادھر کی ہوا

ملا نہ قلزم ہستی مین امن مثل حباب
پھری ہی تی رہی ہمسی ہماری گھر کی ہوا

خدا کیو اسطی سر خواب سی اوٹھا ساقی
پیام بادہ کشی دیتی ہی سحر کی ہوا

ہماری آہ سی بجلی کا گرم ہے بازار
ہماری آنکھہ نی باندھی ہی ابر تر کی ہوا

جو گلبدن سبب زیب باغ عالم تھے
کدھر گئی وہ الہی چلی کدھر کی ہوا

حیا ضرور ہی نکلو نہ گھر سے بی پردہ
چراغ شام بجھا دیگی رہگذر کی ہوا

خیال زلف مین بہتا ہون بسکہ مین دم سحر
ہمیشہ شام سی چلتی ہی یہان سحر کی ہوا

عدم ہی پر قدم لامکان ہی پیش نظر
تری دہن کی ہوس ہی تری کمر کی ہوا

کسی سی کام نہین کچھ چکور کی صورت
جو سر مین ہی تو کسی غیرت قمر کی ہوا

ابھی مثل کبوتر اوڑا خط او قاصد
اوڑا کی خاک ذرا دیکھہ ہی کدھر کی ہوا

فراق یار ہوا بعد وصل یار اسیر
جہان مین چین سی تہا لگی سقر کی ہوا

ہی اہل زمین پر جو ستم چرخ برین کا
در پردہ اشارہ ہی کسی پردہ نشین کا

مسجد سے نکل کر مین تو بتکدہ بہولا
تقدیر نی میری مجہے رکہا نہ کہین کا

سجدہ تو مین کرتا ہون مگر خوف ہی اتنا
بدنامی کا ٹیکا نہ بنی داغ جبین کا

وا رشونی قسمت کی سہی نام متن ناشیر
چہا مین بہی تو اولٹا ہی وہی نقش نگین کا

آیا ہی سہی ہو نہ پہ تری کہینچی تصویر
فق رنگ ہوا جاتا ہی صورت گر چین کا

اقرار ہی ہر وصل کا انکار کہان تک
ہان منہ سی کبہی کہتی نہین کام نہین کا

کس موسم سی گلشن مین بہار آتی ہی ساقی
اللہ سے اب زاہد سجادہ نشین کا

سب سمجہی کہ جہڑتی ہین سر نو نسی ستارے
پوچہا جو عرق یار نی اونگلی سی جبین کا

حسرت ہی کہ بجہاتی تری ہاتہ کا چہلا
طالب مین نہین مہر سلیمان کی نگین کا

قاصد مجہی ہرگز نہین خط لکہنی کی حاجت
سر کاٹ کی بہیجو کہ چہپی خط تو جبین کا

بازو کی جگہ شانہ قاصد مین لگا دون
شہپر مجہی ہاتہ آئی جو جبرئیل امین کا

تالی یہ حسینون نی تری راہ محبت
گر بنگیا ہر غیرت شمشاد زمین کا

کس دو کہ وہ دیدار دکہا جائین دم نزع
ہی حوصلہ باقی نگہ باز پسین کا

یکسان ہین ابہی مین یا نہ او ہین بچکی پردے
ہستی مین تری مرتبہ ہی ہمکو یقین کا

چاہا ہی قلم نی کہ لکہنی لف کی تعریف
تا چرخ طرف دود گیا کشور چین کا

دل اونکی بڑسکی کا ہمیشہ سی ہی قاتل
العظمة لله ہی نقش اپنی نگین کا

دیکہا کبہی چلمن کی طرف پہار کی نمکین
جلوہ نظر آیا نہ کسی پردہ نشین کا

	جتنی ہین اسیر اہل کمال اُنکی ہین وہ مول دیوان مرا ہیچ ہے دیوان حزین کا	

مژدۂ وصل گلبدن آیا	قاصد اشک قطرہ زن آیا
اس رخ زرد پر پڑی وہ آنکھ	زعفران زار مین ہرن آیا
نامہ بھیجا ہی اوسنے یعنی	بدلی یوسف کی پیرہن آیا
کچھ خبر ہی مریض عشق کی بھی	قبر کھودی گئی کفن آیا
شکر کرین کیا تین لاکھ کی تقلید	کبک کر کب ترا چلن آیا
ہمنی مانگا کبھی جو بوسۂ لب	تنگ کیا کیا وہ بیدہن آیا
رفتہ رفتہ لحد مین پہونچی ہم	راہ غربت کٹی وطن آیا
ہون وہ بیکس رہا نہ ضبط مجھی	ابر جب جانب چمن آیا
نہ گئی تنگ چشمی شیرین	تنگ چشمی سے کوہکن آیا
واہ ری ساکنان یثرب مین	نہ کبھی درمیان سخن آیا
ہمنی پہنا جو رخت عریانی	ٹھیک یہ جامۂ کہن آیا
کیون نہ کھینچان سینہ زن اوس بت تک	دیکھنے ہاتھ برہمن آیا

	حمد رب سے ملی نجات اسیر کام میرے مرا سخن آیا	

جو بحر شرم مین وہ مست ناز ڈوب گیا	یہان سفینۂ عمر دراز ڈوب گیا
نہ پوچھو مجھ کی ہجران مین حال کشتی عمر	لگی پہاڑ کی ٹکر جہاز ڈوب گیا
ضرور کیا ہے تمھین یون وضو اشک [illegible]	کہ جی حضور کا وقت نماز ڈوب گیا

خیال سرو قد یار مین یہ رویا مین
جو نخل باغ مین تھا سر فراز ڈوب گیا

شراب شیخ نی پی طرفہ بی تمیزی سے
کہ می مین جبۂ بی امتیاز ڈوب گیا

اوٹھا یہ ہند مین طوفان ہماری اشکون کا
تمام ملک عراق و حجاز ڈوب گیا

تمہاری چاہ ذقن پر پڑی جو اوسکی نظر
حیا سے گر کی کنوین مین ایاز ڈوب گیا

تری نگہ سی طیور فلک بچین نہ بچین
بلند ہو کے ہوا مین یہ باز ڈوب گیا

تری غرور سی لے دیا جو مین تو شکریہ ہے
کہ پہلی خانۂ آئینہ ساز ڈوب گیا

اسیر غم ہی اسیکا کبوتر دل کو
کہ خون مین پنجۂ شاہین باز ڈوب گیا

نالہ فلک کو توڑ کے تا لامکان گیا
گستاخ رفتہ رفتہ کہانسی کہان گیا

طاعت مین بھی نہ دل سی خیال فغان گیا
مسجد مین پانچ وقت مین بہر اذان گیا

پیہ تو کی طرح ساتہ نہ چھوڑا اسیطرح
جس جس جگہ وہ مہر گیا مین وہان گیا

آیا کسی کا قیدی گیسو ہوا یہ غل
مین حشر مین جو پہنی ہوئی بیڑیان گیا

نالون سی میری نعمت دلمین پڑا نہ فرق
چھوٹی ہزار تیر نہ زور کمان گیا

صندل لگا کی آتی ہے شیرین مزار پر
فرہاد درد سر نہ ترا رائگان گیا

دنیا بسان چاہ ہی انسان برنگ دلو
دم بھر کو جو یہان سبک آیا گران گیا

ہمراہ ہم بھی جائینگی یوسف کو دیکھنے
ابکی جو سوی مصر کوئی کاروان گیا

برسون تلاش خنجر قاتل مین سر پھرا
دوران ہجر صورت سنگ فسان گیا

روتی ہین لگکی یہ تن بیجان پہ میری گو
برباد قیدخانہ ہی یوسف کہان گیا

انسان کی گرد کو نہ فرشتہ پہنچ سکا
یہ مشت خاک وہ ہی کہ تا لامکان گیا

ابتک نہ کوئی یار سے لایا جواب خط
یارب تباہ ہو کے کبوتر کہاں گیا

آیا جو وقت نزع کسی لف کا خیال
ہستی سے نیستی کو میں شب درمیاں گیا

حاصل ہوا نہ خاک اوسے مانند گرد باد
ہر گوشہ اگر زمیں سے تا آسماں گیا

پیری میں بھی خیال حسینوں کا ہی ہے
اچھا ہوا جو زخم نہ اوسکا نشاں گیا

کعبہ کو جاتے جاتے سوئے دیر پھر پھرا
تھا قصد کسطرف کا بہک کر کہاں گیا

پھیکے تھے محفل واعظ منبر نشین کی وعظ
دھوکا ہوا سمجھ کے میں دیکھی دکان گیا

جوہر دکھائے صبر کی ہمت نہ زیر تیغ
قاتل کے دل سے حوصلہ امتحان گیا

پیری میں اب تو آہ کی طاقت نہیں رہے
وہ ولولہ وہ جوش جوانی کہاں گیا

کھائی ہمانے کچھ سگ جاناں نے کچھ اسیر
صد شکر رائیگاں نہ کوئی استخوان گیا

ہم فقیروں پہ اگر فضل الٰہی ہوگا
بوریا زیر قدم مسند شاہی ہوگا

دل مرا دیر کو یا کعبہ کو راہی ہوگا
وہی ہونا ہے جو منظور الٰہی ہوگا

اوسکو بھیجا تھا خط شوق نہ سمجھے تھے یہ ہم
کہ کبوتر بھی گرفتار تباہی ہوگا

کیا ہوا آتا ہے منزل جو گئی تیز قدم
ہم بھی پہنچیں گے اگر فضل الٰہی ہوگا

دوست اعضائے بدن کو بھی نہ سمجھے کوئی
یہی بولیں گے جو ہنگام گواہی ہوگا

مے کشی کو جو گیا میں ابھی بدلی گی ہوا
ابر گلزار سے کہسار کو راہی ہوگا

دل دریا کو کرے گی نگہ یار دو نیم
سان اس تیغ کو سنگ سماہی ہوگا

تم دکھاؤ گے اگر چشم سخنداں کی بیاض
نظرے فقرہ اشعار نگاہی ہوگا

کسکی ہے ہوس طفل نے مکتب میں نصاب آئی کی شرح
کسقدر شاد الو النصر فراہی ہوگا

جان دین کیون نہ تیری ابرو پہ پرخم پہ دلیر / قدر شمشیر کریگا جو سپاہی ہوگا

تخت بنجایگا اوٹھیگا جو صحرا سے غبار / جو بگولا ہی مجھے افسر شاہی ہوگا

وہی سمجھیگا ہماری دل مایوس کا حال / جو سفینہ پہ گرفتار تباہی ہوگا

بت کو بتخانی مین تجھ برہمن کی پرستش کیسی / شامل حال اگر فضل الٰہی ہوگا

ہی یقین جوش پہ آیا جو مرا … اب / ماہ نو اوج فلک پر پناہی ہوگا

عمر بھر ظلمت عصیان سی کریگا جو حذر / کنج مرقد مین جسی خوف سیاہی ہوگا

مرگ کی بعد کوئی کام نہ آیگا اسیر / گور تیرہ مین مددگار خدا ہی ہوگا

جب کوئی نازل ہوئی ہم پر بلا / یاد آئی سرگذشت کربلا

کبھی یہ ظلم پہ قاتل کے صبر / ہو بلا گردان تہ خنجر بلا

کیا بلاؤن کا بیان ہو ہجر مین / گھر بلا اندر بلا باہر بلا

فی الحقیقت یہ الف کہتی ہین جسے / مو بمو آفت ہی سر تا سر بلا

بوسہ گیسو پہ تکرار اسقدر / دیجیے صدقہ کہ رد ہو سر بلا

زار ہون ایسا نہین پاتی مجھی / ڈھونڈتی پھرتی ہی بستر گھر بلا

دفعتہً دل قیدی گیسو ہوا / پیچ سے کچھ آئی نہین کہہ کر بلا

سر کٹی تو حرص دنیا دل سی جای / صدقہ دیجیے گھر سے ہو باہر بلا

یہ ارادہ تھا تو پھر روز نخست / کیون کہا اے سنگدل اور بلا

یا الٰہی دیکھ تیغ قاتل سی نکے / یا نہ ہو بیتاب تاب ضرب لا

اسکے بنتا ہون مین شعر مولوی / جس کا حاصل یہ کہ ہی بیت بلا

دید حق گر چشم بینا چاہیے　　کور کورانہ سرمہ در کربلا
کب تجہی تاج شفاعت ہو نصیب　　تا نیفتے چون حسین اندر بلا

کام کیا نام سے ایا اسیر
شل گئی ائی ہوئی سر پر بلا

بدلی انکا عیش و غم مین مرا حال زار کیا　　افسوس [illegible] مروانکے خزان کیا بہار کیا
شل حباب آب ہی دم بہر کی زندگی　　ہم کیا ہماری ہستی ناپایدار کیا
برسون مین بہی نہ آئی جو نوبت سلام کے　　تو ہی بتا کرین تری امیدوار کیا
پی لے شراب کسیوقت ہم نہین　　تو ڑ دیکا ہاتہ پاؤن ہماری خمار کیا
مضطر ہی بہوک سی جو سگ یار اسقدر　　کہین ٹہریان ہمانے مری نہ ہار کیا
مردی ہماری خواب مین آتی تو پوچہتی　　اتنا کہو گذرتی ہے زیر مزار کیا
جتنی ملی شراب پئین مست ساقیا　　دی جام سو پیا بس انہین وتین چار کیا
سامان اگر نہین تو حوادث سی کیا خطر　　جو نخل بی ثمر ہی وہ ہو سنگسار کیا
کہدو نہ پیدلون سی تکبر کرین سوار　　او سیچے جو چار ہاتہ ہوئی افتخار کیا
بہر بہر کی ڈہال اشرفیان جام جام پر　　لاکہون کی اپنی خرچ مین سو کیا ہزار کیا
بیکار ہی بندہی ہوئی مضمون کا باندہنا　　چہوٹی خیالی جو کوئی دی بسیار کیا
جاتا تہا سوی کعبہ پہرا دیر کیطرف　　حیران ہون ہو گیا ہے مجہے پروردگار کیا
کیون تو ڑتا ہی شیشہ کہ شیشی مین ہی پری　　ای محتسب ہی جن تری سر پر سوار کیا
ضعف مرض سے آہ کی طاقت نہین　　بیمار تیر سے دل کا نکالین بخار کیا
بہوا کی خط کو بوسہ عارض عطا کرو　　رکہتی ہو دل مین صاف لبون سے غبار کیا

تعویذ سے حصول عزیمت سے فائدہ — غافل قضا کو روک سکی گا حصار کیا
سو جو دنوع میں ہیں حجامت کو پنجتن — اپنی جو اس خمسہ میں ہو انتشار کیا
کیا وجہ بار بار جو آتی ہیں ہچکیاں — کرتا ہے یاد کوئی دم احتضار کیا

بخشی نہ بخشے حشر میں ہی اوسکو اختیار
میں کون ہوں اے اسیر مرا اختیار کیا

ہی جنون کی ہوش نہ بنگ کا سو الٹ کا — ہاتھ آیا ترے دیوانی کو اچھا لٹکا
شنکی نام آئی اکھاڑی میں تمہاری ہم سے — چھوڑ دی ہاتھ ادھر بھی تو کوئی پالٹ کا
مر گئی پر بھی مقدر میں لکھی تھی تشہیر — کٹ چکا سر تو ورہا ہی لاشہ لٹکا
شانہ کرتی تو ہی لی وہ ترے زلف میں ای مشاطہ — ٹوٹی کہا نگی ہوا بال جو بیکا لٹکا
ہجر میں گھر کی تہ چرخ جو آیا کبھی ابر — ہم یہ سمجھے کہ سر کوہ سے کالا لٹکا
کیا ہوا ہنستی نکی جو لئی بوسہ رخ — منہ خفا ہو کی نہ ای پیر کلیسا لٹکا

صورت تیرہ فرعون سیہ دل تھا اسیر
کیا ہوا اپنے جھکے اکر رات کو او لٹا لٹکا

شوق رکھتا ہی بہت وہ گلبدن تصویر کا — کھینچ لا مانی کوئی تازہ چمن تصویر کا
جانتا ہوں میں بھی ای نقاش فن تصویر کا — ہی مرا دیوان رنگین ہی چمن تصویر کا
ای جنون نوبت بدلنی کی کبھی آتی نہیں — کیا ہمارا پیرہن ہی پیرہن تصویر کا
صنعت خالق جدا ہی صنعت انسان جدا — دیکھ لو ہی جان سے خالی بدن تصویر کا
تو حسن تو نہیں اگر تصویر اپنی بھیجدے — بیٹھ کی حیرت سی رہی انجمن تصویر کا
قابل غیرت ہی غربت میں ہمارا حال زار — بھیجنا اچھا نہیں سوی وطن تصویر کا

ہون وہ دیوانہ جو بہولی سی مرقع دیکہلون
چوکڑی بہر کر ابہی بہاگی ہرن تصویر کا

اہل حیرت کی خرابی غیر کی احسان سی ہے
آب سی برباد ہوتا ہے چمن تصویر کا

پیار آجاتا ہی ایسا اوسکا نقشہ دیکہکر
چوم لیتا ہے مصور بہی دہن تصویر کا

تنگ عریانی گوارا اہل حیرت کو کہان
کب اوترتا ہے بدن سی پیرہن تصویر کا

بات کرنیکی نہین طاقت ہین ایسی ناتوان
ہی ہمارا بہی وہ ہن گویا دہن تصویر کا

صاحب حیرت حوادث مین نہین چین بر جبین
کب ہوا اوریا ہوا سے موج زن تصویر کا

کہہ کہو غنچہ لب مطلق نہین دیتی جواب
کیا دہن انکا بہی ہی یار یہ دہن تصویر کا

وصل شیرین کی ہوس مین کاٹتا ہی کیا پہاڑ
دیکہہ لیتا کم نہین ہی کوہ کن تصویر کا

ہی عاوی رتبہ حیدر تحریر کا مقام
چوکہٹہ ہی عرش رب ذوالمنن تصویر کا

آدمی ہون نام کو طاقت نہین مجہ مین اسیر
جسم بیحس ہے مرا گویا بدن تصویر کا

ولہ

چل جائیگا داغ دل بیتاب کا پہاہا
بالفرض ہو خورشید جہانتاب کا پہاہا

یہان داغ پہ ہی داغ اذیت یہ اذیت
تیزاب کی بہائی یہ ہی تیزاب کا پہاہا

رکہو [illegible] نکا جو مین جاکی خط شوق سفر مین
ہوگا وہی داغ دل احباب کا پہاہا

غم [illegible] ت وہ ہون داغ جگر پہ وہی رکہون
ہاتہ آئے اگر دامن مہتاب کا پہاہا

ہر درد کو لازم ہے مداوا ہی مناسب
داغ تن [illegible] ہی پہ ہو گرداب کا پہاہا

ہین وضع تکلف سی بری صاحب ایذا
یکسان ہی گزی کا ہو کہ کمخواب کا پہاہا

جراح کو مٹی یہ رقیبون نی مجہ ہاتہ آئے
اتو [illegible] کیا انہیں سے تیزاب کا پہاہا

ہشیار اسیر آنکھہ ہی تجکو جو سخن مین
غافل ہی وہ فن سی جو کہی خوابکا پہانا

عجب طرح کا یہ آیا ہے وقت تنگی کا / کہ زن کو قصد ہی شوہر سے خانہ جنگی کا

بر مہ توپین ہین انجم ہین توپ کی گولی / فلک پہ کیون نہ گمان ہو جہاز جنگی کا

یہ گر گئی ہی سرایت بدن مین الفت زلف / کہ پیچ ہی مری رگ رگ مین زلف زنگی کا

ترش ہوا کوئی محبوب کٹ گیا مرا رنگ / سبب کچھہ اور نہین ہی شکستہ رنگی کا

گروہ ہزار گناہ اوسکی پرورش ہی وہی / نہ بند رزق شرابی کا ہی نہ بھنگی کا

ضرور اوسکی سواری مین دوڑتا تیمور / شکستہ پا کو نہوتا جو عذر لنگی کا

کسی کو حکم خدا و رسول یاد نہین / زبان پہ خلق کی قانون ہی فرنگی کا

ولہ

شعر کہتی مین خیال رخ گلگون باندھا / آج کیا فکر نے گلدستہ مضمون باندھا

اور تشبیہ سوجی کمر لیلی سے / موشگافی جو بہت کی تن مجنون باندھا

دیکھہ لینا جو کسی روز کیا قصد شکار / پہلی فتراک مین ہمنی سر گردون باندھا

سامنی اوس قد موزون کی یہ ناموزون ہے / کیا غلط فکر نی سرو کو موزون باندھا

کھل گئین نوح کی آنکھین وہ اٹھایا طوفان / تار رونے کا جو ہمنی لب جیحون باندھا

اشک خون تیری ہوئی لالہ عذارو نہ حنا / رنگ تونی عجب ای دیدہ پرخون باندھا

خاک کو بوجھ اوٹھانیکی کہان طاقت تھی / کس لیے پشت پہ گنجینۂ قارون باندھا

طرفہ بہکا مین دم فکر سخن مستی مین / لالہ عارض کو کہا خال کو افیون باندھا

ہم غریبون کا وہی پار کریگا بیڑا / جسنی دریای جہان پر پل گردون باندھا

جی اب لپٹنے لگا آنکھون مین اندھیرا چھایا	جب تصور ترا ای گیسوی مشکون باندھا
سامنے ہی ہمکی چلی نرگس جادو کی حضور	ہر فسونگر کا تری سحر نی افسون باندھا

بال کو دی کمر یار سے تشبیہ اسیر
خوب باریک مری فکر نی مضمون باندھا

ردیف بای موحده

جنت مین جا خرید کسی حور سی شراب	ساقی ہماری واسطے لا دور سی شراب
حاصل ہی نزع مین بھی مجھی لطف مستی	کھینچتی ہی جان تن سی کہ انگور سی شراب
تعریف چشم مست سے ہم مست ہو گئے	حاصل ہوئی شراب کی بدکو شیشی آب
دی پہلی مجھکو بعد مری سبکو ساقیا	تقسیم ہو تو بزم مین دستور سی شراب
دو مست ہون کہ ہوگا جو پیر اگر وہان	فردوس مین ملی گی کف حور سی شراب
کرتی ہی صاف لگ کے جلا دیتی ہی جگر	یارب بنی ہی نار سی یا نور سی شراب
زخمی ہون خنجر نگہہ مست یار کا	کھینچین سگی میری خم کی انگور سی شراب
دو عیش یکجا نہین ہوتے کبھی بہم	رہتی ہی دور کاسہ طنبور سی شراب
توڑا ہماری سر پی سبو ہو کی بد دماغ	مانگی کبھی جو ساقی مغرور سی شراب
ظاہر قبا سے ہوگی تری سرخی بدن	کیا چھپ سکی گی شیشہ بلور سی شراب
دل مست ہی تصور روئی صبیح سے	ہاتھ آئی ہمکو چشمہ کافور سی شراب
لیا ہات بوسہ لب میگون مغیزرہ	ایسی تو ہاتھ آئی ہے مقدور سی شراب
بیہوش دیکھکر جو تری چشم مست کو	گر جاتی کیون نہ دیدہ مخمور سی شراب
غلطی سے کہا ہم ایک ہی میخانہ و بہشت	نزدیک سی ملی کہ مجھے دور سی شراب

شاہی سی بڑھ کی ہی مجھی مستی مین فقیر		بدلون کبھی نہ دولت فغفور سی شراب

کم آفتاب چشم حسد سے نہین اسیر
ڈہانپون مین دامن شب دیجور سی شراب

کب ہو مقابل رخ گلفام آفتاب — ہو لاکھ سرخ صبح کی ہنگام آفتاب

یون نقاب مین وہ چہرہ روشن نہان ہوا — ہو جس طرح غروب سر شام آفتاب

جس پر ذرا وسکی چاند سی رخ ٹپک پڑا — رکھین گی طفل اشک کا ہم نام آفتاب

طائر تمہاری پرتو رخ کا نہو شکار — تار شعاع سی جو بنی دام آفتاب

اوسکو نہ ہی ثبات نہ اسکو قیام ہے — ہی عمر پیر جیسے لب بام آفتاب

کرتا ہی روز کوچہ محبوب کا طواف — پھرتا ہی گرد صبح سی تا شام آفتاب

رکھا کبھی جو میری سیہ خانی مین قدم — ہوگا زحل کی طرح سیہ فام آفتاب

پینکو شراب خواب تغافل سے غافلو — دیتا ہی ہر سحر یہی پیغام آفتاب

وسعت نہو جو میکدہ دل کی ساقیا — ہی آسمان سبو تو یہان جام آفتاب

رخشندہ لون کا رتبہ ہی آفاق مین بلند — ہی شہسوار ابلق ایام آفتاب

اک دن جو آگیا تماشا ہی عکس حسن مین — رہتا ہے روز زرد عرق اندام آفتاب

ذرون پہ اکدن جو نہ کی مصر کی نگاہ — محشر مین ہوگا مورد الزام آفتاب

ممکن نہین کہ بڑھ کی تری راہ مین چلے — سو ٹھوکرین نہ کھائی ہر اک گام آفتاب

اہم دل شب فراق مین گر التجای صبح — کر دیگا اس مہم کو سر انجام آفتاب

عریانی تنون کو تیری ہی کیا خوف بخش لباس — ہی انکو مثل جامہ اندام آفتاب

بچا ہو مزہ جو سیب ذقن مین تو ہی میوہ — پختہ کرے گا یہ ثمر خام آفتاب

کہتی ہین کسکو امن جہان قتل گاہ ہی
آتا ہی روز کھینچکے صمصام آفتاب

سرگشتہ پہر رہا ہے فلک پہ عبث اسیر
باندہی حریم یار کا احرام آفتاب

قالب سی روح جب ہوی ونزازل قریب
کب دور تھی ہمین تو کہ تھی ہی اجل قریب

ہی بعد مرگ کون کسی کا کہ زیر خاک
مدفون ہوی عزیز نہ میری بغل قریب

منظور فاتحہ ہے اگر تمکو گاہ گاہ
گاڑو ہماری لاش کو زیر محل قریب

کہتا ہی رعب حسن نہ آگی بڑہی قدم
ہی شوق وصل کا یہ ارادہ کہ چل قریب

آتی ہی کان مین یہ لب گور سی صدا
ہشیار غافلو کہ بہت ہی اجل قریب

اہی موت لی خبر کہ یہ ہی مفلسی کو فکر
دین تالیان عزیز بجائین بغل قریب

کیونکر مین دور ہین نکرون ہین صاف کو
مضمون ہین دور کی وہم فکر غزل قریب

حیران ہون دیکھکر رخ جانان پہ خال سیاہ
ہی منزل قمر سی مقام زحل قریب

ای شاخ ہاتہ اوٹہا جو ہمارا تو لطف کیا
اتنا تو جہک کہ ہون لب دندان کے پہل قریب

اتنا ہی دور کنج قناعت سی ہی گدا
جتنا کہ اس سی ہی در اہل دول قریب

ہین جسمکان مین ساری جہان مجہ ہر جمع
ہم بہی تو جا رہی ہین ہمین آجکل قریب

محفل مین بیٹہتی نہین تہی وہ ہمکو پاس
جبتک کہ بہر کی رکہہ نہین لیتی بغل قریب

آتا صدای تیشہ فرہاد سے نہ خواب
شیرین کا بیستون سے جو ہوتا محل قریب

کیونکر نصیب ہوتا ہے دیدار دیکہیی
ہی دور ہمسی کوچہ جانان اجل قریب

دریا ہین اپنی رونی سی بحرین عمر و ضلع
کامل ہی نہج طویل بشاکل رمل قریب

جب چاہین دیکہہ آئین حسینونکو جاکی ہم
اپنی مکان سی ہی فرنگی محل قریب

جاتا ہین اوٹھہ کی گوشۂ عزلت سی لی اسیر
ہوتی کہین جو صحبت شعر و غزل قریب

صاف ہی وس چہرۂ روشن مین نور آفتاب
پردہ اوٹھہ جائی تو شب کو ہو ظہور آفتاب

خشک آنسو کیون نہون دیکھین جو ہم رخسار یار
نجم ہو جاتی ہین پوشیدہ حضور آفتاب

میری گھر اکر سیاہی سی بدل جاتا ہی نور
کیا گناہ ماہ اسمین کیا قصور آفتاب

دن کو بالائی فلک تہا شب کو ہی زیر زمین
جھک گیا کیا جلد فرق پر غرور آفتاب

ایک روٹی خلق کو دیتا نہین طباخ چرخ
صبح کو کیون گرم کرتا ہے تنور آفتاب

سامنی کامل کی ناقص کی نہین بنتی ہی قدر
کب فروغ ماہ ہوتا ہی حضور آفتاب

خط نکلتی ہی ہوا رخسار جانان کا یہ حال
شام کو جسطرح گھٹ جاتا ہی نور آفتاب

کلفت دل نی چھپایا ہی جلوہ یار کا
ابر ہٹ جائی تو ہو جائی ظہور آفتاب

ہر سحر کیونکر نہ حاضر ہو تماشی کی لیے
جلوہ گاہ یار ہے بیت السرور آفتاب

کام کیا اونکو تعلق سی جو عالی قدر ہین
کب ہی پیراہن کا طالب جسم عور آفتاب

ہاتہ لو جہاتی ناخدائی سی اگر تیرا کرم
قلزم گردون سے مشکل ہو عبور آفتاب

خاک سوجہی زاہد فنکو رتبہ جام شراب
کور آنکھین شپرہ کی ہین حضور آفتاب

داغ سینہ ہی مری چاک گریبان سی عیان
صبحکو جسطرح ہوتا ہی ظہور آفتاب

یاد روی یار سی روشن ہی میلو داغ دل
جسطرح مہتاب مین پاتی ہی نور آفتاب

کیا سیہ خانی مین میری آوہ خورشید رو
پردۂ ظلمات مین کب ہے مرور آفتاب

گردش گردون گردانسی تعجب کیا اسیر
ذرہ ہو جاوے جو تہا امور آفتاب

وله

بوی گل دینی لگی گلہای داغ عندلیب
کیا ملی گا باغبان کو اب وہ باغ عندلیب

حسن سے بڑھکر ترقی دی خدائی عشق کو
برگ گل ہوتی نہین جتنی ہین داغ عندلیب

ایکدم مین نالہائی گرم کرتا ہون ہزار
سامنی میری جلی کیونکر چراغ عندلیب

اوسکی مستی سی کیونکر میری مستی ہو سوا
جام میرا روی گلگون گل ایاغ عندلیب

تیری آگی وصف گل کرنیکی آجاتا ہی شرم
سرخ کر دیتا ہی ہمکو یہ سراغ عندلیب

وہ تری چٹونمین ہر دم یہ تری کو جسکی گرد
ہی پتا گل کا نہ گلشن مین سراغ عندلیب

تو وہ گل ہی سونگھ لی جب تیری پیراہن کی بو
نکہت گل سی پریشان ہو دماغ عندلیب

عاشقونکا ضعف معشوقونکو ہی جیسے دوا
ہی شراب جام گل خون دماغ عندلیب

ساری عالم مین کھلا گل آتشی ای فصل بہار
خانۂ صیاد بھی ہو جای باغ عندلیب

قدر عاشق جانتی ہین ہم کہ ہین عاشق مزاج
باغبان گل سی ہی اچھا ہمکو داغ عندلیب

شاخ گلبن پر جو بیٹھی ہی یہی وقت ہی
کیون نہو چرخ چہارم پر دماغ عندلیب

گل کتر کر گئی تا غنچہ کا گلشن مین اسیر
تہا یہی مرہم خزان مین ہر داغ عندلیب

نہین دیتے اگر ہمکو شفا لب
کہو پھر کس مرض کی ہین دوا لب

سنین باتین تو ہون مردی بھی زندہ
مسیحا ہین تری معجز نما لب

غم عشق اپنا میخانہ ہی ساقی
می خون سی ہے جام دل لبالب

وہ محزون ہون جو دیکھون زعفران زار
ہنسی سے ہون میری آشنا لب

پلاتی ہین تمہاری خال افیون
شکر پارون کا دیتی ہین مزا لب

کہین کیونکر نہ ہم قند مکرر　　زیادہ ایک سے ہی دوسرا لب
ہوئے اوسکا چشمۂ آب بقا ہی　　بعینہ موجۂ آب بقا لب
بیمار ہی آہ سبب یہ ناتوان ہے　　کہ آسکتی نہین سینی سی تا لب
نجا تو پاس سے میری نجا و　　قیامت ہی فراق روح و قالب
پوچھ احوال راہ منزل عشق　　کنوین کشتون سی ہین لا کہون ابالب
فقط ہے گفتگو وجہ جدائی　　خموشی مین نہین دیکھے جدا لب
الٰہی زخم مشتاق نمک ہے　　دکہائین خندۂ دندان نما لب
کسی دیتا ہے جام بادہ ساقی　　یہان ہی عمر کا ساغر لبالب
لیا بوسہ تو جان تازہ پائی　　عجب جان بخش ہین نام خدا لب

اسیر اپنی زبان ہی بیزبانی
بنا ہی مثل ابرو بی صدا لب

پوچھا بڑہا کی ہاتہ عرق اوس جبین سے کب　　داس کا ہمنی کام لیا آستین سی کب
آئینہ سی کام دل صاف کو نہین　　واقف ہوا یہ آئینہ چین جبین سی کب
آسمان ... ہی مسئلہ جبر و اختیار　　اوٹہتی ہین پاؤن ہمارا تہ ہی دونون ہین سے کب
بسکہ جوش پیار کرین سینۂ صدف　　پوچہین جو ظالم اشک یتیم آستین سی کب
لکہتا ہی جیسی معنی رنگین مرا قلم　　تصویر ایسی کہنچتی ہی نقاش چین سی کب
اقرار وصل کا تو لیا پر ہوئی یہ چوک　　اتنا نہ ہمنی پوچھ لیا اوس حسین سی کب

جاتی ہوتی دہان جو فرشتونکی پر جلین
پیغمبری اسیر ہو روح الامین سے کب

ردیف تای مثناة فوقانی

دم بھر فراق دوست ہی بہر وصال دوست　　ہستی مری حباب ہی دریا جمال دوست

آنکھوں کو بند ہو گیا ہی یہان تک خیال دوست　　دشمن پہ کی نظر تو ہوا اقبال دوست

آباد ہی وہی جو ہی برباد راہ عشق　　سرسبز ہی وہی کہ جو ہی پائمال دوست

خنجر سی ہی سوا مجھی ایک ایک موی تن　　گولی سی کم نہین مجھی اک ایک خال دوست

سیر چمن کو چشم ادا فہم چاہیی　　ہی ہر نقاب گل مین عروس جمال دوست

خط کی نمود ہو کہ نہو روی صاف پر　　ہم جانتی ہین ایکسے زوال و کمال دوست

جب کبھی ہم سفر مین ہین تجھے مہربان ہین وہ　　آتی ہین ناجہا ہی علی الاتصال دوست

تسکین دل نہ خط سی ہوی نہ جواب نامہ سے　　بہتر کہ بیان زبانی ہی حال دوست

لی لی وہ نقد جان تجھے فراغت نصیب ہے　　مدت سی میرے پاس امانت ہی مال دوست

آزردگی نہین دل دشمن کی ہی پسند　　کسطرح ہمکو ہوگا گوارا ملال دوست

ترغیب کیا بہشت کی دیتی ہو واعظو　　مشتاق کب ہی حور کا محو جمال دوست

ایسا رفیق کوئی ہی آفاق مین کہان　　ہمسے کبھی جدا نہین ہوتا خیال دوست

آئی نہ تاب حضرت موسی کو غش ہو گئی　　آسان نہین نظارۂ برق جمال دوست

جاتی لگا ہی کبر نکلنی لگا ہے خط　　ہونی لگی ہی کچہ تو امید وصال دوست

عاشق کو قتل کرکی ندامت کہان تلک　　عالم ڈبو چکا عرق انفعال دوست

آیا جو وقت نزع فرشتہ مجھی نظر　　سمجھا کہ ہی یہ قاصد فرخندہ فال دوست

واعظ ہی ہمکو دوزخ و جنت سی کام کیا　　دوزخ فراق یار ہی جنت وصال دوست

آتش نظارہ رشک سی یہ چاہتا ہی دل　　دشمن کی خواب مین بہی آئی خیال دوست

کیا خوب [illegible] پردہ نویسی خیال نی
دل پر لکھی [illegible] دیکھ خیال دوست

سمجھی [illegible] ہر چہ ہو گئی یہ تیغ
بی پردہ ہو گیا جو [illegible] خیال دوست

نصرت اسیر [illegible] ہوئی اوسکو [illegible]
تا [illegible] ہی خواب مین بھی اب خیال دوست

اون کا [illegible] آج جو [illegible] تمام رات
کچھ عرض حال کر [illegible] تمام رات

دکھلا ہی حسن عشق نی عالم تمام رات
مہتاب وہ چلو [illegible] تمام رات

آتا ہی یار صبح کو جاتا ہی شام کو
دل بھر گیا بہشت [illegible] رات

ای چشم کر نہ دیکھو تو افشا ہی راز عشق
رونی کیوا [illegible] تمام رات

اللہ ری اشتیاق کہ ستو بار ہا وہ ماہ
ہالی کی طرح [illegible] تمام رات

انسان بھی کیون نہ جو پوشیدہ ہو وہ رخ
بی آفتاب [illegible] تمام رات

کیا کیا نہ ہمنی کین شب وصل اوسکی منتین
سر یار کی قسم [illegible] تمام رات

زندان کا حال پوچھتی ہو مید یونسی کیا
دن بھر تو [illegible] تمام رات

مر گیا مین بزم طرب مین بغیر یار
مطرب کی تال تجکو ہوتی [illegible] تمام رات

تم وقت شام گھر تلک آکر جو پھر گئی
او [illegible] مریض غم کا چلا دم تمام رات

کس ابرو [illegible] کا رہا خواب مین خیال
کی ہمنی سیر [illegible] تمام رات

ہون مریض عشق کہ کرتی ہین [illegible]
پڑھ کر مسیح سورہ مریم تمام رات

اور ونکو عیش ہمکو غم ہجر ای فلک
سوتی ہی خلق جاگتی ہین ہم تمام رات

تیغ نگاہ یار سی ڈرتی ہی فوج نجم
کیسی صفین ہین برہم [illegible] تمام رات

پروانی اس طرف تو اودھر جل رہی ہی شمع
یہ طرفہ اختلاط ہی باہم تمام رات

کئی شام ہجر میں جو درد سے بسمل تڑپ کر صبح [illegible]
درد جگر ذرا نہوا کم تمام رات

جاتے ہیں بہشت کو دیکھا نہ [illegible]
گرتی ہیں وہ [illegible] کی ہم [illegible] تمام رات

[illegible] بال [illegible] ہوئی کہ شمع [illegible]
رہتا ہی گھر [illegible] تمام رات

رو [illegible] تعزیہ خانی [illegible] نہیں
پڑھ پڑھ کی نوحہ [illegible] تمام رات

ادھر گلبدن کی عشق مین [illegible] کیون آسیر
ہوتی مجھکو رشک طالع شبنم تمام رات

اٹھاؤن منت کسکی ہر گھڑی بات
کہ تجھ سے ہے مری [illegible] بات

دہان یار سے غنچے کو دعوی
غلط ہیچ ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات

سنا جب اوسکو گل غیرون نے بھیجی
تو بلبل کسطرح [illegible] بگڑی بات

کہون کس سے اون باتون کی گرمی
بتا سا سا دہن [illegible] بات

کہا جب ختم ہی ہو گی شب ہجر
قضا بولی یہ ہی [illegible] بات

جبھی رنگین بیانے کا جو لا کہا
نکالی اوسی کی [illegible] بات

فرشتی ہم سخن ہین نزع کی وقت
کری کوئی نہ ہمسے [illegible] بات

بیان گریہ کرتا ہون اگر مین
تو بن جاتی ہی ساون کی جھڑی رات

پری رو ہے یہ کیا زنجیر کا منہ
کری جو تیری وحشی سے کڑی بات

کہو تو کوہ کاٹون مثل فرہاد
مری آگی یہ ہی کتنی بڑی بات

مسلسل ہین عجب اوصاف باتین
کہان پائی یہ موتی کی لڑی بات

سنا جو کچھ وہ سب ہمنے یاد رکھا
گڑی دل مین جو کانونمین پڑی بات

سر واعظ نہ بی دستار دیکھا
حقیقت مین بڑون کی ہی بڑی بات

سلاسل زلف جو کر کون سی پہنی
اسیر او ٹھتی نہین ہمسی کڑی بات

کچھ تو دیکھی تری ابرو سی خطر کی صورت
بن گیا تیغ سے جو ماہ سپر کی صورت

رگ ہین اشک تو پیدا ہو ضرر کی صورت
دیدۂ تر مین ہی ناسور جگر کی صورت

دل پریشان ہی مرا اوسکی پریشان گیسو
شکل جو کچھ ہی ادہر کی وہ اودہر کی صورت

تھر تہی صبح شب وصل ہوا دامنکی
دل بجھا کر وہ گئی شمع سحر کی صورت

جای کیا صبح کا کھٹکا کسی ساعت شب وصل
چھاگلین یار کی بجتی ہین گجر کی صورت

وحشت دل نی دکھایا ہی وہ صحرا ہمکو
سیکڑون کوس نہین جسمین بشر کی صورت

دست جانان کا یہ ہی شوق جو قاصد نملے
نامہ خود اوڑ کی پہنچ جای خبر کی صورت

ظلمت گور مین دیکھا جو کفن سمجھے ہم
اب دکھائی شب فرقت نی سحر کی صورت

زندگی بہر مرا دل سینی سی باہر ہی رہا
کبھی دیکھی نہ اس آئینہ نی گھر کی صورت

زر کو پوشیدہ کرین حیلہ حجت سی بخیل
عیب خست نہ چھپی گا کبھی زر کی صورت

موت سی کرتا ہی آگاہ زبانی کو فلک
روز دکھلاتا ہی کافور سحر کی صورت

کبھی سحر دم کا سمجھی وہ اعادہ نہ محال
جسکو آجای نظر اوسکی کمر کی صورت

خلق جسمین کہ نہو اوسکو بشر کیا کہتی
یون تو ہی گھانس بھی جنگل مین شجر کی صورت

ہو نہ دشمن پہ جو مجھپر ہی شب ہجر عذاب
گور کافر نہ سیہ ہو مری گھر کی صورت

ہو وہ شاعر کہ نہین کچھ بھی بر دای سخن
وقف ہر بیت ہی اللہ کی گھر کی صورت

شعر کیون اپنی پسند آئین نہ شاعر کو اسیر
کس کو مرغوب نہین اپنی پسر کی صورت

واہی وسیر جسنی گندم روزیان کہائی بہت
گر گئی دم ایک دانہ نوش سی پچتائی بہت

چشم مجرم سی گراہی چاہتی ہین اشک شرم
کہہ دو مالک سی کہ دوزخ کو نہ بہڑکائی بہت

حرص جو حد سی زیادہ ہی وہی پیغام مرگ
زہر ہو انسان کو حلوا بہی اگر کہائی بہت

کشتۂ تیغ تغافل ہون مین کہولونگا نہ آنکہہ
شور محشر آکی تربت پہ نہ چلائی بہت

ایک نالی کی بہی رخصت جب نہ دی صیاد نی
زمزمی اپنی ہمین گلشن مین یاد آئی بہت

ہون وہ سرگشتہ بنائی جب مری مٹی سی ظرف
کاسہ گر بہی چاک کی مانند چکرائی بہت

خار اگر اوگا ان کی تیون نی تیون کو دئی
پہول بہی وسکی کرن پہولوں سی تپائی بہت

کب شب گیسوی مشکین کی سیاہی کم ہوئی
تیری افشان نی ستارہ سی گو چمکائی بہت

واہ ری فیض سبکروحی رہا محفوظ مین
ہاتہ کانٹون نی مری اسر پہ ڈالی بہت

جانکر باطل نہ آئی ہم فریب دہر مین
صورت ساحر تماشی اسنی دکہلائی بہت

کچہ پڑی امید ہمکو بہی دل صد چاک سی
بال جب الجہی ہوئی شانی نی سلجہائی بہت

کی دعا باران رحمت کی جو وحشت مین اسیر
کو دکون نی ہر طرف سی سنگ برسائی بہت

ردیف ثای مثلثہ

ہوا وصال دل بیقرار کی باعث
دعا قبول ہوئی اضطرار کی باعث

حجاب ابروی جانان ہی یہ کلفت دل
ہلال بہی نہ دیکہا غبار کی باعث

بس فنا ہی نہین ہی مجہی مزار مین چین
تڑپ رہا ہون دل بیقرار کی باعث

گیا نہ دہشت گیسو سی اوس گلبدن کو تئی
یہ راہ بند رہی خوف مار کی باعث

سپید موی سیہ اپنی ہو گئی کیا جلد
دو رنگی چمن روزگار کی باعث

لحد سی کیون نہ صدا آہ آہ کی نکلے
کہ چور چور بدن ہے فشار کی باعث

شباب مین ہی عجب ہے وہ یار کی رونق
چمن عروس ہوا ہے بہار کی باعث

ہماری آہ سی کیون گلرخون کو ہی پرہیز
کہ پھول کھلتے ہین باد بہار کی باعث

غضب ہی یار نی کھولا ہی زلف کا جوڑا
جو اسکم ہین یہان انتشار کی باعث

جہان مین کرتی ہے صاف آئینہ کو خاکستر
نمود آپکی ہے خاکسار کی باعث

دل و جگر نی چھینی کلید قلعۂ چرخ
یہ جنگ سر ہوی اُسکی ذو الفقار کی باعث

شب وصال نہ ہم تاب کر سکی اوسکی
وفور گریۂ بی اختیار کی باعث

ہماری کشت تمنا ہری ہوئی آخر
سحاب رحمت پروردگار کی باعث

نکال بیٹھی جالے سی تنگ چمن مین اسیر
جگر مین رخنی ہین اس نیش خار کی باعث

ولہ

دست جاہل مین ہی یون خامۂ تحریر عبث
جسطرح قبضۂ نامرد مین شمشیر عبث

آہ سوزان مری فولاد کو کر دیتی ہی موم
کہدو حداد سی پہنائے نہ زنجیر عبث

آگئی کوچی مین ڈہونڈتی ہی دل لیلی چھوڑا
قیس کو ہمنے دکھائی تری تصویر عبث

کرچکی مرحلۂ ہستی فانی ہم طی
ملک الموت سی کہدو کہ ہی تاخیر عبث

دہن یار کا عقدہ نہ کھلے کا ہرگز
گفتگو اس مین ہی بیفائدہ تقریر عبث

ضعف سی ہل نہین سکتا ہی ترا دیوانا
طوق گردن مین عبث پاؤن مین زنجیر عبث

نامہ ہو جائیگا اک اشک ندامت سی سیاہ
سیری اعمال ملک کرتی ہین تحریر عبث

جان بچنی کی نہین کشتۂ وقت ہون مین
نہ کھلاؤ نہ کھلاؤ مجھے اکسیر عبث

اس مرقع مین کہان سامع اصوات کوئی
نہین خاموشی لب مردم تصویر عبث

کون آیا ہی خبر لی جو تری وحشی کی
کوئی سنتا نہین غل کرتی ہی زنجیر عبث

اب نہ وہ یار نہ وہ دل ہی ہمارا ای حسد
خط کی آنی پہ ہی مکتوب کی تحریر عبث

شوق کہتا ہی بغل مین رہی نقشہ اوسکا
ہی تصور کا تقاضا کہ ہی تصویر عبث

تن لاغر ہی نہان کون نشانہ ہوگا
ہر طرف ڈھونڈتی پھرتی ہین ترے تیر عبث

کون مرتا نہین ای قاتل عالم تجھپر
تونی باندہی ہی پی قتل یہ شمشیر عبث

کون سنتا ہے دل زار کی فریاد اسیر
مشتعلین ہو نکلتی ہین نالہ شبگیر عبث

اشک افشان غم احباب مین ہونا ہی عبث
پہلی منزل پہ جو پہنچا وہ نہین رونا ہی عبث

اہل غفلت سی یہ کہدو کہ ہوئی بال سفید
کوچ کی صبح نمایان ہوئی سونا ہی عبث

چند روزہ ہی یہان جان نہ تن کا بھی ثبات
زر خریداری املاک مین کھونا ہی عبث

تیری دیدار کی کافر ہو جو رکھی امید
میری نزدیک قیامت کا بھی ہونا ہی عبث

دولت وصل ملی کی نہ دلا بی قسمت
سلطنت کی لیے محتاج کا رونا ہی عبث

ظلمت بخت نجائیگی کبھی رونی سے
کہ سیاہی کا پر زاغ سے دھونا ہی عبث

کوئی نعمت نہین اس خوان جہان مین بیکار
ذائقہ ہو تو نہ میٹھا نہ سلونا ہی عبث

زیر سر ہاتھ ہی بالش کی نہین کچھ حاجت
بستر خاک اگر ہی تو بچھونا ہی عبث

سرکٹی کا مری قاصد کا وہان جانکی ضرور
کاٹنا نامی کا مقراض سی کونا ہی عبث

ہین جو بد اصل نصیحت سے وہ نہین کیا حاصل
ہی جہان شور زمین تخم کا بونا ہی عبث

دامن غیر سے پوچھو نہ پسینا رخ کا
عرق شرم مین عاشق کا ڈبونا ہی عبث

دشت بیدا نہ دکھایا ہمین قسمت نی اسیر
بھوک کی تاب نہین ہاتھ مین سونا ہی عبث

ردیف جیم تازی

مرگئی پر مجھ سی ہی یہ چرخ کجرفتار کج
ہی یقین اوٹھی گی میری خاک سی دیوار کج

عیب ظاہر سی ضرر کچھ اہل باطن کو نہین
کیا ہوا محراب مسجد ہو اگر طیار کج

کیا کہون ہی کسقدر راونکی طبیعت مین کجی
زلف کج دستار کج رفتار کج گفتار کج

کج ادائی یار مین ہی کجروی اغیار مین
ہین عجب طالع ہمارے یار کج اغیار کج

غیر ممکن ہی کہ جائی طبع دنیا سی کجی
ہی مُدام سگ کی طرح ہر وقت یہ مردار کج

راست ہون یا کج ہون باطن جدا ایسی ہی شرط
نیمچہ سیدھا ہی قاتل خونفشان تلوار کج

زلف و قد یار کی تعریف مین لکھتا ہون شعر
راست مضمون ہین ہی دو چار تو دو چار کج

جو بنا ڈالی کجی کی اوسپہ سارا ہی عذاب
جرم ہی معمار کا مسجد جو ہو طیار کج

ہی درستی کلک معنی آفرین کی آشکار
کیا شکستہ طرہ ہی کیا گیسوی خمدار کج

پختہ کارونکو تواضع اس چمن مین ہی سرشت
دیکھ لو بار ثمر سی شاخ پر اشجار کج

نیک ہی کج کی بساط دہر مین کج کی ہے بد
رخ کی سیدھی چال ہی فرزین کی ہی رفتار کج

اپنی بیگانی کی ہی رکھتی نہین ہرگز خبر
ہین جو موذی ہر جگہ چلتی ہین مثل مار کج

عیب ہی اہل صفا کا کچھ ہنر سی کم نہین
کیا ہوا دریا مین موجونکی جو ہی رفتار کج

ہی دلیل جبن ظاہر سر مین رکھتی ہین غرور
فہم زن سی ہی کم مین مردونکی بھی دستار کج

راست بازون سی کبھی سیدھا نہین چلتا ہے تو
چال تیری ہی بہت اے چرخ کجرفتار کج

مردم دنیا جو کجرو ہین تعجب کیا اسیر
بیشتر گلشن مین آتی ہین نظر اشجار کج

ہی پسند اوس طفل کو تحریر موج
کتنا روشن ہے خط تقدیر موج

دیکھ کر بازو تمہارے وقت غسل
چھپ گئی دریا میں چل کر شمشیر موج

ناتوان وہ ہوں ہرگز ہل سکوں
ہو جو میرے پاؤں میں زنجیر موج

بحر میں ٹپکے جو میرا اشک گرم
بول اٹھی اف اف لب تقریر موج

صفحۂ دریا پہ پایا اوسکے جبین
جبین پیشانی سے ہے یا تصویر موج

عکس سیمرو کا دریا میں پڑا
کہکشان دریا کی ہے تنویر موج

دھوتی ہیں افشان کو وہ پانی میں آج
کیوں نہ چمکے اختر تقدیر موج

تشنہ لب ہوں جو آئی میرے تلک
پنجۂ مرجان ہو دامنگیر موج

اشک کی دریا میں رہتا ہوں سدا
بچ گیا ہے یہ تقدیر بھی تاثیر موج

سب میں دیوانی تیری ای بحر
پانی دریا میں بھی ہے زنجیر موج

ضعف سے ہے بے صدا اسیر آخرش
کیسے کیسے ہیں لب تقریر موج

جب سے گئے ہے یار دریا پر نہانے
ہمنے کھائے ورق قسمت تیر موج

ہی بعد وصل ہجر کا ہمکو کمال رنج
ہر شب ہی ہجران میں ہمیں خیال رنج

آتی ہیں وہ کبھی رخ روشن پہ ہی نقاب
دیتی گنا دل سے بھی بانوں وبال رنج

دی بوسہ اپنی پیو سی رخسار کا کبھی
سکا نہی کسطرح دل سی ہا نکال رنج

اوس نو بہار گلشن خوبی سی ہوں جدا
کیونکر نہ دی بہار مجھے ابکی سال رنج

روز وصال ذکر جدائی ضرور کیا
دیتی ہیں باتیں تیری رنج کی باتیں نکال رنج

بوسہ کبھی کروں جو طلب منہ نہ موڑیے
دیتا ہی ہر فقیر کو رد سوال رنج

شاید کبھی ہوا تری ابرو سی سامنا
کاہیدہ ہو گیا جو اوٹھا کر ہلال رنج

ابر کرم شتاب پہنچ ہی مدد کا وقت
کشت امید کو نکرے پائمال رنج

گہر ہجر مین ہی مسلخ قصاب سی سوا
کرتا ہی بی چہری مجہی ہر دم حلال رنج

پیری ہی قہر صاحب افلاس کی لیے
عریان تنونکو دیتی ہی کہدی کہال رنج

ہوتا ہی کیون نہ دلا کی مجہی عرق عرق
دیتا ہی مجکو اور ترا انفعال رنج

خوگر جو رنج کی ہین وہ راحت طلب نہین
جسم گلیم پوش کو دیتی ہی شال رنج

مرنی سی میری غیر ہین خوش یار ہی اداس
دہرا ہو کیون مجہی نہ دم انتقال رنج

ہر وقت کی ملال سی کہٹکا ہی یہ مجہی
ڈالی جو اس مین نہ کہین اختلال رنج

اس ماہ مین جو آہین ہین اوس رشک ماہ سی
دیکہا جو ہنی چاند اوٹہائی کہال رنج

مرنی سی میری خویش و احبا کا ذکر کیا
غم رو رہا ہی رنج کو ہی ہی کمال رنج

اس شش جہت مین جب جو دیکہا تو ہی اسیر
اندوہ صدمہ درد مصیبت ملال رنج

کل کی ضرور فکر رہی تجکو یار آج
ہی کار نیک و بد مین تجہی اختیار آج

رکہتا ہی تند باد خزان سی بہی کچہ خبر
ای محو رنگ و بوی گل نوبہار آج

کر فیض سی جہان مین کشادہ کسی کا دل
لازم ہے فکر وسعت کنج مزار آج

دو پہول بہی چڑہین گی نہ کل اونکی خاک پر
جنکی گلو سی لپٹی ہین پہولونکی ہار آج

ہی کفش فرش خاک پہ چلنا پڑی گا کل
جیسا کہ اسپ و فیل پہ ہی تو سوار آج

کل تو بہی جائی گا کسی در پر امیدوار
جسطرح لوگ تجسی ہین امیدوار آج

رہتی تہی جو وسیع مکانو مین کل تلک
باقی نہین ہین اونکی نشان مزار آج

جی بہر کی دیکہہ لون وہ عیادت کو آئی ہین
ای ضعف آنکہہ بند نکر بار بار آج

دستار سرخ کیون سر صیاد پر نہو
بلبل کا خون سر پہ ہی اوسکی سوار آج

اتنا سہنے کہ قلزم غم سی عبور ہو
دریا ہی جوش گریۂ بی اختیار آج

ساقی ہوا ہی سرد ہی گلشن ہی ابر ہے
ہی ولیکن کیلیے بط مے کا شکار آج

کانپون مین کب تلک غم فردای حشر مین
ہونا جو ہی وہ ہو مرے پروردگار آج

خورشید تھک گیا ہی کہ گردون ٹھہر گیا
ہوتی نہین جو صبح شب انتظار آج

آمد یہ کسکی ہی کہ یہ ہے دل کو اضطراب
اوٹھہ اوٹھہ کی بیٹھتا ہی پہلو مین دل فگار آج

ساقی نہ کام سو سے نہ مجکو ہزار سے
گن گن کی جام دی مجھی دو تین چار آج

رخصت ہوا وہ شوخ گراہ تک نکی
کیا میری دل پی جبر کیا اختیار آج

شاید کہ اس مین روز قیامت کا طول ہی
کٹتی نہین اسیر شب انتظار آج

کہدی کوئی طبیب سی کرتا ہی کیا علاج
بیمار ہی مریض محبت سے لا علاج

جبتک طبیب کی ہوا حال کچہ کا کچھ
ہی درد دل یہی تو چلو ہو چکا علاج

ہی شربت وصال مداوای درد ہجر
اس کا کریگا کون سوا ے خدا علاج

اپنی دوا ہی مرگ کہ بیمار عشق ہین
ساری جہان سی ہی ہمارا جدا علاج

جانی نہ دیگا کون تمہین ذوق شوق سے
ہی محض یہ اہمہ کہو اسکا ہی کیا علاج

نسخی بدل چکا تری تدبیر ہو چکی
بس ای طبیب درد محبت ہے لا علاج

خط اوسکا نامہ بر نی دیا مجہ مریض کو
نسخہ نیا حکیم سے پایا ہی نیا علاج

کیا شوخ ہی مسیح سی کہتی ہی چشم یار
تیرا جدا علاج ہے میرا جدا علاج

خورشید کحل چشم کری خاکپای یار
آشوب چشم کا ہی یہی توتیا علاج

بیمار ہون مین پست عنائی کی [illegible] ہین
ہی درد دل کا روغن برگ حنا علاج

بیمار ہی فصد کی نہ اب اسکو ضرورت ہے
آیا مسیح ہو گئی صحت ہوا علاج

ازراہ غلطی ہے اگر تم نکہا اسیر
ہر درد کی جہان مین ہین مشکل کشا علاج

ردیف جیم فارسی

نہ پوچھو اوس کے لف مین ہین کسقدر پیچ
یہ قصہ ہے نہایت پیچ در پیچ

گرا مکتوب کشتی مین جو تجھ سے
مری تقدیر کا اسے نامہ بر پیچ

ملا فرہاد کو خلعت پس مرگ
ہوا دامان زخم تیشہ سرپیچ

نہ کیونکر عمر کا رشتہ ہو کوتاہ
اوٹھایا کرتے ہین ہم پیچ پر پیچ

کرے کیونکر نہ رشتے دل کی گو سلے
کہ پیچک ہے تری گیسو کا ہر پیچ

بلائین الفت گیسو مین جھیلین
پڑی سر پر ہمارے پیچ در پیچ

تری زلفون سے کیا سنبل کو نسبت
نہ ایسی خم نہ اوسمین اسقدر پیچ

جو پہنچی آتش عارض کی گرمی
کرے کیونکر نہ وہ موے کمر پیچ

اوڑاتی ہے اگرچہ چوٹی سی تکل
لڑاؤ ہم سے کوئے مختصر پیچ

فسون گر سی نہین کم قاضی شہر
کہ سر پر سانپ ہے پگڑی کا ہر پیچ

اسیر اوٹھتی ہین دریا مین موجین
زمانی کی یہ آتے ہین نظر پیچ

کثرت مال و منال و زر و گوہر ہمہ ہیچ
وسعت کشور و جمعیت لشکر ہمہ ہیچ

ذکر اورنگ سلیمان و خم افلاطون
قصہ جام جم و سد سکندر ہمہ ہیچ

نخل و آوان علم طنطنهٔ طبل و ظفر
رفعت تخت و سرافرازی افسر همه هیچ

رخت زرین و کمربند مرصع همه پوچ
مسند بوقلمون فرش مشجر همه هیچ

زینت خانه و رنگینی سقف و در و بام
نرمی بالش و آرایش بستر همه هیچ

حرص دولت طلب جاه سر قدر بلند
فکر دنیا غم روزی طمع زر همه هیچ

جمله افراد به یک رنگ خط باطل باطل
مفتی و ناظر و سردفتر و دفتر همه هیچ

جوهر خنجر و شمشیر هنرمندان همه لغو
قوت بازو مردان دلاور همه هیچ

جق جق اهل خبر بق بق ارباب سیر
مستی صاحب زر کبر توانگر همه هیچ

صنعت خامهٔ نقاشی و هم تیشهٔ کن
نقش ارژنگ و صنم خانهٔ آذر همه هیچ

دامن ساقی و دست طلب باده کشان
حلقهٔ انجمن و گردش ساغر همه هیچ

خلوت آئینه و پرتو رخسار حسین
صحبت شانه و گیسوی معنبر همه هیچ

چشم نرگس دهن غنچه زبان سوسن
چهرهٔ گل قد رعنائی صنوبر همه هیچ

یاری یار عبث دوستی دوست غلط
لقب جان من و جان برادر همه هیچ

جتنی اوضاع زمانہ مین وہ باطل ہین اسیر
جز طلبگاری اللہ و پیمبر همه هیچ

ردیف حای حطی

تیرہ بختی اپنی زائل ہو یقین ہی شام صبح
کرتی ہی ہر شب کو آخر گردش ایام صبح

عالم پیری مین ای دل چرخ کا شکوہ نکر
ہی بخیل اسکا نہین لینا مناسب نام صبح

ہون مین وہ می کش کہ بہر ندمیری روبرو
جام سیمین شام لاتی ہی طلائی جام صبح

چاہیئی پیری مین عزلت نوجوانی ہو چکی
رات کی جاگی ہین ہم اتنو کرین آرام صبح

چاہتی ہی مرغ عیش اہل دنیا ہو شکار
خاک پر تار شعاعی کا بچھا کر دام صبح

ہمسے سن لی یہ پہونچانی کی گہات اپنی مہر
غسل کو وہ مہر جاتا ہے سحر ہی حمام صبح

کوزگوری ہاتہ سے کرتا ہے مس وہ مہروش
کیا عجب پیدا کرے اوسکی چہریکی شام صبح

گر بدر و زینہ مقصد رکھے اگر توفیق ہو
ایک ساغر شام کو دے ساقیا اک جام صبح

طوف کیا اوس کعبۂ ابرو کا ہے مد نظر
روز آتی ہے پہنکر جامۂ احرام صبح

اضطراب اتنا نکر اے دل تسلی پائیگا
آئی کا خط آج کل پہونچیگا قاصد شام صبح

نوجوانی میں ہے دل کو ضعف پیری کا خیال
دیکھتی ہیں اپنی آنکھیں شام کی ہنگام صبح

وصل کی شب کٹ گئی وہ مہروش گہر کو چلا
لیکی آئی ہے ہماری موت کا پیغام صبح

شام کا عالم ہو گیا دیکھوں فراق یار میں
تیرہ آتی ہے نظر مجکو برنگ شام صبح

ہے دیار مہر و الفت میں یہی لیل و نہار
شام گیسو عارض محبوب سیم اندام صبح

کوچۂ جانان میں چلیے نور کی تڑکے اسیر
اس سے بالاتر نہیں ہے اور کوئی کام صبح

اوسے سرگوشی جو میں کرتا ہوں گیسو کیطرح
شرم سے آنکھیں جھکا لیتی ہیں ابرو کیطرح

کسکی زلفونکا تصور ہے ہمین نیکی بعد
ہین شگاف قبر شکلین ناف آہو کیطرح

خوبصورت اور ہو جاتی ہیں جب غصہ کی وقت
حسن ہر حسین جبین دیتی ہے ابرو کیطرح

ہے یہ تعلیم تلون انکو ہنگام نشست
ہان طبیعت بھی بدلتی جاتی ہے انکیطرح

باغ عالم میں ہے یا تیرا قد موزون وہ شجر
پوجتا ہے ہر مسلمان جسکو ہندو کیطرح

میں وہ مجنون ہوں اگر مہمان لیلی ہوں کبھی
ذبح دعوت میں کرے ناقیکو آہو کیطرح

ہیں فقیر اوس چشم و ابرو کی نگر ہندو فقیر
ہاتہ شکلاتی ہیں اپنی شاخ آہو کیطرح

کیا ہوا ہے آج اگر اپنا خط عصیان سیاہ
ایکدن ہوگا سپید آخر یہ گیسو کیطرح

شکر کی جا ہی کہ بدلا اختر طالع کا رنگ
نور کچھ دینی لگا رہ رہ کی جگنو کیطرح

فکر سی سنجیدگی پیدا کری اوسکا سخن
سو کہہ کر کاٹا جو ہو چوب ترازو کیطرح

غصہ اوس ترک جفا جو کا اوترا ہی نہین
دائمی چین جبین ہی چین گیسو کیطرح

درہم و دینار ناحق جمع کرتی ہین بخیل
گور مین بیٹھنگی یہ ایذا سانپ بچھو کیطرح

حسن وہی یار دریا مین جو ہو پرتو فگن
ہون حباب و موج قاتل چشم و ابرو کیطرح

اسقدر بہی گم یہ اے جوشش جنون اچہا نہین
ڈہیلی آنکھونکی بہی جائین نہ آنسو کیطرح

عیب سمجہین صاحب جوہر نہ کیون تقلید کو
تیغ ناقص ہی جو ہو بال اوسمین ابرو کیطرح

ہم سیہ بختونکی دل ٹوٹین تو ہو امید وصل
ہی شکست اپنی نشان فتح گیسو کیطرح

بیش و کم جتنی ہی مقدار سخن کہلجائیگی
تول لیگی طبع سنجیدہ ترازو کیطرح

کیون بغل مین تمنی پالا دل سی دشمن کو اسیر
پہونکدیگا یہ بدن کو داغ پہلو کیطرح

شاہد حق آگئی بیٹھی شوق سی تل کیطرح
دیدۂ مجنون مین ہی پردہ ہی مین محمل کیطرح

ہون وہ مجنون نالہ کش عقب ہین دل کی طرح
غل مچاتی ہین گئین ٹنگی سلاسل کیطرح

مین تڑپتا ہون سحر سی اوسکو رحم آتا نہین
سخت روز ہجر ہی جلاد کی دل کیطرح

باغ مین آئی خزان رخصت ہوئی فصل بہار
باغبان بیٹھا ہی گھر معزول عامل کیطرح

ٹھہرین کیا ہوش و حواس اپنی کہ پیری کی سحر
کوچ کا پیغام لاتی صبح منزل کیطرح

جیسے پہلو سی ہمارے اوٹھگیا وہ جانجان
دل اٹھ گیا ہر عضو تن مین ہی تڑپ بسمل کیطرح

تیری چلنی سی یہ ای شک چمن گل کیا نہین
حلقہ حلقہ ہی بدن اپنا سلاسل کیطرح

پستی قسمت سے اس وادی مین جان ہر دل عزیز
ڈھونڈتی ہین مجکو رہرو جادۂ منزل کیطرح

تو وہ گل ہی ہو اگر تجکو تلاش کیمیا
بوٹیان جنگل کی خود بولین عنادل کیطرح

تیری جدائی سی ہوئی بزم طرب ماتم سرا
رو رہی ہین اہل محفل شمع محفل کیطرح

زلف کسکی بہر جبین کی یاد آئی بعد مرگ
بھر گئی تربت دہوین سی چاہ بابل کیطرح

لکہہ کی وصف خال روی یار مین مضمون چند
کھینچتی ہین تیل ہر نقطہ کا ہمسر تل کیطرح

کسکی تیغ ناز گلشن مین چلی ای باغبان
لوٹتی ہین گل لہو مین اپنی بسمل کیطرح

رقص مین اوس رشک گل کی طرز پہ ناز ہی
بج رہی ہین کان سکی تپتی جلاجل کیطرح

حلقۂ محفل کو کہی کیون نہ ہالہ ماہ کا
جلوہ فرما ہی وہ مہر و ماہ کامل کیطرح

کشتنی وہ ہون کہ میری اشتیاق قتل مین
لوٹتا ہے دل ہر اک قاتل کا بسمل کیطرح

قلزم ہی سے رواں شورش مین لیکن اسیر
تر نہین دامن مرا وہان ساحل کیطرح

ردیف خای معجمہ

ہاتھ او حسینون کی کری رنگ حنا سرخ
ہین پنجۂ مرجان سی بہی ہاتھ اونکی سوا سرخ

تیغ نگہ یار کا کیا رنگ اوڑا یا
سو خون کئی پر نہوی تیغ قضا سرخ

آلودہ خون فرقت جانان مین نہین اشک
عشرت مین یہ ہی سبحۂ خاک شہدا سرخ

کیا لال زر اسے گویا موسم گل سے
شال امرا سرخ گلیم فقرا سرخ

خرسند وہی ہی جو ہے راجع طرف حق
دیکھو کہ ہی ہر وقت رخ قبلہ نما سرخ

یاقوت کی ترشی ہوئی شاید یہ ستم ہین
ہی لوح جبین سی جو بدن تا کف پا سرخ

کیا عید ہوئی ہی تری آنی سی چمن کو
پہولا م کی پہنی ہی ہر اک گل نی قبا سرخ

دیکھو صفت شیشے اسکی لطافت
آتا ہی نظر پان کی سرخی سی گلا سرخ

تعریف قلم سے جو لکھی خنجر زر کی
قرطاس ہوا رقعۂ شادی سی سوا سرخ

خجلت ہی مجھی سخت قیامت سی جنون مین
کانٹونکو یہی کرتا نہین مجنون کف پا سرخ

اسکو یہی ہی شاید کہ غم شبیر و شبیر
ظاہر مین جو ہی سبز تو باطن مین حنا سرخ

سب کہتی ہین ہی جلوہ نما ماہ شفق مین
پوشاک پہنتا ہے جو وہ ماہ لقا سرخ

سمجھا ہے مگر کشتۂ الفت مجھی کاتب
شنگرف سے لکھا ہی تخلص جو مرا سرخ

سر تا بقدم ہے وہ بت رشک چمن سرخ
لب سرخ ہین رخ سرخ دہن سرخ بدن سرخ

جو سیب ہے کچھ زرد ہی کچھ سرخ ہی لیکن
بالکل نظر آتا ہے ترا سیب ذقن سرخ

دین پان جو وہ غیر کو کیا اسمین تکلف
تصویر گلی کا بھی بناتی ہین دہن سرخ

مرقد مین رلاتی ہی جو خون یاد لب یار
مانند رگ لعل ہی ہر تار کفن سرخ

گیسو کے تلے یون نظر آتا ہی وہ چہرہ
جسطرح کہ ہو سانپ سیہ سانپ کا من سرخ

سمجھو تو مری خون سی اوس تیغ کو رنگین
پہنی ہوئی پوشاک ہی گویا یہ دلہن سرخ

بیمار تری آنکھون کا تنہا نہین انسان
آشوب سی ہی دیدۂ آہوی ختن سرخ

قاتل نے جو چہری پہ مرا خون ملا ہے
ہی طوطی خط لال کی صورت ہمہ تن سرخ

نشاطہ گلوری کی نہین کچھ او نہین حاجت
گفتار یہ رنگین ہی کہ کرتی ہی دہن سرخ

کیا پان کی سرخی سی ہی لب و دندان انکو کی عالم
ہین دانۂ مرجان کیطرح در عدن سرخ

کرتی ہی جدا مجھسی سیہ بخت کو قسمت
شادی سے نہ کیونکر ہو رخ اہل وطن سرخ

خون تن بسمل نے کہلائی ہین عجب گل
قاتل سے ہے تری تیغ مین سر کا چمن سرخ

تعریف اسیر اوس لب رنگین کی جو لکھی

فیض گل مضمون سی ہوا رنگ سخن سرخ

ہو نخل گل کی شاخ کہ آہوی چین کی شاخ
ابرو ہی یار سی نہین اچھی کہین کی شاخ

سم ہو گیا نظارۂ گلشن فراق مین
افعی ہوئی ہماری لئی یاسمین کی شاخ

نشو و نما ہی اوسکی گلستان نور سی
میوہ جہان کا چہرہ ہی قامت حسین کی شاخ

دیکھین کہین کسکو کسکو کری قتل نخل تیغ
اوس نخل قد مین سیا عدبی آستین کی شاخ

مانی کو کھینچنے ہی جو مجذار کی شبیہ
لی مو قلم کی جا مژۂ حور عین کی شاخ

چھائی تمام خلق پہ کیونکر نہ اپنی آہ
ہر گھر مین ہو گی طوبی خلد برین کی شاخ

دست جنون سے کس نی مروڑا کہ آج تک
ہی پیچدار آہوی صحرای چین کی شاخ

تحت الثری مین پستی تقدیر سی ہون دفن
جائی جریدہ مین ہی لگاؤ زمین کی شاخ

ملتی ہی مجکو ہجر مین تعزیر سیر باغ
ڈرسی لگا رہی ہی بیمار وہمین کی شاخ

پیری مین ہی برنگ عصا اپنی دستگیر
نخل ریاض لطف جہان آفرین کی شاخ

شیرین ہو اپنا نخل سخن ہی کہ جسمین ہین
مصری کی برگ قند کی گل انگبین کی شاخ

ہی میری کلک فکر سی قائم زمین شعر
جیسی زمین کو تھامی ہی گاؤ زمین کی شاخ

صاحب کوئی تو عرض ہماری قبول ہو
ہر بات مین نہ آپ نکالین نہین کی شاخ

گلبن تو کیا ہے رشک دریا سی اسیر
کٹ کٹ گئی ہی طوبی خلد برین کی شاخ

ردیف دال مہملہ

یو تجلی نشانی ہین کہون اس تن لاغر کی گرد
جسطرح اہل زیارت ہوی پیغمبر کی گرد

ہون وہ کشتہ قتل ہوکر اسقدر ممنون ہون مین
روح پھرتی ہی کبھی قاتل کبھی خنجر کی گرد

وقت نزع جان نی پکڑا ایک نی وحشت اجل
لوگ بیٹھی رہگئی بیمار کی بستر کی گرد

آئینہ رویونکو گھیری ہین رقیب روسیاہ
اژدہا بیٹھا ہی گویا گنج اسکندر کی گرد

رخ ہی کعبہ دونون آنکھین یار کی چاہ زمزم آب
میفروشون کی دکانین ہین جہان آلی گہر کی گرد

تشنگی کا خوف کیا روز قیامت مین ہمین
سیکڑون ساغر دہری ہین چشمۂ کوثر کی گرد

بام پر تو تیری کوچی مین تماشائی ترے
جسطرح منبر پہ واعظ سامعین منبر کی گرد

جز خرابی سیل آفت سی کہان جاتی قیام
پانی پانی ہی حباب آسا ہماری گہر کی گرد

یون بچا فظ ہین تمہاری انجم ای اہل جہان
شب کو پہرتا ہی طلایہ جسطرح لشکر کی گرد

زلف رخسار صبیح یار پر ہی مار و شیر
خط پشت لب ہجوم مور ہی شکر کی گرد

مین فقط قربان نہین ہون چشم مست یار کی
چرخ مینائی بھی پہرتا ہی لب ساغر کی گرد

خوف تاریکی ہی اندر پانون کہہ سکتی نہین
مہر و مہ پہرکر چلی جاتی ہین میری گہر کی گرد

خط نہین نکلا تری عارض پہ ای شمشاد قد
خار ہین بہر حفاظت نخل بارآور کی گرد

سولیان ہین یہ سزای اشکباری کی لیئے
ہجر مین پلکین نہین ہین میری چشم تر کی گرد

خط جو لکھی ہین بہت دلدادگان عشق نے
اوڑتی پہرتی ہین کبوتر اوس پری کے گہر کی گرد

دیکھ لی تا شکل اصلی چشم عبرت کھول کر
آسنی ہم نی لگائے قبر اسکندر کی گرد

ہرزہ گردی کر چکی پیری کا عالم ہی اسیر
چلکی اب یثرب مین پہرئے قبر اسکندر کے گرد

زاہد ہو خاک سجادہ پرستون مین روسفید
ہی مثل ابر اسکی بدن مین لہو سفید

جب بوستان مین تیری صباحت کا ذکر ہو
نکلی جو سبزہ بھی تو لب آبجو سفید

ہی طرفہ نرد رنگی روئی رقیب بھی
اوسکے حضور سرخ مری رو و دل سفید

باقی رہا جو بخت سیہ کا بھی اثر
پیری میں بھی مری نہیں ہیچ ننگی مو سفید

کیا صاف چاندنی نے کیا آسمان کو
گویا بھرا ہی شیشہ میان سبو سفید

ہوتا ہے شب کو چادر مہتاب کا گمان
ای ماہ پیرہن جو پہنتا ہی تو سفید

رستم پہ زال کا ہی گمان سب جہان کو
ایسا ہی تیری رعب سی ہی جنگجو سفید

کیسی خجل ہوئی ہین حسین تیری سامنے
ہر مہروش ہی زرد ہر اک ماہ رو سفید

ساقی کا ہی وہ رعب کہ کہاتی کبھی جو آنکھ
چہری نمازیون کی ہون وقت وضو سفید

رخسار یار سرخ ہی یاقوت سی سوا
شاخ بلور سی ہے زیادہ گلو سفید

عصیان سی توبہ عالم پیری مین چاہیے
کیا لطف ہی جو ہو سیہ اور مو سفید

جیسی سنا ہی خط و لب یار کا جو وصف
طوطی سے ہے نہ در و لال دم گفتگو سفید

رخسار یار سی نہ مقابل ہوا قمر
انصاف سے تو دیکھو تو ہی کج رو سفید

پہلو بپہلو تم اس چمنستان مین گل رخو
ہو سرخ روی دوست تو چشم عدو سفید

کہنی درازی شب تاریک ہجر کیا
پیدا ہوئی نہ صبح ہوئی اپنی مو سفید

دیتی ہین کوئی ہمکو مئی سرخ مغبچے
ان بی مروتون کا ہی کتنا لہو سفید

آنسو بہا کہ قصر گھر دی خدا اسیر
ہوتا ہے تجکو روز قیامت جو رو سفید

تن خاکی مین سے یون روح پابند
حباب آب مین جیسے ہوا بند

تہکا ماندا جو مین منزل پہ پہنچا
ہوا دروازۂ مہمان سرا بند

دعا ہوتی نہین مقبول یارب
مگر باب اجابت ہوگیا بند

سے چلے جاتے ہین روز و شب مسافر
کبھی ہوتے نہین راہ فنا بند

رہا کر روح کو قالب سے یارب
رہے ہے زندان مین یوسف تابکجا بند

او ڈیکہ کر دم نکل جانے گا صیاد
قفس کا در نکر بہر خدا بند

لکہون تعریف تب زلف دوتا کی
لگاؤن بند مین جب دوسرا بند

سیہ بختی مین کیا نالے کرون مین
کہ ہوجاتی ہی سرمہ سی صدا بند

گرے آنسو کیا جب آہ کو ضبط
عرق آیا ہوئی جب دم ہوا بند

کری کیونکر نہ وصف روی رنگین
کہ اپنی طبع رنگین ہے ادا بند

یہ خواہان ہی تری نیرنگی حسن
کہ ہو برگ گل رعنا حنا بند

کفن مجہہ زار کا ہوتا پس مرگ
اگر دیتے کوئی اوسکی قبا بند

اسیر الفت نے دیوانہ بنایا
کہ دل زنجیر گیسو مین ہے پابند

لاکہہ تیرون مین ہی مژگان کا مجہی تیر پسند
لاکہہ شمشیرون مین ابرو کی ہی شمشیر پسند

جز حسین اور کسیکی نہین تقریر پسند
دین جو یوسف تو کرون خواب کی تعبیر پسند

سیکڑون ہمنی حسینون کی مرقع دیکہے
روبرو تیری نہ آئی کوئی تصویر پسند

سیکڑون جرم مگر ایک کی تعزیر نہین
مرد عاقل کو ہی دیوانہ کی تقدیر پسند

دیکی دولت مجہی دیوانہ ہمائی نہ فلک
نقرئی ہے نہ طلائی مجہے زنجیر پسند

دوست کا عیب ہے ہی دوست کی نزدیک ہنر
حق نی کی الکنت موسے دم تقریر پسند

چل گئی صبح شب وصل کلیجی پہ چہری
ہمکو آئی نہ موذن تری تکبیر پسند

خط تو لکہتی نہین پیغام زبانی ہی سہی
بڑہ کی تحریر سی ہے آپکی تقریر پسند

آشنا الفت می سے جو زبان ہو ساقی
شیر دایہ نکری ہی کودک بی شیر پسند

چشم کیا روزن دیوار کا عاشق ہو ہمین
زلف کیسی کہ تری رسکی ہی نخچیر پسند

زخم کاری کا ہی مشتاق مرا طائر دل
لب معشوق ہی لی صید فگن تیر پسند

کرچکا خوب مین نظارۂ قاتل تہ تیغ
ای اجل اب نہین آتی تری تاخیر پسند

رسن زلف مین لٹکاؤ دل زخمی کو
اسی فتراک کو کرتا ہے یہ نخچیر پسند

عقل کی خانہ خرابی ہی جو منظور نظر
جز خرابات نہین ہی کوئی تعمیر پسند

دل کی تسخیر کا معلوم ہے رتبہ جسکو
ہفت کشور کی نہین ہے اوسی تسخیر پسند

اوسکے دیدار کا مشتاق مین ہتا ہون اسیر
عرش پر جسکی ملائک کو ہی تصویر پسند

کچھ نہین پیری مین پہنا اپنی تن پر مو سپید
روز خلقت سی ہی مثل ماہ نو ابرو سپید

جسطرح پیری مین بالکل ہوگئی ہین مو سپید
کر مجھی رحمت سی یا اللہ یونہین رو سپید

انقلاب دہر فانی سی عجب کیا ہی اگر
صبح کا چہرہ سیہ ہو شام کا گیسو سپید

زینت ظاہر نہین ہی نور باطن پر دلیل
دل سیہ ہی کیا اگر ہو چہرۂ ہندو سپید

بزم مین جانے سی تیری رنگ عشرت اوڑ گیا
ہی مئ گلگون کا ساغر صورت شبو سپید

دیر سی مشتاق ہی کر صید ناوک فگن
روتی روتی ہوگئی ہین دیدۂ آہو سپید

عقل حیران ہے چھپاؤن کسطرح مین راز عشق
منہ کئی دیتا ہی درد سینہ پہلو سپید

گل تمہی رخسار کی آگی خجالت سی ہی زرد
نرگس شہلا ہی پیش نرگس جادو سپید

واہ ری نازک تن گلگون کہ سرخ آئی نظر
پیرہن پہنے اگر وہ شاہد گلرو سپید

زرد ہی صنور جسکی رنگت چہرۂ گلفام سے
چاند میلا ہی تمہارا کاسۂ زانو سپید

یاد رونی مین جو آئی ہین تری دندان صاف
موتیون سی بھی زیادہ ہین مری آنسو سپید

کسکی چہرے نے کیا ہے تجکو اے خورشید زرد
اے قمر کسکی خجالت سے ہوا ہے تو سفید

پاک ارباب ندامت کو کریگی اشک شرم
ابر تیرہ جیسے ہوتا ہے برس کر رو سفید

بعد عصیان گریۂ خجلت نہ ضائع جائگا
خط عصیان کو کریگی روکی یہ آنسو سفید

ہے یہی گریہ تو پھر کیسی بصارت اے اسیر
ایک دن کردینگے آنکھون کو مری آنسو سفید

ردیف ذال معجمہ

چمک گیا ترے بازو سے اسقدر تعویذ
کہ رشک مہر ہے اے غیرت قمر تعویذ

لگاؤن صندل اگر درد سر زیادہ ہو
بڑھائے اور مری سوزش جگر تعویذ

وہ فاتحے کی لئے بھی کبھی نہین آتے
مرے مزار کا کیسا ہے بے اثر تعویذ

ضرور حفظ ہے نامہ کمر سے گر نہ پڑے
گلے کا اپنی بنا اسکو نامہ بر تعویذ

ہوا ہون الفت ابروے یار مین بیمار
پلاؤ تیغ کی پانی مین گھول کر تعویذ

یقین ہوا ترے ہیکل ہے کہکشان اے ماہ
چمک رہا ہے ستارے کی طرح یہ تعویذ

وہ جن ہے سر یہ ہمارے کہ جسکی دہشت سے
چھپاتے پھرتے ہین عامل ادھر ادھر تعویذ

سیاہ ہے شب غم سے کمال دل کو ہے خوف
کہین پہاڑ کی چوٹی کا ہو قمر تعویذ

وہ ناتوان ہون ہوا زرد باندہ کر ایسا
بسنت کی مجھے دینے لگا خبر تعویذ

نیا جنون ہے کہ مین اوسکو یاد مین باندھون
جو لائے کوئی پئے رفع درد سر تعویذ

شب وصال ہو کیونکر نہ صبح کا دھوکا
کہ اوسکی چوٹی مین ہے کوکب سحر تعویذ

بندھا خیال خدا جانے کیا او نہین شب وصل
سرہانے رکھ لئی چوٹی کی کھولکر تعویذ

مریض مجھی ہین عامل جو ترک مے سے مجھے
لکھی ہین خون لب طبی سے بیشتر تعویذ

اسی سبب سے ہوتا ہی فلاس کا مرض زائل
جو اس زمانہ میں پوچھو ہی نقش زر تعویذ

برابر آئی جو وعدہ زرہ نہو جوشن
لیجے جو تیغ اجل ڈال دین سپر تعویذ

نہیں یہ لخت جگر میری آنسوؤن میں اسیر
نہان آب بقائی سے ہے چشم تر تعویذ

ردیف رای مہملہ

زوال حسن ہی ہستی ہو گیا اس چشم گریان کو
خبر لیجے کہ پانی پھر گیا چاہ زنخدان پر

نظر وقت تبسم جب پڑے اوس برق دندان پر
ہوا اک ورکو ٹھا توسن عمر گریزان پر

خرد یہ ڈر جاہتی کہ پھر کر آ نہین سکتے
جنون نے یہ خبر بہیجی ہے جیسے تار گریبان پر

رہائی کی اوسیکو فکر ہی جو قید کرتا ہی
ورود کاروان تھا پھر یوسف چاہ کنعان پر

اجل کی شاید آمد ہی کہ پھیری صبح پیری نے
سفیدی چاٹی تھی آبرو و دیوار مژگان پر

جو کہتا ہی چمن گیا دن کو دن مین وصل مین فاقہ
جو ذرہ فوت ہو وسکی قضا واجب ہی انسان پر

الہی حشر پیدا ہو کہیں تو نسبتے اٹھون مین
نہایت شاق ہی خانہ نشینی مرد میدان پر

کیئے اللہ نے ہندو بچے کیا خوبرو پیدا
بلا بہیجی عوض جرم ہونکے یہ قوم مسلمان پر

نہو آوارہ پاسے در و سر عالی دماغونکو
ذرا غافل قدم آہستہ رکھ گورغریبان پر

بھلا باریکیان کیا حصر ہونگی اوسکی قدرت کی
بتائی ہو کوئی ہین بال کتنی جسم انسان پر

ہلو دن چال چیونٹی کی چلا مین جیسے لاغر
شب آئی پڑ رہا اک ذرہ ریگ بیابان پر

پڑھی ہر رخ پر نگاہ مردم دیدہ تو پڑنی دو
کہ لڑکی بیشتر پڑھتی ہین انگلی رکھ کی قرآن پر

نہ چل اوس چال جس سی رنج پہنچی ناتوانون کو
کہ ہی نقش قدم اک سلسلہ مو بیابان پر

ہوا رخ زرد غم سی کیا دہرتی ابا اوس ابرو
جو زر دہاتہ آتی واجب حج کعبہ ہی مسلمان پر

جہان گردی سے کیا حاصل سپہر اب ل یہ کہتا تہا
کہ چل کے بیٹھہ رہیے مرقد شاہ خراسان پر

نہیں یہ بخت دل جو جا وہ کرے تیر مژگان پہ
کہلائی پہول سے عشق نے خار مغیلان پہ

تعجب ہے ہو دل پیدا ع قاتل نہ جانان پہ
مرے قطرات خون [illegible] سرو گلستان پہ

تغیر ہے وحشت تہی کہ میرا ہاتھ پڑتا تہا
کبہی قاتل کی دامن پہ کبہی اپنی گریبان پہ

نظر ہے کون شاہد حسن یارب ہو گیا غائب
تجاہل ست [illegible] حیف ہے مژگان پہ

غلط اہل میں احوال گردون کی بتاتی ہیں
گرفتارونکو کیا معلوم [illegible] زندان پہ

خرام ناز جوش باغ ہے لیکن [illegible]
تجہے سے گلستان پہ ہے سرو پر افشان پہ

نہ رخ پر نور پر خطا وس حسین نے ہی نکالا ہے
نہیں موقوف کچہ تسخیر پریکی سلیمان پہ

تمنا ہے جو موت آنیکی نشت میتی باقی ہے
جلاؤن کیون نہ شمع داغ داغ سینہ بیان پہ

کوئی دولت ہو وہ سیپ ایالحق لب جنگ کرتی ہیں
ہوا جہگڑا نہ الیاس و خضر میں آب حیوان پہ

اسیری کا اگر میری طرح اوسکو مزہ ملتا
تو مرغ روح یوسف بیٹہتا دیوار زندان پہ

خمیدہ قد ہوا کیونکہ ضعف ندامت پر [illegible]
علم جب ہونگے آتی شکست خوان [illegible] پہ

جواب خط کی کیا امید نامہ گو کہ لکہتا ہون
نہ اوترے ہی کا کبوتر [illegible] دیوار جانان پہ

نہیں بیٹہتا نہیں بہٹا دل وحشت نمائی ہے
یہ وہ طائر ہے جسکا آشیان ہے شاخ مرجان پہ

بہار روضہ مقصود قسمت کب کہاتی ہے
ثمر ہے شاخ ناکامی کا جو انسو ہے مژگان پہ

فقیری میں جو حاصل ہے سر کو بادشاہی ہے
قدم رکہتی نہیں تیری گدا تخت سلیمان پہ

اوٹہاتی ہیں جہانمیں رنج ایسے بردیون سے
پڑیگی آنکہ جنت میں نہ اپنی حور و غلمان پہ

صفت لیے مہروش لکہہ کر تیری رنگ طلائی کے
چڑہا یا کلک نے سونا مری اوراق دیوان پہ

دہن مین تیری ای شیرین دہن لگتی ہی صبا جب ہی | گمان ہوتا ہی جوئی شیر کا چاک گریبان پر

اسیر آنسو بہانا فرض ہی غم مین عزیزون کی
چہڑکنا چاہیئی پانی کبہی گور غریبان پر

صورت مو تری باریک ہی ہی یار کمر | بلکہ میری ہی تن زار سی ہی زار کمر

قتل عالم نکری کیون دم رفتار کمر | ناز قاتل ہی چمکتی ہوئی تلوار کمر

ساری عالم نی آن پائی مری قتل کی بعد | کھول کر بیٹھہ رہا وہ بت خونخوار کمر

ہی شب و روز یہی منزل ہستی کی روش | ہو چکی چار روان باندھتی ہین چار کمر

جامہ زیبی نی تمہاری یہ سجھے زار کیا | اک گرہ رہگئی گر بہر تہی جو ہلیار کمر

اسی بہتر نہین تشبیہ کوئی فی الواقع | ہی تری پیرہن جسم مین اک تار کمر

کسطرح وصل مین کہلی ہوس عشق کنار | نہ تو اظہار دہن ہے نہ نمودار کمر

سینۂ ترک فلک صورت جوزا ہی دو نیم | کیا بچائی گا تری تیغ سی کہسار کمر

لکہہ کی خط وصف کمر مین جو کبوتر کو مین ون | دم پرواز کری تجھ سی سو بار کمر

جیمین آتا ہی کہ اب چل کی عدم مین ڈھونڈون | نظر آتی نہین ہستی مین تو زنہار کمر

صاف مثل در شہوار ہی وہ حلقۂ ناف | کیون نہ کہیئی کہ ہی سلک در شہوار کمر

دل عاشق کو اونکی تیغ سے بچائی اللہ | قتل مسلم پہ ہین باندہی ہوئی کفار کمر

بار فرقت نی ہمیشہ سے یہ خم رکہا | حشر کی روز کری گی یہی گفتار کمر

با وفا مجہسا جہان مین نہ ملیگا عاشق | باندہی قتل پہ میری نہ خبردار کمر

ہین دل کافر و دیندار جو وابستۂ عشق | تار تسبیح ہی یا رشتۂ زنار کمر

کیا اوٹہایا ہی ترا بار محبت ای ماہ | سیدہی ہوتی نہین [illegible] ہو زنہار کمر

ہے شرف کثرت گفتار سے ڈرتا ہے امیر
باندھ سینے قتل پہ یا حیدر کرار کمر

آہ کی دل سے نکلتی ہیں شرارے دو چار
روز آتا ہے پیام جس کے ارے دو چار

کبھی جانب صحرا بھی اشارے دو چار
[illegible] سے بس چمکے ہیں دو چار

[illegible] دل زخم جگر کا ہے [illegible] درد فراق
بے تکلف ہیں یہ احباب ہمارے دو چار

لطف برسات میں ہے وہ کشتی کا ساقی
دن بسر کیجیے دریا کے کنارے دو چار

کون صحبت میں حسینوں کی پہنچ کر ہو ذلیل
بس یہی دور سے کھاتے ہیں نظارے دو چار

رونق خاک کبھی پائے نہ بستی
گل چراغ پاتے ہیں [illegible] سارے دو چار

قیس و فرہاد رہ عشق میں تھے باہم
پیچ ہی [illegible] دو چار

نام کو نور دکھایا نہ فلک نے شب ہجر
[illegible] ہیں تارے دو چار

اونکی محفل میں جو ہوتا ہے گزرتی ہے خبر
[illegible] ہمارے دو چار

گفتگو یار سے غیروں نے بیاسے کیا ہے
[illegible] دو چار

گھر گوش کی وہ مہ جو کرے فرمائش
توڑ لاؤں [illegible] دو چار

دل کھنچتا ہے بتاؤ تو یہ ساماں کیا ہے
آج مہمان ہیں [illegible] ہمارے دو چار

ہوتی امید کہ ہوگا وہ پری بھی تسخیر
جن پہ دیوان نے [illegible] ہمارے دو چار

کیا فسونگر ہیں یہ [illegible] کہ بھڑکتی ہیں
کر دم و مار ہے [illegible] پٹارے دو چار

بوسے بدبد کے جو اوس شوخ سے [illegible]
جیتی دو ایک کسی روز تو ہارے دو چار

رہتی ہے [illegible] کی سرک خالی
آہ رہتی ہیں غم [illegible] دو چار

مصطفیٰ شیر خدا فاطمہ شافع ہیں امیر

ایک کیا بلکہ ہیں ہمکو تو سہارے دو چار

نہ نازاں ہو شمع کوئی اپنی بدن پر
بہت ہیں خون پروانوں کا اس شمع کی گردن پر

کری حملہ اگر فوج خزاں اک دن بھی گلشن پر
سر غنچہ پہ چڑہ ہی کٹ کر سنان برگ سوسن پر

مقدر میں نے سوزن کا نہ بخت آسیا پایا
نہ لقمہ ہی ملا منہ میں نہ کپڑا ہی ملا تن پر

سوئی پہ بھی سر تا پا وہی ہی بے لباسی کا
دو شالہ ہی خیاطی پر نہ چادر ہی میری کفن پر

مری گھر میں جو لائی دور ظلمت شام فرقت کی
چراغ خانہ بھاگا بیٹھ کر صرصر کی توسن پر

ہمارے عشق کا بیان ہوسکتا کیا محبت میں
مسلمانوں کی مرشد ہیں ہمی طفل برہمن پر

حسینوں سے محبت مرنے ہی ہی جھگڑا ہی تکرار
سوا ہی ... پڑھنا میری کفن پر

چھوا مژگاں ابرو کو جو دست شوق تھا میں
یہ بگڑا وہ چھری سینے پہ رکھدی تیغ گردن پر

یہی عظمت ہے اے قاتل جو تیری تیغ ابرو کے
تعجب کیا سمجھے ... طرح جائز ہو آہن پر

گلوں پر پھیر خنجر اسقدر روتا ہے کیوں قاتل
لیا ہم بسملوں نے خون اپنا اپنی گردن پر

تری لاغر کو جا رہنے کی غربت میں نہیں ملتی
گرائی پڑتی ہی تیر اپنی اپنی روزن پر

ہمارا دل بھی ہی منصور لیکن ہی بہت لاغر
کھچا وہ دار پر کھینچو اسی مژگاں کی سنان پر

حریفوں کو کبھی رزق جہاں سے سیر ہونے دی
دہان سفلی فلک کبتک رہے گا خرمن پر

زبانی کاٹی خنجر نے دم قاتل نکلتا ہی
گری پڑتی ہیں کیسی کیسی پیاسی آب آہن پر

گیا کب دیر سے کعبے کو میں یہ مجھپہ تہمت ہی
کبھی تعویذ ہاتھ رکھکر کوئی بت فرق برہمن پر

گر ایسی سامنا ہو جب گرا ہن چاہتی ہی او
دبا دیگی تڑپ گی ضرب آہن کی آہن پر

بشر کا ذکر کیا ہی جانور ہیں حسن کی طالب
گری پڑتی ہیں پروانے ہزاروں شمع روشن پر

جو دانہ ہی اسیر اخگر ہی اپنی سوزش دل سی

گری کی کیا اگر بجلی گری گی میری خرمن پر

خزان بہا گئی عمل پہ لایا عالم ہی گلشن پر
سوار آیا ہی ابر آذری بجلی کی توسن پر

نظر تہی مرتی دم اوس ماہ کی رخسار روشن پر
چڑہی گی چادر مہتاب شب میری کفن پر

چلی سنجافی مین تیغ لگا ہو مست ہی کسکی
نہین ہی سر جو اہی سا ہی کسی شیشی کی گردن پر

غبار ہو مجکو جوش چشمون کا مرکر بہی میسر ہے
ہرن آ جاتی ہین چرنیکو سبزہ میری مدفن پر

سر شوریدہ بربالین آسایش رسید اینجا
وصیت ہی کہ دہرین سنگ میری تکیہ مدفن پر

نہ شیرین کا قصور ایسا نہ مجرم ہیر زن ایسی
حقیقت مین ہی کچھ لکھا ہی خسرو کی گردن پر

نہین ممکن غم عاشق نہو معشوق کی دل مین
گریبان چاک ہین گل کی جو بلبل مائل شیون پر

وہ مشتاق شہادت ہون جہالی تیغ اگر قاتل
نہ گرنی دون زمین پر قطرہ خون رکہ لون مین دل پر

سلاح جنگ ہین بیکار جب عدو سرا بہو
سپر پر ضرب تیغ کارگر ہی نی جوشن پر

ڈرین کیونکر نہ اہل ظلم اوس اک کی غصہ سے
چڑہی ہی شیشہ چوبین لیکی جوٹہی کی رسن پر

جیا جبتک جہان مین شغل میخواری رہا مجکو
جلی گی شمع مینا اب چراغ بام مدفن پر

بہک کر نشہ مین کہلدون عصمت دختر رز کی
کرین سجدہ ہی مشتی زاہد کی اوسکی دامن پر

جہان کا چہوڑنا اہل جہان کو کب گوارا ہو
نہایت ہجر گلشن شاق ہی زاغان گلشن پر

ستارونکو یہ اپنی شوق ہی تیری نظاری کا
کہ آنکہین اونکی رہتی ہین تیری ایوان کی روزن پر

چہڑایا زیست کی جہگڑی نسی مجکو تیغ قاتل نی
رہا یہ بار احسان تا قیامت میری گردن پر

دم گریہ جو مجہ درد نشین کو دہیان آتی ہی دولت کا
یقین ہی گنج ات ہو روشن آنسو گرکی دامن پر

تعجب کیا اسیر اوسکی اگر ہم ہی ہوی عاشق
نگاہ ذرہ پڑتی ہی رخ خورشید روشن پر

پہلو سے جا سکے نہ دل زار توڑ کر
کیا پائیے گا خاصہ بیمار توڑ کر

بیٹھا ہے ضعف میں [illegible] سیاہی حنا کی رنگ [illegible]
آیا [illegible] تو دیوار توڑ کر

[illegible] الٰہی [illegible]
جتنا ہو توڑ [illegible] توڑ کر

دیوار [illegible] کو [illegible] یار
بیٹھی ہیں پاؤں [illegible] توڑ کر

[illegible] سمجھ نقصہ کو
[illegible] دو جواب نہ [illegible] یار توڑ کر

تم ہیں [illegible] مری [illegible] بہانی [illegible] گر
پھینکو گلی ست [illegible] یار توڑ کر

جوش جنون میں جا سینے صحرا کو کس
میدان گھر کو کیجیے دیوار توڑ کر

کہوں [illegible] یوسف جو بستان یار کا
خامہ بناؤں شاخ ثمردار توڑ کر

مجھ سا بھی کوئی مست نہو گا خدا پرست
مسجد بنائے خانہ خمار توڑ کر

آؤ نہ خالی ہاتھ فرشتو مزار میں
لاؤ ثمر بہشت سے دو چار توڑ کر

سیب ذقن نہو گا نہ خرمای لب نصیب
پرہیز کیا کرے ترا بیمار توڑ کر

کس قہر کا ہے غمزہ جانان لیگیا
دل سا رفیق مجھسے یہ عیار توڑ کر

منظور میری قید ہوئی کیا بجای قتل
بیڑی بنائی اوسنے جو تلوار توڑ کر

تعریف میری ضد سی نکی اونہی شعر کی
کوزے کا کر دیا در شہوار توڑ کر

لازم ہے تجھے خلیل خدا کی ہے پیروی
کعبہ کی راہ لی بت پندار توڑ کر

وہ مست ہوں جو ترک کروں شغل مے کشی
جام و سبو کو پھینکدے خمار توڑ کر

کیونکر اوٹھیں کہ ہی کشش سعف کا انتظار
بیٹھی ہیں پانوں ہم سر بازار توڑ کر

فرمایش اوسنی کی ہے در گوش کی اسیر
تارے فلک سے لاؤں میں دو چار توڑ کر

مشکل ہی بزم یار مین شام و سحر گذر
کیونکر کرون مین یار سے [illegible]

ای تیغ یار جسم کو میرے دو نیم کر
ای تیر یار توڑ کے میرا جگر گذر

بستی ہین دونون دیر و حرم کوی یار کے
مشکل [illegible] اگر [illegible] سے ہو گذر [illegible] گذر

دیتا ہے کون کسکو یہان نیک مشورہ
[illegible] مین آئے وہ کر گذر

دربان یار شب کو اگر در نکھولتا
[illegible] مین نکرتا مین دن گذر

ای روح شب گذر گئی وہ ماہرو چلا
تو بھی جہان سے صورت شمع سحر گذر

بحر جہان نہین کوئی آشوب گاہ ہے
کہتی ہی موج موج سے جلدی گذر گذر

آتا ہی عاشقون مین جو زلف دوتا کا ذکر
باتون مین رات جاتی ہی دو دو پہر گذر

مرغان دام کیسے ہین مشتاق بوی گل
یارب کری اودہر بہی نسیم سحر گذر

عریان کسی کا جسم ہو دست جنون کیا
کرتا ہی کوئی جامہ دری سے یہ درگذر

تیری کمر سے کم نہین میرا ہی جسم زار
انصاف ہی نہ ای صنم ہو کمر گذر

ڈر جائیگا کہ گھر ہے ہمارا بہت سیاہ
آنکھ اپنی بند کر کے ادہر ای قمر گذر

ہو دیر یا حرم کہین جانا نہین محال
مشکل سے شوق ہوی [illegible] مین ای نامہ بر گذر

ہو اس چمن مین سرو کی صورت ملہ پایہ گل
بو نکی کوچہ رگ گل سے ہی در گذر

کاشانۂ فقیر مین جا سنکے سر حق
سلطان کی بارگاہ مین ہو کر خبر گذر

ای تیغ یار کر میرا ہر عضو تن جدا
ہر سو زمین پہ کرتے ہین اہل سفر گذر

روشن دلون کی روک نہین ہی کہین امیر
کرتے ہین ہر مکان مین شمس و قمر گذر

نہین ہی کہکشان یہ جو نظر آتی ہی گردون پر
کہی ہے تیغ فرق ساکنان ربع مسکون پر

پہنچ گر جائی نہین اوسکی بلا کرتا ہی یون شیون
کسی شاعر کو جیسی ناز ہو چوٹی کی مضمون پر

ہوا باغ محبت کی جو مرکر بھی سوا فوق ہو
اوگی مردم گیاہ لیلی کی صورت کو مجنون پر

تمنا اسلئی رہتی ہی مرنی کی حریصون کو
کرین تحت الثری مین جا کی قبضہ گنج قارون پر

بحمد اللہ کس سامان سی پیر سفر وحشی آیا
کف جمشید مین ساغر ہی خم و دوش فلاطون پر

گرانجانی اگر ہو ترک آسان ہی اک مشکل
ہوئی مردی کی کب درکار کشتی سطح جیحون پر

پسند اس باغ مین مجکو نہین جز خانۂ وحشت
وہ طائر ہون کہ میرا آشیان ہی بید مجنون پر

دلا رونا خیال گریہ بس مینگو نہین لازم ہے
زیادہ لطف مینوشی ہی مینوشونکو جیحون پر

وہ وحشی ہون یا ساری جہان کو رتبۂ اعلی
زمین تنگ کرتی ہی جا رہی اکدم مین گردون پر

یہ پی ہو جہان مین اونکی پیدایش ہی آہو سے
تصدق مشکنافی حلقہ ہائی زلف شبگون پر

کہان دولت کہان حشمت کہان نخوت کہان شوکت
کسی کو کو نہ کیونکر فاختہ طاق فریدون پر

فنا کی بعد بھی رہتا ہی وحشت کا نشان باقی
چراغ دیدۂ آہو ہی وحشت گور مجنون پر

جگہ پائی ہی جیسی سایۂ دیوار جانان مین
ہما کو رشک آتا ہی میری بخت ہمایون پر

نہین ہی شاعری اپنی یہ سرتاپا ہی حق گوئی
گمان مرغ بسم اللہ ہی ہر مرغ مضمون پر

اسیر آون جو مین وحشی تو چھالی دیکھکر میری
بچھائین مچھلیان کانٹی کنار آب جیحون پر

لڑی مجنون بہت دیکی جا خال رخ گلگون پر
گرایا خون عشق دار و رسن لالی کی افیون پر

فلک لاتا نہین کب وقت اپنی جا مجنون و تن
کمر باندھی ہوئی رہتی ہی فوج نجم شبخون پر

جو حق پوچھو بلا مین عقل نی ہمکو پہنسایا ہے
نہین ہی کوئی تکلیف شریعت طفل و مجنون پر

خدا ہی عالم الغیب ایسی باتونکو سمجھتا ہے
شکایت کرتی ہین نافہم کیا رکھہ رکھی گردون پر

وہ لیلی وش کسی عاقل کی کیونکر رو برو آوے — نظر کرتا نہین حیرت سی تصویر مجنون پر

جو نکلی منہ سی تھی لیکن وہ ہونا محض لاحاصل — دعا ہم قحط مین مانگی تو برسی بر جیحون پر

مزاج حسن سرکش کچہ اگر انصاف پر آوے — پڑی زنجیر آسا زلف لیلی پای مجنون پر

سے گردش کی مثل خس مقدر مین کہان ساحل — بٹھایا آسمان نی کشتی گرداب جیحون پر

اوٹھایا سر کبھی وحشی کبھی نیچی نگاہین کے — پڑی تیرہ و سر گاو زمین شمشیر گردون پر

الٰہی ہجر کی شب تیرہ و تاریک ہی کیسی — نظر آتا نہین ہی ایک تارا ہمکو گردون پر

اگر اچھا نہین کہتی زبان طعن تو رو کو — چھری کیون تیز کرتی ہو ہمارے مرغ مضمون پر

نہین پست و بلند دہر سی نیکون کو بھی فرصت — نمایان ہی کہ یوسف چاہ مین عیسی ہین گردون پر

بخیلون سی کبھو سیم و طلا کیون جمع کرتی ہین — بلا نازل ہی کیسی گنج کی پا بوس [illegible] پر

گل وحشت کیا تازہ مری چھالون کی پانی نی — اوگی کانٹی بیابان جنگل مین جنگلا قبر مجنون پر

جو دست ظلم سی تیرے نہین اہی کہ فریادی — برہنہ سر ہی خورشید کیون پھرتی ہین گردون پر

وہ ہین میخوار شیشے سی نہین کم دل اسیر اپنا
گمان جام سے گلرنگ کا ہی چشم پرخون پر

ہی جوش بادہ تو بھی ذرا آگی دہوم کر — ای ابر نوبہار برس جھوم جھوم کر

دربار میفروش ہو اگر مے کشو — مجرا کرو زمین ادب چوم چوم کر

دشمن کری جو حلق تو لازم ہی خوف جان — تلوار کاٹتی ہے گلا حلق چوم کر

اسطرح مجھ پہ پڑتی ہی اوسکی نگاہ مست — مستی مین کوئی مست گری جیسی جھوم کر

جھگڑا دوا مین درد کا دل ہی مزہ نجات — زخمون مین بھرتی جیب مہتاب تو مرہم کر

اسے اسیر نہ دو تو ترسے مقابلہ — رکھدیگا یہ ردیف کی [illegible] طرح تجکو توم کر

نکلی نہ فال وصل کی چهانا ورق ورق
رکهدو ادب سی طاق پہ مصحف کو چوم کر

ممکن نہین کہ آئین نہ پروانی شمع تک
گرد اپنے عاشقون کی گوارا ہجوم کر

مجهسے نہ پوچه داغ ہین سینی مین کسقدر
ذرات کا حساب شمار نجوم کر

صبح شب وصال موذن اذان نہ دی
جا کر کسی خرابی مین آواز بوم کر

ای دل خوشی ضرور ہی آیا وہ تیغ زن
سرتک پکی تو بیچکے جشن قدوم کر

کس کام کا وہ گنج جو آئی نہ صرف مین
مد نظر عمل ہو تو کسب علوم کر

شمشیر ناز کسکی چلی باغ مین کہ گل
زخمی کیطرح گرتی ہین شاخون سی جهوم کر

مدت کی بعد آنکهون نی دیکها ہی روز وصل
جلدی سحر کو شام نہ ای بخت شوم کر

دی نقد جان اسیر کہ قصہ تمام ہی
جلاد کی کچہری مین داخل رسوم کر

سر دیکی راہ عشق مین دولت حصول کر
محضر لکهین جو خون کا مہر قبول کر

دوزخ اوسی کا خلد اوسی کا اوسی کا تو
جو کچه کری خوشی سے عنایت قبول کر

کیونکر ہون مجهد گور مین آرام سی شہید
بیکار ہو جو شانہ جلاد جهول کر

مانگی جو تجه سی دوست تو دی نقد جان شتاب
ہرگز طلب کسی سے نہ فضل فضول کر

ذلت سی ہاتہ آئی جو نعمت تو خاک ہی
نا خواندہ میہمان نہو فاقہ قبول کر

ہی خانقہ کی پاس در پیر می فروش
زاہد کبهی کبهی تو سعادت حصول کر

بلبل کو کچه تو چاہیئے اندیشۂ قفس
کیا شاخ گل پہ بیٹهتی ہی پهول پهول کر

ذکر خدا مین دهیان بتون کا بهی آگیا
کعبے سے دیر کو مین گیا راہ بهول کر

پہونچا دی اوس صنم کو مرا خط شوق جلد
قاصد نہ دیر بہر خدا و رسول کر

بیکار محض کرتی ہے انسان کو فربہی
معذور نطق سی ہو زبان جیسی بہول کر

بخشی نہ بخشی اسمین اوسی اختیار ہی
غافل غضب سی بیٹہیہ نہ رحمت پہ بہول کر

صوفی سی کوئی کہدو کہ طاوس تو نہین
بزم غنا مین رقص نہ یون بی اچہول کر

حاصل اگر وصال نہین ہجر ہی سہی
جنت نہ ہاتہ آسکے تو دوزخ قبول کر

کنگہی جو زلف یار سی اولجہی تو کیا ہوا
جانی دی ای اسیر نہ قصہ کو طول کر

یون عرق خط سیہ مین ہی رخ دلدار پر
رات کو پڑتی ہی شبنم جسطرح گلزار پر

دوڑتا ہی دل عبث زلف سیاہ یار پر
ہو جو افسونگر وہ ڈالی ہاتہ ایسی مار پر

مین وہ طائر تہا تڑپ کر صحن گلشن مین گیا
رہگئی باقی کف صیاد مین دو چار پر

حادثون سے اور محکم خانۂ تن ہوگیا
سنہ کی چادر گرگی پہ جمتی ہوئی دیوار پر

خون ناحق کا مین اہل شرع سی لون انتقام
جیمین ہی منصور سان واعظ کو کہیچون دار پر

جو کری گردن کشی لازم ہی اوسکو بار غم
سر اوٹہاتی ہی تو کڑیان پڑتی ہین دیوار پر

پی کی ہی دی کہلائی جلوہ جو ہو شوق گزند
بہونچی مرغ نظر کو آتش رخسار پر

دور سی تہلاتی ہین اونگلی اوٹہا کر سر فروش
ہی گمان ماہ نو شاید تری تلوار پر

شعر مین لازم ہی لکہی اوسکی زلفونکی صفت
مرغ مضمون کو ہین اونکی لینی درکار پر

ہین جو اہل درد اونپر ہی خدا بہی مہربان
صوم کی تکلیف روزون مین نہین بیمار پر

یون برابر داغ میری پیکر خاکی پہ ہین
ہو دوالی مین چراغان جسطرح دیوار پر

قتل اگر ہمکو کیا ہی جلد ہونا چاہیی
رنگ بیجائی نہ قاتل جمکی خون تلوار پر

کہینچی کسطرح اوسپر دزد دل کا گمان
ہاتہ رکہتی ہی وہ کاکل مصحف رخسار پر

می کشو کیا جو سنتے ہو نشہ می مین چلو — محتسب لایا ہے ڈوا کے خانۂ خمار پر
اشک سے خالی نہین کوئی مژہ تار نگاہ — دوڑتی پہرتے ہین موتی رشتۂ ہموار پر

اوسکی نغمون کی جو مضمون کئی ہم لکہی ہین اسیر
ہی تفوق کلک کو منقار موسیقار پر

دشت وحشت کا گمان دی یار ہی گلزار پر — غنچۂ گل شاخ پر یا آبلہ ہے خار پر
ہر دم اوسکی ابرو نکا دل مین تہا ہی خیال — ہی بجا تلوار پڑتی ہے اگر تلوار پر
کس بیابان مین نہین لوٹی خشتل تیر حیرا — تذکری رہتی ہین چھالونکی زبان خار پر
بیخبر اپنی خرابی سی زمانہ خندہ زن — کیا ہنسی آتی ہے مجکو قہقہ دیوار پر
فرقت گل نی کیا لاغر قفس مین اسقدر — رہ گئی بلبل کی دو تین استخوان چار پر
ہم پس دیوار وہ ہر وقت گھر مین یار کے — رشک آئی کیون نہ ہمکو صورت دیوار پر
گرم کتنا تہا ارے سودائی گیسو کا خون — کاٹتے ہی پڑ گیا چہالہ زبان مار پر
اسقدر غیرت ہی مجی اخل ہو کسی گہر مین یار — ڈال دون مین پردہ چشم روزن دیوار پر
اوسکی تن کا خون دکھلاتا ہی یہ تازہ بہار — کیون نہو جوش شقایق ہر برس کہسار پر
ہی شکر لب سبز کیا یوجہ ہی زنگ بدن — طوطیون نی زہر کہایا ہی تری گفتار پر
ہر رگ گردن ہمسری کی شش کہاتا ہی — باڑہ رکہوائی ہی کیا اوس کی تلوار پر
سر جہکایا اپنا مستی مین نہ یا طاعت سی کم — ہی گمان محراب مسجد کا در خمار پر
گیا حرارت ہی گرا ہی تن مین جو پیکان تیر — گرمی خون سی ہین تبخالی لب سوفار پر
ہون وہ دیوانہ جو کہتا کوئی جانان مین قدم — دوڑ گیا ایسا کہ سایہ چڑھ گیا دیوار پر
خشک کیا بالکل مری پاؤنکی چہالی ہو گئے — پڑ گئی جو پیاس ہی کالنٹے زبان خار پر

کیا برا ہی ہم اگر غیرونکو کہتی ہین برا
لعن کرتا ہی خدا قرآن مین کفار پر

کعبۂ مقصود تک پہنچی مقدر ہی اسیر
سر جھکا سجدے آستان حیدر کرار پر

کی مجمع احباب مین گفتار سمجھکر
اک بات کہی ہمنے تو سو بار سمجھکر

دنیا کی نہ خواہان ہوئی ہم عار سمجھکر
کتنون ہی یہ چھوڑا اسے مردار سمجھکر

نرگس مجھی کہلانی لگی باغ مین آنکھین
آیا تھا عیادت کو مین بیمار سمجھکر

تلوا سجوا اوس ترک نی کھینچی سر میدان
زخم اپنی ہنسے قہقہہ دیوار سمجھکر

ظاہر ہین مین اکسیر ہون باطن مین کف خاک
لیتے ہین تو لین مجھکو خریدار سمجھکر

بخشا مجھی خالق نی فرشتون سی یہ کہکر
جرم اسنی کئی ہین سے تجھے غفار سمجھکر

نیلام کی دن بہی نکی جنس دل اپنی
چپ ہو رہے کچھ آپ ہی مین خریدار سمجھکر

فرقت مین جو دی بادۂ گلگون بہی ساقی
منہ اوسکو لگاون نہ کف مار سمجھکر

بازار محبت مین خریدار تمہاری
یوسف کو بھی لیتے نہین بیکار سمجھکر

جز مرگ بیابان محبت مین نہین کچھ
رکھنا قدم ای خضر خبردار سمجھکر

برباد نجانیگے مری اشک مسلسل
پہنینگے حسین موتیون کا ہار سمجھکر

ہی زردتن زار حریصون سے عجب کیا
لوٹین ابھی سونے کا اگر تار سمجھکر

مین رند کہان اور کہان مسجد جامع
آیا تھا اسے خانۂ خمار سمجھکر

می پی نہ کی جو آ ہی ہو سوی مجمع احباب
بہکے نہ زبان کیجیے گفتار سمجھکر

کچھ کام نتھا سجدۂ محراب حرم سی
سر ہمنے جھکایا ترے تلوار سمجھکر

جب منعم مغرور سنے کی بات نہ سمجھے
چپ ہو رہے ہم صورت دیوار سمجھکر

تہا کام کا جو فقر کیا منتخب اوسکو
دولت کو لیا ہمنے نہ بیکار سمجھکر

کچہہ مال نہین الفت بلبل مری نزدیک
پہولون کی یہ خواہان ہے تو زردار سمجھکر

تعظیم تہی یوسف کی فقط حیلہ شرعی
بوسے لیے ہمنے ترا رخسار سمجھکر

لی سلطنت وہرنہ درویش نے تیری
پہیکا سر سلطان پر اسی بار سمجھکر

کی اس رہ پرخوف مین تقلید پیمبر
تربت مین ہم اعدا سی چہپی غار سمجھکر

آنی نہین دیتی وہ اسیر اپنی گلیمین
دیوانون کو پریون کا طرفدار سمجھکر

بی اثر نالے کا لب پر روز لانا کیا ضرور
آزمودہ جو ہے اوسکو آزمانا کیا ضرور

شہر سے چلکر بیابان مرگ ہونا چاہیی
جمع ہوتا بوت پر سارا زمانہ کیا ضرور

سیر دریا ہی اگر مد نظر غیرونکے ساتہ
کیون بلاتی ہو ہمین منہ ہی لٹانا کیا ضرور

خفتگان خاک کی قبرون پہ آہستہ چلو
سو رہی ہین چین سی انکو جگانا کیا ضرور

مال بخشا ہے خدا نی صرف کرنیکے لیے
واسطے غیرونکی اسکو چہوڑ جانا کیا ضرور

قتل کو کافی ہے آنا ایکا دامن کشان
آستینین قتل عاشق پر چڑہانا کیا ضرور

در تلک اسکی پہونچتی ہین گہی بیٹہی بانسی ر
بڑہ کی آگی کہوئی یہ بہی لٹکانا کیا ضرور

مر چکا مین رخ سی اب ناحق اٹہاتی ہو نقاب
دم نہین سینہ مین آئینہ دکہانا کیا ضرور

صاف کہدی مجہسی خط پڑہکر کہا کیا یار نے
نامہ بر جہوٹی سچی باتین بنانا کیا ضرور

ناتوانی سی گئین ہین پاؤنکی خود بیڑیان
مجکو ای جلاد زنجیرین پہنانا کیا ضرور

بیکسی چہائی ہوئی ہی شامیانیکی عوض
قبر پہ ہم بیکسون کی شامیانہ کیا ضرور

نوجوانی تک تہا زیبا خندہ دندان نما
ریش جب لائی سفیدی وسمہ شانہ کیا ضرور

زار ہون ایسا کہ مردہ بہی عجایب کیجئے گ
دوستو خالی جنازے کا اوٹہانا کیا ضرور

نیند آتی کی نہین ہرگز شب فرقت مجہی
قصہ گویون سے کہو قصہ سنانا کیا ضرور

نزع کا عالم ہے ابتو دیکہہ جاو اک نظر
پتلیان پتہرا چکین آنکہین چرانا کیا ضرور

منتظر کیون ہی کہینچے وہ جفا جو تیغ ناز
موت کو آنا ہے تو اپنی بہانا کیا ضرور

خط رخ جانان نہ نکلا اوڑ چلی ہی تیغ نگاہ
جب خزان آئی چمن مین آشیانہ کیا ضرور

گو رہین ناحق منانی کی لیلی و تری ہو تم
جان آیا لب مین نہین شانہ ہلانا کیا ضرور

چپ ہوای مطرب کہٹر اک ہی مدت مین آگ
کچہ تو میری ہی ستو اپنی سنگانا کیا ضرور

گوش سامع کو گران طول سخن ہی ای اسیر
اختصار اچہا ہے بیتون کا بڑہانا کیا ضرور

اشک ہین یاد رخ و زلف مین طغیانی پر
کشتی عمر ہے دن رات روان پانی پر

ہر ذرہ ہی فروغ رخ نورانی پر
ماہ ہالہ ہے تری چاند سی پیشانی پر

مرتبہ حسن کا تکلیف مین کہٹتا ہی کوئی
خوشنما کتنی وہ زلفین ہین پریشانی پر

رحم آیا او نہین تقدیر بدل دی میری
نون ابرو ہے نظر کا خط پیشانی پر

ناخنون کی ہی جو ہر جا تن عریان پہ خراش
نظر آتا ہے اتو جامۂ عریانی پر

تو مہ و مہر سے ای بلقاہم ہی نحس
ایک کیا وہ ہین ستارے تری پیشانی پر

میری خالق سنے کیا مجہکو دوبارہ زندہ
آگیا رحم جو قاتل کی پشیمانی پر

حادثون سے نہ ملا امن بہت کی تدبیر
ابر سنے برق گرائی مری بارانی پر

پہولتا ہے کوئی آب دم خنجر کہا کر
دم پہر کتا ہے تری زخمیون کا پانی پر

ایکدن بہی نہ ملا چین جہان مین آکر
ہو گئی عمر بسر کشتی طوفانی پر

تیری تصویر نے کھینچتے ہی وہ کی گرم نگاہ
جان بہزاد جلی برق گری مانی پر

کردیا بخت نے بی بال و پر ایسا کہ مجھی
رشک ہی طائر بسمل کی پر افشانی پر

اثر سجدہ کہان اور کہان نعمۂ ای بت
ہی نشان بوسۂ عاشق کا یہ پیشانی پر

ہین جو عشاق تو نہین رنج ہی سامان مجھ
شاق ہی عیسی کا دل ورنہ بھی نادانی پر

الفت ابروی خمدار مین دی جان اسیر
رکھدیا ہمنے گلا تیغ صفاہانی پر

جان دی ایک پری کی رخ نورانی پر
مردہ او سے لیگا مرا تخت سلیمانی پر

خلق مرتی ہے تری تیغ صفاہانی پر
خون پیاسون کی گرا کرتی ہی اس پانی پر

اسطرح نقطی ہین دیوان مین جا بجا روشن
جیسے افشان کسی محبوب کی پیشانی پر

صاحب ظلم کا افلاس نہین قابل رحم
دل پسیجا نہ کوئی تیغ کی عریانی پر

غیر کو آب دم تیغ پلاؤ کہ مجھے
مینڈھی لڑوانے سی کیا فائدہ بیجانی پر

کشتۂ چین جبین ہون مین نہین کشتۂ تیغ
بدلی گردن کی مرا خون ہی پیشانی پر

ابرو و چاہ ذقن دیکھ کے ہین عاشق
ہی یہ نزدیک کہ تلوار چلے پانی پر

لیلۃ القدر تری گیسوی شبگون پہ نثار
صبح نوروز تصدق رخ نورانی پر

آگئی دشت مین عارض و مژگان کی جو یاد
تیر آہون کی چلے لالۂ پیکانی پر

یار سے مطلع ابرو کی تو معنی کہدین
ناز ہی جنکو بڑا اپنی سخندانی پر

نرم طینت کو نہین کچہ اثر زخم زبان
کاٹ کے کیا خاک جو تلوار چلی پانی پر

لحن داؤدی بہی لحن ہی جنکی بہتر
وہ گلی کاٹتے ہین تیری سخندانی پر

دیدۂ کم سے نہ دیکھ اشک گدا کو منعم
جگہ اس در کی ہی تاج سر سلطانی پر

کیون نہو طول شب ہجر سے وحشت دل کو
کہین طرہ ہے یہ موئے سر زندانی پر

کچہ تعجب نہین ہوتی تہی جو پریان تسخیر
نقش تہا نام ترا مہر سلیمانی پر

ہی جو [illegible] نقش فکر وہ ہی قابل تعریف اسیر
[illegible] ہے نہ موقوف نہ خاقانی پر

چاہیے مرنا نگاہ لطف قاتل دیکھکر
جان نثاری کیجیے جلاد کا دل دیکھکر

گوش گل لیکر باغبان مست غرور ہی عندلیب
چاہیے رنگین بیانی رنگ محفل دیکھکر

سیکھی ہم دو سجدے [illegible] پاس ہین وہ سیکدے
دونون آنکہین دونو ابرو کی مقابل دیکھکر

نامہ میرا وہ جو پڑہتی ہین تو کہتی ہین عجب
پہیک بہی دو کیا کرو گی خط باطل دیکھکر

غم سی مین نکہن بیان تہا تنگ تیر کہین ہوئی
دام مین صیاد کی جال پہنسا دل دیکھکر

لا چکی ہین بخت مقتل مین ہمکو آشنا ہی
موت پہر جائی ہے عریان تیغ قاتل دیکھکر

آدمی کیا راستی ہی جانور کو بہی پسند
ہم یہ سمجہے سرو پر قمری کو مائل دیکھکر

رہتی ہین آنکہین تمنا مین تمہاری نجانمن
کیجیے مسمار میرا خانہ دل دیکھکر

چاہیے شاعر کو اچہی طرح مین فکر غزل
بوتی ہین دہقان زمین میر حاصل دیکھکر

کیا نہ میری طرح یہ بحر فنا مین ہونگی غرق
ہنس رہی ہین کیا سبکساران ساحل دیکھکر

دید صورت بہی نہین نظارہ معنی سی کم
شوق لیلی بڑہ گیا مجنون کو محمل دیکھکر

سی سیہ کارونکی حاجت جسجگہ ہین تو سپید
ہم یہ سمجہے صورت کافور قلفل دیکھکر

ہی ہمینون سی کی آغوش خالی ای قمر
کیا خجل ہون ہالہ گرد ماہ کامل دیکھکر

تیغ گردن پر چلی لیکن نہ کچہ ایذا ہوئی
محو ایسی ہو سکتے ہم روی قاتل دیکھکر

منہ ہی صحبت احباب پر دل کی صفا
آنکہین روشن شمع کی ہوتی ہین محفل دیکھکر

[illegible] تیر بی چہرہ نقاب
کیا نازان ہی فروغ ماہ کامل دیکھکر

پیچ موج کی اٹھی ہی سیب کیسی روان
اک ذرا طرف نگاہ یاس بسمل دیکھکر

بازر کھا راہ عشق سی فراغ [illegible] نے
راہ بہولا مین چراغ غول منزل دیکھکر

مجہ سا پیاسا کوئی صحرائی عشق [illegible] نہین
رہ گیا ہون منزل دریا کا ساحل دیکھکر

مثل جوہر [illegible] شوق مین
مرگ سی ڈہنا ہی بہولا روئی قاتل دیکھکر

ہی یہی تعبیر [illegible]
چونک اوٹھی ہم خواب طوق سلاسل دیکھکر

سہل تھا کیا اکی لی اپنی حصہ مین اسیر
جان کنی دی ہی [illegible] نی مجکو مشکل دیکھکر

مائل یہ دل عبث ہی بت خانہ خنگ پر
ہوتا ہی چور شیشہ جو گرتا ہی سنگ پر

تیرکان چشم یار ہین امادہ جنگ پر
کیا ہند سی کرینگی یہ دہاوا فرنگ پر

دل اپنا آگیا ہی اب اوس سبزہ رنگ پر
طرہ ہی جسکی یاد خط سبز رنگ پر

پیری مین ہین سپید جوانی مین ہین سیاہ
رہتا نہین زمانہ کبہی ایک رنگ پر

ہین سخت دل بہی ساتھ صاحب حقیقی کی نرم
نقش قدم رسول کی پڑتی ہی سنگ پر

دیکھی جو بھی تو اوس کی بہی آتی ہوئی صید
پیدا کری کمان ہی مثل خدنگ پر

خندہ گل ہی خوابگاہ مجہی آج سر یار بن
کیونکر نہو ہینات کا دہوکا پلنگ پر

مضمون یہی سند ہی گل بہار یار
آتی چلی ہی اپنی طبیعت بہی رنگ پر

ممکن نہین کہ حشر کی [illegible] ہوون [illegible]
پیسین جو وہ خرامی قد کی [illegible] پر

مفلس [illegible] پہ [illegible] نہین [illegible] نقد جان
دل ہی مرا کشادہ سخا دست تنگ پر

دشمن پہ ہو فتح نہ چاہی اگر خدا
کیا اعتماد نیزہ و تیر و تفنگ پر

بی سود ہے علاج [illegible] داغ دل کا
مرہم لگائی کیا کوئی داغ پلنگ پر

دریا کا بھی ہے صف [illegible] دار ہے
جاتا ہوں راہ [illegible] نہنگ پر

کہیں تو [illegible] احمد سید گاہ میں
زوروں پہ نیل [illegible] پلنگ پر

کیسی شب وصال کہ ٹپکا ہزار سر
رکھنی دیا نہ پاؤں بھی وحشی پلنگ پر

مشتاق [illegible] بیگوں وقت نزع
جاتی ہے جان بادۂ یاقوت رنگ پر

ہندو بچوں کو دیکھتی ہم بھی چلیں اسیر
دن لگنی نہان کا میلا ہے گنگ پر

سیکڑوں داغ نمک کھائی جگر
وہی جگر اور ہی [illegible] اٹی جگر

شدت گریہ میں یہ ڈرتا ہوں
کہیں خون ہو کے نہ بہ جائی جگر

تو تو پتھر کا ہے نہ لوہے کا
سختیاں کب تلک اٹھائی جگر

طپش دل نہ پوچھ فرقت میں
ہے یہ نزدیک منہ کو آئی جگر

لاسے میں چار داغ اس میں ہزار
کیا جگر سے [illegible] ملائی جگر

یہ ہوا خون وہ ہوا پانی
سمجھ دل روؤں یا برائی جگر

غم ہی مہمان تو کچھ عزیز نہیں
خون پیتی سیر ہو کی کھائی جگر

مٹ کی پائی نجات صدموں سے
اب جگر سے نہ داغ اٹھائی جگر

روتی روتی ہو غش تمام جہان
میں دکھاؤں جو کربلائی جگر

یہ اوٹھائی ہیں سختیاں ہم نے
پارۂ سنگ ہی بجائی جگر

میں یہ کہتا ہوں آہ آہ ائے دل
دل یہ کہتا ہے ہائی ہائی جگر

یہ بھی ہی ہند جگر خوارہ
کیوں نہ زال جہان چبائی جگر

سامنی تیرے تیغ کی ٹھہری
گر میون سے تری ہی دل ٹھنڈا

رستم ایسا کمان سے لائی جگر
کون بیفائدہ جلائی جگر

دل سے پائی اسیر ہمنی خبر
چھن گیا غم سی ہائی ہائی جگر

تفوق کس طرح دنیا مین ہی علی کو اسفل پر
کبہی چہانٹے نہ گملی بہینک کر بالا مین دل پر

دلا ایسی بات پر اہل تکبر پہاڑ کہاتی ہین
ورندی ہین یہان کچھ بہی نہین معروف جنگل پر

مکرر اوسکو حاصل ہی نظارہ ان حسینون کا
بجا ہی شک آنکھونکو ہماری چشم احول پر

کہا کیا حال تمنی میری درد سر کا ای ما
جواب نامہ لکھا ہی جبین اوسنی لوح صندل پر

کیا مضمون بتیانی نی بہم بسکہ مطلع کو
مقدم مصرعہ ثانی ہوا مصراع اول پر

نگاہی ایک کو اوسیر ہوا ایسی کی حیا گل کا
یہ روئی ہیکی ہم آنکھین تری پاؤنکی حنا گل پر

سواری رات کو جب اوس قمر منزل کی نکلتی ہی
گری ہی پڑتی ہین دل پروانہ سان شمعونکی مشعل پر

دلا منظور ہی توبہ تو پہر اسمین توقف کیا
جو عاقل ہین نہین رکہتی ہین وہ کام آج کا کل پر

کہنی ہی نام او نام اوسکا خریدارون مین لکہوا
سنا ہی چہیان قبالی کا ساقی می کی بوتل پر

سر دیا مین کہ قائل ہون ہاتھ تنگ کی شکر
ہمارا اونکا جھگڑا ختم ہی اس قول فیصل پر

فراق یار مین گلزار کو مقتل سمجھتا ہون
گمان ہی شاخ گل پر تیر کا پیکان کا کونپل پر

نظر آئی جو لالی موسم گل سبزہ زارون مین
گمان ہمکو ہوا ہین سرخ بوٹی سبز مخمل پر

تری آنکھونکی گردش دیکھکر سب لوگ کہتی ہین
یہ پتلی پہر رہی ہی ہم اہ کس انداز سی کل پر

دل صد چاک حیران ہی بہت کچھ بن نہین آتی
کرشمہ زلف کی لیتا ہی بہت اوس لعل کی دل پر

کل ہر زہ کہلاتا ہی صبا اوس گلی پستان کا
دل عاشق بیٹھی جاتی ہی اس اوٹھتی کونپل پر

گل خندان ہین جتنی بسملونکی زخم خندان ہین
نگہبان صحن گلستان کی ہی قاتل تیر مقتل پر

اسیر از صاف اوس چاہ زنخدانکے جو لکھو مین
نگہبان نہر جنت کیون نہو دیوان کی جدول پر

اگرچہ آئی ہی عاشق کی جان ہونٹون پر
مگر ہی اب بھی تری داستان ہونٹون پر

گلی سی اوسکی نہ آئی تھی جان ہونٹون پر
کہ آکی رکھدئی زہرہ نی کان ہونٹون پر

پلاؤ آب دم تیغ تشنہ کامون کو
عطش سی پھیر رہی ہین زبان ہونٹون پر

جو سمجھے آپکی شیرینی دہن کا مزا
شکر فروش لٹا دی دکان ہونٹون پر

وہ ایک بات مین کرتی ہین دو الف لاکھون
زبان پہ تیر تو قربان کمان ہونٹون پر

شب وصال جو پڑھی ہی مری اپنی تکبیر
سمجھکے لاسکے مؤذن اذان ہونٹون پر

جو چاند دیکھکے اوسنی پڑھی دعای ہلال
نثار ہونی لگا آسمان ہونٹون پر

وہ ناتوان ہون کہ میری صدا نہین سنتے
ہزار رکھتی ہین اپنا حباب کان ہونٹون پر

شب وصال یہ عاشق نی شوق سے چوسی
رہا نہ رنگ مسی کا نشان ہونٹون پر

شکر ہی محو لب شیرین تو تل ہی خال سیاہ
بجا ہی تل شکری کا گمان ہونٹون پر

پسند ناقہ لیلی ہی نالہ مجنون
عبث نہ لائی حدی ساربان ہونٹون پر

گیا نہ تیغ کی نیچے بھی شوق نظارہ
نگاہ ہی رخ قاتل پہ جان ہونٹون پر

سوای گریہ نہین کوئی کام صورت زخم
ہنسی بھی ہی کوئی دم مہمان ہونٹون پر

کیا فلک نی خوشی کو یہ ہجر مین پامال
کہ نام ہی نہ ہنسی کا نشان ہونٹون پر

جگر کی داغ نی اعضای تن کو پھونک دیا
اسیر کیون نہ رہی الامان ہونٹون پر

شوقِ کفن میں ترک لباسِ شہانہ کر
یہ پیش خیمہ ملکِ عدم کو روانہ کر

سنتا ہی دردِ دل نہ کوئی بکتا ہی جا
چشمِ سپہر کو ہی گوشِ زمانہ کر

غافل میں ایک عمر سے مائل ہوں خم کا
بند وقت کا تو نہ مجھسے خزانہ کر

ای تیغِ یار کاٹ مری سر کو پیشتر
ای تیرِ یار پہلے مجھی کو نشانہ کر

تھوڑی دنوں میں طفل جوان ہیں ان ہی پیر
نظارہ تو تغیرِ حالِ زمانہ کر

سائل میں ہیں نصیب سے مال ای بخیل
مل جائیگا زمین میں نہ مدفون خزانہ کر

بلبل جو تجھسی اٹھ سکی میں باغبان کی ناز
لاکھوں تمیز میں ہیں اور کہیں آشیانہ کر

تاریک ہے تیغ ہجر ہو کہیں درد سر نہو
ای شمع سحر گو شروع [illegible] فسانہ کر

موزون کی غزل ہے تو اپنی طرح بیت
اغیار کی ہیں بیت پہ تو صاد خانہ کر

دشوار دردِ عشق سے صحت ہی ای طبیب
سو بار کہہ چکا ہوں کہ میری دوا نہ کر

رکھ دست اختلاط کبھی میری دوش پر
پوچھی کوئی تو لغزشِ پا کا بہانہ کر

ای دل حصولِ مستی و دیوانگی سی کیا
غافل ہی تو تو کام کوئی عاقلانہ کر

رازق خدا ہی پاک ہی ای طایرِ قفس
صیاد سی نہ تو طلبِ آب و دانہ کر

اللہ نے عطا تجھی کی ہی جبین اسیر
تجویز بہر سجدہ کوئی آستانہ کر

اذان ہو کیونکر جہاں اہل مسجد کا نہ خون پر
چھری چلنی لگی کی نعرۂ اللہ و اکبر پر

دل پر داغ مائل ہی قدِ موزونِ دلبر پر
تماشا ہی کہ یہ طاؤس قمری ہی صنوبر پر

وہ عہدِ بیوفائی ہی کہ روتی بھی نہیں آتا
پدر کی قبر پر فرزند دختر گورِ مادر پر

نشان کفر رکھا شوخیان گیسوی مصور کی
فرشتو نکی جگہ دو بیت بنائی دوشِ آفر پر

نہ گھبراؤ جو چوٹ بدی کی شرط بوسہ کہ بلی ہی
خسارہ کچھ نہین سب ہی اوٹھا دالو بڑ پر

نہین گمنام عالم عاشق اوس دی پر تم کی
کھا نداران الفت کی چھری ہین نام دفتر پر

خدستار ہی عیان تنوکی پردہ راہی گا
سنا ہی یہ کہ انکھین ٹنگی اہل حشر کے سر پر

دہی غنچی طی ہین ایسی کہ اسکی کند ہونی سی
چڑہی ندی اوتر جاتی جو ہوتی باڑہ خنجر پر

لیا بوسہ جو مژگان کا تو نشتر یار نی مارا
چہوا ابرو تو ر کہا ہاتہ اوس ظالم نی خنجر پر

وہ طائر ہون کبہی منظر جو آکو جو ہو بیٹہا نہین
پرون کو کہول کر سایہ کیا صیاد کی سر پر

تعجب کیا اگر خون گل گردن اودہ چہلتا ہی
سنا ہی یہ کہ رکہوائی ہی اوسنی باڑہ خنجر پر

کیا مغرور نا حق حسن پیران سالہ وہ ردہ نیکو
بنایا آئینہ تیہر پڑین عقل سکندر پر

جو سنجیدہ ہین اونکو کام کیا ایذا رسانی ہی
کیا حملہ نہ شاہین تراز وکی کبوتر پر

اوڑہی خورشید محشر ہی وہ ہر داغ جگر میرا
بلا نازل حرارت کی ہی ہر اہل محشر پر

پہنکر جب کلاہ سرخ وہ خورشید رو آیا
کبھی پہنی یہ ہمنی لالہ ہولا ہی صنوبر پر

کہلا ہی کچھ تو حال اس سکندری کی بی ثباتی کا
کہ شیشہ روز ہا ہی خندہ بیجای ساغر پر

پریرو کس سلیمان عمر کشتی کا یہ لاشا ہے
کیتی ہین سایہ جو کہولی ہوئی طائر پر پر

یقین ہی اب کہ ہم مضمون ہر رو تیر لکہین گے
قلم پر قطہ دیا یا باڑہ رکہوائی ہی خنجر پر

حزین ہوتا ہی اوسکی واسطی جو جسکا ہوتا ہے
ہمیشہ چشم آئینہ ہے تر حال سکندر پر

یقین ہی اب شہ ہوگا ہ میری زش ل سنی
لکہا ہی جای کاغذ خط اوسی بال سمندر پر

کبہی احباب سی کوئی پریشان مغز ہوتا ہے
نہ بولین اسقدر چلا کی مجہ بیمار کی سر پر

ترا رنگ طلائی دیکہ کر حسرت ہے انکہو مین
لگی ہو وہ جو نصیبون مین لٹ ائی جسطرح زر پر

جہکا رہتا ہی اوسکی آستان پر سر اسیر اپنا

قدم کعبہ مین تھا جس شاہ کا دوش پیمبر پر

فراق یار مین مکروہ ہی چمن کی بہار
سپید داغ سے بدتر ہی یاسمن کی بہار

جو دیکھتا ترے بازو پہ نورتن اکبر
تو بھولتی اسے سب اپنی نورتن کی بہار

ثنای عارض جانان مین گل ہین سب مضمون
کہان سے لائیگا یہ گلشن سخن کی بہار

بغیر غم نہین عالم مین قدر عشرت کی
خزان کے بعد بہاران سے ہی چمن کی بہار

کسی کا نفع ہی اس باغ مین کسی کا زیان
خزان ہماری ہی غسال کو وہ کفن کی بہار

خزان وادی غربت مین دل ہی افسردہ
کہلا ہی غنچہ خاطر کہین وطن کی بہار

تمہاری سنبل گیسو نے رخ پر لہراکر
نئی طرح کی دکھائی شکن شکن کی بہار

ہر ایک پھول گریبان کو چاک کرتا ہی
دکھائی تونے مگر سرخ پیرہن کی بہار

فقیر ہین ہمین کافی ہے پیرہن گندہ
پسند کسکو ہی کمخاب و گلبدن کی بہار

نپوچھو عالم پیری مین کچھ شباب کا حال
خزان کا دور ہوا الٹ گئی چمن کی بہار

چمن سے تم جو چلے دفعۃً خزان آئی
رہی نہ لالہ و نسرین و یاسمن کی بہار

لباس سرخ پہنکر حسین جو آئے ہین
چمن ہی آج زیادہ ہی انجمن کی بہار

بنا دیا ہے مجھے طاؤس سوز الفت نے
کہ داغہای بدن سے ہوئی بدن کی بہار

یہ لالہ کوہ پر ای باغبان نیا پھولا
کہ خون سر سے ہوئی روی کوہکن کی بہار

اسیر میری سی قسمت کہان ہے بلبل کی
کہین چمن سے ہی بڑھکر مری سخن کی بہار

مرقد احباب کو رویا مین مضطر دیکھکر
داغ کہائی سیکڑون پھولونکی چادر دیکھکر

زلف تک پہنچی ترے کانون مین گوہر دیکھکر
شب کو منزل ہمنے لی کی سوی اختر دیکھکر

ہون مین وہ میکش کہ میخانیکو سمجہا فنگ کا
خوب رویا گردن مینا کو بے سر دیکہکر

سچ تو یہ ہی اہل عالم کیا تغافل پیشہ ہین
کور دکہ بنجاتی ہین کیسی یہ سنگر دیکہکر

کیا کہون قسمت نہین لڑتی کہ رہجاتا ہی یار
نگاہ میری سمت گاہی سوئی خنجر دیکہکر

محفل محبوب مین ہین یار بہی اغیار بہی
اک ذرا آنسو بہا اے دیدۂ تر دیکہکر

باغبان میری خزان سی باغمین آئی خزان
گر پڑی شاخون سی پتی زیرش پر دیکہکر

جانور تہین قمریان آخر کہ عاشق ہوگئین
سرو گلشن کو تری قد کے برابر دیکہکر

گور سی اوٹہتی ہی یاد آتی جنونکی ولولے
کہل گیا دل وسعت صحرای محشر دیکہکر

یون تصور سی تری راتونکو اڑ جاتی ہی نیند
بہاگتا ہی جیسے شاہین کو کبوتر دیکہکر

ہو نہ مغرور اوراپنے حسن پہ وہ سادہ رو
آئنہ اوسکو دکہاتا ہی سکندر دیکہکر

دردِ دل مین نی کہا اونسے تو وہ کہتی ہین کہا
آئیگا مجکو یقین اے نیند پرور دیکہکر

مرگ نے پر ایک ہین شاہ و گدا آیا یقین
تربتین تکیے مین دونون کی برابر دیکہکر

یاد آتی ہین قدح نوشان رفتہ ساقیا
دل بہر آتا ہے مرا لبریز ساغر دیکہکر

موئی ابرو نے کیا ہے عاشق بے دم مجہے
تیغ پہ کیا دل مرا لوٹا ہی جوہر دیکہکر

جب ہمارا لیگیا پیغام ہو لا راستہ
بارہا جو آدمی آیا ترا گہر دیکہکر

کیا طبیبون کو نظر آتا ہی لاغر مرا
بیشتر پہر پہر گئی ہے موت بستر دیکہکر

سر ہی سنگ آستان پر اب کہان سجدی کی جا
کعبہ کی محراب بہولے یار کا در دیکہکر

تاب ضرب گل نہین ہے کہتا ہون مین نازک مزاج
کہدو لڑکو نسی لگائین مجکو پتہر دیکہکر

لالہ و سنبل کی کس آنکہون سی دیکہین سیر ہم
روئی گلگون دیکہکر زلف معنبر دیکہکر

تاب نظارہ ہو ہمکو کسطرح اتنی حسن
غش ہون جب جلوہ ترا موسی ہمیشہ دیکہکر

تشنگی شبیر کی جنت مین یاد آئی اسیر
آنکھین بھر آئین ہماری حوض کوثر دیکھکر

دی جان ہمنی چشم بت بیمثال پر
ہو فاتحہ ضرور کتاب غزال پر

ہی مرگ کی دعا تو فقط اس خیال پر
موقوف ہی وصال تمہارا وصال پر

بوسہ جو مجھکو خال رخ یار کا ملے
چادر چڑھاؤن ہو لونگی قبر بلال پر

بیٹھا ہی مینی کوچۂ قاتل مین جبسی خط
سہے جاہ آبدیدہ کبوتر کے حال پر

لاغر کیا ہی عشق کمر نے یہان تلک
سمجھون سفر کا اوسی جو چلون تا ہ بال پر

انکی بہار مین ہی یہ وحشت طیور کو
بلبل کا آشیانہ ہی شاخ غزال پر

ممکن نہین کہ غرق کری جوش بحر اشک
بیٹھی ہین عسم جزیرۂ گرد ملال پر

مجھ ناتوان کو دیکھنے آتا ہی وہ قمر
قدرت خدا کی بدسہے عاشق ہلال پر

طاؤس کیطرح ہین خرامان یہ اہل کبر
انسان ہو کی مرتی ہین حیوانکی چال پر

وہ آو بیٹھے کہ ہیچین رقیب بھی
شبنم چمن مین روتی ہی بلبل کی حال پر

ای بحر حسن ہی جو مقدر مین ڈوبنا
ندی چڑھی ہی ہوتی ہی ہماری خیال پر

ہم ضعف سی شکار کی قابل نہین رہے
صیاد خاک ڈال کی بیٹھا ہی جال پر

بھولی نہ ایک دن دل وحشی کو چشم یار
اس ترک کا ہی دانت کباب غزال پر

موسیٰ سے لاکھ طالب دیدار ہون مگر
ٹھہری نہ آنکھ ایک کی برق جمال پر

محذارشت بار گنہ سی نہین اسیر
پل سہے یہ قلزم عرق انفعال پر

پھبتی کہی یہ ہمنے تری خط و خال پر
گویا عبای سبز ہی دوش ہلال پر

خرسند کیا عدو ہین ہماری ملال پر — رہتا نہیں زمانہ کبھی ایک حال پر

مسند ہی کیا غرض وہ مبارک ہو شاہ کو — تکیہ ہے گر کہ آلو ... [illegible] ال پر

اوس سرو قد کی زلف جو دیکھی ہے تو یقین — کالا [illegible] کی بیٹھ رہا [illegible] ال پر

الله رے دماغ وہ دیتی نہیں جواب — عاشق سوال کرتا ہے [illegible] ال پر

جوبن نہ حور کا نہ پری کا پسند ہے — [illegible] پڑی ہی آنکھ تمہاری [illegible] پر

ای چرخ دل کو خواہش اقلیم جم نہین — داغ ملال دی مجھے داغ ملال پر

نافرسیہ دلون سی ہین سالی ہی جنکی قد — تصویر داغ کب ہی نشان ہلال پر

بیٹھا ہی یون بخیل خزانہ لیی ہوئے — قبضہ ہو جسطرح کسی افعی کا مال پر

موی کمر کی باندھتی مضمون نئی نئے — باریکیان ہین ختم ہماری خیال پر

مجنون کمال ناقہ لیلی سے ہے تیز رو — تو بھی سوار کیون نہین ہوتا غزال پر

سوز غم فراق سی پوچھو نہ دل کا حال — کیا سبز ہو وہ برق گری جس نہال پر

ہی کبک و عندلیب کی گلشن مین کچھ خبر — دونون پھڑک رہی ہین تری چال ڈھال پر

بچنا کسی کا تیغ اجل سی محال ہے — رکھتی ہی اسکی ضرب زرہ پر نہ ڈھال پر

دعوی کبھی کیا تھا اوس ابرو کی سامنے — یہ وجہ ہی جو اوٹھتی ہی انگلی ہلال پر

کہدو کہ اب حساب ہمارا ہی پاک ہو — آیا ہے آفتاب قیامت زوال پر

جب جھکے تو نگرون سے مری آنکھ کسطرح — نازان وہ مال پر ہین مین اپنی کمال پر

اوسکی عاشقی سے ہے یہان جو شاعری — قائم زمین شعر ہی شاخ غزال پر

پائی یہ فال شانہ شمشاد سے اسیر
قبضہ ہمارا ہوگا کسی نونہال پر

قاتل ہی تری زلف گرہ گیر کی زنجیر
شمشیر کی شمشیر ہی زنجیر کی زنجیر

دیوانہ تو مین ہون کف مشاطہ مین ہو زلف
غیرون کو ملی ہی مری تقدیر کی زنجیر

بھولی نہین ہم عالم وحشت مین ہی اب یاد
چلنی مین صدا دیتی ہی تکبیر کی زنجیر

ہی ذکر کسی زلف کا ہر وقت زبان پر
ہو کیون نہ مسلسل مری تقریر کی زنجیر

معلوم ہوا آپکا زرگر ہے مہوس
لایا ہے بنا کر زر اکسیر کی زنجیر

رحم آگیا جب کاہکشان چرخ پہ دیکھی
بہاری نظر آئی مجھے اس پیر کی زنجیر

رہتی ہی بگڑنی پہ وہی بدعت ظالم
ٹوٹی تو بنی آہن شمشیر کی زنجیر

ایذا انہین دیتی مری پاؤنکو سلاسل
جیسی کسی دیوانہ تصویر کی زنجیر

ای آہ کہان ہے وہ تری قوت بازو
تو مجھ سے نہ دکھانہ تاثیر کی زنجیر

لکھتا ہی قلم بسکہ تری زلف کی تعریف
ہر سطر مری خط مین ہی تحریر کی زنجیر

ہون مجرم الفت مری تعزیر یہی ہے
ہو پاؤن مین اوس زلف گرہ گیر کی زنجیر

اندیشہ اسیر اس لئی ہی مجکو اجل [illegible] سے
اورونکو ملی گی مری تقدیر کی زنجیر

امید زندگی کی ہو کس اعتماد پر
آمادہ چار خلط ہین ہر دم فساد پر

موقوف تھا حصول جہان اعتقاد پر
پہونچا مین اس کمند سی بام مراد پر

جو پختہ کار ہی وہ تواضع پسند ہی
جھکتا زمین پہ جو ثمر آیا مراد پر

توڑی تو ایسے مال ہزارون کئی تلف
ای مرگ جان دون تجھی کس اعتماد پر

دیوانگی مین کون ہی اپنا شریک حال
خون ہی ہماری جسم کا ہے [illegible]

گھر کیسی کیسی دور فلک نی کیی خراب
گنبذ تلک نہین ہمسر کیقباد پر

بہاگین ہماری دل سی نہ کسطرح وسوسے
باندھے ہوئی کمر ہے یہ مومن جہاد پر

ماراہی مجھکو یار نے کہنے سے غیر کے
خون حسین گردن ابن زیاد پر

ای چشم تر نکال نہ طفل سرشک کو
لازم نگاہ قہر نہین خانہ زاد پر

حرفون کا اپنی کلفت دل سی یہ حال ہے
گویا کسی نے ریگ چھڑک دی مداد پر

بیمار خط سبز نہوگا کبھی صحیح
مرہم کریگا خاک اثر زہرباد پر

اچھا کیا اگر نہ اون آنکھون کو دل دیا
پھر سونپتا ٹھگون کو مین کس اعتماد پر

موج خطر سی کشتی می آشنا نہین
جب دیکھیے روان ہی یہ باد مراد پر

ہی عالم جنون مین بیابان بھی چمن
شمشاد کا گمان ہے ہر اک گردباد پر

ای دل زیادہ تجھسے نہین کوئی مجتہد
اپنا تو بس عمل ہے تری اجتہاد پر

اکثر کلام حق مین ہی ذکر غم حسین
موقوف کاف ہا پہ نہ یا عین صاد پر

مطلب بیاض گردن مینا کا ہی دقیق
ساقی سمجھیگا کیا یہ کسی کم سواد پر

منکر ہماری آہ کی جو کوئی تھی جو
نازل ہوئی ہوا کی بلا قوم عاد پر

بت برہمن کی کام نہ آئی کبھی اسیر
دل اوس صنم کو دیجیے کس اعتقاد پر

قتل کرتی ہے اوس قمر کی نظر
تیغ کی تیغ ہے نظر کی نظر

آنکھ کیا بند ہوگئی اپنی
پھر گئی ہمسے ساری گھر کی نظر

قامت اوسکی عیان مگر معدوم
جس طرح چشم بی بصر کی نظر

تیغ ابرو ہے یا ہے تیر مژہ
صورت آتی نہین مفر کی نظر

آنکھین دیکھین تری دماغ ہوا
کیا ملے ہمسے نامہ بر کی نظر

ہم ہنر پیشہ دیکھتے ہیں ہنر
عیب بیں ہو گی سفلے ہنر کی نظر

چاند سے دیکھئے تو در پردہ
کرنہ دیکھے تمہیں قمر کی نظر

قدر آنسو کی جانتے ہیں ملک
جوہری رکھتی ہیں گہر کی نظر

لطف معشوق سم ہی عاشق کو
ہی کتان کو چھری قمر کی نظر

دوست دشمن کی سے پھر گئی آنکھ
ہی ادھر کی نہ اب ادھر کی نظر

دیدنی ہو نہ جسکا جلوۂ حسن
خاک دیکھے اوسے بشر کی نظر

سب سمجھے چرخ سے وہ ہی مخوف
جس سے سیدھی ہی ہلی وہیں قمر کی نظر

قدرت حق سے چشم یار اسیر
ہی قضا کی نگہ قدر کی نظر

مست ہیں ہم مست حسن ساقی گلفام پر
خط پشت لب نہیں مینا ہی ہی جام پر

خط ہی کیا صیاد تیری چہرۂ گلفام پر
بلبلوں کا دم پھڑک جاتا ہی اس گلدام پر

پہرہ پیارا ہے نہ تو قطع کرتی ہیں کفر
رہتی ہے اپنی نظر آغاز میں انجام پر

کیا ہوا بوسہ جو ہتی آ دسکی عارض کا لیا
فرض ہی تعظیم مصحف صاحب اسلام پر

چاندنی کی طرح قربان ہو اپہ بالین تم کیا
بال کھولے چاندنی میں جب وہ لیٹی بام پر

دیکھتا ہی ایک دن آخر میں شہرہ ہوا
کسکو آتی ہے سواری ابلق ایام پر

ساقیا فصل گل آئی طاق پر تقوی ہی
آنکھ زاہد کی بھی اب پڑنے لگی ہی جام پر

جانتا ہوں کاکل گیسو کی میں پیچ و خم
لام باندھا ہی پیچ اوسنی ہی چڑھائی شام پر

کثرت عصیان بھی ال ریک کے نبی سفید
ہی عجب گہر میں اندھیرا چاندنی ہی بام پر

کیا ہلا وہ شوق کیونکہ نہیں اوٹھکر شکار
گور سبزہ چڑ رہی ہے تربت بہرام پر

شمع کا جلوہ مبارک تمکو پروانو ہی
دل ہی مجہ مین کشش کا پروانہ چراغ جام پر

جب لگایا ہاتہ اوس خورشید نی تقدیر سی
صبح روشن کا ہوا عالم چہری کی شام پر

کون اوس خوش چشم کی غم مین نہین روکی کور
دیکہ لو چہایا ہی جالا دیدۂ بادام پر

مہر اوس رخ کی مقابل ہو تو ترک آسمان
کاٹ کر سر کو چڑہاسی نیزۂ بہرام پر

کیا عجب مٹی جو بعد مرگ ہو خاک شفا
جان دیتا ہون شہید کربلا کی نام پر

صبح جا کر دیر مین دیکہا فروغ روی بت
روشنی رکہی خدا کی گہر مین ہمنی شام پر

تل نظر آتی نہین ہین اوسکی ابرو کی قریب
ہندؤن کی ہی چڑہائی کعبۂ اسلام پر

مر گئی ہین الفت چشم و لب بتان مین ہم
فاتحہ دینا انار و پستہ و بادام پر

ای بتو فرصت غنیمت ہی کرو حاصل ثواب
ایک بوسہ ہمکو دیجی او خدا کی نام پر

ای صبح دن وصل کی شب چہپی تیری اذان
کیون کمر باندہی ہی اس فریاد بی ہنگام پر

سبزۂ بیگانہ باغ حسن سی کتلہی دو
باغبان کا ہی گمان ہمکو تری حجام پر

کیا ہوا حاسد جو مجکو زشت کہتی ہین اسیر
طعن اہل کفر کیا کرتے نہین اسلام پر

ہے کسکو تاب غیر کا آزار دیکہکر
ہوتا ہون زرد چہرۂ بیمار دیکہکر

قمری ہی سرو سرو قد یار دیکہکر
گل عندلیب ہول سا رخسار دیکہکر

عشرت قبول کی نہ کبہی اختیار مین
آئی ہنسی تو قہقہۂ دیوار دیکہکر

وحشی وہ ہون جو دشت سی آیا مین شہر مین
بہاگا ہجوم مردم بازار دیکہکر

ہی شوق قتل عام یہ دلمین بہرا ہوا
اوٹہتی ہین نور صبح وہ تلوار دیکہکر

اس طرح تیری حسن نی غارت کیا جہان
دو چار سنکی مر گئی دو چار دیکہکر

ڈرتا ہون میری طرح نہ حالت کرے تباہ
آئینہ کو وہ آئینہ رخسار دیکھکر

رخنہ ہماری آپکی الفت مین پڑ گیا
رکنے لگا گلیان سر بازار دیکھکر

ہم اور قابل ہدف ناوک مژہ
کھینچو کمان ابروے خمدار دیکھکر

موسی مین اور مجہ مین ہی کی حسن یار
مین شکل مشتری وہ خریدار دیکھکر

پایا نہ اس چمن مین کہین عشق بی طمع
بلبل ہے گرد گل کے تو زردار دیکھکر

کیا رشک ہے کہ گرتی ہین اشک اپنی متصل
اوسکی گلی مین موتیون کا ہار دیکھکر

حسرت سے کیا نہین کسی شکل مسیح کے
رہجاتے ہین فلک کو جو بیمار دیکھکر

موسی کا حال کیا نہین معلوم طور پر
ای اہل دید خواہش دیدار دیکھکر

کاری مری جگر مین ہین کس درجہ زخم تیر
روتا ہے خون دیدۂ سوفار دیکھکر

ہم کیا اسیر مفتی و قاضی بہک گئی
اونچی دکان حضرت خمار دیکھکر

خلوت مین ہون چہرہ او نہ اہل نفاق کی
دیکھو اوڑی اوڑی کہین بیٹھی نہ طاق پر

انکار وصل پر او نہین انکار وصل ہے
بڑہتا ہی اشتیاق بیان اشتیاق پر

لکھیں جواب خط مین کبھی وعدۂ وصال
مرہم لگائی مری داغ فراق پر

ساقی گیا وہ شوخ کہان سکتی کا لطف
رکہدی دکھا کی شیشہ ساغر کو طاق پر

احباب کا مزاج عناصر سی کم نہین
در پردہ اختلاف ہی ان کی اتفاق پر

بی استخارہ دل کو ہی معلوم حکم رب
موقوف مری وصل نہین جفت و طاق پر

رشتہ جو ہے مجہسے کاٹ کی چلتی ہین راہ پر
کانٹی کا کیا گمان ہی مری جسم دقاق پر

کہتا ہے کون عاشق و معشوق کو جدا
اخذ ہی ایک ہی جو لفظ اشتقاق پر

ہم تو اوای مہر مین تی ہین نقد ہو بہا　　راضی نہین سہے دختر رز خود طلاق پر
کہینچا ہی دشمنو نکی بہی ایذا سی ہمنی ہاتہ　　باندہی ہی دوستون نی کمر کیون نفاق پر
چنتی ہین پہول وصل کی لیکن کہان منہ　　دل لوٹتا ہے کاوش خار فراق پر
مصحف کی میکدی مین جگہ ای سہر دون　　بت کا مقام خانہ کعبہ کی طاق پر
وہ پا نہچی اوٹہا کی اگر طور پر چلے　　پروانہ شمع طور ہو ئی شمع ساق پر
روز جنون مین کوہ تو کیا ہی گرون جو قصد　　جاؤن شلنگ بہر کی فلک کی رواق پر

کچہ تو اثر کیا ہے مرہ آہ نے اسیر
چلنی لگین ہین اتو وہ کچہ کچہ سیاق پر

شہرہ قد جانان کا جو سن پائی صنوبر　　خجلت سی ابہی خاک مین گڑ جائی صنوبر
میخانہ ہی گلزار نہین موسم گل مین　　دیکہو قدح لالہ و مینای صنوبر
وہ سرو اگر باغ مین گلگشت کو آئی　　کوکو نہ کری فاختہ بالای صنوبر
گلزار سے آ تا ترے کوچے مین سفر کر　　مجبور ہی لیکن کہ ہے شل پای صنوبر
ہی رہت تو یہ بات کہ آگی تری قد کے　　بدنامی کا جہنڈا ہی سراپای صنوبر
آئی تہی تو کچہ تمکو ٹہرنا تہا چمن مین　　نکلی ہوس گل نہ تمنای صنوبر
گلگشت گلستان سی ہین بہر مین جو کام　　ہی شوق گل و لالہ نہ پروای صنوبر
کم صحن گلستان سی نہین سینہ ہمارا　　پہولونکی عوض داغ ہین دل جای صنوبر
تیرا قد رعنا اگر اوسکو نظر آئی　　گلشن مین بگولا ہو یہ چکرای صنوبر
کیا قامت محبوب کا دیوانہ ہی یا ہے　　ہی نہر چمن سلسلہ پای صنوبر
نیتی سہے ہر اک فاختہ جمشید سی تنگ　　پر زور سہے کیا بادہ مینای صنوبر

حسن رخ گل دیکھہ تو بلبل کی نظر سے
کر دیدۂ قمری سے تماشای صنوبر

رتبا وس قد موزون کا جو چاہا ہے چمن مین
کیون بید سکے مانند نتہرا سکے صنوبر

صدمہ ہی عجب قمری و بلبل پہ خزان مین
ہی غلغلۂ نای گل و وای صنوبر

طاعت کا خیال آتی گلستان مین جو مجکو
مسجد کا منارہ ابہی بنجاے صنوبر

کیا اوس قد موزون کا اسی عشق ہوا ہے
ہی سوکہہ کی کانٹا جو سراپای صنوبر

عاشق ہین اسیر اوسکی قد راست کی ہم تو
قمری کی طرح کون ہی شیدای صنوبر

کبہی تو مہربان ساقی ہو رند لا ابالی پر
کہان تک قفل صندوق شراب پرتکالی پر

کیا موقوف تو نے قتل لیکن خلق ڈرتی ہے
گمان مار مردہ ہی تری بندوق خالی پر

نہ مینکا نشا ہی بیابان کا نہ مین سبزہ گلستان کا
کمر باندہی ہی کیون گردون نے میری پایمالی پر

کیا بی سایہ پیدا قامت پر نور احمد کو
یہی ہی حجت روشن خدا کی بیمثالی پر

یہ سمجہا مرتبا مین عیسی گردون نشین ہون مین
جگہ مزدور نے پائی جو تیری قصر عالی پر

جلا ہین جو من و سرا مین لپٹ کر ایسی سوئے
بجا ہی دل کو میری رشک تصویر نہالی پر

نہ دو ندای ابلق ایام مجکو مین وہ بیکس ہون
کہ ساتون چرخ سر دہنتی ہین میری [illegible] پر

نہیں رطل گران درکار کچہہ ہین رند لاغر ہون
قناعت ہی مجہی ساقی بس اک مے کی پیالی پر

خدا جانی کہ کیا اس جال مین آرام سمجہا ہی
گرا پڑتا ہے جو مرغ نظر زلفون کی جالی پر

دکہایا بزم مین کیا اوسنی اعجاز مسیحائی
ہوئین جاندار تصویرین جو رکہا پاؤن قالی پر

نہیں لازم ہے عنقا میان یار کو کہنا
عبث ہی شاعرون کو ناز مضمون خیالی پر

عجب بیمثل ہی ترا رخ عکس تک جسکا نہیں
گواہ آئینہ دل ہی تمہاری بیمثالی پر

یقین جان اسکو ہی تما قتل اوسی دن عید ہوجانی
گلا جس روز رکھدو نمین تم ہی تیغ ہلالی پر

میسر ہو اگر دولت تو مین سمجھون اوسی ماتم
یقین ہو آنسوونکی تار کا سلک لآلی پر

لب شیرین کی مدحت سی بان ہیگئی ہی شیرین
کہ طوطی ہر کہتا ہے مری شیرین مقالی پر

فراق یار آہو چشم مین گہر کاٹی کہتا ہے
گمان شیر نیستان کا ہی مجکو شیر قالی پر

اسیر اوسکا کرم درکار ہی بخشی جسی چاہی
نہ زاہد پر نہ ہے موقوف رندلاابالی پر

موت آئی ابروے بت بی پیر دیکھکر
کشتہ ہوا مین دور سی شمشیر دیکھکر

خجلت ہوئی یہ حالت تغیر دیکھکر
صدا وکٹ گیا مری زنجیر دیکھکر

قرآن کی نقل کرتی ہاتہ مین قرا جسطرح
تصویر کہینچے تری تصویر دیکھکر

لوح جبین ہماری جو مرقوم ہو چکی
روے ملائکہ خط تقدیر دیکھکر

مجہ سخت جان کی پاس بھی آتی نہین اجل
ڈرتی ہے تیری ہاتہ مین شمشیر دیکھکر

خالق نے رکہدیا سر انسان پہ بار عشق
تکلیف یہ فلک کو ہوئی پیر دیکھکر

سمجھا کہ پہر جہان مین ہوا دخل یار کا
عارض پہ اوسکے زلف گرہ گیر دیکھکر

کہتی ہی موت گور کی بستی قریب ہے
منعم ہی شاد رفعت تعمیر دیکھکر

قاصد پہر آیا کوچہ قاتل سی لوٹتی پاؤن
کہا بی کہ نہ قتل کی تدبیر دیکھکر

وہ صید ہون کہ تن مین لہو مارتا ہی جوش
صیاد انگشتون کی ترکش مین تیر دیکھکر

رستم بہی ہو تو اوٹہ سکے نہ ٹہرین کبہی قدم
اوس شوخ کو دست بہ شمشیر دیکھکر

نظارہ باز تہا جو مین اوس حسن شوخ کا
جہپکی پلک نہ برق کی تنویر دیکھکر

خجلت سی سر اوٹہا نہین سکتی ہی فاختہ
بہاری ہمارا طوق گلوگیر دیکھکر

آخر کو آسمان بہی ہوا مجہسی سرنگون
تقدیر کو موافق تدبیر دیکہکر

بیکس وہ ہون کیا دل قاتل کو بہی فگار
حسرت کی آنکہہ سی تہ شمشیر دیکہکر

پیکان کی زخم کی مجہی مطلق نہین خبر
کہایا فریب راستی تیر دیکہکر

رسوا کروکی ہمکو تو رسوا بہی ہوسکے تم
گرنا ہماری لاش کو تشہیر دیکہکر

سمجہا نہین ہی دولت دنیا مین خاک نفع
کہنہ لباس صاحب اکسیر دیکہکر

مین آپ جاکی لیٹ رہا قبر مین اسیر
جلدی اجل سے آنے مین تاخیر دیکہکر

ساقی پکارتا ہے یہ می کی سبیل پر
بنت العنب حلال ہی ابن السبیل پر

پیاسا وہ ہون بہشت مین رکہا اگر قدم
چہرہ ملائکہ کا ہوا سلسبیل پر

تمنی وہ گوشش آدم خاکی مین کہدیا
جو راز اتبک نہ کہلا جبرئیل پر

راحت ہی غم جو فضل خدا ہو شریک حال
آتش مین گر کے آنچ نہ آئی خلیل پر

اوقات کا نہ حال غریبون سی پوچہیے
ہی زیست نان توشہ و آب سبیل پر

جب رنج کا ہوا مجہی غربت مین سامنا
رویا مین حال مسلم ابن عقیل پر

پہرتا ہی میری انگلیونکی ساتہ یون قلم
جسطرح دست کور ہو دوش دلیل پر

ناحق دماغ کرتے ہین ہمسے ارفیل
اپنی نظر ہی قصۂ اصحاب فیل پر

انجم فلک پہ دیکہہ کی سمجہا کلیم دل
فرعون کی سپاہ ہی یہ رود نیل پر

داغون پہ میری چرخ دنی کیا نظر کری
سیر جنان حرام ہی چشم بخیل پر

ہاتہ آئی اوس سی مال کا دلنہ تو بہی مہت
قانع ہون مین ضعیف غذائی قلیل پر

مجرم وہ ہون کہ عازم جنت ہو میری روح
سدرہ سے کیے نیچی نزش کرین جبرئیل پر

اوازرعد وابرسیہ مے کشو نہین
یہ خسرو بہار کا ڈنکا ہے فیل پر

دی جسقدر کہ شیشی مین موجود تہو شراب
ساقی نظر ہے کسکو کثیر و قلیل پر

چاہی جو وہ قوی پہ ضعیفونکو فتح دی
غالب کیا طیور کو اصحاب فیل پر

دشمن ہوئی ہین در پی ذلت تو غم نہین
اپنی نظر ہی فضل خدای جلیل پر

ہے صبح کوچ اٹھو ہو بیدار غافلو
پچھلے سے چوٹ پڑتی ہی کوس رحیل پر

ہوگا اسیر اور طبیبوں سی کیا علاج
عیسیٰ نہ ہاتہ ڈال سکے مجہ علیل پر

دیکھی تری انجمن کی تصویر
تہی صاف کسی چمن کی تصویر

مانی سے نے کیا شکار عنقا
کھینچی جو تری دہن کی تصویر

لی آسے گلوں کا رنگ نقاش
تب کھینچے تری بدن کی تصویر

عریان ہے جہان مین کون ہمسا
محتاج ہے پیرہن کی تصویر

وابستہ زلف تہا جو مانے
کھینچی ہے شکن شکن کی تصویر

دلگیر وہ ہون کہ دل ہی خوان
گھر مین نہ رہے چمن کی تصویر

آفت سی بری ہین اہل حیرت
کب ذبح ہوئی ہرن کی تصویر

مانی ہو وہین شبیہ شیرین
جس جا کہ ہو کوہکن کی تصویر

غربت مین ہے کسکو رنج غربت
ہی پیش نظر وطن کی تصویر

لی نوک قلم کی کیوں نہ مانی
کھینچی تری بانکپن کی تصویر

مانی ہین اسیر فکر اپنی
کیونکر نہ کھچی سخن کی تصویر

ہو دسترس جو اوس رخ گلگون کی دید پر
چادر چڑہاؤن پھولون کی قبر شہید پر

جسکی نظر ہی آیۂ حبل الورید پر
روتا ہے خون زخم گلوی شہید پر

مارا ہی یار نی مجھے پاس رقیب سے
خون رضا ہے گردن ناسون رشید پر

قاتل کی تیغ سی کوئی بچتا ہی رخت تن
ہی آستین چڑہی ہوئی قطع و برید پر

قاصد کہلا نفافہ یہ تیرا فریب ہے
اوسکی تو دستخط نہین خط کی رسید پر

صاحب معاف کیجئی میرا کہا سنا
آجائیے نہ غیر کی گفت و شنید پر

آیا مہ صیام نمازی ہوا وہ ترک
تیغ و گلو کی اب ہی ملاقات عید پر

پیاسا وہ ہون اگر مین پیون آب تیغ بہی
بہیجون دہان زخم سے لعنت یزید پر

تابع کو اپنی اور ستاتا ہے آسمان
یہ پیر مہربان نہین ہوتا مرید پر

قاتل کبھی تو قصد تماشے کا چاہئی
لالہ اوگا ہوا ہے مزار شہید پر

جام شراب ہو علی الاتصال دے
ساقی عمل ضرور ہے ہل من مزید پر

ابرو دکہا سکے یار تو دل کی گرہ کھلے
موقوف قفل کی ہی کشایش کلید پر

ہر گھر مین نور مہر برابر ہے جسطرح
احسان ترا ہی ایک قریب و بعید پر

دنیا سے کچہ غرض نہین ہمکو ملال کیا
نازل بلائی خانہ رہے زن مرید پر

ای ترک خون زخم سے طوفان بپا ہوا
رومال تیغ باندہ گلوسے شہید پر

چوری لگاؤن دل کی مین کیا زلف یار کو
رکھتی ہی ہاتہ رخ سے کلام مجید پر

حیدر کا نام نقش مری دل پہ ہے اسیر
نادِ علی کہدی ہے نگین حدید پر

روز خط یار کو لکھتا ہون مین مضطر دو چار
اوڑ سکے جانتے نہین کس کو کبوتر دو چار

آخری وقت کسی نی سبب مجھے کیا یاد کیا — ہچکیاں آئین دم نزع برابر دو چار
شوق نظارہ ٹہرنی نہین دیتا گہر مین — روز اوس کو چمن ہو رہتی ہین چکر دو چار
محتسب بادہ پرستون کا ہوا کیا نقصان — ایک ٹوٹا جو سبو بن گئے ساغر دو چار
گو کہ باران سی ہوئی سرد مری خاک لحد — اب بہی دہونڈو تو نکل آئین کی اخگر دو چار
بحر الفت بہی مگر ہی کوئی خونین دریا — غرق ہو رہتی ہین ہر روز شناور دو چار
لعل و یاقوت کرون کیا کہ نہین مجکو جنون — منعمو تمکو مبارک ہون یہ پتہر دو چار
قید سی میری پہڑکنی سنے چہڑایا مجکو — دست صیاد مین باقی ہین فقط پر دو چار
کشتی بادہ تو دیتا ہے مجھے ساقی پر غیر — مانع خیر ہوئے پڑ گئی لنگر دو چار
دیدۂ تر نے کیا کب نہ تلاطم برپا — ہر محلے مین نہ کس روز گری گہر دو چار
ای فلک تا بکجا ظلمت شبہای فراق — چشم مشتاق کو دکہلا کبہی اختر دو چار
ساقیا دین ابہی اک جام کی قیمت مین تجہے — گنج ہمکو اگر آ جائین میسر دو چار
کسطرح فوج دو چندان نہو جانبازونکی — ایک دو کرتی ہے وہ تیغ دو پیکر دو چار
دیر تلک گہر سی کسیوقت نکلتے نہین وہ — طالب دید کہڑی رہتے ہین باہر دو چار
ملک الموت جو آتی نہین منظور یہ ہے — پیچ دکہلائے ہمین اور مقدر دو چار
ہون وہ طائر کہ نہین ضعف سی مجھمین کچھ جان — استخوان جسم مین دو تین ہین باپر دو چار

چشم تر رو کی ہمکو دیتی ہی ہر دم جو اسیر
شب کو تا صبح بدلتا ہون مین بستر دو چار

حال کچھ اوسکے دہن کا ہی نہ لکھنا بہتر — اس معمی مین ہی خاموش ہی رہنا بہتر
کینہ در کینہ پنہان سی کرین دل خالی — زخم بگڑے گا نہین چہوڑ کا رہنا بہتر

شمع کیا کرتی ہو رونی سی مری آنکھوں کو
یہ تو ناسور ہین کچھ انکا ہی بہنا بہتر

نازک اندام ہو تم پھولوں کا زیور پہنو
نہ تو سونی کا نہ چاندی کا ہی گہنا بہتر

منحصر آپ پہ ہے کچھ راہ خدا مین دینا
تا نہ اسواسطی بائین سی ہی دہنا بہتر

ہوس حلۂ جنت مین نمدپوش رہے
کبھی ہمنی کوئی ملبوس نہ پہنا بہتر

دفن ہو شہر خموشان سی الگ لاش مری
مرگئی پر بھی جدا سب سی ہی رہنا بہتر

شعلہ رو آگ ہین ہی کام جلانا انکا
پاس سی انکی ہی کچھ دور ہی رہنا بہتر

اوسکی مرضی سی ہی مطلب حق و باطل کیسا
جو کہے یار بھی چاہیے ہئے کہنا بہتر

فرصت فکر نہین تو نکہو شعر اسیر
نطق بیجا سی ہی خاموش ہی رہنا بہتر

ردیف زای معجمہ

گلشن مین کیا کرون مین زبان فغان دراز
غنچہ دہن دریدہ ہی سوسن زبان دراز

جادہ ہو دشت مین کہ فلک پر ہو کہکشان
دونون سی ہین زیادہ مری بیڑیان دراز

ای شمع ہو خموش نکر سوز دل بیان
کوتاہ شب ہی اور تری داستان دراز

تجکو نہین زوال زمانیکو ہی زوال
رستی ہی تیری ظلم کی ای آسمان دراز

زخمی ہون بوسہ لون مین اگر چشم یار کا
سوئی ہی مژہ ہین بصورت نوک سنان دراز

دیتی ہے بڑھ کی ہر دم مجھکو جواب
قاتل کی تیغ تیز ہی کتنی زبان دراز

لی بال بھر نہ دل کی پہنسا نین کوتہی
یارب ہو عمر گیسوی عنبرفشان دراز

ناسور دل بھرین گی نہ مرہم کی پٹیان
لازم ہین ان کنوونکی لی رسیان دراز

پائیگا اس بخیل سی کیا خاک ای گدا
دست طمع نکر طرف آسمان دراز

بیٹھا ہون زیر نخل بیابان حج مین تا عرب
سر پر کھچا ہوا ہی عجب سائبان دراز

تن مین نہین ہے جان مگر صورت سبو
دست طلب ہی جانب پیر مغان دراز

کیونکر بنی نہ قبر جنوب و شمال مین
ہی نحس شرق تا غرب مین صحن مکان دراز

بیجا ہے فکر کوتہئ عمر کی اسیر
ہے دامن عنایت پیر مغان دراز

ہوگئی تھی شب وصل گجر کی آواز
اوڑ گیا جی جو سنی مرغ سحر کی آواز

سینہ و دل سی تیرا تیر جو سن سی گذرا
صاف آئی ملک الموت کی پر کی آواز

قدر انداز کمون کیونکہ تری چشم کو مین
نہ سنی آج تلک تیر نظر کی آواز

لنترانی کو بھی وحدت نی بنایا ارنی
ہوگئی ایک ادہر اور ادہر کی آواز

یہ وہ منزل ہی جہان قافلہ اترا ہی نہین
کان مین آنے لگی کوس سفر کی آواز

مرگئی سب شب فرقت مین الہی شاید
نہ موذن کی صدا ہی نہ گجر کی آواز

چھپکی اوس شوخ کی کوچمن کبوتر یون جا
دم پرواز نہ آئے تری پر کی آواز

جاتی ہی خوابگہہ یار مین پڑتی ہی آنکھہ
کہ جگا دے نہ اوسی پای نظر کی آواز

کھرکھراتی ہین تن خشک مین یون ضعف سی عضو
جیسی آندہی مین ہوا اوراق شجر کی آواز

دوست دشمن کو ہوئی سرمہ مری ظلمت بخت
نہ صدا خیر کی باقی ہی نہ شر کی آواز

مرگیا یار نے جب دوڑ کی پٹ بند کیی
ہوگئی صور قیامت مجھی در کی آواز

کان کو چاندنی کا پھول بنا دیتی ہے
کتنی روشن ہی مری رشک قمر کی آواز

سرمگین چشم کو کسطرح سخنگو کہیی
بند ہو جاتی ہی سرمہ سے بشر کی آواز

الفت موئی کمر ہی سبب نالہ کشی
دی رہی ہے یہ گھڑی اوسکی کمر کی آواز

نالہ کش ہجر مین رہتا ہون شب و روز اسیر
خستہ کیونکر نہو مجہ خستہ جگر کی آواز

ردیف سین مہملہ

بلبل کی دل سی اوڑ گئی فریاد کی ہوس
نکلی نہ نکلے خاطر صیاد کی ہوس

تہوڑی سی عمر اور رہو یارب مجھی عطا
رہجای آسمان کو نہ بیداد کی ہوس

پہر آسے کیا مراد نہ جاہے اگر خدا
نکلی ارم بنا کی نہ شداد کی ہوس

ہر گل بغیر یار سے ہے گل چین کا منتظر
ہر عندلیب باغ کو صیاد کی ہوس

اے چرخ چاہئی کبہی ایسا بہی انقلاب
شیرین کو ہو نظارۂ فرہاد کی ہوس

سر کو فراق یار مین ہی آرزوی سنگ
گردن کو اپنی خنجر جلاد کی ہوس

کہدو کہ پایمال کری میری لاش بہی
قاتل کو رہ گئی ہو جو بیداد کی ہوس

خواہان تیری نہ خلد مین جائین نہ قاف مین
ہے حور کی ہوا نہ پریزاد کی ہوس

شاعر کو حرص شعر اگر ہو تو کیا عجب
کسکو نہین ہے کثرت اولاد کی ہوس

مضمون تم کنی ہین اد آنکہونکی کلک نے
کیونکر نہ بیت بیت کو ہو صاد کی ہوس

مانند آئینہ ہمہ تن چشم ہے یہ دل
ایسی ہے دید حسن خداداد کی ہوس

اوس گل کی آرزو ہمین لائی یہان تلک
تہی کسکو سیر گلشن ایجاد کی ہوس

ہم قیدیون کا قید مین کسطرح جی بچے
پہیری چہری جو حلق پہ جلاد کی ہوس

کیجے مدد اسیر کی ہنگام نزع ہے
یا مرتضی ہے آپسے امداد کی ہوس

کیون ہنو سیری مین اپنا دل اداس
صبحکو ہو جاتی ہے محفل اداس

دہر مین اپنی خوشی سے ہی خوشی
رہگیا پیچھے کوئے کیا ہمسفر

دل اداداس اپنا تو ہی محفل اوداس
سے ہے نہایت آجکی منزل اوداس

وسے خداوندا دوبارہ زندگی
کل طبیعت کو تو کچھ تسکین بہی تہی

ہی ہماری قتل سی قاتل اوداس
آج کل سے ہی زیادہ دل اوداس

نجد سے مجنون گیا یارب کدہر
کون سنتا ہے حسینون مین مری

ہی نہایت صاحب محمل اوداس
شہرنا پرسان مین ہی سائل اوداس

کون بیکس غرق دریا ہے اسیر
آشنا ہین جو لب ساحل اوداس

ردیف شین معجمہ

جلون ہزار رہونگا مین خستہ جان خاموش
مین نالہ کش ہون شب ہجر سب جہان خاموش

کہ مثل شمع ملی ہی مجھے زبان خاموش
جرس فغان مین ہی مصروف کاروان خاموش

کچھ انتہای نصیحت بہی حضرت ناصح
سناوگی مجھے باتین جو روز بڑہ بڑہ کر

دماغ کیجیے خالی نہ مہربان خاموش
تمہین کہو کہ رہیگی مری زبان خاموش

ہزارون باتین سنین محفلونمین یارون کی
دہان یار سے تشبیہ غنچہ بیجا ہے

مرا تہا دل کہ رہا مین بیان ہاں خاموش
مقام غور ہے گویا کہان کہان خاموش

شب وصال ہی باقی ابہی ہی دور سحر
جنون کی جوش مین دلتی ہی سمجہتی ہی مجھے

خدا کو مان ہو ون ندی اذان خاموش
دم سکوت ہون گویا دم بیان خاموش

ہماری داغون کی کچھ روشنی شب ہجر
نصیب کیا ہمین نہ تدان مین حجاب ہے حشر تو

چراغ ماہ کری جل کی آسمان خاموش
کہ ایکدم نہین رہتی ہین بیڑیان خاموش

نمود ہین تو کرہی ہے ہمسے گفتگو کیونکر
گلہ نہین ہے اگر ہو وہ بیدہان خاموش

چہپی نہ داور محشر کی سامنی عصیان
پکار رہی عضو بدن جب ہہی زبان خاموش

نہ کر کلام بہت ساربان سی ای لیلی
شروع ہوتی ہی مجنونکی داستان خاموش

کمال راہ محبت مین ہی سکوت مجہی
لحد کو جیسے کوئی مردہ ہو روان خاموش

بیان مین درد جگر کیا کرون طبیبون سے
صدا یہ دلکی ہی ہردم کہ ای زبان خاموش

سنا نہ صبح شب وصل نعرہ تکبیر
چہری چلی نہ موذن کسی پہ ہان خاموش

پکڑکی ہاتہ تجہی لیچلون مین خلوت مین
اگر رہین تری ہاتہونکی چوڑیان خاموش

شب فراق مین آئی نہ ہمکو نیند اسیر
ذلیل ہو کی ہوا آپ قصہ خوان خاموش

اب پاؤن شل ہین کیجیی کیا یار کی تلاش
تہی جب تلک کہ طاقت رفتار کی تلاش

دنیا ہی بیوفا کدہر ای دل تری ہین ہوش
کوچے مین اور یار وفادار کی تلاش

ای دل کہان تلک یہ تری بر خلاف خیال
ہی مجکو یار کی تجہے اغیار کی تلاش

مسجد مین بیٹہ رہیے کہ آخر ہوئی بہار
اب کیا ضرور خانۂ خمار کی تلاش

دیکہا جسی جہان مین ہی مطلب کا آشنا
رہرو کو بہر سایہ ہے دیوار کی تلاش

محشر مین بحر عفو اگر موج زن ہوا
ہوگی ضرور سب مجہے گنہگار کی تلاش

خواہان ہی میری دل کا لب جانفزای یار
اولٹی ہی اس مسیح کو بیمار کی تلاش

گردش بغیر وجہ نہین چشم یار کی
شاید ہی اسکو طالب دیدار کی تلاش

راحت کہین نہ خانۂ آفاق مین ملی
ہر چند پیش در پس دیوار کی تلاش

شاید اوسی سے مجکو خبر یار کی ملے
اسواسطے ہی پرچۂ اخبار کی تلاش

نومشق شاعرونکو ہی یون شوق معنی ساز
جیسی سنئے طبیب کو بیمار کی تلاش

یوسف کو تیری ہاتہ ہی بکنے کی آرزو
رہتی ہی اسلیئے اوسی بازار کی تلاش

قید مکان سے خانہ بدوشی مین ہون رہا
مزدور کی ہی فکر نہ معمار کی تلاش

سب مجمعون سی گوشۂ عزلت مین چہپ گئے
دربار کی تلاش نہ سرکار کی تلاش

کرتی ہی سائلون سی خجل مجکو مفلسی
اسواسطی ہے درہم و دینار کی تلاش

مومن کو عیش صورت کافر کہان اسیر
بیجا ہے قید خانے مین گلزار کی تلاش

کبھی تو کم ہو جہان تباہ کی گردش
کہو سپہر کری راہ راہ کی گردش

زمانی کی ہی یہ طاقت کہ کوئی دم ٹہرے
پہرا رہی ہے یہ تیری نگاہ کی گردش

جو ہین مصاحب کمظرف ہین وہ سرگشتہ
دلیل اسپہ ہی دولاب چاہ کی گردش

تمہاری منزل عالی کا تب نشان پایا
جب آفتاب سنے دو چار ماہ کی گردش

مین رقص مستی طاوس دیکہکر سمجھا
کہ یون ہی ہی کوئی دم چتر شاہ کی گردش

ملا نہ کوچہ ترا نامہ بر کو مشکل ہین
ہزار صورت پیک نگاہ کی گردش

یہی ہی گرمی رفتار اگر جنون مین مری
بنی گی شعلۂ جوالہ راہ کی گردش

تمام سال مین اک روز وصل ہی ہوتا
کبھی سپہر نی ایسی نہ آہ کی گردش

تری طلب مین نہین کون گرم سیر ابہت
فلک یہ قطب نی سیکہی ہی ماہ کی گردش

شبیہ چشم صنم خیر کہینچ لے مانی
کبھی کہچی گی نہ چشم سیاہ کی گردش

تمہاری چاہ مین دیکہی وہ حال عاشق زار
بہنور مین جسنی نہ دیکہی ہو کاہ کی گردش

بہنور یہ سمجھی ہی یارب کہ گرد باد مجہے
کہ بحر و بر مین پہراتی ہی راہ کی گردش

ہماری خاک ہی نبتی ہین روز چاک اسیر
ہی اب تلک وہی بخت سیاہ کی گردش

ردیف صاد مہملہ

کرتا ہی جسطرح کہ وہ گل انجمن مین رقص
طاؤس اسطرح نہین کرتا چمن مین رقص

روح اُنکو قبض ای ملک الموت ابھی نکر
قاتل کی بسملون کا خوش آیا ہی رن مین رقص

شوخی ہی یونہی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یار کی
کیا بھر دیا ہی کوٹ کی اوسکی بدن مین رقص

تیر نگہہ کا تم جو نشانہ بناؤ گے
تپلی کری کی چشم غزال ختن مین رقص

یوسف کی حق مین چاہ ہوا زینۂ عروج
کیون دل کری پہونچکی نہ چاہ ذقن مین رقص

آیا جو لب پہ نام ترا یہ خوشی ہوئی
کرنی لگی زبان ہماری دہن مین رقص

زنجیر کی صدا ہی صدائی غنا مجھے
کیونکر کرون خوشی سی نہ دیوانہ پن مین رقص

محفل کہاں اوسکی رقص کی تنہا خوشی نہین
پھولا نہین سماتا ہی خود پیرہن مین رقص

بیجا ہی ایسی شغل سی باز آ و صوفیو
جائز نہین ہی شرع رسول زمن مین رقص

ردیف ضاد معجمہ

مجھ رند بادہ کش پہ ہی شرب مدام فرض
زاہد پہ جیسے روزۂ ماہ صیام فرض

ہر صبح مغبچون سے یہ کرتا ہون مین سوال
ای بندگان خاص ہی کچھ فیض عام فرض

مرنا ہی خواب خواب سی اوٹھنا ہی زندگی
انسان کو یاد مرگ ہی ہر صبح و شام فرض

زیبا ہی ہم جو رک کی چلین کوئی یار مین
ہی حاجیون کو حج حرم مین مقام فرض

زندہ ہی دل تو نفس کشی ہی ضرور تر ہی
مومن کو ہی جہاد حضور امام فرض

جو مین بیان کرون ہی وہی سخن بیان کمر
قاصد بعینہ ہی ادا سے پیام فرض

جھکنا ضرور اوس ہی ہی جو ایسی جھکے
ہی صورت سلام جواب سلام فرض

روزی اسی کچھ غرض ہی نہ مطلب نماز سے
جو کام ہمکو آپ کی مین ہی وہ کام فرض

اوٹھ اوٹھ کی بیٹھتا ہون اضطراب سے
ہی اس نماز مین ہی قعود و قیام فرض

تعمیل کرون [illegible]
[illegible] ہی وقت شروع کلام فرض

کیونکر نہ تیری [illegible] ابرو مین سر جھکین
سجدہ ہی خلق کو سوئی بیت الحرام فرض

ہو مالدار حسن تو بوسے عطا کرو
دینی ہی کو وہ آپ کو سب دام دام فرض

منظور شاعرونکو ہی تیری دہن کا ذکر
عنقا کا کر لیا ہی زمانے مین نام فرض

بوئی چمن سی مست ہوئی جا نکر شراب
غنچے کو شیشہ گل کو کیا ہی نے جام فرض

گمراہ ہی جو خضر سی برگشتہ ہی اسیر
ہی الفت امام علیہ السلام فرض

ردیف طای مطبقہ

ایک ہی مجکو لکھے جو یار خط
نامہ بر اوسکو لکھون مین چار خط

نامہ بر لکھے نہ لکھے یار خط
تیغ غم کی تن پہ ہین دو چار خط

بسکہ درد دل کی ہین مضمون رقم
زرد ہی مثل رخ بیمار خط

کوئی قاتل مین اگر جاتا نہین
پھیر دی قاصد مری سر بار خط

کیا ہی مرغ نامہ بر کی احتیاج
آپ اوڑ جانیکو ہی طیار خط

تو وہ گلرو ہے اگر قرآن لکھا
نسخ خط ہی ہو گیا گلزار خط

لکھدیا ہے دیدۂ تر کا جو حال
بنگیا ہے ابر دریا بار خط

وہ تو پڑھتا ہی نہین ای نامہ بر
کھینچی تحریر کیون بیکار خط

گرم مضمون کچھ نہین شعلون سی کم
لیکی جائے مرغ آتش خوار خط

آتش گل مین وہ ہوان ہوتا نہین
کیا کرے پیدا اثر رخسار خط

ہی جو مضمون کی یہی پیچیدگی
ہو گا قاصد کی گلی کا ہار خط

چار پارہ یار نی ضد سے کیا
ایک خط کے ہو گئی ہین چار خط

خوف رہتا ہی نہ کاتب ہو رقیب
کون لکھوائے سر بازار خط

مصحف رخ کا ہی قاصد اس مین وصف
سر پہ رکھہ لے صورت دستار خط

نامہ و پیغام اب کس سے اسیر
یار کے رخ پر ہوا اظہار خط

پڑھ سکی کیا وہ بت سن پیر خط
نامہ بر ہے نامۂ تقدیر خط

ای کبوتر تھام کر منقار مین
لی ہی جا مانند کاغذ گیر خط

شکل کچھ اب زندگانی کی ہوئی
یار نے بھیجا مع تصویر خط

بسکہ مژگان کی لکھی ہین ہمی وصف
بنگیا ہے ترکش پر تیر خط

اوسنی لکھہ بھیجا نہ آنا میرے گھر
کیا چلون سے پاؤن کی زنجیر خط

گھر اگر اوسکا نہین ملتا تجھے
کو بکو قاصد نکر تشہیر خط

خامۂ بہزاد ہے میرا قلم
لکھہ رہا ہون یار کو تصویر خط

خط جسی لکھتے ہین ہی زرگر بسر
زرگری مین کیجیے تحریر خط

جرم قاصد کا اگر سمجھے ہو تم
چاک کیون ہوتا ہی بی تقصیر خط

خط لکھا اوسنی تو دولت مل گئی
ہو گیا میری لیے اکسیر خط

ابروی جانان کا کچھ لکھا جو حال
حرف جوہر بنگئے شمشیر خط

ایک بھی پرزہ نہین لکھا ہی یار — سیکڑون کرتا ہون مین تحریر خط
تب گیا قاصد کہ جب خلعت دیا — لیگیا کب بی سپر شمشیر خط

ہی نوشت و خواند لا حاصل اسیر
دھو سفینہ توڑ خامہ چیر خط

ایک بھی ایسا نہین پر نور خط — خط روئے یار سے ہی مشہور خط
لکھتی لکھتی ہوگیا بار گران — لی کی جائے اب کوئی مزدور خط
نامہ لکھئے یار کو آنسے جب آ — سات جو عالم مین ہین مشہور خط
گھر ہی وسعت تجلی کا کہان — باندھئے بالای نخل طور خط
ہاتہ آجائی نہ غیر دن کو کہین — بہیجئی مجکو نہ سنے دستور خط
کیا سپیدی کیا سیاہی ہی عیان — چاند ہی وہ رخ شب دیجور خط
سبزۂ بیگانہ گلشن سی ہٹئے — کیجئے چہری سی اپنی دور خط
میری داغ دل کو ای قاصد ہوا — صاف مثل مرہم کافور خط
ملک دل مین کب ہی قاصد کا گذر — پاس ہی وہ کیا مین بھیجون دور خط
عرضیون پر بھی نہین ہی التفات — کوئی لکھے اوسکو کیا مقدور خط
ہین وہ بی پروا نہ لکھین ہم جواب — لیکی رضوان کا جو آتی حور خط
کیا مرا تیرا رہ عرفان مین ساتہ — کہینچ اپنی حد پہ لے منصور خط

اوس رخ روشن کی مضمون سی اسیر
بنگیا ہے برگ نخل طور خط

کیا کدورت ہی چھپتا ہی اگر ہو لاک مین خط — دل کی تہ دو بیتی ملا دیتا ہے تو خاک مین خط

کہکشان جسکو سمجھتا ہی جہان ای قاتل
تیزی شمشیر کا ہی سینۂ افلاک مین خط

لخت دل یون نظر آتا ہی جیسی شنگرف کی سطر
اسطرح ہو کمر قاصد چالاک مین خط

قتل کی خوف سے قاصد نی بڑہایا نہ قدم
دور ہی پہینک دیا اوسنی مغاک مین خط

نہین جاتی ہین وہ حمام مین ہی پاس ادب
کسی عاشق کا نہو کیسۂ دلاک مین خط

ایک دیرینہ ہمسان ہون مین بیمار فراق
شاید آجاے وہ بہیجو تو اوسی ڈاک مین خط

سمجھی ہین باغ جنان یار کی رخ کو ہم کہین
سبزۂ باغ جنان ہی نگہ پاک مین خط

ربط خیاط سی ہمنی جو کیا کام آیا
لگیا یار تلک رکھہ کی وہ پوشاک مین خط

وای تقدیر کہ قاصد ہی ملا افیونی
گہول کی آیا ہے کہین نشۂ تریاک مین خط

صفت قامت بالا مین ہین مضمون بلند
اوڑ کی جاسکتی نہ لگائی کہین افلاک مین خط

قاصدی کی لئے موجود ہین جبریل اسیر
بہیجنا چاہیئے بزم شہ لولاک مین خط

ردیف ظای معجمہ

دل مین اپنی ہی سر گیسوی جانان واعظ
تری تقریر سے سنی کون پریشان واعظ

کس طرح دل کو یقین ہو جو بیان کرتا ہے
دیکہہ آیا نہین تو روضۂ رضوان واعظ

اسقدر ہمکو نہ تعزیر معاصی سے ڈرا
ہم تو ہین اپنے گناہون سے پشیمان واعظ

صحن گلشن بہی ہی مسجد جو ہون گوش شنوا
نخل منبر ہی ہر اک مرغ خوش الحان واعظ

کسکی دانتون کی تصور مین ہون انگشت نما
دیکہکر مجھکو ہے انگشت بدندان واعظ

کچہ بیان مصحف عارض کا سنا تو جانون
سن چکا ہون مین بہت معنی قرآن واعظ

تجہی الفت مین بتونکی نہین ہتا ایمان
راست کہتا ہی کہ ہے مرد مسلمان واعظ

اشک ... ذکر جہنم سے ترا ... بہین
بہرین اللہ کی کیا لائی گا طوفان واعظ

ہمکو نہ بحث عالم سودا مین پریشان تو نہ
مست تک بک کی تکرار اور پریشان واعظ

پا کے رندون کا ساتھ سہی جو ... نکلا
مارے خجلت کے ہوا سر بگریبان واعظ

دست کے ایک سخن سامنی میری نہ اسیر
ہو فصاحت مین اگر ثانی سحبان واعظ

ردیف عین مہملہ

بزم مین پہرتی تری گردانی ہی رخسار شمع
پاؤن مین اپنی جو رکہتی طاقت رفتار شمع

تیری فرقت مین ہی اس گل باعث آزار شمع
چشم محفل مین کہٹکتی ہی برنگ خار شمع

ایسی ظلمت ہی یہان جو آکی تنہا ہی تو ا
کر سکے پرنور کیا میرا مکان تار شمع

اپنی سوز دل سی ہی بزم جہان مین روشنی
آسمان فانوس ہی یہ آہ آتشبار شمع

آکی بزم یار مین پایا ہی کیا تاج شرف
رکہتی ہی شعلہ سی سر پر طرہ زرتار شمع

پیچ ہی کافر کا ہی جز نار جہنم کیا علاج
کیون نہ آتش مین جلی ہی صاحب زنار شمع

بزم مین بی پردہ کسکا عارض روشن ہوا
شرم سی ہی زرد مثل چہرہ بیمار شمع

سامنی اہلی کی کب رہتا ہی لی دی کا فروغ
روبروئی مہر عالمتاب ہی بیکار شمع

ای کمان ابرو ٹہہری تیری قد کی سامنی
بنگئی تیر ہوائی جب ہوئی طیار شمع

آہ کی اندہی کی باعث ہی ہمارا گہر سیاہ
ہی ہوا ایسی کہ گل ہوتی ہی سو سو بار شمع

ہم نہین دنیا مین چہوڑا نام اگر روشن تو کیا
شب کو روشن ہو جو خالی گہر مین ہی بیکار شمع

سوز دل کا اپنی افسانہ سناؤن مین اگر
صبحدم تک پہر نہ توڑی آنسوؤن کا تار شمع

وجہ روشن ہی جو یہ ہستی بہی ہی وتی بہی ہی
ہون مین وہ دل سوختہ چاہی جو گہرمین شمع
عشق مین تیری ہی مجنون ای پری رخسار شمع
ڈہال کی پروانیکی چربی سی ہوی طیار شمع

گرد ہون کیونکر نہ دل عشاق سکے پروانہ دار
آستین فانوس سیمین ساعد دلدار شمع
رو رہی ہی جو دہن سی ہی سر ہی لب پر دود آہ
ہی مگر محفل مین پروانون کی ماتمدار شمع

مائل عصیان ہی دل اہل جہان کا چہرہ صاف
گہر تو ہی تاریک روشن ہی پس دیوار شمع
اسلیی خلوت مین ہم روشن نہین کرتی کبہی
گہر کو پروانونسی کردی گی ابہی بازار شمع

بزم عالم مین کبہی غافل نہین ہین است بار
دیکہی جب صبح تک رہتی ہی شب بیدار شمع
راست بازونکو ہی دولت عین ماتم مین نصیب
پہنی ہی اشکونسی اپنی موتیون کا ہار شمع

وہ ہی ہم اہل محفل جانان مین ہم خارج اسیر
رکہتی ہین ہم بخت خفتہ طالع بیدار شمع

جان لی گی بوسہ لبہای دلبر کی طمع
زہر ہی میری لیئے قند مکرر کی طمع
بیمشقت دولت دنیا ملی ممکن نہین
غوطی کہلواتی ہی غواصونکو گوہر کی طمع

بوریا بس ہی کلاہ فقر کافی ہے ہمین
تخت دارا کی نہ ہی تاج سکندر کی طمع
مرد جو ہین اونکو کیا آرایش ظاہری سی کام
عورتون کو چاہیی ملبوس و زیور کی طمع

دور گردون سی ہین سرگردان بگولی کیطرح
خاک تیری خانہ بردوشون کو ہو گہر کی طمع
شش جہت مین حرص دولت کی نہین کس سی چار در
ایک کشور گر ملی ہو ہفت کشور کی طمع

لیگیا زیر زمین ہی گنج قارون اپنی ساتہ
اتنی ہی انسان کو لازم نہین زر کی طمع
ہون وہ عریان سب دنیا سی ہی حسرت بعد مرگ
گور بہی کہتی نہین ہو لونگی چادر کی طمع

سفلہ طینت لذت دنیا پہ مرتی ہین امیر
مور و مار آسا ہی انکو شیر و شکر کی طمع

ردیف غین معجمہ

جس مکان مین ہو ترا رخسارۂ انور چراغ
مانگی پروانون سی اوڑ جانیکو بال و پر چراغ

پرتو رخ سی تری روشن ہوی گھر گھر چراغ
خاک پر ہر گل فلک پر ہی ہر اک اختر چراغ

جب ہوا مغرور انسان روشنی دل کہان
بزم مین آتی ہی گل کر دیتی ہی صرصر چراغ

شمع کافوری جلی ایوان خسرو مین تو کیا
گور کن کی گور پر ہے لالۂ احمر چراغ

مٹ گیا داغ جگر وہ زلف جب آئی نظر
سامنی کالی کی روشن رہ سکی کیونکر چراغ

یاد حق مین رہ اگر منظور ہی آنکھون مین نور
محفل عالم مین ہی محتاج روغن ہر چراغ

پوچھتی ہو سب مجھسے کیا افسانہ مرگ و حیات
آگیا جھوکا ہوا کا رہ گیا بجھ کر چراغ

اسطرح مضمون ہین میری طبع کو وجہ فروغ
جانتی ہی جسطرح فرزند کو مادر چراغ

مرگئے پر نالی کرتی ہین ترے دل سوختہ
صاف روشن ہی کہ دیتا ہی دہوان بجھکر چراغ

نام روشن ہی مرا عالم مین مین خلوت نشین
روشنی ہی بزم مین فانوس کی اندر چراغ

گرد پہر کر تیری قربان ہو جو تجھکو دیکھ لے
شعلۂ جوالہ ہو ایسی کری چکر چراغ

کون آیا فرط شادی سی جو بالیدہ ہی بزم
جامۂ قندیل سی ہر وقت ہی باہر چراغ

میری سوز دل سی ہی ساری نمایانی کا فروغ
جل کی کر دیتا ہی روشن جیسی سارا گھر چراغ

کوچۂ محبوب مین سنتی ہین ہم اندہیر ہے
نامہ بر جاساتہ لیکر پہر پیغمبر چراغ

روشنی خانۂ ایمان انہین سی ہی امیر
خانۂ اللہ مین ہین حیدر و صفدر چراغ

داغ الفت کیون نہ دل روشن کری بنکر چراغ
کون دولت خانہ ہی جسمین نہین ہی زر چراغ

جب ہوئی زائل جوانی کیسی پیری کی چمک
صاف روشن ہی کہ بے روغن جلی کیونکر چراغ

آستین فانوس ہی تو چہرہ سیمین ہی شمع
رات گیسو ہی تو اوسکا چہرۂ انور چراغ

ہوکی دیوانہ کری پیراہن قندیل چاک
دیکھ لی تجھکو تو یہ جامی سی ہو باہر چراغ

بادہ کش ہین شب کو کیا درکار ہی ہمکو روشنی
شمع مینا ہی ہماری بزم مین ساغر چراغ

کشتہ ہون اوس چشم کا مین کچھ تو لازم ہی نشان
روغن بادام سی روشن ہو مرقد پر چراغ

کام آئی بعد انسان کی جو انسان کا ہنر
آئینہ بنجائے بجھکر گور اسکندر چراغ

آدمی کیا جیسون کو میری مرنی کا ہی غم
دیدۂ پر آب ہی مرقد پہ میری ہر چراغ

گل فشان ہونی سی ہوتا ہی عیان اوسکا یہ قصد
میری تربت پر چڑھائی پھولونکی چادر چراغ

دیدۂ انصاف بھی درکار ہی معشوق کو
سمجھی کحل چشم پروانونکی خاکستر چراغ

شام فرقت کیا عجب ہی ذبح ہو جانا اسیر
پھیرنی آیا ہی میری حلق پر خنجر چراغ

زلف دکھلائی جو اوسنی بجھ گیا داغ جگر
آگئی افعی کی بھلا روشن ہی کیونکر چراغ

دی خیال گیسوی جانان نی لونکو کیون داغ
شام ہوتی ہی تو روشن کرتی ہین گھر گھر چراغ

اوسکی دانتونکی چمک سی دی جو نسبت بجھ گیا
رشتۂ گوہر فتیلہ روزن گوہر چراغ

خال زنگی جانتی ہین ہم حضور روی یار
دیدۂ پروانہ مین ہوگا پری پیکر چراغ

میری داغ دل سی ہی پرنور سب دنیا امیر
جل کی کر دیتا ہی روشن جیسی سارا گھر چراغ

ملتا نہین اگر نہ ملے یار کا دماغ
اوس سی سوا ہی اپنی دل زار کا دماغ

جز بحث ہو سکے نہ طبیبون سی کچھ دوا
بک بک سی کھا گئی تیری بیمار کا دماغ

واعظ مگس کی کرتی ہین طینت کو مشتعل شہد
ہر روز چاٹ جاتی ہین دو چار کا دماغ

دکھلاؤ چہرہ ورنہ او تر یا ہون طوطیہ
مصری کی طرح گھلتا ہے انکار کا دماغ

سحبان سی کہدو چپکی نہ بولی مری شعور
نافہم سے نہین مجھے گفتار کا دماغ

یارب جیسے ہم ہین بلبلیون کا ذکر کیا
ملتا نہین ہے اب کسی عطار کا دماغ

لائی ہی بوی گل جو قفس تک نسیم صبح
کچھ اور ہی ہے مرغ گرفتار کا دماغ

دکھلا سمجھ کے آئینہ ماہ ای فلک
عالی ہی یار آئینہ رخسار کا دماغ

کرتا ہے سامنا دل پر داغ سی مری
کیا ٹل گیا ہے لالۂ کہسار کا دماغ

کیسی بدل گئی ہی ہوا باغ دہر کی
ہی زاغ کو بھی بلبل گلزار کا دماغ

لائی نسیم کاکل محبوب کی شمیم
طالب ہی بوئے نافۂ تاتار کا دماغ

فیض قدم سی تیری ہوا مین ہی ہر چمن
ہی پھول سی بھی بڑھ کی ہر اک خار کا دماغ

جسدن سے گرد خال رخ یار کی پھرا
ہی آسمان پہ کوکب سیار کا دماغ

سنتا نہین فرشتو نکی ہم بادہ خوار کیا
کچھ اندنون فلک پہ ہی خمار کا دماغ

ہین سر برہنہ گوشۂ عزلت مین ای اسیر
دربار کا دماغ نہ دستار کا دماغ

ردیف فا

ہوگا جو سا پابند سر زلف
کہ سر کرتا ہون قصہ پریشان سر زلف

کہان گل روی جانان کی مقابل
کہان گیسوی سنبل ہمسر زلف

اڑا ہی چاہتا ہی طائر حسن
کھلی ہین دونون جانب شہپر زلف

سبند ہی شیرازہ ڈالو جلد مو باف
پریشان ہو رہا ہی دفتر زلف

کئی سودی ہین اپنی سر مین باہم
سر کاکل سر گیسو سر زلف

ختن بیچانی مین وہ نقد دل کیا
اگر سودا کری سوداگر زلف

جدہر دیکھو ہین قصبات دل کی خطا و
تماشا ہے سواد کشور زلف

ید بیضا ہی وہ رخسار روشن
عصائی دست موسی اژدر زلف

سفینہ حسن کا ٹھہرے نہ کیونکر
کہ ہین دونون طرف دو لنگر زلف

ہوا سی درہم و برہم نہین بال
کلا کرتا ہے یہ بازیگر زلف

ابہی آنکہین کہلین غش سی کہ آجانے لگے
شمیم مشک خال و عنبر زلف

مری دل کی پریشانی نہ پوچھو
ہی یہ بھی ایک فرد دفتر زلف

تری چوٹی مین ہین جو چاند سورج
انہین کو کہتی ہین سب زیور زلف

شب دیجور سی ہی چاندنی رات
عجب افشان سی چمکا اختر زلف

نگر زنجیر کے ہین پاؤن مشتاق
اسیر اچھا نہین اتنا سر زلف

لاکھون قصور کرتی ہین اہل عطا معاف
توبہ تو کی شراب سی ساقی خطا معاف

غیرون کی ساتھ بات کی منظور ہی جو سیر
رہنے دیجیے حضور مجھکو برائے خدا معاف

بوسے لے وہ لیکی بوسہ گیسو کیا جو عذر
کرتی ہی ایسی جرم ہماری بلا معاف

ساری زمین خدا کی یہ سب بندہ خدا
پوچھو تو حاکمون ہی یہ کرتی ہین کیا معاف

مہندی لگاتی ہی تو کہتا ہی لگا بھی
گو تری نہ ہوگی ابھی بہت رنگین او معاف

اللہ ہی کریم تو عصیان کا خوف کیا
اب کچھ معاف کچھ ہین بروز جزا معاف

دل رکھ کی ہاتھ سینہ پہ جو گیا میں حضور یار
ہنسکر کہا کرون مین تری نذر کیا معاف

آزردہ دل کسی کا نکر ہو جو خوف حشر
تقصیر غیر کی نکری گا خدا معاف

غیروں سی کیا امید ہی اتنا ہی کاش ہو
تقصیر آشنا کی کری آشنا معاف

کوچی مین تمھاری ہمکو جگہہ دی تو کیا ہوا
قطعی زمین کی کرتی ہین اہل عطا معاف

ساقی یہ ہوش ہین کہی کہتی ہین سچ ہی ہم
مستی مین کچھہ کہین ہماری خطا معاف

[illegible] دست حیدر صفدر کا اسیر
بالفضل میری گناہ کری گا خدا معاف

ردیف قاف

پابند حرص و آز نہین مبتلای عشق
بیگانہ جہان ہی جو ہی آشنای عشق

موسی ہین حاجبی حرم کبریای عشق
عیسی ہین حاجب در دولتسرای عشق

آئی مکان سی صاف نظر جائی لامکان
اوٹھی جو پردہ حرم کبریای عشق

کنج لحد مین مردہ صد سالہ جی اوٹھی
جسدن ذرا ہلی لب معجز نمای عشق

ہر روز قتل ہوتی ہین بیجرم سیکڑون
ہی کربلا سی بڑھ کی کہین کربلای عشق

یوسف کنوین مین گرکی ہوئی پادشاہ مصر
رفعت بھی دی کنوین جو کسیکو جھکای عشق

دل کہا ہی داغ جان تلف ہو جگر جلی
کچھہ ہمکو اختیار نہین جو رضای عشق

منصور کا یہ ظرف کہان تھا ابل پڑا
مشکل ہی شرب بادہ مرد آزمای عشق

جس کا مرض ہی نام جسی کہتی ہین اجل
وہ ابتدای عشق ہی یہ انتہای عشق

محمود ہی جہا نہین نہ مجنون نہ کوہکن
سنتا ہی کون کس سی کہون ماجرای عشق

کیون نکر ازل سی ساتھہ ہو حسن و عشق کا
یہ ہی برای حسن تو وہ ہی برای عشق

بندہ تو کیا خدا بھی تھی عاشق رسول کا
دیکھا تو دو جہان مین نہین کچھہ سوای عشق

نکلی جو آف منہ سی زبان اپنی قطع کر
دیتا ہی یہ صدا دہن بی صدای عشق

روشن ہی حال خلق پہ باغ خلیل کا / انگارے پھول ہین جو تماشا دکھای عشق

پیچاے برگ گل سے ہوا پردۂ دماغ / آئی جو نکہت چمن کانشاے عشق

ہو خاک پای حضرت ختم رسل اسیر
ایسا کوئی کہان خضر رہ نمای عشق

مرکر بھی چھوڑتی نہین پیچھا بلای عشق / دشمن کو بھی خدا نہ کرے مبتلای عشق

طوفان کرین جو سیل کی مانند آی عشق / دیوار رہے نہ خانۂ طاقت گرای عشق

زندہ ہی نام وامق و عذرا کا آج تک / مرتی ہین کو ہی کشتۂ تیغ ادای عشق

زلف سیاہ یار کو دیکھا تلک نہین / پیچھے پڑی ہی کیا نئی الٹی بلای عشق

کچکول فقر تاج ہی اور تکیہ بوریا / ہی بادشاہ وقت تمہارا گدای عشق

کہدو طبیب سے کہ ہی بیفائدہ علاج / ہی مرگ دارو ہی مرض لا دوای عشق

فیض نظر سے ہوتی ہین درویش بادشاہ / آیا ہی اپنے دام مین جب سے ہمای عشق

آئے جو بادشاہ نہ تعظیم کو اوٹھے / بیٹھا ہی بوریے پہ یہ جم گر گدای عشق

اکسیر کی طلب نہین مجھ خاکسار کو / کر خاک پای عشق مجھے اے خدای عشق

جلد بدن ہی جامۂ گلدوز داغ سے / آئی ہی ٹھیک میرے بدن پر قبای عشق

سینہ مین دل کسی کا ٹھہر جائے تو کیا / کھینچے پہاڑ کو نفس اژدہای عشق

پروانہ وار آتی ہین خاطر مین وسوسے / یارب چراغ عقل بجھا دے ہوای عشق

مین ہون اگر جدا بھی بیکار ہوا اسیر
گویا دل و جگر ہین مرے دست و پای عشق

[illegible] کی اوس گل مین [illegible] چار طرف / اک ایک کرکے نو بھی یہہ ہون نو نہر طرف

عاشق سے ہین محال کی طالب یہہ سرو قد
قمری سے کہتی ہین کہ گلے سے اتار طوق

رستے مین گر پڑا ہے جو نعل سمند یار
پہیری گلی کا ہو یہی پروردگار طوق

دیوانہ ہون تو اس بت شیرین ادا کا حق
مانند نیشکر ہین گلی مین ہزار طوق

ہے ناگوار بعد فنا مجکو سرکشی
لازم ہی بہر گردن شمع مزار طوق

حداد اندنون مرا دوران یہ ہی جنون
زنجیر مین آٹہہ سات بنا پانچ چار طوق

ایذای طوق آٹہہ پنسکی دم نکل گیا
پہانسی مری گلی کو ہوا خار دار طوق

دولت کی حرص نے مجہی دیوانہ کر دیا
چاندی کی بیڑیان ہون مری زرنگار طوق

جاتا نہین ہی پیچ مقدر کا قید مین
مدت ہوئی کہ میری گلی کا ہی ہار طوق

مشتاق دید آنکہین ہین مانند ماہ نو
کیا خوشنما ہی تیری گریبان کا یار طوق

قسمت کا پیچ جوش جنون مین نجا ہی کا
پہرنے لگی گا شعلہ جوالہ دار طوق

جب قید مین بڑہی گا مجہی اشتیاق قتل
پیدا کری گا خنجر قاتل کی دہار طوق

لی بیری رنگ زرد کا سونا تو خوب ہے
اوس طفل کی لیے جو بنائے سنار طوق

زیور ہی عروس سخن کا ہی ای اسیر
زنجیر پاؤن سے نہ گلے سے اوتار طوق

جہکتے ہین کب کسی سی جو ہین سرفراز عشق
حاجت رکوع کی نہین رکہتی نماز عشق

کہدو کہ چشم کم سی نہ دیکہین مجہی حسین
جو کارساز حسن ہی وہ کارساز عشق

بحر جہان مین مجہہ سی محبت کا تہا قیام
مین ہو گیا تباہ تو ڈوبا جہاز عشق

او تری کبہی نظر سی کبہی اوسکی منہہ چڑہی
ہم آزما چکی ہین نشیب و فراز عشق

روشن اوسی سی محفل آفاق ہی تمام
رکہتا ہی مثل شمع جو سوز و گداز عشق

قبضی مین اوسکی صورت شانہ ہی زلف حسن
اللہ رے درازی دست دراز عشق

منصف ہی تو تو زلف کی تہہ سی مجھی لٹکا
دیکھا ہی ہاتھ سی نہ سلسلۂ امتیاز عشق

اوسکے اوسکی جھٹتی ہین جو ہم اضطراب مین
بس ہی یہی تو [illegible] ناز عشق

کھینچی جو آہ سینی سی دل کو نکال دون
کاٹون زبان [illegible]

ہیجان تو اوسکی سی عیان ہی یہ صاف
ہوتا ہی ناز حسن بقدر نیاز عشق

سجدہ کرین تو سنگ در یار پر کرین
ہی فرض عاشقونکو ادای نماز عشق

منظور یہ نہین کہ جلین پردہای گوش
لاؤن زبان پہ کیا سخن جانگداز عشق

جولان کی وقت عرصہ کونین تنگ ہی
دوڑا ہی راہوار کمان یکہ تاز عشق

ہی کب سی صید ہونیکو طیار مرغ دل
چنگل تو اپنا تیز کری شاہباز عشق

جلنی لگی قلم صفت شمع ای اسیر
لکھون اگر مین قصۂ سوز و گداز عشق

ردیف کاف تازی

مزاج وہ نہ رہا وصل یار کی نزدیک
جنون ہوا جو [illegible] آئی بہار کی نزدیک

جگہ ہی وحشیونکی قصر یار کی نزدیک
پڑا ہی پانو [illegible] لشکر غبار کی نزدیک

رہی جنون مین بھی احسان غیر سی نفرت
[illegible] دار کی نزدیک

ابھی ہی اتنی محبت کہ راہ چلتی ہین ہم
شہر شہر کی ہماری [illegible] کی نزدیک

سواد شہر خموشان کو دیکھ عبرت سی
لحد فقیر کی ہی شہریار کی نزدیک

نہ پوچھ ہوش و خرد کا خیال زلف مین حال
[illegible] کی نزدیک

جنون کی جوش مین فصد مین تو نبض طبیب ہوئی
مگر عبث کہ دن آئی بہار کی نزدیک

[illegible] غرق ہی تو [illegible]
[illegible]

بلا کی قیس کو دکھلا دی دو رسی جلوہ
یہہ کیا ہی لیلی محمل سوار کی نزدیک

رہی یہہ آہ کی شعلی بلند مرگ کی بعد
کہ آتش کی شہ فرشتی مزار کی نزدیک

ہمیشہ رہتی ہی جن مومنو نکو قید نماز
وہ پانچ وقت ہین پروردگار کی نزدیک

وہی ہی زشت جو ہی زشت اردیدہ جہان بین
وہی ہی خوب جو ہی خوب یار کی نزدیک

چمن مین ایک ہی بلبل کا باغبان قائل
مرا سخن ہے مسلم ہزار کی نزدیک

چمن مین جا کی روش پر کبھی گلو سی [illegible]
جنو نہین رو ہی کبھی آبشار کی نزدیک

کسی کو رنج ہو تا ہو نسی اپنی کیا حاصل
گرتی نہ کوئی ہماری مزار کی نزدیک

یہہ حال زار ہی اب تو کہ رو کی اوٹھتا ہی
جو بیٹھتا ہی تری بیقرار کی نزدیک

الہی آئی تو آئی نجف مین مرگ اسیر
لحد بنی تو علی کی مزار کی نزدیک

دل سرد ہوا اب وہ کہان دلولۂ اشک
تھا سلسلہ شوق تلک سلسلۂ اشک

دو نون نی مجھی ایک نہ تاثیر دکھائی
ای دل گلہ آہ کرون یا گلۂ اشک

ہمجنس کی ہمجنس نہین درپی ایذا
توڑی نہ کبھی خار مژہ آبلۂ اشک

[illegible] رہی گھر مین مری شام سی تا صبح
ٹوٹا نہ شب ہجر کبھی سلسلۂ اشک

آتی ہی نوشتی دل کبطرف صورت رنجور
ڈرتا ہون لٹ جای کہین قافلۂ اشک

آب آب ہو خجلت سی ابھی ابر بہاری
دیکھی جو مری یار رشن بیضا صلۂ اشک

نکلی ہین صدف سی جو گہر بہر تماشا
دریا مین ہی شاید خبر داخلۂ اشک

کس رات نہ مین فرقت محبوب مین رویا
اک دن نہ قضا مجھ سی ہوا نافلۂ اشک

کنعان ہی مرا دیدہ تر مصر ہی دامن
ای بو سعنا [illegible] نہین قافلۂ اشک

دل کیا سبب گریہ سے اب ہوگا خبردار / تھی آج تلک تو نہ ہوا مرحلۂ اشک

پیری میں گیا ولولۂ عشق جوانی / ہے حوصلۂ آہ نہ اب حوصلۂ اشک

فرقت ہے جو اوس سے تو یہی کام ہے [illegible] / یا مشغلۂ آہ ہے یا مشغلۂ اشک

اوس کا گہر گوش بنے ہے یہ ارادہ / اللہ بلند اس سے کرے حوصلۂ اشک

پہنچا دے مرا خط مرے محبوب کو قاصد / انعام میں دونگا میں تجھے مرسلۂ اشک

سالک در دندان مجھے ہنس ہنس کے دکھا تو / منظور اگر ہو تمہیں دینا صلۂ اشک

ہے ابر کی طاقت کہ اسیر اوسکو نمانی / جاری ہے جو کرے مفتی دل مسئلۂ اشک

رسائی فہم کی کیا ہوگی اوسکی آستانی تک / یہہ تیر کج کی صورت سے نہ پہنچی کاشانی تک

گلی کیا کیا کریں گی ہمصفیران گلستان سے / قفس سے لیگئی قسمت جو ہمکو آشیانی تک

دکھایا جب سے منہ پیری نے مستی ہے ہم آئی / زمانہ خوب تھا کچھ تو جوانی کی زمانی تک

خوشا وہ پاؤں ہو جسکا گذارہ اوسکی کوچہ تک / خوشا وہ سر پہنچ جاے جو اوسکی آستانی تک

وطن چھوڑے تو انسان منزل مقصود تک پہنچے / جدا ہوکر کمانی سے تیر جاتا ہے نشانی تک

وہ طائر ہوں بنایا ہے مشقت رزق دنیا نے / پھنسایا دام میں جب لیگئی تقدیر دانی تک

اجل جلدی نہ کر تو جان لینی کو جو آئی ہے / توقف چاہیے اوس قاتل عالم کی آنی تک

نہیں شبہ زمانہ ایکدن آخر تو بدلیگا / جو حسرت ہے تو یہہ ہے ہمنشین ہم اوس زمانی تک

رہا وہ چہرہ گیسو کی سبب محفوظ بوسی سے / نہ آیا سانپ کی دہشت سے کوئی اوس خزانی تک

جنون کی جوش میں طوق مسلسل تھے ڈالے گئے / گرفتاری ہماری ہے تو فصل گل کی آنی تک

کوئی تخل چمن کا یا پہنچی تخل قد جانان کو / نہایت بڑھ چلا جب سے پہنچا اوسکی شانی تک

ادلے دیکھی وہ پردہ آپ ہی اپنی عماری کا	ذرا آئی تو دو میری لی لی کی شامیانی تک
صوفی عجب ہے جسم تو قسمت نی سراپا ہمکو بنیت دی	لحد پر بانتی سی چادر گل ہی سرہانی تک
طمع دیکھو کہ اہل حرص مٹی آپ لیتی ہین	رسائی ہی نہین منظور قارونکی خزانی تک
ہزار تیہ ہی انسان کا نہ شست خاک اسی سمجھو	یہی ہی دخل ہی جسکو خدا کی کارخانی تک
قفس سی پاؤن پاؤن ہم گلستان تک پہنچی	الہی پر نکل آئین تو پہنچین آشیانی تک

اسیر آگی نہ تہا کوئی نہ حیدر سا کوئی ہوگا
شروع عہد آدم سی پیمبر کی زمانی تک

ردیف کاف فارسی

چمک گیا ہی یہہ غازہ سی روئی یار کا رنگ	کہ جسکی سامنی کٹ کٹ گیا بہار کا رنگ
ذرا نہین ہی کسی گلبدن مین بوی وفا	بدل گیا ہے عجب باغ روزگار کا رنگ
کیا یہہ کون کہ سارا چمن ہوا لالان	ہر ایک پہول نی پیدا کیا ہزار کا رنگ
قتیل کس سی آلودہ لب گا ہون یارب	کہ سوسنی ہی ہوی پر مری غبار کا رنگ
نہو جہان کی سفید و سیاہ سی غافل	کبھی سیاہ کبھی ہی سفید یار کا رنگ
وہ گل عذار جو گلزار مین نہین آیا	جما ہی دیدہ نرگس مین انتظار کا رنگ
ز شعر وہ نہ رہا ہی مری کرینگی پسند	کبھی نہ دو کا جمی گلہان نہ چار کا رنگ
چمک گئی ہین یہہ سرخیسی پان کی وہ ثنا	کہ موتیو نمین ہی یاقوت آبدار کا رنگ
ہمین بہی عید مین ای رنگریز ہو شادی عید	ہماری خوشی پیراہن اوس نگار کا رنگ
مگر وہ مہروش آیا ہی فاتحہ کی لیے	چمک گیا ہے مری گنبد مزار کا رنگ
ادہر ہی عالم پیری ادہر ہی عہد شباب	یہان خزان کی ہی بندی جہان بہار کا رنگ

آگاہ ہی بد شنجرف کا زمانے کو
لہو سے سرخ جو ہی آنسو دل کی تار کا رنگ

دکھا اگر کی جو پستا نکو اوسکی روتا ہوں
ہر ایک اشک مین ہی دانۂ انار کا رنگ

کہا ہوا ہے بیضہ پہ داغ کے سار جو مین
خجل یہہ ہوکہ اوڑی روی لالہ زار کا رنگ

اسیر ایک ہی اب بات بن نہین آتی
بگڑ گیا ہے نہایت مرے دیار کا رنگ

ردیف لام

تم بات کرو اوس سی جو ہو بات کی قابل
ہم بات کی قابل نہ ملاقات کی قابل

اللہ کی قدرت ہی کہاں غیر کہاں ہم
چڑہتی ہین وہ منہ پہ جو تہی بات کی قابل

کہدو مری تربت مین نکیرین نہ آئین
ہوتا نہین دیوانہ ملاقات کی قابل

کیا ذکر رخ یار کرون تیرہ دلو نسی
دن کی یہہ کہانی ہی نہین رات کی قابل

زیبا ہی مرا خانۂ دل ہو جو گہر اوسکا
یہہ کعبہ ہی اوس قبلۂ حاجات کی قابل

شرم آتی ہی ہر چند کہ ہی نقد خرد پاس
یہہ نذر نہین پیر خرابات کی قابل

خاموش رہی ہم جو گئی دیر و حرم مین
دونون نظر آئی نہ مناجات کی قابل

حیرت سی ہی سب مرقع تری آگی
کس کا ہی دہن حرف و حکایات کی قابل

توحید کی قابل ہی [illegible] راشک نہین آئین
لیکن ہی کہاں حمد تری ذات کی قابل

منہ موڑ گئی تیغ تری عید کی دن بھی
شاید ہمیں بھی نہ ملاقات کی قابل

اتنا ہی لکھا نہین غم کو جو کہلاؤن
تقدیر نے رکھا نہ مدارات کی قابل

تعمیر جو کعبہ کی ہوئی ناحق زمین ہین
شاید یہہ زمین تہی نہ خرابات کی قابل

وہ لوگ نہین جو بات کی ہین ہم سخن اوس سی
خاموش ہو کوئی ہین جو ہین بات کی قابل

کرتی ہین جو وہ فخر دو ابرو یہ بجا ہی
حقا کہ یہہ مطلع ہی مبا ہات کی قابل

نیچی کو ہی بیجا ہین یا رسے دعوی
چھوٹا سا دہن کب ہی بڑی بات کی قابل

ہم محفل جانان مین اسیر آپ ہی چپ ہین
باتین وہ بنائین کہ ہون بات کے قابل

پھیر لینا ہے کب گوارا دل
دیکھتی ہے فقط تمہارا دل

دل سے اک دل کو راہ ہوتی ہے
جو تمہارا ہے وہ ہمارا دل

نیم شب کوئی آس پاس نتہا
کچھ نسمجھے کسی پکارا دل

جان تک آپ سی عزیز نہین
آزمائے ہو کیا ہمارا دل

کیمیا صبر کی اوسی کو ملے
مثل سیماب جسنی مارا دل

ہو چکا تھا چہ ذقن مین غریق
پا گیا زلف کا سہارا دل

کچھ تردد نہین دیا ہے اوسے
دیکھہ کر ہمنے استخارا دل

جاتے ہین اوسکے سانی بیحوف
یہہ جگر ہے یہہ ہے ہمارا دل

قدر ہو میری جانفشانی کی
یارب آئی کہین تمہارا دل

اب کی بچ جاے جی تو عہد یہہ ہے
پھر کسی کو ندین دوبارا دل

آہ سے پھونکدی کا ہفت فلک
لائیگا ایکدن حرارا دل

کچھ کرو اوس سے عرض حال اسیر
ہمکو کرتا ہے یہہ اشارا دل

گلشن کو لیچلا ہے ہمین آرزوی دل
شاید کہ آئی اب اسی غنچہ مین بوی دل

اس مین ہی مرغ قبلہ نما کا ہی خاصہ
ہر وقت ہو گی کعبۂ ابرو ہی [illegible] دل

اوسکو بلا کر کوچہ جانا نہیں آپ چل | ناتوان کو سمجھ کے رہتی ہی [illegible] دل
آدہی نکل کی میان سی وہ تیغ رہگئی | پھر [illegible] کی ہوئی [illegible] دل
ماہی کی طرح الفت ابرو ی یار مین | ہی تیغ ہی ازل سی برید ہ گلو [illegible] دل
کچھ تو امید لذت زخم خدنگ سے | [illegible] ہے تیری کمان کا [illegible] دل
جیسے صفا ہی اسمین کہان اوسمین [illegible] | قلعی ہے جو آئینہ [illegible] دل
رکھی جو اوسنے تیغ گلو سے رقیب پر | دل مین ہماری عشق ہوئی آرزو ی دل
اغیار کا تو کوچہ الفت مین ذکر کیا | حق [illegible] بہان [illegible] دل
دکار کیا ہی ظرف ہی عشق کی [illegible] | کافی ہین اپنی ساغر چشم [illegible] دل
گیسو کو اپنی شانی ہی دینی نہین [illegible] | پہانسی بنا رہی ہین وہ [illegible] گلو [illegible] دل
آئینہ کی طرح تو وہ پیش نظر رہے | لیتی ہو [illegible] دل [illegible] دل
ترچھی نگاہ اسکو گوارا نہین ذرا | [illegible] دل
مشکل گذر ہی کوچہ گیسوی یار مین | پہنچون وہان [illegible] کرون [illegible] دل
ہو داغ معصیت کی سیاہی ذرا تو دہو | اے اسیر اشک شرم [illegible] دل

بیکار تار اشک ہی قسمین اسپے اسیر
ہو سو جگہہ سی چاک کرون کیا رفوے دل

تشبیہین ایسی ملتی ہین شاعر کو خال خال | اسودہی لعل لب ہی ابرو ہلال خال
الفت مین اوسکی [illegible] ہو گیا خال | کیا جانتا تہا بال کی کہیں کا کمال خال
لالی کی حسن یار سی تشبیہ سے عجب | چہرہ کمال سرخ سیہ ہی کمال خال
بوسہ کا ہو ارادہ تو ای خال [illegible] | انکار ہی کیطرح منہ غصہ سی لال خال

شاخ غزال ابروی خمدار یار ہے — آنکھیں غزال نافہ مشک غزال خال

شمع و چراغ کا شب فرقت میں ذکر کیا — نا رہی ہی آسمان پہ نکلی تو خال خال

کیون مانگتا مین بوسہ رخ جانتا اگر — کولی لگا نہ ہی گا مجھی وقت سوال خال

ہے کی ہین نان نعمت دنیا سکی جو لوگ — ہر دو نکی حق مین دانۂ رزق حلال خال

نقطہ تراب کا خط اعمال مین نہو — ایسا کیا دگار کری بال بال خال

مین کیا کہ آسمان کا بھی حال [illegible] ہی — دنیا ہی ساری خلق کو داغ ملال خال

آنکھ [illegible] قتل [illegible] گی عاشق [illegible] — رکھی نہ خوف صدمۂ عین الکمال خال

سنتے ہین رومیونکی زبان سی ہم ای اسیر
بیشک ہی ترکیون مین عدیم المثال خال

ردیف میم

ساقی [illegible] ہی کام نہین ہی سوای خم — بیگانہ شیشہ ہو نہین آشنای خم

فرقت مین کیا قیام کرین [illegible] خم — دم ہی نکل نجائی کہین از دہای خم

سچ ہی کہ ذکر عیش ہی ہوتا ہی نصف عیش — عید غدیر ہو جو سنون ماجرای خم

یہ تیغ موج سی کی ہو تشبیہ سی ساقیا — دونون کٹین گی دست سبو ہو کہ پای خم

وہ مست ہین کہ اپنی وصیت ہی بعد مرگ — گنبد نہو لحد پہ ہماری سوای خم

جبتک ہی آفتاب چلی ساقیا شراب — تا دور آسمان رہی ساقی بقای خم

میخانۂ جہان مین ہی حکمت اوسی پہ ختم — جسکو پسند مثل فلاطون ہی جای خم

کہتی ہی بادہ دختر رز حور ہو گئی — ساقی تہی کیا زمین ارم سی بنای خم

آتشی [illegible] لب [illegible] — اب چاہی ہی [illegible] پہ بہی رکھ کر [illegible] خم

آئی اگر وہ ساقی یوسف لقا نظر
پھر کیون کنوین فراق مین مجکو جہکائی چشم

واعظ ثبات دہر ہی زور شراب سی
پہٹ کر گری سپہر اگر ٹوٹ جائی چشم

پی یار میکدی مین بلا کا ہی سامنا
کہولی ہوئی ہی منہ کو ہر اک اژدہائی چشم

دیتی ہین تیری مست کو کیا جام پیش پیش
ٹوٹی کا کیا خمار نہ جبتک چڑہائی چشم

میخانہ مجکو محفل رود و سرود ہی
ہی جلترنگ جام پکہاوج بجائی چشم

میخانی مین جو آئی وہ گل پیرہن اسیر
جامی مین پھر خوشی سی نہ پہولا سمائی چشم

یار سی کام ہی کیا خوبی بدیار سی کام
گل کی مشتاق ہین کہتی نہین ہم خار سی کام

مار ڈالا ہمین غرفی سی دکہا کر ابرو
دور سی تمنی لیا تیر کا تلوار سی کام

اوڑ طائر جو ہین پر اونکی کترا ای صیاد
ہم تو مقراض کا خود لیتی ہین منقار سی کام

ہاتھ سیوون کو لگائین گی نہ گل توڑینگی
باغبان ہمکو ہی نظارۂ گلزار سی کام

کوہکن کوہ تو مین کاٹ رہا ہون نہ سمجھ
بہاری بہاری ہوئی ہی عشق کی کاری سی کام

دین و دنیا ہی فراموش تری الفت مین
بیچ دہاری ہین ہمین اس پار نہ اوس پار سی کام

ہمکو انداز خرام آپکا ہی دل سی پسند
کبک کی چال نہ طاؤس کی رفتار سی کام

زندگی بہر ہی فقط مومن و کافر مین تمیز
مرگ کی بعد نہ کچھہ یار نہ اغیار سی کام

ہم تو اوس آنکہہ کو دیتی نہین تکلیف نگاہ
سخت بیرحم ہین جو لیتی ہین بیمار سی کام

آنکہہ اسیواسطی ہی کان اسیواسطی ہین
تیری دیدار سی مطلب تری گفتار سی کام

خانقاہ اہل عبادت کو مبارک ساقی
ہم ہین میلنوش ہمین خانۂ خمار سی کام

آشنائی سی یہان حسن پرستی ہی مرام
خوبصورت ہو نہین کافر و دیندار سی کام

ہم ہین مفلس ہمین معشوق بھی مفلس ہی پسند
مثل بلبل نہین کچھ شاہد زردار سی کام

فصل گل مین بھی جو آزاد نہین کرتا ہی
کچھ تو صیاد کو بھی مرغ گرفتار سی کام

غیر سی ہمکو سروکار نہ مطلب ہی اسیر
ایک رکھتی ہین فقط حیدر کرار سی کام

ہوئی رو رو کے لاغر اسقدر ہم
نظر آتے نہین مثل نظر ہم

پس دیوار جانان سایہ آسا
پڑی رہتے ہین غش دو دو پہر ہم

ذرا چل ای نسیم آہ تھم کر
مزاج زلف جانان ہو نہ برہم

وہان بھی دل بجھائی چرخ ظالم
جو پتھر مین چھپین مثل شرر ہم

کف رنگین ذرا سینہ پہ رکھدو
لگاؤ زخم دل پر لال مرہم

بسان شمع ہین اک شب کی مہمان
کہان اس بزم مین وقت سحر ہم

زمانی کی خبر سے ہمکو کیا کام
اسیر اپنی نہین رکھتے خبر ہم

ردیف نون

زنگار کون مین تیغ ہون گرد ملال مین
جوہر چھپی ہین پردۂ تغیر حال مین

نالان دل بشر ہو نہ کیون خشکسال مین
چلا رہی ہین سوکھہ کی تپی نہال مین

ہون مست یاد چشم بت بی مثال مین
پیتا ہون بادہ ساغر چشم غزال مین

غسل و کفن بھی ہی کہ مردہ ہی بعد مرگ
گرد ملال مین عرق انفعال مین

فرقت مین شوق وصل تھی وصلت مین خوف ہجر
راحت فراق مین ہی نہ ہمکو وصال مین

اس بیکسی مین عیش سی واقف نہ ہم ہوے
آئی کبھی خوشی تو ہجوم ملال مین

شکر خدا کہ قفس میں ہمکو کمال ہے
داخل ہیں ہم بھی حلقۂ اہل کمال میں

پیش نظر وہ پھول سا چہرہ ہی چار فصل
دخل خزاں نہیں مری باغ خیال میں

رنج میں جو صحبت اہل صفا میں ہے
پڑتی نہیں گرہ کبھی چینی کی بال میں

آخر کلیم طور پہ غش کہا کی گر پڑی
نظارۂ جمال غضب ہی جلال میں

گیسو بھی قتل کرتی ہیں مثل صف مژہ
لشکر کی ساتھ ہاتھ ہیں اس مہ جمال میں

ساقی مرے پیام ہی اب میکشی کہاں
رکھدی ہی آشنا کی جام کو طاق ہلال میں

مستی ہوا یہ مشک تری زلف کی خوشبو
نافہ ادھر رہی ہی کہو جو ناف غزال میں

آفت میں دونوں پھنس گئی کیا جواب خط
زندان میں نامہ بر ہی کبوتر ہی جال میں

تھا جیوں ماہ نو سیہ میں میری بدن پہ داغ
پتلی ہی استقدر نہیں ہوتی ہلال میں

دیکھا کیا تیری راہ طلب میں او سمجھ گیا
پائی کبھو جو چرخ رکاب ہلال میں

پھر کر امیر شوق فقیری وہی رہا
تہ ہی رہا بجا گلیم کی پیوند شال میں

بے فاصلہ نکلتی ہیں دن رات مہر و ماہ
دن کو رات کو ہی توقف وصال میں

زوال نہیں کلفت سی کبھی چودھویں کا چاند
داغ ہلال شرط ہی کسب کمال میں

شکر خدا کہ جامۂ دنیا ہی ناپسند
اب تاک تو ہم پھنسی نہیں [illegible] کی جال میں

ڈوبے ہی دوست ہی دریا میں عشق کے
فرقت میں مرگ زیست ہی انکی وصال میں

مجھ ناتوان کا عقدۂ خاطر کھلیگا کیا
کھلتی نہیں اسیر گرہ پر کی بال میں

الفت [illegible] ہی گرد ملال میں
آئینہ غرق ہی عرق انفعال میں

دل ہائے [illegible] شوق جمال میں
[illegible] گو حرص [illegible] پیشانی ہی خال میں

امید عیش کیوں نہ ہو ہم کو ملال میں
سو سو جو انقلاب ہیں اک ایک سال میں

اے بت تری ہی مثال ہے وہ نا امید ہے
مشتبہ ہو جسکو مرحمت ذو الجلال میں

سمجھوں نہ کس طرح دہن یار کا تجھے
آتی نہیں یہ بات ہماری خیال میں

تجھ دل ہو کیا ہم آہنگی سے کیا غرض
ہم تو اذان بھی دیں تو دہان بلال میں

دل خون کسی کا مردمک چشم نے کیا
ہوتی ہے لہو کی نافۂ مشک غزال میں

حاصل ہو غیر سے تہی سامان کو کیا
خالی ہر ایک حرف ہے لفظ سوال میں

روکی نہ ضرب تیغ اجل کو کسی طرح
روغن جو پیہ شیر ہو گینڈے کی کھال میں

نا اہل کو جو اہل سمجھتے ہیں سب بے تمیز
تصویر شیر شیر ہے چشم غزال میں

دانا ہے ہیچ بہر سگ یا استخوان غیر
حیوان کو کیا تمیز حرام و حلال میں

کیا واشتہا کیا او سی بھی تری چشم نم کا
خشکی ہے اس قدر جو کباب غزال میں

چہرہ کمان میں ترک کمان ابرو نہیں
دیکھا ہے ہم نے بدر کا جلوہ ہلال میں

زلفوں پہ تیرے نہیں ہوا ہے پیچ پیچ
موتی پرو دیے ہیں تری بال بال میں

پیچھے پڑا ہے اس دل وحشی کی عشق یار
شیر گرسنہ جیسے ہو فکر غزال میں

دیکھی نگاہ پڑی تو اس جسم نازک کو
تنکا پڑا ہی کا رشک ہے عین الکمال میں

پیاسے ہیں میری خون کے اے قاتل جہان
بالی کی مچھلیاں تری گیسو کی جال میں

طاؤس و کبک لاکھ کریں کیا خرام ناز
بازی ہی ہے انکی مات تری ایک چال میں

اہل جہان پہ دفن ہے زنبور کا عسل
کیوں کر نہ ماہ ڈالے ہو ذہنی کی تال میں

مستوں کو شکر چاہیے ساقی کا ہر طرح
چھنتی ہے وہی شراب کہ جام سفال میں

دل کیوں نہ آئی طفل حبشی پر ای اسیر

داد دہی وہ لحن مین یوسف جمال مین

در پیر مغان ہی اور مین ہون
مرا بخت جوان ہی اور مین ہون

سمجھتا ہے یہ اپنی دل مین مغرور
زمین ہی آسمان ہی اور مین ہون

نے مجھے دیکھا دی گلشن کیا بند
خزان مین باغبان ہی اور مین ہون

حوادث نفس امارہ شیاطین
ہجوم دشمنان ہی اور مین ہون

سگ. وسکا دیکھہ کر کہتا ہی مجھکو
یہہ مشت استخوان ہی اور مین ہون

نہ مونس ہی نہ تنہائی مین ہمدم
بس اب ہو کا مکان ہی اور مین ہون

زمین کوی جانان کہہ رہی ہے
بلند اک آسمان ہی اور مین ہون

جگہہ اوس حور کی محفل مین پاے
تماشاے جنان ہی اور مین ہون

نہ کعبہ سی نہ بتخانی سی مطلب
وہ سنگ آستان ہی اور مین ہون

نہین بچنی کی عشق زلف مین جان
بلای ناگہان ہی اور مین ہون

یقین ہی اب برای مطلب دل
فقط وہ جان جان ہی اور مین ہون

کہان چہری کی زردی مثل زاہد
شراب ارغوان ہی اور مین ہون

سخن سے زندہ ہی محشر تلک نام
بہار بیخزان ہی اور مین ہون

اسیر اندیشۂ محشر کہان کا
خدا ای مہربان ہی اور مین ہون

ناتوانی سی ہی یون دوش پہ بار گردن
جس طرح دست شکستہ ہو وبال گردن

کر سبکبار کہین جلد مجھی کاٹ کی سر
ہی یہی خنجر قاتل سی سوال گردن

تیری تیغ اجل ہی جو یہی فرقت مین
سر سی دم بھر نہین ہٹنی کا وصال گردن

خلعت فخر ملی ساری شہیدون مین مجھے
ہو تری تیغ کا رومال جو شال گردن

کرکے خنجر قاتل سی تجاوز سرمو
سر کا مقدور نہ اتنا نہ مجال گردن

ہی مری بزم تصور مین ضیا طور کی طرح
شعلۂ شمع تجلی ہی خیال گردن

دیکھتا ہون جو بیاض سحر و نقطۂ نجم
یاد آجاتا ہی اوس ماہ کا خال گردن

یہہ لطافت یہ صباحت یہ صفا اوس مین کہان
ہی غلط گردن مینا سی مثال گردن

چشم ساقی کا تصور ہی مجھی جام شراب
کم نہین شیشۂ صہبا سی خیال گردن

کل تلک راست جو قد تھا الف قامت دار
سرنگون آج ہی وہ صورت دال گردن

سب یہہ کہتی ہین کہ نکلا ہی عجب عید کا چاند
جیب سی وہ طوق طلائی ہی ہلال گردن

تیغ قاتل نی شہادت کا دیا ہی خلعت
دامن زخم گلو ہی مجھی شال گردن

پیچ کہا کہا کی بنی حلقۂ زنجیر کی شکل
طوق کی بوجھ سی پہنچا ہی یہ حال گردن

ائی پری شاخ یہہ ترشی ہوی بلور کی ہے
گردن حور سی کیا دون مین مثال گردن

ہی سراپا کو مری عشق سراپا سی اسیر
ہاتہہ تنہا نہین مشتاق وصال گردن

روشین گی تر دار ہینگی گردش افلاک مین
دفن ہو ان کرتی ہین زیر زمین مردی کی صورت خاک مین

موت آئی تو ہم ابن شہ لولاک مین
خاک ملجای الہی کربلا کی خاک مین

یاد چشم مست مین ہین اسطرح پلکون پر اشک
خوشۂ انگور جیسی خار بست تاک مین

رشک نی پھیری چھری دل پر مری اوس شوخ کی
جیب بندہا دیکھا کسی نخچیر کو فتراک مین

طبع سی مضمون کبھی پیدا نہونگی بی تلاش
کیا بنین ظرف گلی گردش نہو جب چاک مین

منزلون اونسی ہوئی دوری تو ہو کچھ غم نہین
وہ بہی اسکتی ہین جا سکتی ہین ہم بہی ڈاک مین

صاف وہ رخسار ہو پہ جای جیسی اپنی آنکھ
خاصہ ہی موج دریا کا نگاہ پاک مین

آیہ چاہی تو کر جلدی دریچا تہ بند
محتسب آیا ہی ساقی دخت رز کی تاک مین

کیا موافق اوس پری پیکر کا ہو تو سی مزاج
سرکشی ہی آگ مین افتادگی ہی خاک مین

تیری دانتونکی چمک نی بسکہ روشن کر دیا
کم نہین ریشی شعاع مہر سی مسواک مین

دولت دنیا سی ہین محروم ارباب ہنر
سیم و زر دیکھا نہ ہمنی کیسۂ دلاک مین

فتنی برپا ہوتی ہین کیسی سر رہ ہر قدم
عطر فتنہ مل کی نکلی ہین جو وہ پوشاک مین

غیر نی شانہ کیا اوس زلف مین سمجہا یہ مین
سانپ کا مسکن ہی یہہ بھی شانۂ ضحاک مین

ہجر کی شب دیکھ کر سوی فلک روتا ہون مین
ہین نمک افشان ستاری دیدۂ نمناک مین

گنج راحت ہی فقط زخم شگافت کی سبب
خندہ زن ہون مثل گل پیراہن صد چاک مین

رزق کی تنگی نہ کیونکر ہووی اہل زمین
ایک خوشہ ہی فقط نہ خرمن افلاک مین

ذرہ ذرہ کیون نہ دکھلائی چمک خورشید کی
مل گئی ہین کیسی کیسی مہر طلعت خاک مین

پستی طالع ہی مرتی پر نصیب اہل کفر
مردہ کس ہندو کا لپٹا اطلس افلاک مین

میری رونیسی نہو کیونکر جہان کو خوف غرق
نوح کا طوفان بہرا ہی دیدۂ نمناک مین

ہی کرایا نی بہت گرداب بحر عشق کا
دست و پا ماری یہان طاقت ہی کس پیراک مین

لغزش پا سی صراط حشر پہ کیا کام اسیر
ہاتہہ اپنا ہوگا دست صاحب لولاک مین

خوش ہین ہمسی جو وہ بات نہین کرتی ہین
ہم بھی ایسون سی ملاقات نہین کرتی ہین

بیٹھکا آٹھ پہر ہی درجانان اپنا
کون دن ہی کہ وہان رات نہین کرتی ہین

لگ گئی چپ سی جو مجکو سبب اسکا نہین اور
بات اتنی ہی کہ وہ بات نہین کرتی ہین

کیا بیان ہو تری کوچی کی فقیرونکا شکوہ
بادشاہونسی ملاقات نہین کرتی ہین

ہم وہ ہین مستی ہین جو رین ہمین کوثر کی قدح
فخر ای پیر خرابات نہین کرتے ہین

رہنی والی تری کوچی کی وہ کہتی ہین باغ
جا کی کعبہ مین مناجات نہین کرتی ہین

میکشی کا وہ نہین کچہہ لطف نہین ایسا قدح
جو بسر باغ مین برسات نہین کرتی ہین

کام رہتا ہی نہین بادہ پرستی سی مدام
زند رضائع کبہی اوقات نہین کرتی ہین

شور دریان نکرین دور سی دیکہین جو مجہی
پاس اتنا بہی یہ بدذات نہین کرتی ہین

بت صاف سی ہین معتقد انکی ہم زہد
مغبچی کوئی کرامات نہین کرتے ہین

منتظر رہتی ہین ہم شام سی تا وقت سحر
وہ قدم رنجہ کبہی رات نہین کرتے ہین

بندہ عشق ہین پر فرق ہی اتنا کہ تمہین
سجدہ اس قبلہ حاجات نہین کرتی ہین

باغ جنت مین وہ رضوان سی بہی کہین نہ امید
مہمان کی وہ مدارات نہین کرتی ہین

اب تو برسون سی وہ اگلا سا نہین ربط
عید کی دن بہی ملاقات نہین کرتی ہین

کس قدر تازہ مضامین ہماری ہین اسیر
راست کہتی ہین مباہات نہین کرتی ہین

سخاوت حاتم ہین وہ مقیم ہو نہین
گدا تری در دولت کا یا کریم ہو نہین

دکہائی مجہی دیدار ہو چکا انکار
جو آپ برق تجلی ہین تو کلیم ہو نہین

شفا نہین جو مقدر مین ہی دوا بیسود
قضا کو روک لی تو قائل حکیم ہو نہین

بہشت ترکہ آدم ہے سوچ تو زاہد
مجہی بہی اس مین حصہ دہی ترا سہیم ہو نہین

ملی ازل سی مجہی آبروی یکتا سے لئے
نہ آسمان مین صدف گو ہر یتیم ہو نہین

مری صدا کی ہین مشتاق گوش اہل فلک
دعای اہل دل و نالہ سقیم ہو نہین

بڑی ہی لوٹ تلون سی دامن ہمت
مزاج طفل نہین رای مستقیم ہو نہین

شگفتہ ہین مری باعث سی غنچۂ خاطر
ریاض صحبت احباب مین نسیم ہو نہین

کشادہ دل ہی ازل سی مرا ہر پا نہین
تمام فیض ہون اندیشۂ کریم ہو نہین

خدا کا خوف کرای چرخ دی نہ مجکو شکست
دل مریض ہو نہین خاطر یتیم ہو نہین

مکان ہی پست تو ہو وقت رفعت ہمت
مسیح خرچ پہ ہون طور پر کلیم ہو نہین

کبھی سفید کبھی زرد ہے مرا چہرہ
نگاہ اہل طمع مین طلا و سیم ہو نہین

وہ اعتقاد کہ ہون لائق ہزار بہشت
وہ فعل بد کہ سزاوار صد جحیم ہو نہین

اسیر بس یہی اشعار چند کافی ہین
کہون نہ طول غزل شاعر قدیم ہو نہین

دل عشاق ہین کیا شاد ہنسکر زلف دلبر مین
کیا ہی قید یون نی زنجگاز زنجیر کی گھر مین

پہنسا جاکر دل اپنا حلقہ گیسوی دلبر مین
گرا پایی جو قسمت نی تو ہمکو غار اژدر مین

لہو ہر کر نچہوڑی گا شہیدان محبت کا
پہنسا رکہا ہی تیری تیغ نی زنجیر جوہر مین

می الفت کی قابل ظرف ہی ساقی مری دلکا
سماتی ہین نہ یہ خم ہین نہ شیشی مین نہ ساغر مین

جواب نامۂ اعمال لکھہ رکھا ہی ہنی بہی
فرشتون نی جو کاندہی سی کر نیکی شیشی محشر مین

کہین کیا خاک مین گر کر جو کچہ لذت اٹہای ہی
نہو گا چین ایسا طفل کو آغوش مادر مین

مکان جب لامکان اوسکا ہو خط پہنچای کیسا
کہان سی آی ایسی عرش پرواز ی کبوتر مین

سوی میخانہ شاید محتسب اسی ہیکشو آیا
کہ کف لایا خم می خون اوترا چشم ساغر مین

اگر یو ہین کری گا شوخ چشمی سادہ رو تو نے
چنا جای گا اک دن آئینہ سد سکندر مین

چلا ہی کو جۂ قاتل کو خوش خوش لیکی خط میرا
خدا جانی کہ کیا لکھا ہی قاصد کی مقدر مین

تلاش رزق مین انسان کیون سرگشتہ پھرتا ہی عنایت رزق کرتا ہی خدا کیڑی کو پتھر مین

جو ہین اہل صفا کیا کام ہی اونکو تلون سی کبھی اوٹھتی نہ دیکھین ہمنی موجین آب گوہر مین

مگر وہ میکش خونخوار آیا جانب گلشن بھرا ہی باغبان نی خون بلبل گلگی ساغر مین

نکر ترک وطن ہرگز جو اپنی زندگی چاہی نہین بجھتی ہین رہتی ہین شرر جبتک کہ پتھر مین

شب وصلت وہ کرتی ہین محبت بھی عداوت بھی نہین ہی خط اشت لب ملا ہی زہر شکر مین

ہماری کشتی می بھی کہانسی کس جگہہ پہنچی کہ ڈوبی قلزم عصیان مین نکلی جا کی کوثر مین

اسیر اللہ سی ہر دم دعا اپنی یہہ رہتی ہی
کہ دم نکلی الٰہی الفت ال پیمبر مین

یکایک کب ملی عشرت جو لکھی ہو مقدر مین کہ خم سی شیشہ مین شیشہ سی می آتی ہی ساغر مین

امیر ونسی کہو بہولین نہ کمخواب و مشجر مین گذر جائی گی صحرا جو نکلی ہی اک ایک چادر مین

گرایا چاہ مین اخوان نی لیکن یہ نسمجھی تھی کہ ملک مصر کی شاہی ہی یوسف کی مقدر مین

ہزارون مرغ لاکہون آملی ہین اور دل مضطر تماشا ہی لگی ہین پہول ہی پہل ہی صنوبر مین

جو بد ہین اونکو کب ہوگا اثر نیکون کی صحبت کا موافق ہی منافق بہی تہی اصحاب پیمبر مین

دلا گبرا نہ فرقت مین میسر وصل بھی ہوگا زمانہ منقلب ہی کچھ کا کچھ ہوتا ہی دم بھر مین

پہنچ جای گا اوڑکر یار تک مکتوب شوق اپنا نہین آتا تو کیا سر خاک بر ہی کبوتر مین

ہلاکت مین جو پڑ جای یعنی جان آفت کو مقر ریش و بز کی موت ہی قصاب کی گھر مین

وہ سرگشتہ ہون میری گہر چراغ شام اگر آئی رہی تا صبح مثل شعلۂ جوالہ چکر مین

دلا وہ مرد میدان قیامت ہی ترا نالہ گرایا آسمان کی توپ کو جو ایک ٹھوکر مین

بعینہ ہی وہ ہی لکھی پڑھی ہو نہین حال جاہل کا کہ جیسی سادہ رہجاتی ہی کوئی فرد دفتر مین

کسی گل کی تصور نے رلایا اسقدر مجھکو
رگ ابر بہاری بن گیا ہر تار بستر مین

فراق یار مین کچھ لطف میخواری نہین باقی
بجای بادہ بھردی زہر ساقی نے مری ساغر مین

فقط ہی زندگی تک انتہا عشرت و عسرت
نہین کچھ فرق زیر خاک درویش و توانگر مین

تیری گیسو کا مین دیوانہ نازک طبیعت ہون
عوض زنجیر کی کر قید مجھکو موج عنبر مین

پھری گرد آتش رخسارۂ محبوب سی آکر
نہ پروانیکو تاب ایسی جہان اتنی سمندر مین

لکھا ہی ہمنی بیتابی کا جو احوال نامی پر
ہوا ہی طائر سیماب کا عالم کبوتر مین

اسیر اندیشۂ تربت نہ ہمکو خوف محشر ہی
ہوا ہی خاتمہ بالخیر اپنا عشق حیدر مین

آتی گلشن مین جو تم اور ہوائین ہوتین
پتی پتی مین چلاجل کی صدائین ہوتین

بیکسون کی جو نہ مقبول دعائین ہوتین
کالی کالی نہ گلستان مین گھٹائین ہوتین

روز محشر تو گناہون کا نہ کھٹکا رہتا
یہین ای کاش جو ہوتی تو سزائین ہوتین

آگی دنیا مین فرشتی بھی گنہگار ہوئی
ہم تو انسان تھی نکیون ہمسی خطائین ہوتین

سب شب ہجر مین خاموش جو ہوتی شب وصل
بولتی مرغ اذانون کی صدائین ہوتین

پوچھتی صاحب اسلام بھی ہندو کی طرح
یار تیری سی بتون مین جو ادائین ہوتین

باغبان تونی دم سرد سی روکا مجھی کیون
ٹھنڈی ٹھنڈی تری گلشن مین ہوائین ہوتین

مین جو آیا مید مری ساتھ عدم سی آئین
مین نہوتا تو جہان مین نہ بلائین ہوتین

ملک الموت ہی ایسا تھا طبیبو ورنہ
تم سی فرقت کی مریضونکی دوائین ہوتین

اہل مژگان کو جو مین رخصت بارش دیتا
پانی پانی ابھی ساونکی گھٹائین ہوتین

کیا گردون فوج حوادث نی مجھی گھیر لیا
ٹالتا اونکو جو دو چار بلائین ہوتین

بعد رحلت بھی مری مرقد پہ مجاور بن کر
لاکھہ مین دو جو اونہین یا دو فائین ہوتین

لطف کرتا جو وہ عیسی تو نہ مرتا کوئی
مقبری تو نہی موقوف قضائین ہوتین

تم دکھاتے اگر چہرۂ گلگون اپنا
چاک پھولون کی نہ گلشن مین قبائین ہوتین

تندرستی مری دشوار تھی بی شربت مرگ
لاکھہ بیماری فرقت کی دوائین ہوتین

یار کی تیغ کی محراب مین کرتا جو سجود
زندگی بھر کی ادا مجھہ سی قضائین ہوتین

صیدگہ سی جو مین غیرونکو نکرتا باہر
تیری تیرون کی نہ موقوف خطائین ہوتین

گرد رہ کاش دکھاتی اثر سرمہ اسیر
بند غولون کی بیابان مین صدائین ہوتین

کاسۂ فقر لین کلاہ نہ لین
تیری درویش تخت شاہ نہ لین

کب ہو ہمسی کسی کی دل شکنی
ہو دوراہہ تو ایک راہ نہ لین

گھر با ہون تو ہم چمن سی ترسے
باغبان ایک برگ کاہ نہ لین

سایہ تیغ کے سوا قاتل
تیری زخمی کہین پناہ نہ لین

ہاتھہ رکھہ کر کمر پہ یون نہ چلو
رستے والے عدم کی راہ نہ لین

تیرے گالونسی اونکو کیا نسبت
دن کی آفتاب و ماہ نہ لین

بولے دربان سی دیکھہ کر وہ ہمین
کیون یہہ ٹہرے ہین گہر کی راہ نہ لین

مرہی جائین دکھائے آنکھہ جو یار
دم تہ خنجر نگاہ نہ لین

جنس دل بیچنے کو نکلے ہین
خواہ اسی مول لین وہ خواہ نہ لین

تہمت سب ہے کہ لوٹتا ہے سبو
اپنے ذمے یہہ ہم گناہ نہ لین

پیر ہو کر فلک کی کیا پروا
نام ممسک و دم بگاہ نہ لین

ہم تو ڈوبین وہ ناخدا ہوکر / خبر کشتئ تباہ نہ لین

خرمن ماہ ہمکو دی جو فلک / وہ غنی ہین کہ برگ کاہ نہ لین

ملک دل سے یہ حکم ہے اوس کا / کہ خراج اور بادشاہ نہ لین

قلزم عشق ہے عمیق اسیر / آشناؤن سی کہدو تھاہ نہ لین

پرتو فگن جو چہرۂ ساقی ہو آب مین / عید غدیر خم ہو مکان حباب مین

رخنی کئی ہین اوسکی مژہ نی نقاب مین / جالی کٹی ہی یا ورق آفتاب مین

ای اہل حشر مژدہ کہ تمکو ملی نجات / دن ہوگیا تمام ہماری حساب مین

زاہد نہ طعن کر جو کرون مین ثنای مے / بنت العنب کا ذکر ہی ام الکتاب مین

رہتی ہین شوق کعبہ ابرو مین جان بلب / قصد ثواب کر کی پڑی کس عذاب مین

مقصود کل کا ایک ہی جز ہا ہو یا چکور / جو نور ماہ مین ہی وہی آفتاب مین

روپوش ہم ہی دولت دنیا ہی اسلیئے / رہجاتی ہی روی زشت کا پردہ نقاب مین

جل کر ہوا ہون آتش می مین مین ناتوان / نہلاؤ میری مُردی کو اشک کباب مین

ساقی نہ سیر ہون مین جو دریائی می پیون / خم کس شمار مین ہی سبو کس حساب مین

غفلت مری سنای کی مجکو پیام یار / نازل پیمبرون پہ ہوئی وحی خواب مین

ای کلک لکھ مقابل ہر بیت ایک بیت / تعمیر ہو مکان مکان کی جواب مین

نالان ہوا تہا مین لب دریا جو ایکدن / انگشت موج رہتی ہی گوش حباب مین

ہی کون لاجواب زبانی مین جز خدا / تیرا دہن ہی تیری کمر کی جواب مین

دل اپنا تاب جلوۂ جانان نہ لا سکا / پانی یہ تحلل ہو م ہوا آفتاب مین

لب پر سے علی کا نام دم نزع ہو اسیر
اپنی یہی دعا ہی خدا کے جناب مین

شامل ہی گرد کلفت دل کسکی آب مین
ہی رنگ شکل شیشۂ ساعت حباب مین

پرتو فگن ہی ابروی ساقی شراب مین
دو ماہ نو کا جلوہ ہی اک آفتاب مین

پیتا ہون مے ہزار مین ہوتا نہین ہون تر
ہو جرعہ نوش جیسے کوئی تشنہ خواب مین

جتنا کھلا ہی یار غم ہجر کہا سکے
دعوت کا ہی طعام نہین یہ حساب مین

مین تھک گیا زبان تکیرین کی رک رہی
رد و بدل ہوسے یہ سوال جواب مین

مین ہون جو شہر علم تو یہ باب علم ہے
ہی مصطفے کا قول یہ حیدر کی باب مین

نفرت یہ جہل سی ہی کہ باندہی نہ اونکی تیغ
دیکھی بہم جو عاشق و معشوق قرابتین

بی یار تھا جو بہیر کی کا مزا لیے
گذا ان کے کباب کی بدلی شراب مین

نازک دلون کو قید تعلق سے کام کیا
پائی گل سوا رند کھیار کاب مین

بیمار زلف و رخ ہون یہی ہی میری علاج
گھس گھس کی مار چہرہ پلاؤ گلاب مین

غفلت تجھی دکھائی گی دنیا کی حشر مین
دولت کسیکو ہاتہ لگی جیسی خواب مین

ایمان مرا ہی روی مخطط حبیب کا
ہون امت پیمبر صاحب کتاب مین

اس بحر بی ثبات مین غفلت ہی زندگی
کھلتی ہی آنکھ کچھ نہین رہتا حباب مین

دل کو مری نہ کھینچ چاہ ذقن سی دور
ماہی کی زندگی ہی وہ جبتک ہے آب مین

مصحف کا دیکھنا بھی عبادت ہی ای اسیر
ناظر ہین روی یار کی داخل ثواب مین

نامہ لکھا ہی وصف رخ بیحجاب مین
قاصد روانہ ہو شرف آفتاب مین

دیکھی جو اوسکی قامت دلجو کو خواب مین
گرجای سرو ڈوب مری جوی آب مین

یون چشم تر سے یاد رخ بیحجاب مین
رکھتی ہین جیسے ظروف گلاب آفتاب مین

مسکن مرا جدا ہے جہان خراب مین
آب گہر صدف مین ہوا ہو نہ حباب مین

ساقی کا عکس خط نہین جام شراب مین
خط شعاع ہی قدح آفتاب مین

تکیے سے ہو علیحدہ مجنہ نالہ کش کی قبر
مردی غریب مفت پڑے ہین کیون عذاب مین

توسن پہ ہے سوار جو وہ آفتاب حسن
گردون نہین سماتا ہی چشم رکاب مین

دولت مین چاہیے کہ رہی فقر کا خیال
پیری کو یاد کیجیے عہد شباب مین

آفت مین کون کون نہین میری قید سے
بیڑی بلا مین طوق پڑا ہی عذاب مین

کم ہی کشون کا مرتبہ جمشید سی نہین
ساری جہان کی سیر ہی جام شراب مین

بیمار اوسکی نرگس میگون کا یہ ہی ہے
بیہوجہ کچھ ورم نہین چشم حباب مین

دہوتو جو بال ساحل دریا پہ آکے تم
لہرائین موجین سانپ کی مانند آب مین

سایہ فگن نہین تو نہو سائبان ابر
ہاتہ اپنا سائبان ہی ہمین آفتاب مین

ہر ایک زخم تن سی جو آتی ہی بوی گل
شاید کہ تیغ یار بجھے تہے گلاب مین

اوس طفل کی ہی شکل عجب شکل دلپذیر
پڑتا ہی عکس آئینہ آسا کتاب مین

غفلت مری کہائی گی مجھکو جہان کی سیر
کہلتا ہے دور دور کا احوال خواب مین

پچھتا رہا ہون خط عبث اوس شوخ کو لکھا
بہیجا ہے کاٹ کر سر قاصد جواب مین

سرکش مین پختہ مغز کی جوہر کہان اسیر
موتی صدف کیطرح نہ دیکھی حباب مین

وہ مست ہین کبھی خشت کو ہم نہ کام کرین
ملی جو دولت جمشید صرف جام کرین

خدا کرے کہ یہین دیدار کو وہ عام کرین
کہ جا کی طور پہ موسیٰ سے کو ہم سلام کرین

ضرور کیا ہی کہ وہ تیغ بے نیام کرین
اوٹھائین چہرے سی پردہ تو قتل عام کرین

زمین مین آپ ہی گڑ جائیے کا مرا مردہ
کرین عزیز تو شرکت برای نام کرین

جنون کا ہی یہ تقاضا کہ مثل شبنم و گل
جو ہنسکی صبح کرین ہم تو روکی شام کرین

یہ آسمان کی ہی خواہش کہ صورت پرگار
جہان سے کوچ کرین ہم وہین مقام کرین

کسی کی ہاتھ وہ سیب ذقن کب آتا ہی
وہ پختہ کار نہین جو خیال خام کرین

اثر دکھائی سگے اپنا نالہاے فراق
یقین ہی وصل کا اولٹا وہ اب پیام کرین

وہ ناتوان ہین اوٹھائی جو ہمکو بزم سی یار
تو گھر سی در تلک آتی ہی آتی شام کرین

لگائین تیغ کہ چھوٹین عذاب سی بسمل
وہ کام آئین جو اس وقت ہین تو کام کرین

ہر ایک داغ بدن پر ہی شبہہ دینار
فقیر کیون نہ مرے گرد ازدحام کرین

مین لکھہ رہا ہون خط شوق کہتی ہین قاصد
یقین ہی یہ کہ یہ محشر تلک تمام کرین

مری لحد مین نکیرین بنگئے تصویر
زبان بند ہی حیرت سے کیا کلام کرین

مریض اوس رخ و گیسو کی لٹ گئی ایسی
کسی طرح نہ کٹی شب جو دن تمام کرین

ابھی تو خاک کا تختہ ہو صفحۂ تصویر
لگا کے پاؤن مین مہندی جو وہ خرام کرین

کبھی وہ خط ہی جو مجکو لکھین تو بی سیرا
ہوا العزیز نہ تحریر والسلام کرین

برا کہین نہ اوسے جو برا کہے ہمکو
بری کرین اوسی تب قصد انتقام کرین

تمام سال تو دشوار ترک می ہی اسیر
ہر ایک ماہ کو کیونکر مہ صیام کرین

رہا باقی نہ مرنی پر تفاوت دوست و دشمن مین
مقام صلح کل پایا پہنچکر ہمنے مدفن مین

محبت تا کرتی ہین جبتک جان ہی تن مین
کوئی مدفون نہین ہوتا کسیکی ساتہ مدفن مین

اثر دیکھو مری دیوانگی کا سیر گلشن مین
کہ ابر کوہسار آیا ہے پتھر بہر کی دامن مین

اثر ہوتا اگر ای باغبان بلبل کی شیون مین
لگاتی مثل اخگر آگ گل گلچین کی دامن مین

بجز سختی نہین ہی فرق ابھی تجہ مین ای قاتل
فرشتون نی مگر گوندہی تھی مٹی آب آہن مین

تہی الفت سی ہین اس میکدی کی جتنی ہین ساکن
نہ دیکھا ایکدن ست سبو شیشہ کی گردن مین

سحر تک شام سی فرصت نہین ملتی جو سوزش سی
نکر شامل ہی پروانونکی چربی شمع روشن مین

اگر ملتی ہی ہی دولت تو کام آتی نہین اپنے
گہر ہوتی ہین مثل اشک غائب کسکی دامن مین

نہین کچہ خوف انکو تیزی شمشیر دولت سے
نقوش بوریا سی تن فقیرونکی ہین جوشن مین

کیا غل کرکی ایسا بلبلون نی اوسکو دیوانے
کہ جاتی گل بہی گلچین نی کانٹے اپنی دامن مین

کیا دیر مغان مین ایک بت کا انتظار ایسا
کہ دونون پتلیان پتھر اگئین چشم برہمن مین

مری قاتل کو کری کی مضمحل کیا پستی طالع
نکل آئیگا رستم گرکی آخر چاہ بیژن مین

نہین ہی خوف روز جنگ کچہ اہل شجاعت کو
کہ مثل تیغ اپنی جوہرون سے ہین یہ جوشن مین

نہ پہچانا ابھی دشمن نی بالونکی سفیدی سے
غبار کاروان نی خاک جہونکی چشم رہزن مین

کبہی پانہ ہی کبہی صیاد نی بلبل کی پیر توڑے
خداوندا نہ آجائی کوئی قابوی دشمن مین

بڑہائی موج تک جہگڑی ہین اپنا قیس سی دیوانے
نہین لڑتی جو بستر بہی ہوتی دو ایک مدفن مین

ضعف کرتی ابہی تیری مسیحا لو وہ ہونٹونکی
جو ہوتی تاب گویائی زبان برگ سوسن مین

ہوئی ہین اہل دنیا پیر ابتک ہین نادم
اوتر کر آرہا ہی پشت مین خم تہا جو گردن مین

بناتا ہی مکان منعم عبث برسونکی رہنی کو
قیام روح تو پہلی سمجہلے خانہ تن مین

جو عاصی ہی بلطف باعو رہی اللہ نی سن لی
رہی گم گشتہ موسی سا لما صحرای ایمن مین

حسینونکو اسیر ایسی ہی الفت اپنی دیوانے سے　　حمایل کیطرح پہنی ہوئی پھرتی ہین گردن مین

مزے جنہین کہ لب خشک و چشم تر کی ہین　　وہ بادشاہ حقیقت مین بحر و بر کی ہین

عجیب موے مژہ ترک فتنہ گر کی ہین　　قضا کی تیر ہین نشتر رگ جگر کی ہین

جو مرتبے ہین علی کی وہ کس بشر کی ہین　　وہ خانہ زاد کہ مالک خدا کی گھر کی ہین

امید زیست بہی ہی خوف مرگ بہی شب ہجر　　ٹھٹک رہی ہین ادہر کی نہ ہم اودہر کی ہین

خمیدہ پشت ہی مو ہین سفید سست اعضا　　قضا کی دیر ہی سامان سب سفر کی ہین

ہمین تو نزع کی ہچکی لگی ہی ہوش ہین گم　　وہ پوچھتے ہین ارادے کہو کدہر کی ہین

شب فراق مین دیکھی جو اپنی موے سفید　　ہوئی امید کہ آثار کچھ سحر کی ہین

بجا ہی دیکھہ کی اون ابروونکو آئی پیار　　یہ نیمچے کسی محبوب کے کمر کی ہین

تری دہان و کمر دیکھہ لین تو جانین ہم　　بڑی گھمنڈ جنہین تیزی نظر کی ہین

اوٹھین گی غیر سی کیا تیری تیغ ناز کی وار　　یہ حوصلے تو ہماری دل و جگر کی ہین

خبر ہے تجکو مریضون کی ای مسیح ضرور　　غریب شام کی مہمان ہین یا سحر کی ہین

لحد کی خاک نے پایا ہی رتبہ اکسیر　　قتیل کس نظر کیمیا اثر کی ہین

بہار باغ مبارک ہو نونہالون کو　　درخت خشک ہین مشتاق ہم تبر کی ہین

گدا ہون پر مرا احسان ہو شوق ہی ای غم　　قبول تجکو جو ٹکڑے مری جگر کی ہین

حرم ہی کوچہ جانان یہ حج کو جاتا ہے　　بڑے ثواب بقدر زمین نامہ بر کی ہین

چمن مین تو ہوم ہی میری قفس مین پہنسی کی　　کچھ ایسی اوڑتی ہے گویا پر خبر کی ہین

عبث وجود و عدم کی نہین ہی آمد و رفت　　تری تلاش مین ہر ادہر اودہر کی ہین

اثر کمیا نہ پس مرگ تیرہ بختی کا　　چراغ قبر پہ بہی روغن سپر کی ہین

ہمی تھا معجزہ سبطین کو بھی حاصل ہی
قمر کی طرح سے دو ٹکری اک گھڑی ہین

خدا شناس جسے سر غیب کہتے ہین
مری حساب وہ مضمون تری کمر کی ہین

ہمارے تاز مضامین کو دیکھ باغ بجا
گلون کی انمین ہی خوشبو مری شعر کی ہین

ہوا ہی ہمکو تلون کا قصر رنگا رنگ
ستون جسمین زمرد کی در گہر کی ہین

جو عید ہین اونکو عداوت ہی حق شناسون سے
عدو علی کا ہی پہل تلخ جس شجر کی ہین

چھپی گا ہمسی کہان کوئی معنی باریک
اسیر دیکھنی والی ہم اوس کمر کی ہین

شاہی کرون قبول مین ایسا گدا نہین
بہتر مری گلیم سے بال ہما نہین

جز ضعف اور توشۂ راہ فنا نہین
تہ کردہ نان کمر مین ہی پشت دوتا نہین

ابروی یار سے طلب بوسہ ہی عبث
اس کعبہ مین قبول کسی کی دعا نہین

چاہون ابھی تو ساتھ صدا کی نکل چلون
زنجیر پا مری مجھے زنجیر پا نہین

کشور سپاہ طبل علم چتر تاج تخت
دل پادشاہ چاہیے موجود کیا نہین

بیگانہ آشنا سی مین ہون ہی محال عقل
بیگانہ کون سہے جو مرا آشنا نہین

افتادگی اب آئی ہی ایسی مزاج مین
جز خاک تن مین آتش و آب و ہوا نہین

ہون ہر قدم جو گرمی تن سی عرق عرق
ہین دیدہ پر آب مری نقش پا نہین

بے عقل ہین فرار جو کرتی ہین روز جنگ
مرتا نہین وہ جنگ مین جسکی قضا نہین

پستی ہین چہالی کیون صفت دانا ای جنجو
جھککر ہمارے پاؤن کا کچھ آسیا نہین

ہو چشم کیا ہی جسمی سے دامن نہ غم مین تنگ
ماتم مین جو قبا نہ قبا ہو قبا نہین

کشتی ہماری کیمی سے طوفان سی کیا خطر
اللہ نا خدا ہے اگر نا خدا نہین

مشتاق ہون تو چاہ زنخدان یار کا
میں مثل خضر تشنۂ آب بقا نہین

ٹھری میان شہر وہ دیوانہ کسطرح
جسکو پسند صحبت مردم گیا نہین

کثرت ہی برق و سیل حوادث کی ہر طرف
معمورا ئین کسطرح مری خرمن میں تو با

واقف ہی سحر چشم سخنگو سی گوش دل
ظاہر ہے یہ کہ کوئی سخن بی صدا نہین

غافل ہون رہروان عدم کیون نہ ای اسیر
عمر روان کی تیزروی مین صدا نہین

عاجز ہین سب غرور کسیکا بجا نہین
آفاق مین خدا کا کوئی دوسرا نہین

عمر روان سے کوئی جاتا نہین
یہ طرفہ کاروان ہی کہ جسمین درا نہین

یا ور غریب کا کوئی اوسکے سوا نہین
وہ آشنا ہی جسکا کوئی آشنا نہین

صوفی سی کہہ دو فہم سی تو آشنا نہین
جامے مین ہر بشر کی ہو ایسا خدا نہین

ای شیخ جا کی جانب کعبہ کرون مین کیا
کیا بتکدہ مین جلوۂ نور خدا نہین

دار العمل سی دار جزا کا ثبوت ہی
ظاہر یہ ہی کہ شرط کوئی بے جزا نہین

مخلوق سب یہ اوسکی ہین لا ہو خواہ لا
اس ہست و نیست مین کوئی اوسکی سوا نہین

منکر رجوع رکھتے ہین جو سوی غیر رب
کیا اونکو یاد جملہ قالو بلے نہین

جبریہ سے کہو کہ ہی ظلم اور عدل اور
تیرا خدا ہے جو وہ ہمارا خدا نہین

وری ہین کس شمار مین خورشید کی حضور
اوسکے سوا ہمین طلب ماسوا نہین

سمجھی جو اوسمین مجھ مین جدائی ہی بی بصر
دریا سے موج موج سے دریا جدا نہین

موسی سنین کلام شجر کو ذرا بغور
طوطی ہی پشت آئینہ اصلی صدا نہین

سجدہ خدا کو کیجئے کیا خلق کی حضور
مقبول وہ نماز ہے جسمین ریا نہین

ظاہر مین فرق ہی صفت رنگ بو ہی گل
ہی اصل ایک کوئی کسی سی جدا نہین

دولت وہی ہی جسکو کہتی ہین ترک حرص
دل ہی غنی تو حاجت سیم وطلا نہین

شدت ہو درد دل کی تو گھبرا نہ ای اسیر
مرتا ہی کب مرض سی وہ جسکی قضا نہین

وصف آئینہ رخ کیجے حیرانی مین
باندھیی زلف کی مضمون پریشانی مین

یا مژہ خشک تھی یا اب ہی لہو ہمرہ اشک
یا تو خاک اوڑتی تھی یا آگ لگی پانی مین

تیری نقشہ کا ہو عاشق یہ ہی مجہ زار کا قصد
چھپ رہون جا کی کہین میں قلم مانی مین

لخت دل خون جگر تک نہین باقی ای ضعف
کیا کرون میں عوض غم بی سروسامانی مین

صفت اوس آئینہ رخ کی جو لکھنی بیٹھی
کچہ کا کچہ لکھہ گئی ہم عالم حیرانی مین

نہ سمجھہ کفر کو ایمان سی جدا ای واعظ
دیکھہ زنار تو تسبیح سلیمانی مین

کر مشقت جو ہو بوئی گل جنت کی طلب
تازگی روح کی مشکل ہی تن آسانی مین

کبھی در کار جنون مین نہوا اور لباس
عمر کی ہمنی بسر جامہ عریانی مین

شکل اچھی جو تری بانک پنی کی کھیچے
نوک باقی نہ رہی گی قلم مانی مین

صورت شانہ توسل ہو کسی گیسو سے
ہم سیہ بخت ہین اس سلسلہ جنبانی مین

کر دیا تفرقہ دہر نے یارون سے جدا
ربط باقی ہے فقط زانو و پیشانی مین

سر جہکا کر کبھی دہوتی ہین جو دریا مین وہ بال
سانپ لہراتی ہین موجون کی جگہ پانی مین

استخوان کہائی سگ یار کی ساتہ لگی ہما
ہی مناسب کہ طفیلی بہی ہو مہمانی مین

کہد پریون سی کہ دل پہیر دین دیوانون کی
نالشی ہو نہ کہین جا کے یہ دیوانی مین

خودنمائی کا جو ہو بزم شہادت مین خیال
دیکھہ مت آئینہ تیغ قربانی مین

تیغ بی شکل تری ابروی پر خم کی ہی یار
اصفہانی مین یہ خم ہی نہ خراسانی مین

سنکر خرق فلک کسلیی ہوتا ہی حکیم
اہرمن دخل ندی قدرت یزدانی مین

شعر تہوڑی ہین غزل مین تو مناسب ہے اسیر
مرتبہ حسن کا گھٹتا ہے فراوانی مین

رہا ہی یا زاہد و مین مجہی شغل فغان برسون
وہ مومن ہون کہ دی ہی بتکدی کعبہ مین اذان برسون

سبب یہ تہا کہ فرقت مین جیا ہون ناتوان برسون
بہت ڈہونڈا نہ پایا موت نی پر نشان برسون

وہ بلبل ہون رہا دشمن ہمارا باغبان برسون
جلائی آگ رات اونکو قریب آشیان برسون

مزہ عشق جوانی کا کوئی جاتا ہی پیری مین
جو زخم اچہا بہی ہوتا ہی تو رہتا ہی نشان برسون

صبا واقف ہین ہم بہی پتی پتی بوٹی بوٹی سی
ہمارا بہی رہا ہی اس چمن مین آشیان برسون

یقین صیاد کو مشکل سی آیا میری الفت کا
کہلا رکہا قفس کا در برائی امتحان برسون

خموشی خوب ہی اپنی وگرنہ ایک نالی مین
رہین گی برہم و درہم زمین و آسمان برسون

نہ کعبہ کا نہ ہمسی دیر کا ہی حال پوشیدہ
یہان ہمنی مہینون عمر کاٹی ہی وہان برسون

قوی سی جلد اہل ضعف نبہجاتی ہین آفت مین
کہ گل جاتا ہی تن رہتی ہین باقی استخوان برسون

نہین کچہ امر آسان عشق اوسکی زلف پیچان کا
ہوا جسکو یہ سودا اوسنی پہنین بیڑیان برسون

جو خط نکلا تمہاری آتشین رخ پر تو پیدا ہی
کری پیدا سمندر آگ روشن ہی جہان برسون

لبان اسیا دل کی وہی باقی رہی نالی
دہائی گو کہ دانتون کی تلی ہمنی زبان برسون

کبہی وہ فاتحہ کو بہی نہ آئی لوح تربت پر
جو ہم آغوش تہی مانند خط توامان برسون

نہوگا دوسرا ایسا پرستار ای خدنگ افگن
کہنچی ہین ہمنی سجدی زیر محراب کمان برسون

تلاطم خیز ہی ایسا اگر دریائی اشک اپنا
تباہی مین رہیگا یہ جہاز آسمان برسون

دفور ضعف یہ ہی ناتوانی اسکو کہتی ہین
کیا جب یاد اوسنی ہمکو آئین ہچکیان برسون

رہی جاری ہمیشہ اشک بیتابہ آنکہون سے
نہ پہنچا منزل مقصود تک یہ کاروان برسون

ہماری اشتیاق دل کی طول ایسی کہانی ہی
نہو ختمہ بیان کبہی اگر یہ داستان برسون

نہ آنا تہا نہ آیا اپنی تربت پر سگ جانان
امانت کسطرح رکہی زمین نی استخوان برسون

عجب کیا ہی جو انکو رتبہ جمشید حاصل ہی
قدح نوشون نی کی ہی خدمت پیر مغان برسون

قدم تہک جائینگی جبدم تلاش تیغ قاتل مین
یقین ہی سر پہریگا صورت سنگ فسان برسون

اسیر اندیشہ اعدا سی ہین عزلت نشین ہم بہی
میان غار ابراہیم تہی جیسے نہان برسون

تیغ تولی ہوئی نکلی جو وہ بازارون مین
ہم بہی ہین جنس شہادت کی خریدارون مین

ایک عیسی بہی ہین اوس چشم کی بیمارون مین
ایک یوسف بہی ہین زلفونکی گرفتارون مین

دہوم محشر مین مچی جب تری آمرزش کی
بیگنہ مل گئی چہپ چہپ کی گنہگارون مین

کچہ تو انصاف پہ آئی ہی طبیعت انکی
کہ در انداز چنی جاتی ہین دیوارون مین

کبہی مژگان کی کبہی ابرون کی یاد رہی
نکلی تیرون سے تو ہم گہر گئی تلوارون مین

اعتماد اپنی عناصر پہ ہو کیونکر ہمکو
ایک کا ایک مخالف ہو جب ان چارون مین

کو مکدر ہین مگر درد تہ جام کیطرح
لطف اوٹہتا ہی جو ہم بیٹہتی ہین یارون مین

گشت کرتی ہو جو تم کشت مین رہتا ہی یہ رشک
روز چل جاتی ہی بندوق زمیندارون مین

تیر سی توڑ سوا رکہتی ہی مظلوم کی آہ
رخنی کرتی ہی یہ فولاد کی دیوارون مین

جتنی قاتل تہی مری بعد ہوئی سب بیکار
توڑ تیرون مین نہ اب باڑہ ہی تلوارون مین

اپنی بندون مین مچی اولٹو رخ سیمین سی نقاب
کچہ تصدق بہی تو تقسیم گرفتارون مین

کیا چھپاتا ہی مری خون کو ای تیر فگن
ہی مری خون سی سرخی تری سیع فاروقی مین

غم نہین بند جو دربان سے نے دربار کیا
جہانکنی کے لیے روزن ہین دیوارون مین

خوگر غم کو زمانی مین خوشی سی کیا کام
عید کی دن بہی محرم ہی گرفتارون مین

ہاتہ آیا ہمین فردوس نہ دوزخ دم حشر
بیگنا ہون مین ٹہری نہ گنہگارون مین

لڑکھڑاتی ہین قدم کیون نہ وہ دین مین اوسکے
زاہد خشک تو ساقی نہین میخوارون مین

کسکی آنکھین نہین دیدار بتان کی طالب
سیکڑون تار نظر او لجہی ہین تارون مین

نہین برسا جو یہ ابر مژہ تر امسال
جنس کا قحط ہی ہڑتال ہی بازارون مین

تیری وحشی گئی ہستی سی عدم کو عریان
دہجیان ہوگئی یا رخت بدن خارون مین

فکر دنیا غم دین پاس احبا سر دوست
اتنی کامون پہ بہی ٹہری ہین بیکارون مین

غسل دریا مین بہی ہی ابروی جانان کا خیال
گہیر لین آکی نہ موجین مجہی تلوارون مین

روح فرہاد سے شاید ہو ملاقات اسیر
روز اتنے سے لیے پہرتا ہون مین کہسارون مین

کیا کرون اشک اگر صاحب تاثیر نہین
طفل سے ہو جو خطا لائق تعزیر نہین

نہ پسیجہی یار تو اوسکی کوئی تدبیر نہین
ورنہ مکتوب ہمارا خط تقدیر نہین

بہاگتی ہین تری دیوانی سی جنگل مین غزال
ہمہمہ شیر کا ہے نالہ زنجیر نہین

قبضہ حیران ہمین ہوا ساری جہان پر کیونکر
بڑہ کی وہ ہاتہ سے کیا قاتل تری شمشیر نہین

کمر آئی نظر اوسکی تو کسی دل پہ ہو نقش
شکل نادیدہ کبہی قابل تصویر نہین

ای جنون ہمکو وحشتون کی ہی قسمت نکلی
بید مجنون سے مگر پاؤن مین زنجیر نہین

ستم چرخ کی شاکی ہین عبث مردم دہر
حکم سلطان ہے تو جلاد کی تقصیر نہین

وعدۂ خلد مجھے دن سے عبث کرتا ہے
خود گلستان جنان میں گذر پیر نہیں

آپ بے غول کے مانند نکل جاؤنگا
سد رہ جوش جنون میں مجھے زنجیر نہیں

آنکھیں بھی نہیں ہیچ زبان ہیز دا سی دی کی جواب
دور کی جنگ میں بیکار یہ شمشیر نہیں

اچھا ہے گوشہ نشینی میں تری زلف کی یاد
گھر ہی بازار جو در وا رہے میں زنجیر نہیں

جسکی بیٹھا جو بتان دیر میں پہ تو دربان نی کہا
چلیی اوٹھیی یہ زمین آپ کی جاگیر نہیں

ایک ہی اصل ہے پھر یہ نخوت کیسی
میں اگر خاک ہوں کچھ آپ بھی اکسیر نہیں

بارہا ہمنے حسینوں کا مرقع دیکھا
تیری سی شکل نہیں تیری سی تصویر نہیں

اذن لی پیر مغان سی کہ یہاں داخل ہو
شیخ میخانہ ہے یہ کعبہ کی تعمیر نہیں

دم ہی شکوہ نہ کھول ای رگ گردن دم ذبح
تیغ ہی کند ہی جلاد کی تقصیر نہیں

کور باطن کو مری شعر کی کیا قدر اسیر
چشم خفاش میں خورشید کی تنویر نہیں

نالۂ دل میں مری کوسنے تاثیر نہیں
توڑ میں تیر کہ یہ کاٹ میں شمشیر نہیں

آفت دہر سے خالی کوئی تعمیر نہیں
گوشۂ امن بجز خانۂ زنجیر نہیں

راست قد دفن ہوئی ہیں جو زمین میں لاکھون
کون سی گور ہے جو ترکش پر تیر نہیں

مرگ کی بعد خیالات جہان سی کیا کام
یہ وہ ہی خواب کہ جسکی کوئی تعبیر نہیں

اہل رفعت مدد غیر سی رہتی ہیں بری
شمع مہتاب کو کچھ حاجت گلگیر نہیں

کیا گلہ ہے دل تنگی بات جو وہ غنچہ دہن
دہن تنگ میں گنجائش تقریر نہیں

جان بری لی الفت گیسوی سیہ میں ہی محال
سانپ لپٹا ہی مری پاؤن میں زنجیر نہیں

ہون وہ طائر کہ ملی بی پروبالی مین بہی اپر
کس جگہ جسم مین ستہا کا وہان تیر نہین

خواب غفلت سی ذرا کہول مسافر آنکہین
شب کٹی صبح ہوئی کچہ تہی تہ خیر نہین

خار رہ زار چہپاتی ہو عبث عاشق سے
کاغذ زیر نہین نسخۂ اکسیر نہین

منتی کیا دل مین مہ پارہ تم کو سعیت
ایسی ایسی نہین یہ زلف گرہ گیر نہین

اپتوا وس قید مین لایا ہی مقدر کہ یہان
آب شمشیر نہین دانہ زنجیر نہین

ہاتہ اٹہاتی ہین دعا کو مگر اتنا ہے یقین
قابل محو ہمارا خط تقدیر نہین

اہل حیرت کو ہی کیا عشق مجازی سی غرض
گل کی مشتاق کوئی بلبل تصویر نہین

سیر میخانی کی زہاد کو لازم ہے اسیر
خلد مین ایسی کوئی قصر کی تعمیر نہین

لب پہ جز تذکرہ زلف گرہ گیر نہین
پیچ کچہ جسمین ہو یادوہ تقریر نہین

کیا وہ سینہ ہی جو سینہ ہدف تیر نہین
کیا وہ گردن ہے جو گردن تہ شمشیر نہین

نامہ بر حال جو دیکہا ہے زبانی کہنا
خون روتا ہی قلم حاجت تحریر نہین

ای برہمن جو سنین بت ابہی دل بانی ہو
بانگ ناقوس مرا نالہ شبگیر نہین

ہون وہ مقتول کہ قاتل سی ہے الفت مجکو
آب خنجر سے اہو کب شکر و شیر نہین

راستی سات تو اصبح کی ہی انسان مین ضرور
ہی کمان حلقہ مین بیکار اگر تیر نہین

یہی تیزی ہی جو زبان کی ہی تو بس ہی سلام
قطع الفت کی یہی حاجت شمشیر نہین

دل ندیتا تو بلاؤن مین نہ پہنستا ایسا
میری تقصیر ہی کچہ آپ کی تقصیر نہین

دیکہہ تو بزم حسینان کو مصور چلکر
کون سی شکل ہے جو قابل تصویر نہین

الفت قید نکلنے نہین دیتی باہر
تیری دیوانی کو کچہ حاجت زنجیر نہین

ذبح ہو جاؤن گا آنکھین تو ملا اے قاتل
نگہ ناز تو ہی پاس جو شمشیر نہین

کون دنیا مین ہی دل جسمین نہین تیری جگہ
تجکو رہنی کی لیے حاجت تعمیر نہین

دوڑکر خود مری آغوش مین آتی ہین حسین
کون کہتا ہے مری آہ مین تاثیر نہین

گالیان لکھہ کی نہ کہلاؤ زبان کو کہولو
کام تقریر کا ہے حاجت تحریر نہین

باغبان تو ہی سیہ بخت کہ گلشن مین مرے
شام سوسن کی سوا صبح طباشیر نہین

شوق رہبر ہی تو چل جلد زیارت کو اسیر
ہند سی دور بہت روضۂ شبیر نہین

مردہ نہ یون ہوا کوئی دشمن نہین ہون مین
تیرا ہی ایکبارہ تن ای زمین ہون مین

مذہب ہی عشق عاشق روئی حسین ہون مین
کس سرزمین مین ہون کہ برہمن نشین ہون مین

فرقت مین ایک ہی مری ہستی و نیستی
ثابت یہ خود مجھی ہوئی گویا نہین ہون مین

یارب یہ کسکی سجدۂ در کا ہی اشتیاق
ماتھے آفتاب سراپا جبین ہون مین

جز بیجہ تیہ مجھمین ذرا ہی نہین رہا
آگی تو آسمان تہا اب زمین ہون مین

معنی سی سینہ لب سی ہوتی تھی الجدا
قدرت خدا کی ہی کہین تم کہین ہون مین

گھر سی نکل کی کیا مجھی پھر نیکی ہو امید
اسرار گفتہ ہون نفس واپسین ہون مین

دیکھو نگاہ کم سے نہ مجھہ خاکسار کو
وہ خاک ہون کہ سرمۂ عین الیقین ہون مین

غصہ مین بھی اوسکی مژہ مجھسی پوچھتی
جوہر شناس خنجر چین جبین ہون مین

کیا پہنچی دست شوق تری پاتہ پاؤن تک
دامن ترا ہون مین نہ تری آستین ہون مین

قابل نہین جحیم کی ہی فعل زشت سی
مشتہ ہی مرا کہ طالب خلد برین ہون مین

اعلی کیا ہی مجکو نہ اذنی نصیب سے
بالای آسمان ہون تہ زیر زمین ہون مین

ہی تنگی جہان سی کسی انجمن کا لطف
اتنی جگہ نہیں ہی کہ خلوت نشین ہون میں

ہوتا ہون بدگمان تو یہ کہتا ہی نامہ بر
خط دو کہ بہر [illegible] زبان ہون میں

اسباب خانہ ہی تو خم و ساغر و سبو
وہ گھر شرابخانہ ہی جسمین مکین ہون میں

ظاہر تن ہین مقیم تو باطن میں ہون روان
دریا ہی یہ زمانہ تو کشتی نشین ہون میں

لیلیٰ کی ساتھ ہوتی ہین مجنون کی تذکری
اللہ ری اتحاد جہان تم وہان ہون میں

بدنام کوئی زمانی میں اس سی نہیں شفیع
تقدیر میری تہ ہی میری کمین ہون میں

بسمل کی ہچکیان ہین کہ میری سوال اسیر
مجروح خنجر لب نان جوین ہون میں

فکر توصیف دہان مین شعرا رہتی ہین
روز مضمون نئی غیب سی آ رہتی ہین

صورت سبزہ بیگانہ ہین اس باغ میں ہم
سب مین رہتی ہین مگر سب سے جدا رہتی ہین

قطع امید عطا ہی مری مذہب مین گناہ
ہاتھ شل ہوگی ہی مصروف دعا رہتی ہین

صائم الدہر جو ہین انکو ہی کیا فکر معاش
سالہا سال یہ مہمان خدا رہتی ہین

کب توجہ نہین ابروی پرخم کی طرف
روبقبلہ صفت قبلہ نما رہتی ہین

خاک ہوتا ہے رہ عشق مین اکسیر بقا
جو گڑی ہین یہان کچھ دنبا رہتی ہین

تنگ آیا ہوان مین افلاس مین مہمانون سے
استخوان تن مین نہین گرد ہما رہتی ہین

منزل ہستی سی ہر دم ہین یہ آمادہ کوچ
کان اپنی طرف بانگ درا رہتی ہین

خون پیا داغ سہی صبر کیا کچھ نہ کھا
خوش نہین ہمسی جو اب بھی خفا رہتی ہین

کذب دعوی نہیں حال سے تو ہی بلبل
جتنی ناقص ہین وہ انگشت نما رہتی ہین

ہر شب ہجر گذرتا ہون مین مر کی سحر
روز ہنگامی قیامت کی بپا رہتی ہین

بت ہین [illegible] تو ہون ہمسی [illegible] اتقدر توخوش
بتکدہ و ترک کیا کعبی مین جارہتی ہین

اہی احول [illegible] کرم اونپہ جو تحت [illegible] نفور
لی خبر اونکی جو جینی [illegible] خقار [illegible] ہتی ہین

ونشین محمل پہ امیرونکے مبارک رہی ہو
نمار زارون مین تہ سے آبلہ پا رہتی ہین

صحبت اہل فنا انکو خوش آتی ہی مگر
گہر جو سگے [illegible] بنا کر نقرا رہتی ہین

آ [illegible] یار کی مشتاق نہین گو [illegible] راہ
منتظر دیدہ [illegible] کہت پا رہتی ہین

چشم [illegible] ہی نہین طالب دیدار تری
کان پہ واون کی بہی مشتاق صدا رہتی ہین

پہ چہتی کیا ہو تپا آئینہ رخسارون کا
دل عاشق مین یہ ارباب صفا رہتی ہین

سیری ڈالی ہین ستون خیر ہی اتنی ورنہ
ہفت افلاک زمین پہ ادہی گر رہتی ہین

چشم انصاف کشادہ ہی ہماری ایسے
گوش دل منتظر دخل بجا رہتی ہین

تعزیہ خانہ ہی کہتی ہین جسی کوچہ عشق
جو یہان آتی ہین مصروف بکا رہتی ہین

واہ کیا صاف طبیعت ہین قدح نوش اسیر
ہم انہین لوگون کی خاک کف پا رہتی ہین

پہنس گئے خط دہن کی چاہ مین
غوطے کہائی آب زیر کاہ مین

کیا کرم ہے ایک ہین اچہی برے
آپ کی سرکار عالیجاہ مین

وہ مسیحا ہو جو کی تمنے نظر
جان ڈالی مرغ بسم اللہ مین

بوریی سے ہاتہ بہر اونچا ہی تخت
فرق کتنا ہی گدا و شاہ مین

ہون وہ منصف توڑ ڈالون اپنی پاوٗن
ہو اگر پامال کا نہ [illegible] راہ مین

حاجیو ذکر سرو قد کی یاد ہے
رکن اعظم حج بیت اللہ مین

ساتہ ہین عاشق ہزارون سنگ سر
آتی ہین کہ کے [illegible] علم ورگاہ مین

بند کر کے آنکھہ چل سوی عدم
ہے کہین تبخانہ اونچا راہ مین

عشق لایا آنسوؤن کو سوے چشم
کاٹ کر دریا گرایا چاہ مین

سب کہین جلتا ہون پر اتنا تو بتا
میکدہ کوئی ہے زاہد راہ مین

اہل حق ہی ہین یہان پست و بلند
چرخ پر عیسے ہین یوسف چاہ مین

ای فلک دے قبر تو ہمکو وسیع
عمر گذری خانہ کوتاہ مین

اب تو ہی روپوش وہ خورشید رو
دیکھیے آئی نظر کس ماہ مین

دل جلائے کیون نہ وہ چاہ ذقن
معدن گوگرد ہے اس چاہ مین

طرفہ عریانی مین پایا ہی لباس
تن چہپا رہتا ہے گرد راہ مین

منہ چڑہی گا کیا رقیب حیلہ جو
شیر کی جرات ہی کب روباہ مین

مہربان وہ بت ہوا ہمپر اسیر
شکر ہے اللہ کے درگاہ مین

لگی نہ ہاتہ جو اوسکی کمر تو عیب نہین
ہماری قبضہ قدرت مین دست غیب نہین

مقام فکر ہی نیرنگئی ریاض جہان
وہ کون غنچہ گل ہی جو سر بجیب نہین

وہ بت ہی صاف کہ ہمسی خفا خدا جانے
بجز خدا کوئی دانای حال غیب نہین

جری کو جامہ میسر اگر نہین تو نہو
برہنگی پی شمشیر کوئی عیب نہین

ہماری دل کو مصائب کی تاب ہو کیونکر
جناب شیث نہین حضرت شعیب نہین

دکھا رہا ہی مجہی دل وہ باغ یکرنگی
جہان بہار شباب و خزان شیب نہین

ہی ایک شکل بد و نیک دوست دشمن سے
وہ ائینہ ہی یہ دل جسمین کچہ ریب نہین

تمہارا سینہ ہی یا تختہ بہشت برین
در بہشت برین ہی یہ چاک جیب نہین

[illegible] ہی آج گرم سخن
سنین وہ جسکو یقین صدای غیب نہین

[illegible] ہوت فی لباس کی لیتی
کہ آستین نہین وہ من نہین ہے [illegible] نہین

[illegible] ہی اس چمن مین بہی
پہٹی لباس پہ خندان ہین گل تو عیب نہین

[illegible] رہی عرق ریزی
ہنر ہتاین کوئی آتا نہین تو [illegible]

اسیر رفعت معنی اگر نہین تو نہو
ردیف سست نہین قافیون مین عیب نہین

[illegible] لاکہ شب ہجر مین یہان آئین
تنکا ہتین نہ کبہی اوس سی درمیان آئین

[illegible] آہین یقین نہین آتا
کہ رگ کی دل سی کئی جاپہ تا زبان آئین

[illegible] عشق کو ایسا خیال وصل رہا
تپین جو ہجر مین آئین تو تو یہان آئین

[illegible] دل گیا جنون مین کام آئی
کہ کوہ قاف سی پریان کشان کشان آئین

[illegible] حورون نے اوسکی حسن کی
خدا سے اذن لیا [illegible] آئین

[illegible] گیسو مین جب کبہی نالے
کبہی [illegible] سیاہ [illegible] آئین

[illegible] کس ست کی شیشہ [illegible]
کہ بلبلون کیطرح انکو ہچکیان آئین

[illegible] کوئی تازہ یہ ترسہی بلبل کو
چمن کا رہ زبد لتا ہی باغبان آئین

[illegible] آئی بجلی بہائی اشک نی سیل
جہان گیا مین نئی آفتین وہان آئین

[illegible] زندان مین سیری قید کو طول
بلا مین طوق [illegible] بیڑیان آئین

[illegible] دل نازک کلام واعظ سے
عجیب [illegible] مہمان آئین

[illegible] ماہی بی آب اوسکا دل تڑپا
[illegible] بجلیان آئین

[illegible] جو کام جو انکی پیسر کیا ہمکن
کہ دست [illegible] آئین

اسیر آج ہے بہر عیش باغ کا میلا
چلو چلو کہ حسینون کی ڈولیان آئین

کریں اشعار موزون اسکی وصف قد موزون میں
بلندی شاعروں کو ہو اگر [illegible]

پھنسا ہی دل مرا جا کر اسیکی زلف شبگون میں
جنون کی جوش نی زنجیر ڈالی پاے [illegible] مین

پھرا ہون جا بجا وحشت مین ہون گو [illegible]
رہا ہون اشتیاق صحبت [illegible] مین

سواد فہم کا پردہ پڑا ہی چشم حاسد پر
کر لگا مو شگافی کیا مری جو کی مضمون مین

ترے خال رخ گلرنگ سی تشبیہ دی ہمنے
زیادہ کسطرح نشہ ہو لالی کی افیون مین

[illegible] ہیں چشم زر بیفائدہ ممسک
عبث کرتی ہین اپنی گنج داخل گنج قارون مین

[illegible] جنون [illegible] ہی بشر سر ہی فقط ابدا
ندیکھی ایکدن زنجیر پائی بید مجنون مین

اگر گلشن مین جاؤ اونکی قد سے ہو [illegible]
ہوا قمری کو سکتا سرو کی مصرع موزون مین

دکھا دو اپنی ظرف کی ای پری کشتو [illegible]
پیو پھر بھر کی می پیمانہ خورشید گردون مین

تجلی [illegible] مین کی ہو تو رنگ اڑ جاوے
نزاکت سی نزاکت ہی مری گلہای مضمون مین

[illegible] جانان کے کیونکر دین کسی ہو کو نسبت ہم
تفاوت ہی اگا و زمین شیر گردون مین

یہ انکھیں [illegible] سی ہی ہیں لب نہیں ہیں نام کو [illegible]
نیا دیکھو تماشا اوڑ رہی ہی خاک جیحون مین

مکان یاد تھی جتنی ہوئی ہوگی مکان آخر
نہ کوئی طاق کسری مین ایوان فریدون مین

جنہیں اہل [illegible] مین سب بات کو انجم سمجھتی ہین
یہ رخنی میری تیرہ سی ہیں سقف گردون مین

حنا گلزار سی منگوا کی بیسوا سی کیا حاصل
ڈبولی اونگلیونکو اپنی قاتل مری خون مین

مقام عافیت پایا جو ہم مین بیٹھہ رہنی سے
یہ تیری فیض سی تھی فقط عقل فلاطون مین

درازی اپنی دکھلائی یہ کسکی دست وحشت نے
کہ جاؤن [illegible] چاک [illegible] مین

اسیر امید عشرت آسمان سے سخت بیجا ہے
فقط یارونکو دیکھو کہان مے جام واژون مین

کوئی میخانہ ایسا ہے کہان اس دور گردون مین
بھرا ہے بادہ مستی تمہاری چشم میگون مین

خمار آلودہ ہون کیونکر نہ کشش ربع مسکون مین
شراب عیش اے ساقی نہین مینائے گردون مین

ہماری خون نے کیا رنگ مقتل مین دکھایا ہے
کہ عالم شاخ مرجان کا ہے اوسکی تیغ پرخون مین

عنایت کوئی کر مینا سے مے ہمکو بھی اے ساقی
خم و پیمانہ ہین قانون جمشید و فلاطون مین

ترقی تجکو ہر دم ہے وہ ہر روز ایک صورت پر
مقابل مہر کیا ہو تجھسے حسن روز افزون مین

بجائے دل نے نی لیکن پہنچا اوسکی گیسو تک
یہ افعی ہاتھ آتا کچھ اثر ہوتا جو افسون مین

کیا گردون نے میری اختر طالع کو پست ایسا
ہوا اک اور در ہم جا کے داخل گنج قارون مین

کلام اللہ شاہد ہے کہ قدر نظم بالا ہے
تردد کیا ہے بسم اللہ کی مصرع موزون مین

کسی دل مین اثر پیدا کرے تو ہم گدا جانین
تکلف کیا عمل پائے جو سلطان [illegible] مین

زمین دشت دریا ہے یہ مجھ وحشی کی رونے سے
کہ جادے جو دریا بنکے چل نکلی ہے ہامون مین

نہین بے لخت دل آنکھونسے جو آنسو نکلتے ہین
کئی یاقوت بھی شامل ہین سلک در مکنون مین

تصور اوس کمر کا بسکہ وقت فکر باندھا ہے
زیادہ بال سے باریکیان ہین میری مضمون مین

چڑھے ہین اے چرخ قبر کوہکن پر سبزہ شیرین
مناسبت ہے مجنون سے ہی ظل بید مجنون مین

روانی دیکھ تو خون سر فرہاد کی شیرین
یہ سرعت اور یہ گرمی کہان خسرو کی گلگون مین

گدا سلطان ہوئے دنیا مین کیونکر اوسکی سایہ سے
ہمارا رہتا ہے تیری سایہ یہ بخت ہمایون مین

عجب کیا ہے اگر پہنچا ہے دامن مشتعل آتش
جلن ہے بڑھ کے جگر سے ہر قطرہ خون مین

ہنسی کیا کیا سمجھکر اوسکو کشت زعفران لیلے
ہمارا رنگ رخ ہو صرف اگر تصویر مجنون مین

نہ کیونکر شاد ہو باریکی مضمون سے دل میرا
سمائیگا مرا مضمون چشم ذرہ مضمون مین

کیا تیری قد موزونکی نے اوسکو ناموزون
نکالین نہی شاخین ہوگی مصرع موزون مین

سر مو لکھہ سکے کوئی اسیر اسکو یہ کیا ممکن
سیہ تختی کی تختی ہو تن وصف لف شبگون مین

امید وصل سے ہے دل ہجر مین ہلاک نہین
بہت قریب ہی عیسی اجل ہی باک نہین

بشر نہین جسے اندیشہ ہلاک نہین
وہ کون خاک ہی جسکا مآل خاک نہین

وہ کون مست ہی کلفت سے جو ہلاک نہین
سوای دُرد خم آسمان مین خاک نہین

کمال آج حسینونکی سرخ سرخ ہین ہاتہ
مری لہو کا تو مہندی مین اشتراک نہین

خیال وصل حسینون سے اور دست تہی
خرید جنس کا سودا اگرہ مین خاک نہین

یقین نہین ہی تری زہد کا ہمین زاہد
قسم تو کہا کہ تجہی دختِ رز کی تاک نہین

بری گناہ سے کیونکر رہین یہ دولتمند
شراب خانہ مین دامن کسی کا پاک نہین

جو تب بہی آئی عیادت کی ہی امید کسی
ہماری اونکی وہ اگلا سا اب تپاک نہین

نگاہ بہر کی اوسے کوئی آنکہ کیا دیکہے
کہ آفتاب ہی وہ روی تابناک نہین

فدا ہین اوسپہ سب اہل مشرق اہل فلک
کہ ہر کو غلغلہ روحنا فداک نہین

علی کا نام ہی سلمان صفت جو ورد زبان
وہان شیر مین بہی ہشت ہلاک نہین

ہین ایک دیدہ مادر مین طفل خرد و بزرگ
گدا و شاہ مین کچہ فرق زیر خاک نہین

عجب نہین ہی گنہگار آدمی ہین اگر
یہان تو آکی فرشتے خطا سے پاک نہین

صفائی ساعد سیمین کو کیا کوئی دیکہے
کہ آستین مین تری پیرہن کی چاک نہین

فلک سے ہی ہین ستارونکی سیکڑون انگور
سپہر کیا ہے اگر دار بست تاک نہین

جدا جو ہم سے ہوئے عاشق ابھی فنا ہو جائین
بجوہر کا یہ دوام ہین انفکاک نہین

پہ ایسا ہی فلک کیا سمجھ کی سر میرا
ہنوز نہین ہی بگولا شہین جو چاک نہین

وہی نہ سامنی فرعون کی کبھی موسے
خدا ہی پاک ہی یکو کسی کی باک نہین

نہ رو کر لیا سب نے بجہانہ سوا ہوا او
کھلی ہی راہ کسی وقت بند ڈاک نہین

پڑی سواری شاہ جنون بنی ہی سڑک
عبث اسیر گریبان مین اپنی چاک نہین

کام ہم سے نکلی ہے ارباب نظر کرتی ہین
دیکھ لیتی ہین جو آہن تو زر کرتی ہین

ولی فرقت مین اک شام سحر کرتی ہین
زندگی عین تلاطم مین بسر کرتی ہین

اشک موقوف ہوئی دیدہ تر کرتی ہین
گنگی تاری شب وقت مین سحر کرتی ہین

یاد ہمہ وہین دان اشک اگر کرتی ہین
دامن تیغ کو لبریز گہر کرتی ہین

پہ دو شنا سی نہین کام کہ ہین پچھتے
ایک کملی مین ہم اوقات بسر کرتی ہین

منزل پہ ہر نہین ہمسفر و جای قیام
تم چلو یا نچلو ہم تو سفر کرتی ہین

چشم عبرت ہو تو مردی نہین کم واعظ سی
مرگ اک دن ہی یہ زندو نکو خبر کرتی ہین

کچھ نہ کہاتی ہین پیتی ہین تمہاری عاشق
ہجر مین کام فرشتون کا بشر کرتی ہین

ہی یہان جای غذا خال رخ یار کی یاد
ایک دانی پہ ہم اوقات بسر کرتی ہین

دیکھنا غیر کا کیا کہ ہم اونکی ڈر سے
چھپکے نظارۂ خورشید و قمر کرتی ہین

بسکہ اخفای محبت ہی ہمین مد نظر
اپنی دل سی ہی نہان داغ جگر کرتی ہین

نور وحدت سے ہمین جیسی آنکھین روشن
تو ہی آتا ہی نظر جسکو نظر کرتی ہین

ہی بجا ہم جو سخت اگر تمکو کہین
سب جو خاموش ہین اللہ کا ذکر کرتی ہین

راہبر دونون ہین زہاد ہون یا تیرہ و تار
یہ تری کاکل تو وہ نشکی کا سفر کرتی ہین

دل ہمارا نہ بچی تو عجب کیا ہی مزہ
یہ وہ بالی ہین کہ پتھر مین اثر کرتی ہین

حرف زر کرتی ہین تعمیر عمارت ہستی کو
اونسی پوچھو کہ کسی دل مین جو گھر کرتی ہین

کم یہ کاغذ ہو کبھی فرشتی نہین ہرکارہ ہی
میری احوال کی روز اوسکو خبر کرتی ہین

استخوان پسکی جو سرمہ ہون ہون کیا پروا
پھر گئی آنکھ اودھر جب وہ نظر کرتی ہین

کام کیا تنگی عالم سی فقیرون کو ترک
جو پری ہین ہی فراعت سی بسر کرتی ہین

پیچ و تاب دل عشاق تماشا ہی اسیر
یہ کبوتر وہ نہین ہین جو کمر کرتے ہین

اعضای بدن یہ ٹوٹی ہین
گویا کہ تیغی چھوٹے ہین

می کھچتی ہی خوشے ٹوٹتی ہین
توبہ کی نصیب پھوٹتی ہین

لکھتا ہون جو خط مین حال گریہ
قرطاس پہ حرف پھوٹتی ہین

ہوتی ہین سبک جو ہین گرانبار
رہزن بہی ثواب لوٹتی ہین

ہوتی ہین جو میری پاؤن زخمی
کانٹون کی پھپھولے پھوٹتی ہین

رندونکو ہی شغل دزدی می
میخانونکی قفل ٹوٹتی ہین

ہی حوض یہ چشم دل خمخانہ
فوارے مژہ کی چھوٹتی ہین

مردون کی لحد پہ چل کی معرو.
مزدور ہین کو ٹتی کوٹتی مین

تا چند یہ صحبت تن و جان
جگ ایسی ہزارون ٹوٹتی ہین

وہ وادی عشق ہے کہ جسمین
جی شیر دلون کے چھوٹتی ہین

صدا دینہا کے مجکو زنجیر
کیون آہن سرد کوٹتی ہین

دنیا مین لٹا کی ہم گھر اپنا
عقبی کا ثواب لوٹتی ہین

ہم دام اجل مین ہو گئے ہین صید
احباب اسیر چھوٹتی ہین

کچھ جدا نور علی و احمد مرسل نہین
ایک کو دو کس طرح سمجھون کہ مین احول نہین

دیکھ ای دل مطلع کونین ہی کیسا دو لخت
مصرع ثانی سی ربط مصرع اول نہین

شعر پڑھ کر اشک افشان کس لیے ہین اہل درد
میرا دیوان ہی ابو مخنف کا یہ مقتل نہین

ہجر ساقی مین مجھی کیونکر نہو خوف ہلاک
اژدہا کہ مار سے آیا سیہ بادل نہین

ہر رخ خال کی نقطون کا ہی لکھا ہون صفت
صورت فیضی مری تفسیر کچھ مہمل نہین

مین یہ سمجھا روشنی مین شب کو نکلا جو اسیر
غول مشعلچی چراغ غول ہی مشعل نہین

پستی طالع یہ میری رو رہا ہی اسقدر
بحر تقویم منجم نہر ہی جدول نہین

کاٹ ڈالون سر کہ ہو مطلق زوال درد
درد سر کیو اسطے درد سر صندل نہین

ہجر کی شب میری آنکھو سے تھے آنسو مین رواں
مشک پانی سی بھری ہی تکیہ مخمل نہین

تیری تیغ امتحان کی کون کہا سکتا ہی زخم
مرد اس میدان کا جب جوہر اول نہین

ہی جو معشوق اسکو ہی عاشق کی صحبت اگر نہ
میہمان جاتا ہی وہ کس کی گھر مین کبھی بادل نہین

دشت غربت مین جو ہی اہل وطن کا ہی خیال
ساتھ میری آدمی کا کس جگہ جنگل نہین

داغ دل موجود ہی نان سفر درکار کیا
پاؤن مین چھالا ہی یا نیکی اگر چھاگل نہین

بادہ نوشی مین کیون مجھی عوت مین کسی کا ہی مطلب
گھر مین قاضی کی تو می کی ایک بھی بوتل نہین

ثابت اتممت علیکم نعمتی سی ای اسیر
غیر علی کوئی وزیر احمد مرسل نہین

کون جانے حسب و نسب ہی جب یہ عقدہ حل نہین
جسکا ثانی ہو خدا کی ذات وہ اول نہین

کب تہا وہ کب نہ ہی احکم و اعدل نہین
آخر آخر ہی نہین یا اول اول نہین

غیر کا احسان اوٹہاتی ہین کوئی اہل صفا
دل وہ آئینہ ہی جسکو بار احسان متحمل نہین

نالی کرتا ہون نہین ہی نام کو آنکھون مین نم
ہی عجب بجلی چمکتی ہے مگر بادل نہین

انقلاب دہر ظاہر ہی عیان تغیر حال
آج جو ہی کل نہ تہا جو آج ہی وہ کل نہین

چہرۂ روشن چہپاتی ہو عبث دامن سی تم
شمع ہی فانوس مین پر آنکھ سی اوجہل نہین

گہر پہ آ آکر ستاتی ہین مجہے کیون آشنا
بہاگ جاونگا مین وحشی دور کچہ جنگل نہین

شرم آتی ہی کسی کا مین نہ ہون پہ جاتا ہون سوار
کون ہی تابوت کی ہمراہ جو پیدل نہین

کیون نہ کپڑی پہاڑ کر راہی ہون صحرا کی طرف
دست و پا میری بہی لیتی جوش وحشت شل نہین

آگیا ہے پردۂ ابر تنک مین آفتاب
رقص مین رخسارۂ محبوب پر آنچل نہین

ہون وہ میکش خم چڑہاؤن تو نہو تسکین دل
باعث سیری یہان مے کی ایک دو بوتل نہین

قوت معنی عیان میری قلم سی ہی رو
شیر سی خالی کبہی یہ کلک کا جنگل نہین

گل گئی بازار مین بلبل گئی سوئی قفس
قصۂ صیاد و گلچین آجتک فیصل نہین

کسکی خوشبو آگئی جسنی معطر کر دیا
عطر دان صحن چمن مین کونسی کونپل نہین

سہل سمجہی ہو ہماری دل جلانی کو عبث
آہ سوزان ہی یہ دود آتش مشتعل نہین

لائی ہی وحشت ہمین کس وادی تاریک مین
منزلون جسجا کہ دست غول مین مشعل نہین

چاہتی ہین جو مزہ دنیا مین نادان ہین اسیر
نخل حنظل ہی یہ شیرین اسمین کوئی پہل نہین

اوسنی پیغام یہ بہیجا ہی کہ ہم آتی ہین
ایسی عالم مین کہ اوٹہتی ہین قدم آتی ہین

کبھی آتی نہین کہتی او نہین ہم آتی ہین
آدمی بہیجتے ہین روز کہ ہم آتی ہین

سرو ہمکاسہ یوسف نظر آتا ہی نہین
آج کسکی سر بازار قدم آتی ہین

ظاہرا کچہ تری بیمار کو تخفیف ہوئی
تپ تو آتی ہی مگر غش وہی کم آتی ہین

وعدۂ قتل مین ہی وعدۂ فردا ہر روز
خوب قاتل تری تلوار کی دم آتی ہین

سر کٹی عاشق شہیدا ہین ہزارون ہمراہ
آج درگاہ مین کسکی یہ علم آتی ہین

بت پرستون سی کہو پوج رہی ہین جسکو
کبھی شکل مین بہی آ رہی یہ صنم آتی ہین

دیکہنی زیست ہی یا مرگ کہ جلاد و مسیح
آج بالین پہ عیادت کو بہم آتی ہین

تم جو آتی ہو تو سب نخل پئی استقبال
بڑہ کی گلزار سی دس بیس قدم آتی ہین

شیخ کعبہ ہی کہ ہر سجدۂ شکرانہ کرون
کہیلنی کو وہ مری سات صنم آتی ہین

کشت سینچی نہ مری جہوم کی آیا سو بار
کتنی چہینٹی تجہی ای ابر کرم آتی ہین

کوئی قاتل سی ہو کیا رجعت قاصد کی امید
پہر کی کب راہی اقلیم عدم آتی ہین

تیغ کہینچو تم اگر اہل عدم دین یہ صدا
اک ذرا اور توقف ابہی ہم آتی ہین

وہ کماندار کری صید تو کیا جرم شتاب
تیر کی زد پہ غزالان حرم آتی ہین

آب کوثر سی بہری جام کری زینت قصر
کہدو رضوان سی کہ مےخوار ہم آتی ہین

خاک پیدا ایسی مضمون ہو بڑہاپی مین اسیر
کہ ثمر نخل کہن سال مین کم آتی ہین

دخت رز مین بہی ہی جو کچہ ہی جنس حور مین
باغ جنت کی ہوا ہی سایۂ انگور مین

ہی بہار تازہ داغون سی دل محرور مین
پہول بنجاتی ہین انگاری بہی تنور مین

کیا حرارت بہر رہی تہین ای جراحت دیکہیہ
شمع کی مانند تہی جل اوٹہی ناسور مین

کس شہ خوبی نی ڈالی ہی عمارت کی بنا
شادیانی بج رہی ہین خانۂ مزدور مین

گفتگو کیا بڑھ کی کرتا ایک ذرہ خاک کا
بولتا تہا حکم تیرا پیکر منصور مین

جو سنی نغمہ اوسی ہو جای ای مطرب جنون
تار ہون میرے گریبان کی اگر طنبور مین

کیا دل پر سوز مین آئی خیال روی یار
کوندتا ہے کوئی جلتی ہوئی تنور مین

رنگ مہندی کا تری گوری ہتیلی مین ہی یون
بادۂ گلرنگ جیسی ساغر بلور مین

اوس رخ روشن کی مضمون کسطرح روشن ہون
نور کا ہر ایک فقرہ ہی دعائی نور مین

موذیونکو پستی قسمت ہی دولت مین نصیب
سیکرون ہین چاہ صحن خانۂ زنبور مین

واہ کیا اللہ نی پھل تیری زخمی کو دیا
ذائقہ انگور کا ہے زخم کی انگور مین

روسیاہی کب تلک یارب مجھی گر رو سپید
صبح کی امید رکھتا ہون شب دیجور مین

ہی فروغ حسن ایسا تو سہو یا چاندنی
جب نکلتی ہین وہ ملجاتا ہی سایہ نور مین

تہی جو قسمت مین گرفتاری وہی باقی رہی
مر گئی پر دل پہنسا زنجیر زلف حور مین

میری زخمونکو جو ای جراح ایذا ہی کمال
نمک کا تہا سیل شاید مرہم کافور مین

لشکر افلاس سے اندیشہ کیا مجکو اسیر
ہون مین ظل رایت شاہ ابو المنصور مین

داغ دل کیا خیال نرگس مخمور مین
آفتاب آئی نپایا سایۂ انگور مین

تل نہین ہین جابجا اوسکی رخ پر نور مین
غسل کو اوتری ہین زنگی چشمۂ کافور مین

دل ہوا مجروح یاد نرگس مخمور مین
پنبۂ مینا کی تہی چاہیئی ناسور مین

جانب جنت چلی ہی روح کس میکش کی آج
دست غلمان مین ہی شیشہ جام دست حور مین

آج کل ہی کچھ نہین مین طالب دیدار حسن
آئینہ تہا دل مرا خلوت سرائی طور مین

ذرے نشان کی ہین یون زلف سیاہ یار مین
جسطرح جگنو چمکتی ہین شب دیجور مین

تم اگر دعوی انا الحق کا کرو حق ہی وہی
جھوٹ کہتا ہون تو مجھ اوٹھون نہ ہب منصور مین

زادۂ موذی سی موذی کو نہین کچھ فائدہ
جلتی ہی کب شمع مومی خانۂ زنبور مین

بام پر چڑھکر دکھایا کسنی جلوہ حسن کا
لوٹتی پھرتی ہی بجلی جلوہ گاہ طور مین

داستان یوسف کی سنتا ہی تو مجھ کہتا ہی وہ شوخ
جی نہین لگتا مرا اس قصۂ مشہور مین

تیری گرمی سی تو ای واعظ کلیجا پک گیا
ذکر دوزخ کیون کیا فردوس کے مذکور مین

گرم بازار حسد کس جا زمانے مین نہین
آگ کی ہستی پہ روٹی جل گیئی تنور مین

جسقدر اندھیر ہو عالم مین خوش ہین بدسرشت
کیسی چورونکی بن آتی ہی شب دیجور مین

طور کو سمجھی ہین بازیگاہ یہ طفلان شوخ
جھولتی ہین ڈال کر جھولا نہال طور مین

ہونگی ہم بیجان جو کوئی دست پہنی گا کفن
جا رہیگی روح اپنی مثل بو کافور مین

نقد جان گنج ہی خدا مالک امانت دار مین
جیسی سلطان کا خزانہ قبضۂ گنجور مین

ہو گئی غافل گر پڑی سی جستونکی طرح
می بھری تھی جای روغن کیا چراغ طور مین

چاندنی مین صفت وتی یار کرتا ہون رقم
باندھتا ہون زلف کی مضمون شب دیجور مین

آبلی ٹوٹینگی دل کی اوسکی شفقت سی اسیر
زہر جسکو اہل بدعت نے دیا انگور مین

کون سنتا ہی عبث کسلیی فریاد کرین
اوسکو ہچکی بھی نہ آئی جسی ہم یاد کرین

ای اجل صبر کر ای تیغ لگی پر رک جا
کوئی دم اور بھی نظارۂ جلاد کرین

طائر رنگ حنا ہون چمن ہستی مین
لال ہو جائین جو ہم صید جو صیاد کرین

الله الله عجب ان سرو قدونکی ہین باغ
سرو [illegible] ہو تو [illegible] آزاد کرین

رکھ زمین پر قدم آہستہ ذرا ای مغرور
مورچی دب کی سلیمان سی نہ فریاد کرین

ہم تو تنگ آکی سوی ملک عدم جاتی ہین
آپ اب اور کسی پر ستم ایجاد کرین

بات بہی اہل وطن نے نہ سفر مین پوچھی
کسکو یارون مین فراموش کسی یاد کرین

کہو عشاق سی ہی وصل حسینون کا محال
ربط حکمت نہین انسان سی پریزاد کرین

جتنی احباب ہماری تھی وہ دنیا سی گئی
ماتم قیس کرین یا غم فرہاد کرین

نیل دو ٹکری ہو نہجای گلستان آتش
کوئی مشکل نہ رہے آپ جو امداد کرین

آرہی ہین جو بہت نیند کی جہونکی شب وصل
سالہا سال کی محنت نہ یہہ برباد کرین

خضر آئین تو بھی راہ بتانے کی لئے
ملے بیچ کوچی وہ جہکاؤن کہ بہت یاد کرین

کرچکین ہین تری دیوانی یہہ زندان مین صلاح
چل کی صحرا مین نیا شہر اک آباد کرین

باغبانون کو ہی کچہہ رحم ہی لازم پس مرگ
دفن قمری کو تہ سایۂ شمشاد کرین

ملک کافر کا گوارا نہین لینا ہمکو
کیا خدا سی طلب گلشن شداد کرین

ہون وہ طائر نہین گلشن مین ٹہکانا میرا
عین احسان ہی مجہی صید جو صیاد کرین

وصل مین خوب تہموشی نہین دم رکتا ہی
کچہہ ہماری نہ سنین آپ ہی ارشاد کرین

چاہئی کہینچین جو شیرین کی مصور تصویر
صرف تصویر مین خون سر فرہاد کرین

قصد گلشن مین یہہ رکہتی ہین تری عاشق قد
خواب آرام تہ سایۂ شمشاد کرین

نظری کرتی ہین کیا شعر یہہ خوش چشم اسیر
چشم بینا ہو تو آنکہون سی ابہی صاد کرین

خواب ہی مین نظر آجای وہ رخسار کہین
یا خدا طالع خوابیدہ ہون بیدار کہین

یار کی ساتہ مین آہستہ چلا اس ڈر سی
گرد رہ اٹہہ کی نہو بیچ مین دیوار کہین

کس طرح تھک کی نہ ھم بیٹھ رہین مسجد مین
ڈھونڈھ مارا نہ ملا تھا نہ خمار کہین

کوچۂ یار مین عشاق کھڑی رہتی ہین
دو کھین تین کھین پانچ کھین چار کھین

عاشق چاہ ذقن وہ تو یہہ وابستۂ زلف
دل ھی محبوس کھین جان گرفتار کھین

یاد ابرو مین ہی کچھہ اور ہی عالم دل کا
سخت مضطر ہی مگر چل گئی تلوار کہین

اوج حاصل ہو جو مفلس کو کری ترک خودی
پاؤن مین چبھتی ہین خار سر دیوار کہین

کشتی عفو کو آنا سے اگر جلد آئی
عرق شرم مین ڈوبین نہ گنہگار کہین

حشر کی روز سحر سی یہہ رہیگا مجھی خوف
یہان بہی آجای نہ فرقت کی شب تار کہین

کوچۂ یار مین مجھہ سی یہہ ادب کا ہی کلام
دیکھہ پامال نہو سایۂ دیوار کہین

نقد جان دیکی ہین موجود خریداری کو
کوئی یوسف نہین بکتا سر بازار کہین

سیر دنیا کی ہی منظور تو ہشیار ای دل
جال ہی جال ہی ہونا نہ گرفتار کہین

بزم جانان مین کسی ڈھن سی مری کی نہ پہچان
دو جو باتین کسی بدگو کی سنین چار کہین

طالب فاتحہ خوانی ہی نہین ہم پس مرگ
خوف ہی یار کی ساتھہ آئین نہ اغیار کہین

حرص کہتی ہی کہ پھرنا ہی زمانہ مین ضرور
ضعف کہتا ہی کہ جانا نہ خبردار کہین

ہین وہ عاشق ہمین کرلیتی ہین معشوق پسند
لائق کار جو ہین رہتی ہین بیکار کہین

گرم بزم شعرا ہو چکی چل جلد اسیر
ایسی جلدی مین کہی جاتی ہین اشعار کہین

ہی وصل گل و بلبل ناشاد چمن مین
درپردہ سے گل چین ہی نہ صیاد چمن مین

دیوانہ کری کیون نہ مجھی سیر گلستان
ہر گل نظر آتا ہی پری زاد چمن مین

معشوق سی بدتر ہی کہین رتبۂ عاشق
قمری کی جگہہ ہی سر شمشاد چمن مین

نہرین کہین لبریز کرا سے گریۂ بلبل	نکہتِ گل و سوسن کی ہین بر باد چمن مین
صیاد کی آتی ہی گری شاخ سی بلبل	کیا جانی پڑی کیسی یہہ افتاد چمن مین
گلگشت کا کیا لطف تری ہجر مین ای گل	نرگس ہی مجھی دیدۂ جیلاد چمن مین
دل سی مری تعلیم لیا کرتی ہین غنچے	کرتی ہین گلستان کا سبق یاد چمن مین
اللہ نے بلبل کو اسیری سے بچایا	دیوانہ ہوا آتی ہی صیاد چمن مین
کیا سرو و صنوبر ہون قد یار سی ہمسر	اصل اسکی نہ کچھ اوسکی ہی بنیاد چمن مین
گل توڑ کی کیون توڑ رہا ہی دل بلبل	گلچین نہ کر ایسا ستم ایجاد چمن مین
شاخون سی جدا گل نہین ہوتی ہین ہوا سے	اوڑتی ہوئی پہرتی ہین پریزاد چمن مین
کچہہ نالۂ بلبل مین قیامت کی ہی گرمی	تپ چڑہتی ہی آتا ہی جو صیاد چمن مین
مستون سی کبھی یہہ نہ کیا پیک صبا نی	آؤ تمہین ساقی کیا یاد چمن مین
بی فکر بھی شاعر سی نکلتی ہین کہین شعر	موزون ہی ہر اک مصرعۂ شمشاد چمن مین
کہدو کہ بہری ایسی دم سرد نہ قمری	سردی سی اگر جائی نہ شمشاد چمن مین

لازم ہے اسیر اب کسی نذا نہین ہی چلئی
خرم ہوئی خاطر ناشاد چمن مین

تاب سخن حضور تبت بیدہان نہین	اوسکا دہن نہین تو ہماری زبان نہین
کچہہ انتہا سی شفقت پیر مغان نہین	تعریف کیا کرین کہ ہماری زبان نہین
راحت نصیب اہل جہان ہوگان نہین	اوسکی طلب ہی ہر مین جسکا نشان نہین
ہر دم ضرور کیا ہی چڑہا تا اوتار نا	سوچو تمہین کہ مین تو بشر ہون کمان نہین
ہر رخنہ جگر مین ہی نور جمال دوست	یوسف نہ جس مین ہو کوئی ایسا کنوان نہین

چھپ ہو شب وصال ہو دن غدا سی ورے
چلا رہا ہی کیون ابھی وقت اذان نہین

کی ہی خدا نے یار کی خلقت برنگ گل
یہہ نرم ہی بدن کہ کہین استخوان نہین

اقرار وصل اگر نہین انکار سے سہی
کچہہ تو کہو زبان مبارک سی ہان نہین

سن لیتی ہین "نکہ" بانگ شکست دل
ایسا زمین سی فاصلۂ آسمان نہین

جبتک کہ ہم جہان مین ہین قائم ہی سب جہان
جب ہم نہین جہان نہین گویا جہان نہین

حاجت روا کو کرتا ہی لاغر یہہ آسمان
کچہہ دست پشت خار مین جز استخوان نہین

دل آب ہوگا اسکو تماشا نجانیے
زخمی بدن مرا چمن ارغوان نہین

دل ہی مرا کہ اس مین ہی پوشیدہ عشق زلف
اک بال آئینہ مین ہی وہ بہی نہان نہین

اللہ کی ہی دین جسی سے کہتے ہین عروج
حاصل ہی پر ملک ہون تو دور آسمان نہین

ہم مست ہی چہپا نہین سکتی ہین انکے عیب
جیسی شراب شیشی کی اندر نہان نہین

کیون کر کہون کہ زخمی تیغ نگاہ ہون
دل مین ہزار زخم ہین تن پر نشان نہین

باز ارشاعری مین یہہ جنس سخن اسیر
ارزان بہت ہی دل پہ کسی کی گران نہین

ہستی تو ہی مگر کہین میرا نشان نہین
بی جسم روح ہون مجہی قید مکان نہین

درکار خشت خم کی سوا نہ دہان نہین
کچہہ سیر میفروش کی اونچی دکان نہین

تنوین کا ہی نون تمہارا دہان نہین
پیدا ہی گفتگو سی نظا ہر نشان نہین

مستونکو کیا ہی جام حیات مین کی احتیاج
کیا ساغر شراب مین سیر جہان نہین

دستیکہ شرمی دہان وکمر چشم غور سے
اسکا پتا نہین ہی تو اوسکا نشان نہین

چہرہ ہی پر اوسکی عارض محبوب ہی خط سیاہ
ظاہر ہی یہہ کہ آتش گل مین دہوان نہین

پروا ہی کسکو ہو جو رخ یار پر نقاب
خورشید چار پردہ و تکین ہی پر نہان نہین

اظہار سب پہ عیسی و ادریس کا ہی حال
ہمت بشر کو شرط ہی دور آسمان نہین

مجبور ہون جو مجھہ سی ہوا افشای راز عشق
یہہ ضعف ہی کہ طاقت ضبط فغان نہین

کیا آسمان اوسکی برابر کری گا ظلم
سب جانتے ہین پیر مین زور جوان نہین

دل کو چہ ذقن مین ہی کب چہوٹنی کی چاہ
یوسف کنوین مین منتظر کاروان نہین

ہی انتخاب مصرعہ گیسو ترا مگر
معنی وہ پیچ کی ہین کہ جسکا بیان نہین

لیکر وہ مہ مرا دل صد چاک کیا کری
روئی قمر کو شوق نقاب کتان نہین

گویا ہی حسن چمن مین تمہارا دہان تنگ
غنچی کی منہ مین غیر خموشی زبان نہین

پابند کب مکان کی ہوتی ہین صاف دل
مرغ نگہ کا دیدہ کو آشیان نہین

ماہ صیام ہی سمجھے ہر ماہ ہجر مین
جز فاقہ میرے گھر مین کوئی میہمان نہین

محفل کو اوسنی آسکے مرقع بنا دیا
تصویر کی طرح کسی قالب مین جان نہین

جاری ہی سوز دل کا وہی فیض بعد مرگ
کس کی [illegible] پہ شمع سر استخوان نہین

دیر و حرم پہ کچہہ نہین موقوف واعظو
دل صاف ہو تو یار کا جلوہ کہان نہین

احباب کی نظر مین سبک ہون تو ہون اسیر
کرتا ہون شکر دل پہ کسی کی گران نہین

بیمار ہون عشق کے سفر مین
توشہ مرا درد ہے کمر مین

لذت سے ہے جو اپنے شعر تر مین
ہوتا ہے مزہ یہہ کس شکر مین

اک دم سے ہے سو آئی یا نہ آئی
غل یہہ ہے کہ کچہہ [illegible] بشر مین

مسجد مین سے گئے وہ بال کھولے
اندھیر گیا خدا کے گھر مین

دیوانہ ہے اوسکے قد کا شاید
ہین طوق گلو سے نیشکر مین

دانتون کی چمک سے مجکو مارا
کیا تیغ کی آب تہی گہر مین

احسان کسی کا لون نہ سر پر
ٹہرون نہ مین سایہ شجر مین

سوزش سے یہی تو شمع آسا
ہے عمر تمام رات بہر مین

کیونکر ہو یقین حشر واعظ
ہے صدق بہی کذب بہی خبر مین

اوڑ جاؤن مع قفس سوئی باغ
طاقت یہہ کہان ہے بال و پر مین

خاتم مین جڑی وہ مہروش کیا
وہ بہا ہے نگینہ قمر مین

یارب کوئی حور قبر مین بہیج
لگتا نہین جی اکیلے گہر مین

جز سیب ذقن کہے وہ نایاب
ہوتا نہین تخم کس ثمر مین

لالی مین وہ ہے نہ ماہ مین ہے
جو داغ کہ ہے مرے جگر مین

افسانہ عشق کوندے طول
ہوتا ہے اسیر دردسر مین

فکر انجام جہان گذران رکھتے ہین
نام رکھتی مین ہم اونکو جو نشان رکھتی ہین

ہجر مین وصل کا اتنا تو نشان رکھتی ہین
تنگ مثل دہن تنگ مکان رکھتے ہین

کوہ غم اور ضعیفوں سی جا نہین اٹھوا
ای فلک ہم تو ابہی تاب و توان رکھتی ہین

ساتنہ خست کی ہین نافہم یہی یہ صاحب بخل
گنج کچہ عیب نہین جسکو نہان رکھتی ہین

بہوک کیون کہوئین نہ دیدار کہا کرتے حسین
پاس ابرو سی ہلال رمضان رکھتی ہین

جلوہ دوست مناسب دل صدچاک مین ہے
قابل پوشش حتاب کتان رکھتی ہین

دی دوا کی لئی خاک قدم ای شیخ مسیح
پہول نرگس کی چمن مین یرقان رکھتی ہین

ڈر گئی ہین مری نالون سے موذن ایسے
انگلیان کانون مین ہنگام اذان رکھتی ہین

ہونگی محتاج وہ دو ہاتھ زمین کی پس مرگ
سیکڑون ملک مین عصمی جو مکان رکھتی ہین

بوسہ اوس چشم کا لی کوئی یہہ کیسکا ہی جگر
موئی مژگان خاش نوک سنان رکھتی ہین

دیکھتی ہین مرا احوال نکرتی ہین وہ بات
آنکھہ نرگس کی تو غنچی کا دہان رکھتی ہین

دختر رز کو بھی جو لوٹن ہی لگاتی نہین منہ
رند پاس ادب پیر مغان رکھتے ہین

وصف کس منہ سی کرین اوس مژہ ابرو کا
لب شمشیر نہ خنجر کی زبان رکھتی ہین

وصف زیبا ہی تری چاہ ذقن کا ہمکو
صاف دہوئی ہوئی کوثر سی زبان رکھتی ہین

رہ گیا اپنا تن زار جوانی ترسے
باغ سی ہم یہہ پر کاہ نشان رکھتی ہین

ہین اگر الفت ظاہر کی طلبگار حبیب
ہم بھی اک یار فروشی کی دکان رکھتی ہین

کتنا پوشیدہ جلاتی ہی تپ عشق ہمین
نہ شرارہ نہ حرارت نہ دہوان رکھتی ہین

دشت وحشت مین کسی چشم کا ایسا ہی اثر
سجدی کرتا ہون ہرن پاون جہان رکھتی ہین

کاش کہاتی ہین جو موذی کبہی کرتی ہی ہین بات
ہو کی انسان یہہ افعی کی زبان رکھتی ہین

وصل مین ہجر کا کھٹکا نہین ہوتا موقوف
جب بہار آتی ہی ہم خوف خزان رکھتی ہین

عیب مین عیب سمجھتی ہین ہنر کو بھی اسیر
آگ کا نام یہ نافہم دہوان رکھتی ہین

کوئی مزہ وہ زیر فلک چاہتا نہین
زخمون کی واسطے جو نمک چاہتا نہین

دل ہو کسی کا صاف فلک چاہتا نہین
بد شکل آئنہ کے چمک چاہتا نہین

ایسی ہی عالم اتنو زمانی مین طرز بخل
ذرون کی آفتاب چمک چاہتا نہین

دیتا تو وہ بوسہ لب شیرین مجہی ضرور
لیکن رقیب کور نمک چاہتا نہین

نقاش سے کہو مرا سادہ مزاج ہے
تصویر میں بھی نوک پلک چاہتا نہیں

نادان ہیں کر رہی ہیں تقاضا جو مال کا
اہل زمین کا کچھ یہہ فلک چاہتا نہیں

آبحیات خضر کی مانند کیون پیون
مین طول عمر حشر تلک چاہتا نہیں

تا کوئی یار نامہ پہنچ جاے یا خدا
قاصد کی بھی تلاش ملک چاہتا نہیں

کیا تل قریب مطلع ابرو ہی یار ہو
مضمون تازہ نقطہ شک چاہتا نہیں

ساقی وہ بادہ کش ہون کہ عالی مرا ہی ظرف
مینا کی بھی شراب فلک چاہتا نہیں

کیا کام امتحان سی ہی کامل عیار کو
زر ہے سخن مگر یہہ محک چاہتا نہیں

تنہا یہہ دل گیا صف مژگان کی سامنے
جو ہی جری کسی سی کمک چاہتا نہیں

کیونکر میں عشق میں نکرون ضبط آہ و اشک
ویرانی سما و سمک چاہتا نہیں

آنکھیں جو کہا کہ بوسہ خرمای لب ندو
پیکر شراب کو میں گزک چاہتا نہیں

احسان مرد کا ہی گوارا اسیر کو
جز مرتضی کسی سی کمک چاہتا نہیں

چند روزہ ہی فقط روح تن انسان میں
قید یوسف نہیں رہتی کا ہے تک زندان میں

مجھسا دیوانہ کہان ہی چمن امکان میں
تحت پریون کی اوترتی ہیں نئی زندان میں

ہجو ہو غیر کی کیونکر نہ مری دیوان میں
تا لبت پہ جو خدا لعن کری قران میں

کہو بالین پہ دم نزع نہ رو بیٹھیں احباب
شاق ہوتا ہی مسافر کو سفر باران میں

اے فلک یوسف یعقوب زلیخا کو ملی
دھوم ہو مصر میں کہرام پڑے کنعان میں

کی کمی عالم وحشت میں نہ طاقت نی کہان
ہاتھ جب تا جو گریبان سی پہنچا دامان میں

پہ وہ اوج کہ ضعف ملی [illegible]
تیغ کی طرح نکل آئی کبھی میدان میں

کیا ہم گریہ بند ہین ہمسی مضامین باندھ
قائل آورد کی نہین وحشت کی بیابان مین

غیر ممکن ہی کہ اک روز نہ پیدا ہو فساد
جا اضداد کا مجمع ہی تن انسان مین

سچ ہی کوئی نہین ہوتا ہی مصیبت مین شریک
نیند کیا موت بھی آئی نہ شب ہجران مین

رہی نیہ منظور نظر راز جنون کا اخفا
بیڑیان غل نہین کرتی ہین مری زندان مین

نہ رہی نار و جنان مین مری نسبی نقیض
ہاتھ مالک کا دیا مینی کف رضوان مین

گرمی داغ مٹی بعد فنا تو یارب
دھوپ کھلتی ہی مسافر کو بہت میدان مین

شعر مہمل جو پڑھین وہ تو ہون معنی پیدا
معجز لب سی پڑی جان تن بیجان مین

کہتی ہین چہرۂ محبوب پہ خط نکلا ہے
نامہ لکھین گی اب اوسکو تو خط ریحان مین

چشم ترنی تری چہری کا تصور کرکے
پھر دکہئی ہین گل خورشید مری دامان مین

قتل ہو خلق جو پیراہن قاتل آو تری
تیغ عریان کی ہین جوہر بدن عریان مین

باندھی ہین ابروی جانان کی جو مضمون مینی
خانۂ کعبہ ہی ہر بیت مری دیوان مین

ہجر معشوق مین کیونکر نہو بیحس عاشق
تن ہی مٹی جو نہو روح تن انسان مین

پھر بھی عورت کو بھی وہ عیب کی صورت سمجھا
ضعف سی مین نہ سمایا نظر جہان مین

نظر آتی نہین یہہ دیدۂ حاسد کو کبھی
کتنی باریک مضامین ہین مری دیوان مین

جسم بیحس کو مری دیکھہ کی اشکون مین اسیر
لوگ کرتی ہین مسافر کا گمان باران مین

خط نمودار ہوا وصل کی باتین اٹھگین
جنکا اندیشہ تہا منہ پہ وہی باتین آئین

کبھی شادی کی نہ شادی ہو ارنجکا سنج
مژدہ ہی نکل مری گہر سی نہ براتین آئین

فاش پردہ تری ہاتھو ہشی رخنۂ کا
رخنۂ گرد چشم سی کیا تنگ تھا تین آئین

فرقت گیسوی عنبر رنگ مین کیا جی اولجھا
کالی کالی جو نظر ہجر کی راتین آئین

کیا تکلف تھی جو مکتب مین وہ لکھنے بیٹھی
تختۂ سونیکی تو چاندی کی دواتین آئین

ان حسینون نی سبب حج جو کی دولت حسن
حورین فردوس سی لینی کو زکاتین آئین

دل پہ داغ نی دکھلا دیئی ایام بہار
آنکھین روتی لگین برسات کی راتین آئین

رکھ کی ادرون پہ برا مجھکو کہا کرتی ہو
گالیان دینی کی اچھی تمہین گھاتین آئین

گردش بخت موافق ہوئی صد شکر اسیر
ہجر کی روز گئی وصل کی راتین آئین

چھپائی دلمین اوس پردہ نشین کی آرزو برسون
یہ وہ غنچہ ہی سربستہ نہ پہونچی جسکی بو برسون

یہ سیکھی ہین لگاوٹ جنکو ہمنی [illegible]
سیئی ہی ہاتھ باندھی جب ہماری روبرو برسون

نکالی ہاتھ نی کب شب مثل شمع کی غفلت مین گرمی
عرق بنکر مری چہرہ سی ٹپکی آبرو برسون

خجل کی تیری خنجر نی دہ تیری تیز نی پوچھا
چھپی ہون دلی مرا تڑپا رہا در دگلو برسون

ہمین تنہا و رندون پر جواب آو نکلی اوٹھانی کی
رہی ہین پائی سند بیعت مست سبو برسون

اجل سر پر ہی جب تلک خانہ ہی مخلوقی ہی
دماغ ہیچ مین رہنی کو آیا ہون تو برسون

ملا ہی تب نیا مضمون تری دست حنائی کا
کیا ہی دل کو جب اس فکر مین ہمنی لہو برسون

زلیخا کی جہان تیرا ستم مشہور عالم ہی
رہا زندان مین یوسف سا سفید خو برو برسون

ہوا حل مسئلہ اوسکی دہان تنگ کا کبھ دن
رہی باہم زبان دانون مین اسکی گفتگو برسون

[illegible] ہاتھ آئی کہ مستی مین گرے [illegible]
نگاکر شست ہی ہم کتنا [illegible] برسون

کفن مین عطر اگر ملی [illegible]
[illegible] برسون

[illegible]
[illegible] برسون

رہا باقی عبادت مین علاقہ خاکساری کا
تیمم سی نماز پڑھ لین ادا جانکی وضو پر ہون

اوٹھاہی کب قدم سی سر اروزی تھیا مین
رہا ہی حلقہ زنجیر با طوق گلو پر ہون

ریاضت چاہتا ہی تو مشقت بہی گوارا کر
گدا کی بہیس مین سلطان پہرتا ہی کہ چو پر ہون

قوی سی زیر کو آتی ہی آفت ناتوانون پر
لحد مین جلد گل جاتا ہی تن ہستی مین جو پر ہون

بشادل می کسی ساعت نہ اوسکا نقش یکتائی
کیا ہی گوشۂ عزلت مین ہمنی فکر ہو پر ہون

نہ گہبرا نزع مین ای دل علی آتی ہین بالین پر
یہہ وہ ہنگام ہی جسکی دعا کرتا تہا تو برسون

تری وحشت ہی وحشت مین ہمکو ایک ٹک
گریبان پہاڑ کر دامن کیا ہمنی رفو برسون

بڑہا ہی قدر میخانی کی ساقی جوش مستی مین
کنیں کعبہ سمجہ کر ہمنی سجدی جار سو برسون

تری خاک قدم کی کب او نہین اکسیر تہہ آئی
مری عشاق کو مثل ہوس جستجو برسون

اسیر اوس کا لب جانبخش مانع تہا یہہ کیا کرتا
رہی دلکو مری تدبیر مرگ آرزو برسون

تری کمر سی سوا زار و ناتوان ہون مین
فقط ہی نام کو ہستی مری گمان ہون مین

خدا کری کہ تری تیغ کا بنون جو رنگ
خدا کری کہ تری تیر کا نشان ہون مین

یہہ کسکی نقش قدم سی ملا ہی تاج شرف
زمین پکار رہی ہی کہ آسمان ہون مین

تمام شہر مین ہا ربسی تیر خنجر حسن
شہید شعل تمنا کہان کہان ہون مین

اگرچہ جسم کیا قیمہ قیمہ قاتل نی
ہنوز قطعۂ شمشیر امتحان ہون مین

خدا ہی ذرہ تری چہپر چہپرا ہی صیاد
کہ ایک مشت پر و مشت استخوان ہون مین

نہ تاب جنبش پر ضعف سی نہ طاقت آہ
قفس مین بہی پہنسکی گرفتار آشیان ہون مین

نہیں ہی بزم جہان مین مرا کوئی پرسان
دلیل صحبت ناخواندہ میہمان ہون مین

کرون نگاہ توجہ تو ہے ضرر میرا — کہ زال بیوہ دنیا سی نوجوان ہوتا مین

اوسی جواب سی نفرت مجھی سوال سی ننگ — وہ بید ہون ہی خموشی سی بیزبان ہون مین

بجا سنا مجھی صیاد ننگ دام و قفس — کہ فخترہ زمزمہ سنجان بوستان ہوتا مین

ہزار زاغ مری گرد ہین ہمارا ہما — عزیز خلق ہون گوشت استخوان ہوتا مین

عدو ہی خلق خدا ہی جو کاٹتا ہی مجھی — کہ نخل سبز سر راہ بوستان ہون مین

غضب ہی دل کی تکبر سی چاہتا ہی ترچھے — کہ مثل طاعت ابلیس رائگان ہون مین

نہو جو میری تباہی کہ اس گلستان مین — برنگ طائر گم کردہ آشیان ہون مین

قفس بہت ہی نہ ٹھکانہ مرا نہ گلشن مین — وبال خاطر صیاد و باغبان ہون مین

بقا تجھی کو ہی اے مالک زمین و زمان — نہ جاودان ہی زمانہ نہ جاودان ہون مین

زمین فشارندی صبح ہون گا داخل جلد — بس ایک رات تری گھر مین میہمان ہون مین

یہہ زرد ہو گی رخ اوسکا مرض مین کہتا ہے — بہار حسن پہ تصدق ہی وہ خزان ہون مین

جو شک نجات مین اپنی کرون تو کافر ہون — اگرچہ تیغ معاصی سی خستہ جان ہون مین

علی وسیلہ جنت نبی شفیع امم — خدا کا قول ہی بندون پہ مہربان ہون مین

مآل عشق سی آگاہ دل مرا ہی اسیر
مری کسی پہ جو کوئی تو نوحہ خوان ہون مین

کرے ہی بہمہ مرگ سی پرہیز وہ سقیم نہین — تری مریض کو کچھ حاجت حکیم نہین

خدا کی فضل سی کچھ وحشت جہنم نہین — کہ ذو الفقار علی ہی دل دو نیم نہین

ہزار شکر گدا ہی کی ننگ سی بچتے — ہمارے عہد مین باقی کوئی کریم نہین

لکھا ہی لوح پہ اول قلم نی روز ازل — خدا ہی ہست [illegible] قدیم نہین

دبا دیا مجھی کوہ سیاہ کی نیچی
شب فراق سی کوئی بلا عظیم نہین

قبولِ فیض کی خاطر ہی شرط استعداد
کوئی سہیل سی خوشبو بجز ادیم نہین

اوٹھای رنج تو بڑہ جای آبروی بشر
عزیز خلق کہان گو ہر یتیم نہین

ہزار رنگ جہان خراب کی بدلین
خلل پذیر مری رای مستقیم نہین

ہماری آہ سی افسردہ ہی دل عالم
شگفتہ جس سی ہون غنچی یہ وہ نسیم نہین

ذلیل مجکو نہ سمجھو تمہارا عاشق ہون
جو برق طور نہین تم تو مین کلیم نہین

جہان ہی بزم حسینون کی ہی گذر میرا
وہ کون باغ ہی جس مین کہ مین نسیم نہین

نگاہ کرتی ہین حسرت سی کیسلی مفلس
فلک پہ شمس و قمر کچھ پہ طلا و سیم نہین

کبھی نہ نقل مین خصلت ہو اصل کی پیدا
کہ رنگ ہی گل تصویر مین شمیم نہین

جو دوست ہوگا نہ سمجھیگا عیب دوست کو
کہ ناگوار خدا کو لکنت کلیم نہین

کرے نہ جور بتان ہم سی غمزہ بیجا
ابھی تو جاتی ہین ہم دور کچھ جحیم نہین

پسند طبع نہین ہی کسی کو وضع خلاف
کبھی خدا کا نہین دوست جو کریم نہین

انہین کی دست و قلم مین ہی صحت مضمون
وہ کون شاعر کامل ہی جو حکیم نہین

کرین نہ اسکی تمنا و شالہ پوش امیر
سوا گدا کی کوئی لائق گلیم نہین

اسیر اپنی گناہون سی نا امید نہو
امیدوار بتان قابل جحیم نہین

مدت ہی آگئی تہی خشکی سی چشم تر مین
باقی نہین رہی ہی اب آہ بھی جگر مین

ہی جا بجسم زار اپنا یون ہی اشک چشم تر مین
آجاتی کوئی تنکا جیسی کسی بہنور مین

کیا پوچھتی ہی کسقدر ہی جا پیری مین سلب طاقت
رہ رہ گیا ہی اکثر عکس آئینہ کی گھر مین

سمجھو مجھی بلا سمت ہی کم حوصلہ کی حق مین
گربہ ہی شیر نر بہ کنجشک کی نظر مین

نادان کو ہو مبارک دنیا ہی دون کی دولت
دندان سگ کا موتی زیبا ہی گوش خر مین

لین ہاتھ مین عصا کیا جب خم کمر شکستہ
کیا آڑ ہم لگائین ٹوٹی ہوئی شجر مین

اچھی طرح وہ چہرہ رویا مین بھی نہ دیکھا
بجلی چمک چمک کر رہ رہ گئی نظر مین

نکلی ہین گو کہ گھر سی یارونکی گھر مین لائین
سارا وطن ہماری ہمراہ ہے سفر مین

اللہ رے نزاکت پڑ جائین بل ہزارون
ہو موج بوئی گل کا جھٹکا اگر کمر مین

اللہ رے ناتوانی معدوم ہو گیا تن
کچھ ہون تو مین سماؤن احباب کی نظر مین

خط کا جواب پایا پھرتی ہی وہ اوڑائے
دیکھون کہ کیا لکھا ہی تقدیر نامہ بر مین

کب فرق سالکون مین کرتی ہین اہل ہمت
ذرے ہین سب برابر خورشید کی نظر مین

بر نیم ہی طبع جانان کیونکر ہو راہ پیدا
مشکل سی ہو گا روزن گرچہ ہوئی گہر مین

پوشیدہ نقص باطن رہتا نہین کسی کا
آخر کھلی اگر ہوتا ہے کا میل زر مین

محنت کشون پہ تا ہو رحمت خدا کی ہر جا
قصر نماز جائز ہے اسلیے سفر مین

پیدا کسی طرف تو تربت مین روشنی ہو
کچھ سوجھتا نہین ہی یارب اندھیری گھر مین

دیکھی تھی آو س مژہ کی جنبش کبھی جو ہمنے
اب تک کھٹک رہی ہی وہ پھانس سی جگر مین

تن پر مری نمایان جتنی ہین داغ وحشت
ہوتی نہین ہین اتنی پھلی کسی شجر مین

تاریک دل ہی جسکا ہی اوسکی پیچھی جانا
دیکھی جو کچھ بھی آنکھین پھیلا چراغ گھر مین

رخسار و لب کا بوسہ ملتا ہی جو عدو کو
جہدہ نے آنکھ نپایا یعنی تو گل شکر مین

جاتا مین بھی میری دل سی [illegible] جمع زر کا
اچھا نہین پہونکا قبضہ خدا کی گھر مین

رونق دہ جہان عدم کو بھی جوانی جب
تاراج دلی کی تا صندقی و دہر مین

بیر فلک [illegible]
[illegible]

ہے ثمرۂ مصیبت خاصان حق کا حصہ
کھچتا ہے سر پہ آرہ کیسی امان شجر میں

نالہ سنے کسی کا کب ہے دماغ اوسکو
بانگ شکست دل سے ہوتا ہے درد سر میں

بے اذن کیون تم آئے مرقد پہ اے مرے شوخ
آتا ہے بے اجازت کوئی کسی کے گھر میں

زحمت سے کب ہے خالی دنیا کی کوئی لذت
تلخی ہے زہر کی بھی شیرینی شکر میں

اوس آنکھ کی جو پتلی دیکھی نگہ نے ہر جا
کیا جانتی تھی پنہان ہے تیغ اس سپر میں

وقفہ شباب کو ہے بس زندگی میں اتنا
لے جیسے کوئی رہرو دم سایۂ شجر میں

آغاز اسیر جو ہے انجام وہ علی کا
مولد خدا کے گھر میں مشہد خدا کے گھر میں

عاقل ہے تو اس بندہ کو حکمت سے عیان جان
ہے مال فدا جان پہ عزت پہ فدا جان

ہیں چار عناصر میں نئے چار عناصر
دل آگ ہے چشم آب ہے تن خاک ہوا جان

اب تک تو نہیں ہو سکی معلوم حقیقت
تحقیق تو یہ ہے کہ اسے حکم خدا جان

ہے مو کی مژہ تیر تو شمشیر ہے ابرو
کھینچی تری تصویر مصور کی ہے کیا جان

ہے عالم کثرت میں بھی وحدت کی نمائش
عاقل ہے تو موجونکو نہ دریا سے جدا جان

آرایش دنیا ہے بزرگوں کا تصرف
شاہوں کی توجہ کو فقیروں کی دعا جان

کس کس کو کیا قتل نہ جلاد فلک نے
پہولے جو شفق سرخی خون شہدا جان

ایسی نہ صفائی نہ کسی میں یہ لطافت
معلوم نہیں ہمکو ترا جسم ہے یا جان

احمد کا ہے ہاتھ محمد کا ہے بازو
احمد و محمد سے نہ حیدر کو جدا جان

وہ صاحب عزت ہے جسے دے خدا عزت
تعظیم کرے خلق تو تائید خدا جان

ہر دم ہے اوس ابرو کی طرف اوسکی توجہ
قبلہ سمجھ اسکو تو اوسے قبلہ نما جان

فرہاد جو ملتا تو اسیر اوس سی یہہ کہتا
شیرین سی بہی تیری کہین بڑہ ہی سوا جان

رو نمائی دخت رز ہی گنج زر برسات مین
ہن برستا ہی مری ساقی کی گہر برسات مین

خود بنایا ہی مسافر خود وہ کرتی ہین گمان
میری گہر آیا کسی کا نامہ بر برسات مین

اسقدر مردیکو کیون روتی ہین مردیکی عزیز
شاق ہوتا ہی مسافر کو سفر برسات مین

چار ہون آزردہ ہی ساقی تو ہوا ہی چشم تر
آٹھ آٹھ آنسو رو آٹھون پہر برسات مین

لکھنو سی جا کی کلکتہ کیا آنکھون نی غرق
آگئی ہی تار بجلی پر خبر برسات مین

ساقیا دیوار پہاندیگی یہہ پہر دختِ رز
تاک کرتا ہی ترا مستون نی گہر برسات مین

آبرو بڑہتی ہی تو انسان پر پڑتی ہین پیچ
کیا نشیب ویکہی ہین دریا کی بہنور برسات مین

دیکہتا ہون فرقت ساقی مین جب برق سحاب
آنکہین بہر آتی ہین جلتا ہی جگر برسات مین

دی فقیری نی مجہی سیل حوادث سی نجات
تیغ باران کی ہوئی کملی سپر برسات مین

رہنی دیتی ہی کوئی گہر مین ہوائی سبزہ بہار
جانب صحرا نکل جاتا ہون ہر برسات مین

وقت گریہ سرو قد آئین نکیون کر مجہکو یاد
باغبان اکثر اگاتی ہین شجر برسات مین

پرورش کرونگی تا ثابت رہی روز بلا
بی مرمت ہو تو گر پڑتا ہی گہر برسات مین

اشک افشانی مین کیا سہیگی دیوار جگر
رہ گئی ہو جا رسی خالی گہر برسات مین

فرقت محبوب نی ہمکو رو لایا اسقدر
بنگئی انسان سی ہم ابر تر برسات مین

اسقدر روتا ہون خدا نین کہ رہتا ہی اسیر
خانۂ زنجیر کو گرنی کا ڈر برسات مین

سادگی ہی گوش جانان کا قرینا اندنون
موتیون کو آئی کا دانتون پسینا اندنون

عید اضحی ہی نہ ہجر یار مین عید صیام
ہر مہینا ہی محرم کا مہینا اندنون

بعد مدت وصل کی دن ہمکو آئی ہین نظر
کیا حسد ہو لب ہی لب سینی سی سینا اندنون

ہی بسنت اسی رشک گلشن دو گہڑی کو آپ بہی
جی مین آجائی تو چلیے شاہ مینا اندنون

رند مفلس ہون ترپتا ہون بہت میکی لئی
یا الٰہی کوئی مل جاے دفینا اندنون

دور ہی برسات قاصد کیون سفر کرتا نہین
سے نہ ساون کا نہ بہادون کا مہینا اندنون

فصل گل آتی ہی ساقی باغ میخانہ بنا
جام ہی ہر ایک گل ہر سرو مینا اندنون

رند یاد ساقی کو تر مین پیتی ہین شراب
کشتی می مغفرت کا ہی سفینا اندنون

کون ہی کہتی سی جو چاک گریبان کو سی
چاہتی ہی اے وحشیو ناخنون کا سینا اندنون

ورد ہی نام اوس پری کا اسم اعظم کی طرح
ہی مسخر میرا سلیمان کا نگینا اندنون

ایکسی کیسی نہ نکہت فصل بہار انمین ہین گل
خاک نی اوگلا ہی قارون کا دفینا اندنون

خست اہل جہان سی ہی یہ دولت منفعل
خود زمین مین گڑ گیا ہی ہر خزینا اندنون

خط سبز یار نی ایسا کیا مرنیکو عام
ہو گیا ہی خضر کو دشوار جینا اندنون

کہد گئی سارے ہی مکان کیا لکہنؤ برباد ہی
سوجہتا ہی دل کو مکہ یا مدینا اندنون

عام ہی ظلم فلک سے مارنی کی جا نہین
رات دن اپنا وظیفہ ہی رضینا اندنون

جوش ہی یہہ اوس یم خوبی کی الفت کا اسیر
مثل ماہی ہی یہان داغون مین سینا اندنون

عنایت بعد مرگ اتنی تو بیجا کرتی ہین
کسی کو ذبح کرتی ہین تو ہمکو یاد کرتی ہین

کیا ضعف جنون نی خشک مثل زنجیر کی صورت
جہول جاتا ہی سر سب عضو تن فریاد کرتی ہین

تمہارے تیغ و ستم سے جو کوئی ساعت اے قضا ہم لے — ابھی بسمل تماشائی رخ جلاد کرتے ہیں

ادھر جا اے اغباں مجھکو گلشن سے نہ تنہا چھوڑ — یہاں باقی ہیں جو مجھکو رشتے تجکے صیاد کرتے ہیں

خزاں باغ جوانی کی جو پیری میں لاتی ہے — بہار رفتہ ایام طفلی یاد کرتے ہیں

ملے موقع تو ہم اوسکی کمر کا بھید پاتے ہیں — نظارہ غیب کا مجذوب مادرزاد کرتے ہیں

بلند اللہ نے ہمت بھی دی بالا بلندوں کو — یہہ بندے مول لیکر سرو سی آزاد کرتے ہیں

عیاں ہیں جا بجا یوں تل خط رخسار جاناں میں — پریشاں جیسے دانے دام میں صیاد کرتے ہیں

ماں باپ کی نزع میں صورت نظر آتی ہے تیسے ہم — طلب کے آدمی آیا وہ ہمکو یاد کرتے ہیں

مری اشکوں نے کھویا نور آخر میری آنکھوں کا — جو لڑکے ناخلف ہوتے ہیں گھر برباد کرتے ہیں

مقام سایہ و نقش قدم ہمسے کوئی پوچھے — فن افتادگی تعلیم ہم استاد کرتے ہیں

زمانے میں نہیں ہے کوئی طائر خوش نوا ہمسا — چھری دیتی ہیں مجکو کیا غضب صیاد کرتے ہیں

لب بام اپنی لب پایت اپنی آنکھ میں وہ زن — کبھی آنسو بہاتے ہیں نہ ہم فریاد کرتے ہیں

کوئی ملتا ہے وہ شیریں ادا افسار اترا ہے — عبث یہہ درد سر ہم صورت فرہاد کرتے ہیں

الہی کیوں نہیں گرتی ہے دیوار قفس ہیہے — کہاں ہم خلاف مرضی صیاد کرتے ہیں

رہا اے باغباں اب لطف کیا گلشن میں ہم کا — بسری ہے چشم نرگس سے کشی شمشاد کرتے ہیں

فقیروں کو نہ چشم کم سے دیکھیں صاحب دولت
اسیر الفقر فخری مصطفے ارشاد کرتے ہیں

وہ کشتہ ہوں مرے دشمن بھی مجکو یاد کرتے ہیں — زیارت روز میری قبر کی جلاد کرتے ہیں

ستم ایجاد جبکہ نئے ستم ایجاد کرتے ہیں — تو بہر امتحان پہلے ہمیں کو یاد کرتے ہیں

سمجھتے لت نہیں کچھ خاک اوٹھا محبت ہے — بہاتے ہیں جو آنسو آبرو برباد کرتے ہیں

ظالم جو ہماری تھی ہوتی سبب غیر کی ذبح
خدا کا شکر زیر خنجر جلاد کرتے ہین

ہوئی ہے یہہ سمجھ کر فاختہ شمشاد پر عاشق
کہ گیسو مین کبھی وہ شانۂ شمشاد کرتی ہین

خداوندا رہے آباد جلسہ دوستدار ونکا
کبھی ہنس بول کر ہم دو گھڑی دلشاد کرتی ہین

حرم مین آئی مدت سی مگر وہ چال تھی اپنی
کہ ابتک ساکنان دیر ہمکو یاد کرتی ہین

یہہ کثرت کو دکان اہنگ کی ہی صورت آدم
جہان جاتی ہین ہم بستی نئی آباد کرتی ہین

قدم چلنیکی قابل ہین نہ پر اوڑنیکی لایق ہین
ستم کرتی ہین پہر جو ہمی آزاد کرتی ہین

کرون یاد رنہ کیونکر قاصد محبوب کا کہنا
خدا کا حکم ہی جو کچھ رسول ارشاد کرتی ہین

حسینون کی ستم سی چرخ ظالم تنگ ہے برگردان
جگر مریخ کا بھی خون یہہ جلاد کرتی ہین

بھلا دنیا قفس کا بات کیا ہی ہم اسیرونکو
نہین کرتی جو نالی خاطر صیاد کرتی ہین

کرہی یا تو نسے اوسکی مزرع دل ہوئی ضائع
یہ بستی ہین جو تہر کشت پر برباد کرتی ہین

یہہ کون آیا ہی ای ساقی کہ شیشی بزم عشرت مین
عوض قلقل کی تکرار مبارکباد کرتی ہین

جو کوئی پوچھتا ہی نام میرا تو تجاہل سی
وہ کہتی ہین کہ ٹہرو سوچتی ہین یاد کرتی ہین

سبکدوشی مین یہہ لگو گران جانی تن سی
ہوا ابتک رہیم اپنی خاک خود برباد کرتی ہین

وہ نالان ہون جو میری طرح رونا لی ہی گر
بتون سی یہ نہین ناقوس کی فریاد کرتی ہین

اسیر احوال یاد آتا ہی جب شاہ خراسان کا
میری آنکھونکو آنسو دجلۂ بغداد کرتی ہین

بجا ہی آنکھون سی گرم آنسو جو شمع کی طرح ڈہل رہی ہین
لگی ہی اک آگ اپنی دل مین بدن سی شعلی نکل رہی ہین

کنار دریا پہ تشنگی پانی نہین پیا ایک بوند اسیر

چڑھی ہی موجون کی ہمسی تیوری حباب آنکھین بدل رہی ہین
ریاض عالم ہین جلوہ گستر ہے عجیب نیرنگ بے ثباتی

ہوا سے ہلتی نہین ہین پتی درخت ہاتھو نکو مل رہی ہین
کبھی تو تم بھی نکل کے گہر سے تلاطم بحر اشک دیکھو

کہ جابجا پڑ رہے ہین نالے ندی ہوا سی میڈہی اوچھل رہی ہین
کبھی نہ پہنچا ہین کے جوش وحشت مین شب کو رستہ تمہاری وحشی

تمام صحرا مین روشنی ہے چراغ غولونکی جل رہی ہین
جنازہ میرا گلی مین اوسکے جو پہنچے تیرا کی آشنا کہنا

اوٹھانے والے ہوئی ہین ماندی سو تہک کے کاندہا بدل رہی ہین
گلی حسینون کی کربلا ہی کہ خال وابرو سی عاشقون پر

ستم کی گولی برس رہی ہی خدنگ آفت کی چل رہی ہین
کہین کی نقطے اگر کہین ہین ہماری دیوانین کیا عجب ہے

طیور معنی ہین ہے جو الفت بہم یہ دانہ بدل رہی ہین
یقین ہی ہمکو اجل کا لیکن غرض ہی نقل مکان سی تیسے

کڑی ہے منزل جو ہمکو چلنی مکان سی کچھہ دور چل رہی ہین
خیال چاہ ذقن مین پوچھو نہ ہم سی احوال جوش رقت

کنوئین مین دو اپنی دیدۂ تر کہ دونون یکسان ابل رہی ہین
محیط سے مردمان آبی سفر کرینگے مگر عدم کا

حباب ہوگی نہین ہین پیدا یہہ اونکی خیمہ نکل رہی ہین

گمان خطِ سبز کا ہے بیجا تمام ہے سبز جیا عارض
برنگ افعی تمہاری گیسو بلا کا لچھہ زہر اگل رہے ہین

بدن سے میرے جدا کیا ہے جو آج مقتل مین میرے سر کو
ہوئے ہین کچھہ شاد ایسے کہ پتری وہ اہل رہی ہین

یقین ہے حفنت دستار مین ہو تہ زمین بعد مرگ اون پر
جہان مین مصحف رخون سے برسون جو لوگ دستا ولذین تھے

لحد پہ آکر ذرا خبر لو کہ بیقرارون کا حال کیا ہے
تمام اعضا پڑے ہین ٹھنڈے مگر دل اونکی اوچھل رہی ہین

تمہارے محفل مین بخت لایا یہان رقیبون کا دخل پایا
اگرچہ پہنچے بہشت مین ہم مگر جہنم مین جل رہے ہین

پہنچ کے ترکون کے سب تیکے پر کوئی گذر جائے کیا سلامت
ہزار تیغین بغل مین ہین گرد خنجر آدہ گل پڑے ہین

خجل ہے گرمی سے تیرے محفل کی شمع پروانے کیا جلے ہین
عرق عرق ہے پروہ سے اپنی ہزار تنکیہ یہ ہمیل رہی ہین

یقین ہے تیرا غم جدائی یہہ مر کبہی پہر اودھر جائے
وبا سے پہیلی ہوئی جہان مین گہر دشمنی مگر نکل رہی ہے

سفر ہی وہ شمع رو جو پہر آئی ہونگے مرادین ہمارے [illegible]
اسیر کہی نے چراغ ٹھنڈا کیا ہزارون تیسہ جان مین جل رہی ہین

کہنا دل کا گرفتہ تیر سے پہر لاپت وگرداب مین		تیغ زبان غنچہ ہی ہر دم [illegible]	

یون ہے مداد اپنے قلم کی شگاف مین
نافہ ہو جیسے مشک کا آہو کی ناف مین

پھرتا ہے گرد ابروے جانان کی دل مرا
کعبہ کی گرد کعبہ ہے گویا طواف مین

چاہون تو زور جاہون نذر ون مین غرق ہو
دریا بھی حکم ہو تو ہی دریا شگاف مین

موجین جدا ہین بحر سے پر مین شریک بحر
ہے عین اتفاق یہان اختلاف مین

پیتا ہون مدتون سے مین اس خم مین شراب
ابتک مگر تمیز نہین درد و صاف مین

واقف وہی ہے آپ کی طرز خرام سے
دیکھا ہی جسنے تیغ کا چلنا مصاف مین

ہی میری قاصدی سے کبوتر کو یہ گریز
جا کر چھپا ہے مثل پری کوہ قاف مین

قاصد بتاؤن تجکو مین اونکا نیا پتا
خط بھیجتی ہین وہ روشنی روی صاف مین

میرا مزاج اور ہے اوسکا مزاج اور
صورت موافقت کی کہان اختلاف مین

یہ انتظار خط مین گیا ہی مجھی ضعیف
چاہون تو چھپ رہون مین قلم کی شگاف مین

قاتل کی تیغکو یہ مری قتل کا ہی شوق
بجلی کیطرح لوٹ رہی ہی غلاف مین

کافر ادا تھا مین سر تو تعجب نہین اسیر
ہی ذوالفقار تیغ رصعت رغلاف مین

سو مرتبہ آتی ہی وہ بوئی انس یار رہ تا نہین
کچھ کسی کو کام مرد جن سے فرار و نہین

نزدیک زاہد خشک شاغل بادہ خوار و نہین
ان چاہ دل کی کبھی گنتی سوار و نہین

بدایہ کس مین ہم مسی وصال آتی ہی بہار
جو مست اندھون وہ ہوشیار و نہین

جسنے مین پر بارش باران ہوگئی بہتی ہی گرد
نام کو ساقی کدورت بادہ خوار و نہین

اہل محفل ور ہی ہی سنگی جو اوسکا ستار
میری اشکو نکا تو کوئی تار تار و نہین

کیلیا بھی جو تیز [illegible] ابرو کی ہی ناخن ان
چپیعہ مین سب ایک صعر [illegible] نہین

مر گئے بہی اہل تن مین کو تنگ کرتا ہی فلک
جنت ہی ہر تا دین مرد ہی قرار و نہین نہین

دو ن کہا سکتا ہی تیغ ابرو پہ حسن کا جسم
مرد میدان کوئی لاکہو نہین ہزار و نہین نہین

چل و لاسوے عدم اب زندگی کا لطف کیا
کوئی غمخوار و نہین کوئی دوستدار و نہین نہین

ہے جو بہون کا وظیفہ اب علی سرکار سے
دور ہنگی تا ب ہم امیدوار و نہین نہین

دیتے ہین ایذا جو اہل ظلم کیا پروا مجہے
گل کو ہنسی کی سوا کچہہ کام خار و نہین نہین

فائدہ دیتا ہے کیا پیراہن خاکستری
فاختہ ای سرو تیرے خاکسار و نہین نہین

کیا عجب مجکو جو اسپ عمر و کہلاتی زمین
یہہ بہت منہ زور ہی مین شہسوار و نہین نہین

عشق مین اوس سرو کی جیسا مرا جلتا ہی دل
آگ ایسی باغبان تیری چنار و نہین نہین

اشک خونین کو مری مژگان پہ ٹپکتی ہی گل
گل کوئی ایسا تیری پہولونکی ہار و نہین نہین

قطری شبنم کی ننھین پہولو مین آنسو ہین مرے
ہین مری لخت جگر دانی انار و نہین نہین

بادشاہی کا جو دعوی ہے تو کر پیدا اسیر
تاج کی رکہنی سی ہر ہا تاجدار و نہین نہین

گر گئی ہر موئی تن مین العنت مژگان اشر
کون رگ ہی اپنی جو تیغونکی دہار و نہین نہین

اوس ذقن کو سیب سی دیتا ہی جو نسبت اسیر
خام ہی اوسکی طبیعت پختہ کار و نہین نہین

بلبل نکرا اس طرح فغان گل کی ہوس مین
صیاد نہ چہین دی سجہے دیوار قفس مین

طفلی مین وہ ہی چال کہ دل سبکی ہین بس مین
تو ہاؤ گی قیامت کوئی دو چار برس مین

گلزار کسی کہتی ہین گل نام ہے کس کا
صیاد ہماری تو کہلی آنکہ قفس مین

آفاق مین سب کو لنسجہہ سفلہ طبیعت
شاید ہو ہما بہی کوئی انبوہ مگس مین

پہنی ہوی پہرتے ہین جو زنجیر طلائی
سوداے انہین دولت دنیا کی ہوس مین

ای مرغ گرفتار پر و بال نہ پھیلا
مقراض کا عالم ہے ہر اک چاک قفس مین

ادنی کو نہ حاصل ہو کبھی رتبۂ اعلی
نقش پر طاوس کہان بال مگس مین

کیا دور ہی محبوب اگر ہو کشش دل
طے منزل معراج ہوئی چند نفس مین

دشوار ہے کچھ دلکی صفائی نہین آسان
چینی کا خمیر اوٹھتا ہے چالیس برس مین

دولت ہی جہان خار خلش اوسکی ہی ہمراہ
اک سیخ ہی لوہی کی ہی سونیکی کلس مین

خاطر شکنی دوست کشی شعبدہ بازی
عالم سی جدا شہر محبت کی ہین رسمین

تا چند یہ ای دور فلک ہجر کی راتین
اک روز تو ہو وصل بھی سو سو برس مین

کس روز کیا تمنی مرا دل ہدف تیر
سینے پر کی اوڑاتی ہو عبث بیٹھکی دمس مین

خوش ایسی ہین پامال مری لاش کو کرکی
بند ہوا تی ہین وہ نعل طلا پای فرس مین

چالاک ہی کیا سیکڑون دل اوسنی چرائے
آیا نہ ترا دزد حنا دست عسس مین

پوچھا بھی کسی نے نہ مجھے روز قیامت
دوزخ بھی گیا ہاتھ سی جنت کی ہوس مین

جا ہی جو بقا نطق سی بہتر ہے خموشی
ہے طول حیات فقرا حبس نفس مین

لعنت ہی اسیر اوس پہ جو ہو قاتل شبیر
کیا اوسکون حق بسنان ابن انس مین

جادۂ راہ بقا غیر از فنا ملتا نہین
بیخودی جب تک کی انسان مین خدا ملتا نہین

تب مجبور ہستی سے ہے دولت کا پتا ملتا نہین
سر سپر اکڑتا ہے پر ظل ہما ملتا نہین

ہے تجسس شرط یہان ملنے کو کیا ملتا نہین
پر کہین دنیا مین صادق آشنا ملتا نہین

چشم فی کی مدتون گردش تو پایا ایکتل
رزق انسان کو مقدر سی سوا ملتا نہین

مسلخ قصاب ہی یا جلوہ گاہ نازدوست
ذبح ہوتے ہین ہزارون خونبہا ملتا نہین

دل دیا تو دی الہی الفت حسن ملیح | اس کباب بی نمک مین کچھ مزا ملتا نہین
دے جو مجھا جونکو دنیا ہو کہ فرصت ابھی | ڈھونڈھتا ہی خاک مین نظارون کو دل ملتا نہین
المدد و موقع مدد کا ہی یہہ ای باد مراد | ڈوبتی ہی اپنی کشتی ناخدا ملتا نہین
ڈھونڈتے پھرتی ہین ہم صحرا مین مثل گردباد | نقش پا یاران رفتہ کا پتا ملتا نہین
ہوگیا کیا جانی لیجا کے خط لیجا اشتباہ | صورت عنقا کبوتر کا پتا ملتا نہین
گر ہے خود منزل مقصود کی ہی رہنما | خضر ملجاتی ہین جسکو راستا ملتا نہین
آدمی کیون طالب راحت ہی دور چرخ مین | چین دانی کو بزیر آسیا ملتا نہین
گلشن ہستی مین یہہ آب مروت کا ہی قحط | نخل کو باقی کچھ نشو و نما ملتا نہین
شکل آئینہ پوچھو میرے حیرت کا سبب | خلق صورت مین ہی معنی آشنا ملتا نہین
دشمن پنہان سے انسان کیونکر ہو کی بچے | چاہ اگر خس پوش ہو آدم کا پتا ملتا نہین
حق اگر پوچھو تو یہہ بھی نسخہ اکسیر ہے | چھانتے ہین خاک سب مضمون نیا ملتا نہین
بے مزا جونکو صفای ہو کسی کی کیا پسند | ہو گہن جب تلخ پانی کا مزا ملتا نہین
رو کی مانگ اسد سی چاہی وسعت تنگی | شیر دایہ طفل کو ہی بی بلا ملتا نہین
منزل تاریک دنیا مین توقف کیون نہو | اس اندھیری مین عدم کا راستا ملتا نہین
ای برہمن بت ترے سنگ رہ اسلام ہین | ایسی جو ملتا ہی پھرا وسکو خدا ملتا نہین
شاعران حال کیا مضمون نو پاتے ہین اسیر | ڈھونڈتی ہین یہہ تخلص بھی نیا ملتا نہین

جلوے دکھا رہے ہین کیا پھول اس چمن مین | ہین [illegible] لاکھ [illegible] اک ایک سی [illegible] ہین
پیری سے آ گئی ڈالا نقصان در سخن مین | دیکھا ہی [illegible] ناحق باندھی گئی زمین
اہل وطن کو پہنچے او ڈکر خبر ہمارے | قاصد رہا سفر مین نامہ گیا وطن مین

خالق کو بھی خوش آئی اپنی عدو کی ذلت
صدقے کا رزق لکھا تقدیر برہمن مین

بہر تکیہ و منکر ہے احتیاج خلعت
تابوت کا دو شالہ رکھدو مری کفن مین

ظاہر ہے ہجر کی شب یون کہکشان فلک پر
ہو جیسے مار مردہ طاؤس کی دہن مین

رکھتی ہین سوز دل ہم پردے مین وہ گلبدن مین
جلتی ہے اپنے گذری مشعل کی پیرہن مین

باریکئی جہان سے کیا کیا خلش اوٹھائے
اوٹتی ہین دل مین پہانسین چبھتی ہین جو بدن مین

اے ربط چار عنصر تو نے ہمین پھنسایا
اندوہ مین بلا مین تشویش مین محن مین

دیوانہ ہو اگر دل چاہے برا کسی کا
بوئی زبان جو کاٹی چہالی پڑین دہن مین

کنگہی بہگو بہگو کر سلجہائیی نہ گیسو
پانی سے اور محکم ہوگی گرہ رسن مین

ہے عشق نے لذت لب مین یوانہ کون سمجہا
اک پانون ہی ختن اک پانون ہے چمن مین

ایذا وہ کیا اوٹھائی جسکو نہ اچھا ہی
محفوظ چاندنی سی ہین زخم گل چمن مین

نازک ہین وہ نہ کیونکر آئی ادھیلے تن مین
شمعون کی روشنی سی گرمی ہی انجمن مین

کشتون نے تیری قاتل مرکر حیات پائی
مردے نہین کفن مین زندے ہین پیرہن مین

ابرو کا ماتی ہین خنجر گذار لو پایا
مژگان سے تہلکہ ہی مردان صف شکن مین

سب ہے بوستان دنیا کی شمع جا سی ماتم
آیا ہی طفل غنچہ لپٹا ہوا کفن مین

ہچکی اسیر ہردم غربت مین آرہی ہے
یارون کی یاد شاید ہمکو کیا وطن مین

دے گا جواب بلبل کیا کوئی اس چمن مین
پہولی ہوئی زبان ہے ہر غنچہ کی دہن مین

ہر بات تیری رہنے گی کیا قید پیرہن مین
دو دو نہین شہر سے شمس و قمر گہن مین

ہر عضو کہ رہا ہی اوس سادہ رو کی تن مین
قلعی سے کہلے جہاتی آئینہ انجمن مین

ہے خال زیر ابرو رخسار زیر گیسو
عقرب مین وہ قمر ہے سورج ہی یہ گہن مین

وحدت مین با ہمہ ہون کثرت مین بی ہمہ ہون
خلوت مین انجمن ہی خلوت ہی انجمن مین

خورشید بھی پہلے نکلی گا اپنا مردہ
شام شب جدائی ہوگی سحر کفن مین

قاتل سی زیر خنجر آنکھین لڑین برابر
مرتی ہوئی نہ آیا فرق اپنی بانکپن مین

جوش صفائی دل سی کیا اہل جہل اف اف
سب بے کار آئنہ ہے اندھون کے انجمن مین

جو بات اپنی منہ سی نکلی وہ شاک نکلی
جبتک نہ بیان یارب گویا رہی دہن مین

بیکار بتکدے مین آتشو نہین ہین اسیرے
ہوتی سیہ رہا ہون زنار برہمن مین

کیا پوچھتی ہو مجھہ سی دل کا مری ٹھکانا
ہوگا چہ ذقن مین یا زلف پرشکن مین

گرد نظر سی میری شک ہی یہہ اونکی دامن
آئینہ دیکھیے ہین زہرہ کے انجمن مین

جھک کر ملوک نکلا خط بھی تمہاری رخ پر
موقع نماز کا ہی ٹھہرا گیا گہن مین

فرقت مین جاہش کیسا بوتل ہین می ہی ساقی
جس طرح خون سودا دیوانی کی بدن مین

غارت گرون کا جلوہ دیکھا تو نقد دل کو
کعبہ اکی ہمنی پھینکا اوسکی چہ ذقن مین

صحبت سی شیخ کی ہین تہر ملک گریزان
کعبہ سی آ رہی ہین بت دیر برہمن مین

راحت سی تہی عدم مین ہستی مین رنج اوٹھای
آئی اسیر ناحق خلوت سے انجمن مین

تم رنگ ہو سخن مین تم پھول ہو چمن مین
تم روح ہو بدن مین تم شمع انجمن مین

اوسنے ہوئی جدائی تقدیر کی برائی
جیتی موت آئی فرقت ہی روح و تن مین

رونق جو تہی کلونکی سب ہوگئی وہ ٹہنی
اوٹھی نظر جو بدلی خاک اوڑ گئی چمن مین

باہم یہہ تذکرہ ہی جلا و چرخ کیا ہے
لوٹا ہے مس رہا ہی بانکونکی انجمن مین

جب یار سی ملا مین نگین تھا خوش ہوا مین
مژدہ تھا جی اوٹھا مین جان اگئی بدن مین

گھر گھر ہے اب آیا بہار و ہمین آب آیا
دور شراب آیا رندو چلو چمن مین

باہی اسید بستہ آفت مین جان خستہ
دل کشتی شکستہ دریای موجزن مین

بینا چہ ہی نمایان انجام اہل امکان
گریان ہی شمع سوزان شادی کی انجمن مین

سرو چلیل ہون مین الّا و لیل ہو نہین
تیغ اصیل ہو نہین لیکن ہون ست ان مین

کیا چرخ کی جفا ہی اس درجہ دل لیا ہے
انگشت آسیا ہی افسوس سی دہن مین

شعر اگلی جب تب بہا ہی لفظ اونمین کچھ بنا ہے
پیوند نو لگا ہی پیراہن کہن مین

تم سیر کو جو آتی اک طرفہ گل کھلاتی
پھولی نہ پھر سماتی گل اپنی پیرہن مین

زندہ سخی ہی ہر دم آئی جو موت کیا غم
ہی ذکر خیر حاتم اتبک ہر انجمن مین

ہر عضو جسم جانان ہی مثل چشم فتان
کرتا ہی کار مژگان ہر ایک مو بدن مین

تاب سخن کہان ہی اوسکو جو بیکمان ہے
گویایی زبان ہی جبتک کہ ہی دہن مین

اخفای خون مین ہی کی قاتل نی طرفہ شوخی
تلوار دہو کی پوچھی مقتول کی کفن مین

خاموش اسیر ہر دم رہتا ہون مثل خاتم
ہون نامدار عالم پر مہر ہی دہن مین

چھوڑ دینا اسی ثبات نہین
کچھ بڑی ایسی کائنات نہین

قابل رد تمہاری بات نہین
رات کو دن کہو تو رات نہین

دل نہ توڑو اگر مسلمان ہو
کعبۃ اللہ سومنات نہین

سیکڑون پیاسی ہوتی ہین سیراب
تیغ قاتل یم فرات نہین

دل لیا جان لی مگر ای عشق
تجھہ سی اتبک مجھی نجات نہین

نامہ بر کیا جواب خط لکھون
پاس میرے قلم دوات نہین

قیس و فرہاد و نل برابر ہین
عشقبازی کسی کی ذات نہین

آسمان پر دماغ یار کا ہی
خاکسارون پر التفات نہین

کچھہ تو ملجای بوسہ یا دشنام
دیجیی زہر اگر نبات نہین

ہم سخن یار ہو رقیبو نسے
چپ رہو نہین سہہ کوئی بات نہین

شعر کہہ کی کیون نہ بانٹین ہم
فرض کس مال مین زکات نہین

دل پہ صدمہ ہی کیا خدا جانے
کہ بجز آہ اور بات نہین

ہر صفت عین ذات خالق ہی
صفت انسان کی عین ذات نہین

دہن انکی نہین خداوندا
یا دہن مین ہتون کی بات نہین

اپنی ایام زندگے مین اسیر
روز عید و شب برات نہین

کیا کرو مین جو گذر خانہ دلبر مین نہین
دخل انسان کا ہیچ ہی کہ مقدر مین نہین

دولت وصل بجز ہجر مقدر مین نہین
روز ہجران شب پروانہ مری گہر مین نہین

اودہر کی پہنچی گا کف یا تلک خط میرا
چپ رہی کچھہ پہ سر صاحب کبوتر مین نہین

لاکھہ پیاسی ہوی سیراب تو ہون انفعال
میری تقدیر کا پانی تری خنجر مین نہین

مین بھی مستی مین تماشای جہان کرتا ہون
ساغر جم مین ہی کیا جو مری ساغر مین نہین

دل جو ہو صاف تو پہچانے بھی رجوع بد و نیک
سیہ مانون کی کمی آئینہ کی گہر مین نہین

مر کی پایا ہی جو آغوش لحد مین آرام
چین وہ طفل کو بھی دامن مادر مین نہین

پیش سرو قد محبوب ہین سب ہیچ
دخل معنی کسی مصراع صنوبر مین نہین

منتخب میری طبیعت سی ہوئی کیا شعر ہی
زشت فرزند کوئی دیدۂ مادر مین نہین

نی کی مانند ہین ہم خلق پی نالہ کشی
خبر صدا روح ہماری تن لاغر مین نہین

بادہ کش کیفیت مئ عشق سی کیا واقف ہین
یہہ مئ ہوش ربا شیشہ و ساغر مین نہین

وہ رہی کوچۂ جانان مرا خط کیا پونہچے
تاب قاصد مین نہین جان کبوتر مین نہین

آسیا چرخ برین چاک ہکولا کر دے اب
کون ای عشق تری ہاتھہ سی چکر مین نہین

ہون وہ لاغر جو ملاقات کو میری آیا
بی تکلف وہ یہہ سمجھا کہ کوئی گھر مین نہین

مل گئی خاک مین رکھتی تھی فلک پر جو دماغ
وہ ہوس دل مین نہین وہ ہوا سر مین نہین

اسقدر سیر تی ہین کیون خواہش دنیا [illegible]
نہ ملی گا نہ ملی گا جو مقدر مین نہین

کوچۂ زلف مین رہتا ہی خوشحال مرا
پیچ قسمت مین نہین پیچ مقدر مین نہین

مجھہ سی پوچھی کوئی فاقہ کا مزا دنیا مین
نعمت فقر ہی یہہ بخت تونگر مین نہین

چشم عشرت ہی جسے چرخ سی وہ نادان ہے
دیکھہ لو مے کسی اولٹی ہوئی ساغر مین نہین

ابر رحمت ہی مراد اس تر مجکو اسیر
خوف کچھہ گرمی خورشید کا محشر مین نہین

سلامت تاک جسکی فیض سی ہم جیتی ہین
یہہ وہ دایہ ہی جسکا شیر لاکھون طفل پیتی ہین

نپوچھا ای یار کچھہ احوال ہم اندوہناکون کا
خدا کا شکر کرتی ہین یہ دا اتبک تو جیتی ہین

تجھے یقین کیا کرامت برہمن سمجھا خدا جانے
نہ جلتی ہین نہ پہرتی ہین نہ کھاتی ہین نہ پیتی ہین

ہمیشہ حشر کا سامان ہمارے گھر مین رہتا ہے
فراق یار مین ہر روز ہم مر مر کی جیتی ہین

نہ فرمکیون عداوت مجھہ سی کرتی ہین [illegible]
کہ سینہ چاک ہوتا ہی گریبان وہ جو سیتی ہین

کہا جو گل کو خالی کہیلی جب وہ شکار آئی
نہ آہو ہین نہ بلبل ہین نہ پامی ہین نہ چیتی ہین

غرور و کبر اتنا بھی نہیں اچھا ہے زر والے
بہت سبکی ہوئی ہین تھی گرانباری تہی دستی

ہوا ہے قطع ان ترکون پہ جامہ جامہ زیبی کا
جو شی ہین آستینون مین گریبانون مین پھٹتی ہین

مقام اپنا ہے جنگل صحبت انسانی سے نفرت ہے
ہماری دوستی آہو مین ہماری یاں چھنتی ہے

اجابت پھرتی ہے لاغر کو نہیں کہتے ہین تب ہین
نہین کا بلکہ چاک سینہ اس رشتی سے سلتی ہین

سمجھ مردہ نہ ہرگز تیغ قاتل کی شہیدون کو
پیا ہے آب حیوان خضر کی مانند جیتی ہین

بچھائی ہے جو خضر و کوہکن نے عشق کی چوپڑ
وہی ہاری ہین بازی کو ہم اون نردون سے جیتی ہین

اسیر آفت میں ڈالا ہے فراق یار نے ہمکو
تڑپتی ہین سسکتی ہین [illegible] ہین جلتی ہین

خزان ہے جب تلک شیشون سے پرہیزگار ہون مین
بہار آتی ہے کیسی چلتی ملی ہم بادہ خوار ہون مین

مرا اچھا ہے شہرہ نہین تری شہرت دیار ہون مین
نہ بلبل ہی بسا لاکھون مین نہ گل مجھ سا ہزار ہون مین

تقاضا ہی کوہکن کو کس طرف یار ہے پیارا کیا
ٹپکتی پھرتی ہے سر سے تیشہ سے مجھ سا ہزار ہون مین

شب فرقت کی ایذا کھینچکر ثابت ہوا ہمکو
کہ بس ہوگا یہی احوال مردون کا مزار ہون مین

شب فرقت یہ ہوگا سیری دلکو آتش غم سے
ہوئی پیدا چمک سورج کی نالون کی شرار ہون مین

نہین یہ داستان کم لیلی و مجنون کی قصہ سے
لکھی جاتی ہے میری تیری الفت اشتہار ہون مین

یقین ہے جا ہی گل خاک چمن سے خار پیدا ہون
اگر شرکت ہو میری چشم تر کی آبشار ہون مین

جو شب کو گھر سے نکلی تو ہر سو روشنی پھیلی
کیا روشن چراغان نور سے رہگذار ہون مین

ہوئی محفل کی محفل سیر ساقی تیرے بیس تیرے
ادھر بھی کوئی ساغر ہم بھی امیدوار ہون مین

فلک سے لاکھ ایذا اٹھتی صبر گئی گریبان ان
چمن مین دیکھ لی جا کر گل خندان بھی خار ہون مین

پڑی کا سر کو مجمع [illegible] لوگ [illegible]
خفا [illegible] ہے تنہا [illegible] کی قطار ہون مین

سر [illegible] منتخب ہے کیا تمہاری جا [illegible]
[illegible] ایک سے [illegible] ہون مین

ہوا اتنا حال سرکشی صحبت زاہد میں جو پیا
وہی عالم ہوا آیا جو زاہد بادہ خوار زمین

وہ دیوانہ ہوں رکھتا ہوں قدم جب میں بیابان میں
تو جادے اثر وحشی کی طرح چھپتی ہین غبار زمین

نہین گمنام زندانخانۂ عالم میں میں مجنون
مری دیوانگی کا تذکرہ ہین ہوشیار زمین

اسیر اتنا ہماری واسطے کیا مرتبہ کم ہے
گنے جاتے ہین ہم شیر خدا کی دوستدار زمین

پہنکر خلعت نو جامی سے باہر تھی جو یار زمین
کفن پہنی ہوئی سوتے ہین کیا غافل مزار زمین

نہین لاتا کوئی وہ پھول بھی اب اونکی تربت پر
برنگ بو تھی جو نازک بدن لونکی ہار زمین

سحاب بیکسی کیا اونکی قبرون پر برستا ہے
خرامان صورت طاؤس تھی جو سبزہ زار زمین

خموشی بھی عجب گردون نے بدلا رنگ گویائی
زبانیں لال ہین اونکی جو بلبل تھی ہزار زمین

لحد پر اونکی کوئی فاتحہ پڑھنے نہین آتا
لکھی جاتی ہین جنکی نام نامی اشتہار زمین

زمین کے نیچے اونکی شکل پہچانی نہین جاتی
شبیہیں جنکی کھچ کھچکر پہنچتی ہین دیار زمین

ہوا مین اڑتی پھرتی ہین نہین کے خاک کی ذرے
جو یکتا منہ کی صورت تھی لاکھون مین ہزار زمین

کہین ہین عضو تن اونکی کہین تار کفن اونکے
جو یکتا تھی ہزارون مین جو سرکش تاجدار زمین

نظر آتی ہین جسدم کاسۂ سر یاس کہتی ہے
خدا جانی تقصیر کہین یہ تھی یا شہریار زمین

عجب بیہوش ہین کیفیت ہی مرگ جوانی سے
زبان زد صورت جمشید تھی جو بادہ خوار زمین

ہوئی آئینۂ عارض انہونکی زنگ آلودہ
سکندر کو بھی جو گنتی نہ تھی امیدوار زمین

جو دیکھو پانچ حس کا ایک او نہین ہے نہین باقی
عناصر کا یہ عالم ہے پہری ہی چھوٹ چار زمین

لحد سے تا رہے خس جا رہی خبر ہای شمع و گل لاکر
نہ یار زمین نہ ایسا بھی کوئی خدمتگزار زمین

ہوا کی دوش پر صحرا بصحرا خاک پھرتی ہے
نصیب بادشاہت ہو گر ہین ہین رہگذار زمین

اسیر آخر تو اک دن گوشۂ غربت مین جانا ہی
خوشا وہ لوگ جو چھپ چھپ کے خود بیٹھے ہین غارون مین

چمن مین وہ بند شرابی نہین
گل داغ سے کم گلابی نہین

جو ویران گھر ہے تو آباد گور
خرابی ہماری خرابی نہین

کہون خاک سوز جگر دل کہان
پڑھون مرثیہ کیا جوابی نہین

گئی میری نالون کی چھیتی یہہ خشک
فلک پہ کوئی برج آبی نہین

لہو بادہ لخت جگر ہین کباب
شرابی نہین مین کبابی نہین

لکھون خط مین کیا وصف رخسار یار
مری ذرہ سے آفتابی نہین

زمانہ ہے نقش مو نہ پہ ڈالو نقاب
مناسب بہت بیحجابی نہین

عدو میرے دربان دربار بند
کوئی صورت باریابی نہین

پڑھون کس کے آگی غزل اب اسیر
کہ اب شاعر فاریابی نہین

روبرو اونکی سب سامان ہا کرتی ہین
ذرہ و مہر مین میدان رہا کرتی ہین

تیری ہی گرد ہم ایجاد سہا کرتی ہین
ہالہ سان ماہ پہ قربان سہا کرتی ہین

ذکر توبہ کا بھی کرتی نہین مے پیتی تو بہ
مغبچی حلق کے دربان رہا کرتی ہین

گو رطب ار کفن قطع جنازہ موجود
ہجر مین مرگ کی سامان رہا کرتی ہین

مغفرت کی نظر آتی ہی سبب اتنی صورت
ہم گناہون سے پشیمان رہا کرتی ہین

ہے رقم حال پریشانی بلبل شاید
ورق گل جو پریشان رہا کرتی ہین

قبر مین ہے وہی وحشت تری دیوانونکی
اب بھی ہاتھونمین گریبان ہا کرتی ہین

تہمت گریہ کیا کرتی ہین مجہپر یہ رقیب
سیکڑون جہوٹکی طوفان رہا کرتی ہین

خط سی نفرت سے بجا یار کی رخسارونکو
دور ہندو سے مسلمان رہا کرتی ہین

دخل پاتی نہین ہے دل بی پروا مین
حسرت و یاس کو ارمان رہا کرتی ہین

جب نظر کہتی ہے ساتھ حسینونکے رقیب
خار پہلونکی نگہبان رہا کرتے ہین

قاصدی سی کوئی ہوتی ہین کبہو فارغ
آمد و شد مین یہہ گردان رہا کرتے ہین

گالیونکی سے سماعت ہین آنکہونسی قبول
تیری ہونٹونکی طرف کان رہا کرتی ہین

بیشہ جنت مین کرینگی وہی طائر پرواز
تیری تیرون پہ جو قربان رہا کرتی ہین

ہی بجا اہل جنون اہل غضب کو کہنا
سایہ جن مین یہہ انسان رہا کرتی ہین

مجہسا عالم مین کہان شاعر می نوش اسیر
گرد می مری دیوان رہا کرتے ہین

حیرت سی خیال بت بی پیر مین آنکہین
بیکار ہین یون جیسے کہ تصویر مین آنکہین

رو رو کی شاہدون کا مرقع کو مین ہیرے
مانی نہ بنانا مری تصویر مین آنکہین

تو نرگسہ چشم زلیخا ہوتی یوسف
لکہی تہین نہ یعقوب کی تقدیر مین آنکہین

ہو جاسے گا ثابت گنہ طالب دیدار
جب حشر کی دن آئین گی تقریر مین آنکہین

نظارہ ابرو سے ہیرا منتہا ہار را
جو ہر کیطرح گڑ گئین شمشیر مین آنکہین

پردہ تو اوٹہا یا وہ مگر بیٹہی ہین بیہوش
کانونسے زبردست ہین تقدیر مین آنکہین

ہوتا ہی عبث یار کی مژگان کی مقابل
آہو کی نکل آئین گی اک تیر مین آنکہین

کسکا ہے گذر قید مین جو ہو تماشا
سب حلقۂ زنجیر ہین زنجیر مین آنکہین

ای جان جہان اب ہی سر تیر گذر کر
باقی ہین تن عاشق دلگیر مین آنکہین

دیکھوں انہیں کب طالع موسی ہو جو ہمسر
ذرات ہیں دیدار کی تدبیر میں آنکھیں

زنجیر ہو کیونکر نہ مرا سلسلۂ اشک
روتی ہیں غم زلف گرہ گیر میں آنکھیں

کیا کام مصور نے کیا چشم حسد دور
تصویر بنائیں تری تصویر میں آنکھیں

کرتا ہی ہر اک موی مژہ کام زبان کا
کیا تیز ہیں اوس شوخ کی تقریر میں آنکھیں

بیجان وہ ہو جسکی طرف خشم سی دیکھا
بڑہ کر ہیں کہیں زہر سے تاثیر میں آنکھیں

دل کیوں نہ زیارت سی اسیر اپنا ہو روشن
اندہوں کو ملیں روضۂ شبیر میں آنکھیں

جو لگی ابر کی ساقی ہماری گھر برستی ہیں
عوض قطروں کی اونسی شیشہ و ساغر برستے ہیں

کسی پر رحم ہے اوسکا کسی پر قہر ہی اوسکا
کہیں گوہر برستی ہیں کہیں پتھر برستے ہیں

مری پلکیں جو دیکھیں تو کہا اوس نو طلعت نے
بہلا دیکھیں یہہ لگی ابر کی کیونکر برستی ہیں

کریں اظہار جو احسان کا اونسی خاک احسان ہے
گرجتی ہیں زیادہ جو وہی کمتر برستی ہیں

ہوای گیسوی جانان جو چلتی ہی سمندر پر
تو بدلی مچھلیونکی ابر سی اژدر برستی ہیں

عجب صحبت ہے بانکونکی زبانی راتدن جنمیں
کبھی تیغیں برستی ہیں کبھی ساغر برستے ہیں

جنہیں کہتی ہیں مہر و مہ یہہ سب فیض ہیں اونکی
گرا اونسی رات دن باران سیم و زر برستے ہیں

غضب ان سینہ صافونکا نہیں کچھ لطف سے خالی
بہری بیٹھی ہیں شیشی دیکھیں کس سج برستی ہیں

دکھاتا ہی سماں کیا آسمان ہم بادہ خوارونکو
ٹپکتی ہیں یہہ مہ کی شب کو یا اختر برستی ہیں

سنا کر جب نچوڑا اوسنی بالونکو یہہ سمجھا میں
نہیں پانی کی قطری ابر سی گوہر برستے ہیں

وہ ابر تیغ قاتل ہے کہ جس سے خاک مقتل پہ
ہزاروں قطرۂ باران کی بدلی سر برستے ہیں

اسیر اپنے عالم پر فیضیات ہیں ائمہ کے

کہ قبروں پر بھی باراں لوٹ کی اکثر برستے ہیں

دم جنگ آج اولٹ دیتی ہیں لشکر پلکیں
گل تر [illegible] بالا [illegible] ہیں

ایسی پیوستہ ہیں کیوں مثل مقدر پلکیں
دل میں آ [illegible] میری آنکھوں میں ہیں گھر پلکیں

تکتکی بندھ گئی رخسارۂ قاتل کی طرف
واہ ری شوق جھپکیں نہ تہ خنجر پلکیں

ضبط اسرار محبت ہی یہ منظور نظر
خشک ہیں خون جو ہوں آنسو نہیں تر پلکیں

[illegible] سیاہی یہ درازی کبھی دیکھی نہ سنی
بعد تعریف [illegible] ہیں آپ کی باہر پلکیں

انکا مارا نہیں ممکن ہے کہ پانی مانگے
آنکھ پیوندی کی کٹاری ہی تو خنجر پلکیں

یا خدا نرگس بیمار کو ہو جلد شفا
یہی کرتی ہیں دعا ہاتھ اوٹھا کر پلکیں

ڈوبتی وقت تو تنکوں کا سہارا ہو جائے
دیکھیوں نہ [illegible] یا خالق اکبر پلکیں

سینہ مرے قتل کو تیار ہیں [illegible] تو وہ تلواریں
ابرو ویسے نہیں کم بال برابر پلکیں

صفحۂ آئینہ آجائے اگر پیش نظر
ابھی پر تو سی بنا دیں اوسے مسطر پلکیں

بعد مردن نہ ہی مجکو کفن کی حاجت
منہ چھپانیکو جو دیں اشک کی چادر پلکیں

زیب اللہ نے بخشی ہی مناسب سبکو
آنکھ کے واسطے ہی شیشہ ہیں [illegible] پلکیں

ہر گھڑی بنتی ہیں [illegible] لہو کی اونسے
ہیں رنگیں حلق [illegible] کی [illegible] پلکیں

اوٹتی ہی نشتر غم مری دلمیں ہی چبھیں
جتنی آنکھوں میں ہیں یا خالق اکبر پلکیں

کیا تعلق سے تری حسن کو اللہ اللہ
قدسی ہے زلف سوا زلف سے بڑھ کر پلکیں

لاکھ خونریز ہیں گردن [illegible] دلمیں جگہ
کیسی کھٹکیں جو پڑیں آنکھ کے اندر پلکیں

نام کو خون ہماری تن لاغر میں نہیں
نوک کی لیتی ہیں کیا صورت نشتر پلکیں

خواب میں ہاتھ لگی دولت بیدار اسیر

کہ ہوتین شانۂ گیسوی پیچ بلبلین

جو شاہ عشق کا دفتر تمام لکھتے ہین
وہ لوگ ہمکو مدار المہام لکھتے ہین

ڈرو حسد اسی بڑا ہمکو اے بتو نکہو
فقیہہ غیبت مومن حرام لکھتے ہین

شہید عشق مجھی جانتے ہین کاتب ہے
یہی سبب ہے جو سرخی سی نام لکھتے ہین

ہمارا نام فقط خط مین بھول جاتے ہین
دعا کسی کو کسی کو سلام لکھتے ہین

خلاف مجھ سے بیانتک ہین کاتب اعمال
کوئی گناہ کری میرے نام لکھتے ہین

ہوای بادہ کشی ہی یہہ خوشنویسی مین
کہ روز خط کی عوض خط جام لکھتے ہین

دوات جام ہی خامہ ہے گردن مینا
ثنای نرگس میگون مدام لکھتے ہین

بتون کی وصف لکھین کیا حجاب کی ہی جگہہ
ہم اس قلم سے خدا کا کلام لکھتے ہین

کبھی ہمیسے وہ لکھواتے ہین کوئی احوال
ہم اوسمین اپنے ہی قصہ تمام لکھتے ہین

یہہ عشق سبزہ خط مین ملا شرف ہمکو
سلام خضر علیہ السلام لکھتے ہین

چھپین گی داور محشر سی کسطرح عصیان
فرشتی میرے عمل صبح و شام لکھتے ہین

یہہ تیز دست ہین ہم وصف زلف کی لکھتی ہین
کہ ایک دم مین حدیقہ تمام لکھتے ہین

جو صرف دام بیانی مین کرتے ہین صیاد
اسیر نام مرے دام دام لکھتے ہین

چار عنصر مری رباعی ہین
ہفت اعضا نہین سباعی ہین

حال عاشق نہین انہین پڑھیے
جتنی پرچے ہین اطلاعی ہین

روی روشن ہے یا کہ خورشید
موی خط یا خط شعاعی ہین

نامہ بر کچھ نہین کہا اوسنے
تیری باتین سب اختراعی ہین

وصل ممکن نہین ہے بی قسمت ۔ سارے بیکار ہیہ مساعی ہین

خوف روز حساب کیا ہے اسیر
کہ ائمہ ہمارے ساعی ہین

دہوپ کی گرمی نہین زنہار قیصر باغمین ۔ چہتریان ہین سایۂ اشجار قیصر باغمین
کس سے ہجانی ہیہ کی گفتار قیصر باغمین ۔ ساری تصویرین ہوئین جاندار قیصر باغمین
کیا ریان ہین گلشن جنت کے جتنی ہین چمن ۔ کوثر و تسنیم ہین انہار قیصر باغمین
دیکہ لین حورین اگر رضوان کے دل خالی کرین ۔ کیا بہری پہولونکی ہین جہنار قیصر باغمین
ایک یوسف تہا وہان ہین سیکڑون یوسف یہان ۔ مصر سی بہی بڑہ کی ہی بازار قیصر باغمین
قاف کی پریون سے بڑہ کر ہین ستارہ روسی ادا ۔ مہ جبینان پری رخسار قیصر باغمین
ہین شکر لب مہربان چاہ زنخدان ہے سبیل ۔ بٹ رہا ہے شربت دیدار قیصر باغمین
شوق سیر ایسا ہے دروازہ کہین یہان بند ۔ آ گئے رضوان پہاند کر دیوار قیصر باغمین
ذکر کیا ہی اوج و پستی کا کہ [illegible] ہین تمام ۔ سطح دریا کے طرح ہموار قیصر باغمین
موسم گل مین بہار تازہ آتی ہی نظر ۔ جمع ہین محبوب گلرخسار قیصر باغمین
لوگ جو باہر ہین اونکو بہی تماشا ہے نصیب ۔ بسکہ آئینہ سے ہر دیوار قیصر باغمین
سبزۂ خوابیدہ چونک اٹہتا ہی اکثر خواب سے ۔ بخت نرگس کیون نہو بیدار قیصر باغمین
سنتری سی مقصود انکہونکا ہوا حاصل اسیر ۔ بخت خفتہ ہو گئے بیدار قیصر باغمین

ردیف واو

اسقدر بیار رونق پوچہا میری حال زار کو ۔ مرگ سے بدتر عیادت ہو گئی بیمار کو
مرا جب التعظیم تو کوچہ ترا جاتی ادب ۔ بیٹہ جاتے تو اوٹہانا چاہیی دیوار کو

بہون بلا گر ہین عشاق گیسو کو تسلا
رات جگمگٹ کی لیے ہی قاتل جگا تلوار کو

جہومتی چلتی ہین کیون ستی ہین نکہت فروش
کہدو ہشیار و نسی چہوڑین مست کے رفتار کو

لائی ہی کوچہ سے اوس گل کی صبا خاک شفا
باغبان صحت مبارک نرگس بیمار کو

حادثون مین ہرتی ہین مغلوب غالب بیشتر
لوٹ لیتی ہین وہ بامین عورتین بازار کو

ہون وہ مجنون میرے چہالونکو نہین کرتے قبول
خار صحرا اسے بہاری جانکر دستار کو

حفظ تہوڑا ہی بچاتا ہی بلای سخت سے
ہی سپر باران مین چہتیی گلی دیوار کو

تا اسی پردہ مین وہ مطرب پسپر ہو مہربان
جای مرغ نامہ بر بہیجو نمین موسیقار کو

ہی اذیت بہی زیادہ عمر ہی جتنی دراز
کیا پریشانی درازی سے ہی زلف یار کو

دی خموشی بہی اونہین جتنے دیا جنکو کمال
کب ہے گویائی زبان تیغ جوہر دار کو

خندۂ دندان نما ہر بات مین اچہا نہین
ارہ کردینگی یہہ دندانی تری تلوار کو

ہین جو جاہل اونکو بینائی کا دعوی ہی عبث
چشم روزن سی نظر آتا ہے کیا دیوار کو

شاید آنکلین اودہر اغیار بہی ہمراہ یار
پاس میرے قبر مین رکہدو سپر تلوار کو

عیش سے توام ہی غم ہی زخم سی ظاہر اسیر
چہرۂ خندان سے لازم دیدۂ خونبار کو

خوف گیسو سے چہوٹی کیا کوئی روسی یار کو
اژدہا گہیرے ہوی بیٹہا ہی اس گلزار کو

سخت نادان ہین جو ہمسایونسی کہتی ہین امید
تر ندیکہا آب پیکان سے لب سوفار کو

تہا قوی تن اسپ اوس سفاک نی پہنی زرہ
پایداری اور چہلنی سے ہوئی دیوار کو

ہین یہہ افسون کہ ہی ہوائی نگر اوس زلف کے
ہار کی بدلی لپیٹے ہین گلی مین مار کو

ظلم مین بہی ظالم تو نرم ہین یارب عجب
پاؤن جلتے وقت دست غیر ہی تلوار کو

تیغ دکھلا کے مجھی چپ ہو نہ قتل کل دور ہے
تشنہ تر رکھی کا وعدہ تشنۂ دیدار کو

حلق جو ہر ہو تو ہو ہر دم چلی گی تیغ یار
غرق عالم ہو تو کیا غم ابر دریا بار کو

اٹھو کی جنگ کا ہی وہ کیونکر سواد شہر سی
سیل کی پروا نہیں کچھ اپنی دیوار کو

ماتم مجنون میں یہ خیمہ بید مجنونکی ہی پست
کوہکن کا داغ ہے یہ لالہ کہسار کو

شکل یاران لباسی یہ دغا پیشہ نہیں
ای مسیحا تپ چھوڑیگی تری بیمار کو

جل رہا ہی دیکھکر ایسا مری سینے کا داغ
ڈھونڈتا پھرتا ہی سورج سایۂ دیوار کو

تیرہ دل ہوں کیوں نہ روشن حال جن میں کھینچ لوں زبان
شمع کر دیتی ہی روشن ہر مکان تار کو

یاد اوس حساب کی ای دل مرض میں چاہیے
باعث صحت ہی قرآن کی ہوا بیمار کو

تیرہ پر ہو جاتی ہیں محفل میں جب اوس سی دو چار
مرتی ہیں دو چار آجاتا ہی غش دو چار کو

تیرہ دل پایا جو شیخ شہر کو بیٹھی اسیر
گنبد مدفن میں سمجھا گنبد دستار کو

باغبانو پھول میں درکار بزم یار کو
لیجیو دار الشفا میں نرگس بیمار کو

آنکھ کی پتلی بنے دیتی تیزی نگاہ یار کو
یہ سپہر بڑھ کر فسان سی ہو گئی تلوار کو

گل کرون خون کف پا سے یہ میں پیکار کو
بلبلیں جنگل میں آئیں چھوڑکر گلزار کو

کیا سنبھالی دل پیچ پیچ زلف یار کو
فی الحقیقت شمع طاوس بنا ہی مار کو

اک نظر دکھلا دی اپنی جلوۂ رخسار کو
دیر سی آنکھیں ترستی ہیں تری دیدار کو

رو رہا ہوں اپنی جیبی کا دکھا کندن سا رنگ
تار سوئی کا بنا دی آنسوؤں کی تار کو

ای دل تنگ اوسکی ابرو کا تصور چھوڑدے
کھینچتا ہے تو شکنجے میں عبث تلوار کو

آگ پیری نے کیا پیوند چار عنصر کو خراب
جس طرح برباد کرتی ہی خزان گلزار کو

بار رہا ہمکو یہہ آیا جوش وحشت مین خیال
کوہر دندان ولعل لب کا بوسہ چاہئی

دل ہمارا ہی کہ ہی اسمین خیال چشم مست
صحبت احباب مین کیا دیدۂ تر کا ہی کام

عاشقون کی جان لی گا وسمۂ ابروی یار
باغبان فرقت مین مجکو گل نظر آتی ہین زخم

دو لون ہین مشتاق میری قتل کی تکلیف دو
جلئی اوس کوچی مین اوس کا نظارہ کیجئے

سیکڑون مین آ گئی ہو حضرت قاضی جو تم
سامنی اوس ترک کی آئی اگر جلاد چرخ

توڑ ہی سنگ ترازو سے سر بازار کو
کیا جواہر جوہرہ ہے درکار رخ بیمار کو

ورنہ کب مسجد مین ملتی ہی جگہ میخوار کو
سرد کردی گا یہہ باران گرمی بازار کو

بارہ کردیتی ہی خوتریز جہان تلوار کو
تیغ کا پانی دیا کیا تو نی اس گلزار کو

دورسی بندوق کو نزدیک سی تلوار کو
ہین قدم چلنی کی خاطر آنکھہ ہی دیوار کو

دولون ہاتھو ن سی سنبھالا چاہی دستار کو
پاؤن پر رکھدی کمر سی کھول کر تلوار کو

دشمنون کا ہی اگر بلوہ نہ گھبرا ای اسیر
آئین گی ہو لا صدا دی حیدر کرار کو

نظر آتا ہے ترا چہرہ زیبا کس کو
سیر گلشن کی ہی صیاد تمنا کس کو

ساری عالم سی مرا گوشۂ عزلت ہی جدا
خواب آرام ہین ہمسای ہین کوچی سنسان

قتل کرتی ہو شب آفاق کو اتنا تو کہو
کوچۂ زلف مین زنجیر ہی ہی طوق ہی ہے

حبب جلائین ہیلا ہین گی وہ میرا ہی جگر

حسن بی پردہ ہی ہی تاب تماشا کس کو
پر جو تو وا نہین کرتا تو ہی پروا کس کو

گردش چرخ کری گی تہ و بالا کس کو
کون سنتا ہی پکارون شب یلدا کس کو

اپنی جوبن کا دکھاؤ گی تماشا کس کو
کون آفت مین پھنسے جا کی ہی سودا کس کو

جز کلیم اور سے لگا ید بیضا کس کو

گالیاں تنگ لب محبوب پہ آئیں لیکن
مجھے اتنا ہی بچانا کہ کہا کیا کس کو

زیست ہی مرگ محبت میں مجھی لگتی ہے زیست
ملک الموت کہوں کس کو مسیحا کس کو

کون معشوقہ ہرجائی دنیا پہ مرے
سارے عالم کی رقابت ہی گوارا کس کو

واہ ای چرخ یزید اوج پہ محروم حسین
کون حق دار تھا دی شوکت دنیا کس کو

لذت فاقہ سے آگاہ ہیں جو لوگ ہیں خاص
بے خبر ملتے ہیں یہ نعمت عظمیٰ کس کو

خلق اللہ سے دنیا میں نہیں کی راحت
ڈھونڈتے پھرتے ہیں یہ مردم دنیا کس کو

شوق بوئے گل مقصود ادھر لایا ہے
ورنہ تھی گلشن امکاں کی تمنا کس کو

وصل تنہا ہو کہ جو تم بوسہ لب شیریں کا
منہ نہ موڑے کا کہو نہ ہو یہ حلوا کس کو

یار کی لعل لب و گوہر دندان سے بحث
کس کو سچا کہوں ان دونوں میں جھوٹا کس کو

شب کو آئی کو کہا اوس نے تو کہا اسکی خوشی
اپنے جینے کا نہیں ہے تا شام بھروسا کس کو

ہوں تو بیمار محبت مگر اتنا نہیں ہوش
درد کیا چیز ہے کہتے ہیں [illegible]

میں جو کرتا ہوں کرو یہ دل [illegible]
ہنسکی کہتے ہیں کہ سمجھے ہو مسیحا کس کو

سب سے آوارہ وحشت کی نہیں تجھی تلاش
ڈھونڈھتا پھرتا ہے جنگل میں بگولا کس کو

ہیچ سب ہونگی قیامت میں فقیر او غنی
دیکھیں یا وس روز ملے دولت عقبیٰ کس کو

فکر امروز میں مصروف ہیں سب اہل جہان
ای اسیر انہیں ہے اندیشۂ فردا کس کو

کیوں نہ شائق اوس نغ جوان کا ہو پیر کو
کیا کمان چلاتی ہی جب چھوڑتے ہی تیر کو

[illegible] نیست جانی میں مرے ہی تقریر کو
تو سمجھے دم تیغ دیکھا ہی کسی نخچیر کو

[illegible] کیا ہوں وہ جس میں [illegible]
سان پہ چڑھتی نہیں دیکھا گلوئے شمشیر کو

ظلم کی قوت بنا دیتی ہی انسان کو شریر
یہ بلا پیکان نے کیا خون ریز ظالم تیر کو

ہو قلم موے میان یار سے پہلی بنا
ای مصور کھینچ تب مجھ زار کی تصویر کو

خط نہ لکھا یار نے یہہ نامہ بر سے کہدیا
ہی جواب اتنا کہ وہ پڑہ لین خط تقدیر کو

جانتے اہل قلم ہین سب ایک ہین خبر و تحریر
لو رہا تھا آیا ہے نیزے کی برابر تیر کو

بدلے قاصد کے وہان کوی مصور بھیجیے
اسلیے تا کھینچ لائی یار کے تصویر کو

ہون وہ کشتہ میری دشمن میں بھی ماتم
کیا پریشانی سے ہے زلف جو شمشیر کو

وصل سے نفرت ہے ایسی شکل او چہای کے
کھینچی وصلی پہ جو مانی یار کے تصویر کو

ہون وہ طائر ہے جو مجھکو زخم کہانی کا مزا
پیرو ہی ہین اپنی اوس ناوک فگار بے پیر کو

خط شوق اوس کو دک نقاش کو مینے لکھا
چاہیئے قاصد بناؤن طائر تصویر کو

مانی و بہزاد باہم شک سی لڑنی لگی
کھینچ گئے شمشیر جب کھینچا تری تصویر کو

تیرہ بختی مین صفائی قلب کیونکر عیان
ابر ڈھکتا ہی نہان خورشید کی تنویر کو

کچھ نہ پایا ہمنے اوسکی زلف پیچان کی جستجو
کھیر کھر لیا جوش وحشت مین بہت زنجیر کو

تنگ آیا ہون یہ صدموں سے اگر پا اسیر
لوٹتا ہون حسرت مین اوج خط تقدیر کو

دیکھی تیزی سے ہوا ابرو کی بت بے پیر
بھیجیو ان دار القضا مین باندھ کر شمشیر کو

پھر خبر میری کرے کون اوس بت بے پیر
جب بنو حکم صدا دروازی کی زنجیر کو

ذبح کرنی کون آتا ہے یہہ مجھ نخچیر کو
پہلے بھیجا ہے خبر کرنیکے خاطر تیر کو

تیرے ابرو کی ہین تیغی ورسی کیا تیر کا کام
مونہہ لگاتے ہین ہمارے زخم کب شمشیر کو

عاشق مژگان ہون مجھکو غیر کی خاطر کیا
خانۂ دل مین جو آ سینے نکالون تیر کو

سب نے کھینچی ہے بہت ہن ہے تو مصور کیا کرے
ذلتیں کھینچی اگر کھینچے تری تصویر کو

شمع کا سر کاٹنے سے بزم میں کیا فائدہ
روسیاہی کی سوا حاصل ہی کیا گلگیر کو

تشنہ تر کرتا ہے ہمکو شربت دیدار یار
جس طرح زخمی پیئے آب دم شمشیر کو

وصل کی شب کان میں پہنچی جو آواز اذان
سمجھے ہم قاتل موذن کو چہری تکبیر کو

قید خانی سی رہا ہوتا ہوں پر اتنا ہی غم
اور قیدی آکی پہنیں گی مری زنجیر کو

قتل کرکے مجکو کیوں ہوتی ہو رسوا ای جہان
خون بہری کپڑے بدلیے دہوئی شمشیر کو

خواہش دولت نہیں رکھتے ہیں تیری خاکسار
سیم و زر کی کیا ہی حاجت صاحب اکسیر کو

کیوں اوٹھا ... تم عاسی پی توقع ہوگی ہاتہ
ہے وہ قادر کیا بدل سکتا نہیں تقدیر کو

پاسے غفلت نی مری اوسکو بھی بے حس کردیا
مار مردہ کی طرح جنبش نہیں زنجیر کو

آنکھ چہرے پر صفائی سی ٹہہر سکتی نہیں
کھینچ سکتا ہی مصور کب تری تصویر کو

صاف وہ پہچان جائیگا جو نکلی کی صدا
جا کے اوس در پہ ہلایا چاہیے زنجیر کو

دلکو میرے ہے تشی ہی اوس مہوی مرکا نکی تلاش
دہونڈتا پھرتا ہے ہر سو ... تا تہہ تیر کو

کھینچ غزلت میں جو تنہائی سے گھبرایا اسیر
ہم نشین میں نے بنایا معروم تصویر کو

ملجائے سزا و نہ پھر آزار کسی کو
اللہ کرے تم بھی کرو پیار کسی کو

جلاد یہی ہے ملک الموت یہی ہے
چھوڑے گی نہ زندہ تری تلوار کسی کو

پیدا و نہان اوسکے دہن کا ہے معما
آسان کسیکو ہے یہہ دشوار کسی کو

نسبت تن لاغر کو نہ دو اپنے کمر سے
کرتا نہیں اتنا کوئی طیار کسی کو

احباب کفن رکھے لحد میں نہ اوٹھائیں
منہ خاک دکھاؤ نہیں گنہگار کسی کو

در پردہ پتا حضرتِ واعظ نے بتایا
معلوم نہ تھا خانۂ خمار کسی کو

کیا بوسۂ ابرو کی مجھے اوس سے ہی ہو امید
خلوت میں جو دیتا نہو تلوار کسی کو

گھر میں وہ مجھی لیگئی دربان سے یہہ کہکر
پہنچے نہ خبر اسکے نہ خبردار کسی کو

جو خانۂ الفت میں گیا مر کے وہ نکلا
یہہ گھر نہیں ہوتا ہے سزاوار کسی کو

ناداں ہے جو پھولوں کا گلہ کرتی ہے بلبل
کب دیکھا نہیں لاتے ہیں پہندار کسی کو

معلوم ہوا ہمکو کہ یہ آبِ بقا ہے
دلبر سے ہمیں شربتِ دیدار کسی کو

مرنے میں تری زلف پہ ہندو و مسلمان
تسبیح کسی کو ہے یہ زنار کسی کو

کب خواب میں وہ سیمتن آتا ہی کسی کے
کب ملتی ہی یہہ دولتِ بیدار کسی کو

ڈر کر وہ کہی ہاتھ جو انگیا کو لگاؤں
رسوا نکرو پھاند کے دیوار کسی کو

کس شوق سے دیتا میں اسیر اوسکو دل اپنا
پاتا جو زمانے میں وفادار کسی کو

ہم مر چلے مصروفِ رخِ یار ہے تو ہو
بلبل نہیں خرابیٔ گلزار ہے تو ہو

کٹر کی ہے گردن بندِ دربار ہے تجہ ہو
کو تجھہ ملا ہے بیچ میں دیوار ہے تو ہو

جھنجھلا کے بولی وہ جو سنا میرا حالِ زار
مرتا ہے تو مرے کوئی بیمار ہے تو ہو

زور جنوں نہیں بام فلک پھاندتی ہیں ہم
اونچی مکانِ یار کے دیوار ہی تو ہو

شیدا ہے رخ کی حق میں یہہ ہو گا خدا کا حکم
داخل کرو جناں میں گنہگار ہے تو ہو

بدلی میں بیشتر نظر آتا ہے آفتاب
زیرِ نقاب یار کا رخسار ہے تو ہو

آنکھیں سفید اپنے ہوئیں شوق میں پر
اب آئینہ مصاحبِ سرکار ہے تو ہو

مجھکو نہ یکھی مرے مضمون کو دیکھئے
وحشت کدا میں گوہرِ شہوار ہے تو ہو

پوشیدہ کرکے چاہ زنخدان وہ کہتے ہیں
کیا کام کوئی تشنۂ دیدار ہے تو ہو

نازک بہت ہیں کیا وہ کرینگی کسی کو قتل
خنجر کمر میں دوش پہ تلوار ہی تو ہو

لاؤں کہاں سے داغ جگر قابل پسند
گولر کا پھول آپ کو درکار ہے تو ہو

ظلمت پسند ہی ہمیں بخت سیاہ کی
اونکی مسی کا رنگ جو ہموار ہے تو ہو

مشتاق حاجیوں سے زیادہ ہیں بادہ کش
کعبہ سے دور خانۂ خمار ہے تو ہو

کہتے ہے کوئی نفرت زاہد سے نابرے
خفا ہر شکوہ جو مجھ سے انکار ہے تو ہو

گھر میں تو دخل غیر نہیں ہے مری سوا
کوچے میں اوسکے مجمع اغیار ہے تو ہو

ہم تو قسم خدا کی نہ سجدہ کریں کبھی
کعبہ اسیر سنگ در یار ہے تو ہو

مرکے کافی ہے یہ میرا دل روشن مجھکو
کب ہے درکار چراغ سر مدفن مجھکو

آج منظور ہے وصف رخ روشن مجھکو
دیکھنا شاہد مضمون کا ہی جوبن مجھکو

آشیان کیا نہ ہے حسرت گلشن مجھکو
دست صیاد ہے اب شاخ نشیمن مجھکو

کوے جانان میں پہنچ کر اجل آئی صد شکر
کیا زمیں ہاتھ لگی ہے پئے مدفن مجھکو

دل میں آتا ہے جلوت دیر و حرم میں طریق
برہمن شیخ کہے شیخ برہمن مجھکو

کھینچ تلوار کمر سے کہ نہ کھینچ اے قاتل
مار ڈالے گا ترے حسن کا جوبن مجھکو

ہوں وہ کشتہ تن سے نہ سر سے میاں تھی جدا
کاش پامال کرے یار کا توسن مجھکو

شب فرقت میں جلاتا ہے چراغ امید
چاہئے یار کے تصویر کا روغن مجھکو

رات دن ہوتی ہیں پر سیر کی تصدق مجھ پر
ماہ و خورشید کا سب حال ہی روشن مجھکو

تہمی ہوتا ہے جگر دیکھ کے گہ سحر کی شب
چہرے سے بندوق کی ہیں ذرۂ روزن مجھکو

دم خنجر سے کوئی اب مرا اٹھتا ہے گلا
رفع کرتے ہے تنازع سر و گردن مجھکو

ہے گران زاد سفر مجھ سے نہین اوٹھ سکتا
کاش ملجائے کوئی راہ مین رہزن مجھکو

ہون جو تا قسم ہین فکر معیشت مین خراب
روز دیتا ہے خدا رزق معین مجھکو

دشت دکھلا مجھے ای حسرت عریان بجے
خار مشتاق ہین کیا چاہیے دامن مجھکو

شاخ گل سی کبھی لٹکا دے قفس ای صیاد
نہ ستائے حسرت نظارہ گلشن مجھکو

تنگ کرتا ہے شب ہجر بہت خانہ تنگ
آنکھین جو کھلاتے ہین دیوار کی روزن مجھکو

نقش پا کو رہنا دشت مین مجھ لاغر کو
آ نہ پڑھ سکے ہما گنبد مدفن مجھکو

[illegible] خوب امیرون کو کری کون سلام
کب سرکش سی جھکاتے نہین گردن مجھکو

آپ عریان ہون پئے غیر ہی پر قبا لباس
مرحبا اللہ نے دی ہمت سوزن مجھکو

وہ دہن تنگ ہین اوس شوخ کی مستی جو ملی
غنچہ گل نظر آیا گل سوسن مجھکو

[illegible] ہی کے لئے اللہ نے پیدا کئے ہاتھ
طوق کے واسطے ہاتھ آئی ہے گردن مجھکو

بعد مرون جبھی ہے منظور فلک دلشکنی
سنگ مرقد ہے مرا سنگ فلاخن مجھکو

شوخی ابلق ایام بھی ہے جو امیر
کور اک روز بنائے گا یہ توسن مجھکو

جیسا ہے ناتوان ہو کوئی ناتوان نہو
جسم نحیف یار کا موے میان نہو

مجھ سا بھی کوئی ناتوان نہو
دل آب ہو تو آئینہ آسا ہو داغ نہو

جل جائے دل اگر غم الفت عیان نہو
یارب کبھی اس آگ سی پیدا دھوان نہو

بیمار عشق مجھ سا کوئی ناتوان نہو
آئے عرق ہزار بدن پہ دھوان نہو

طاقت ستم اٹھانے کی باقی نہیں رہی
چلئے اب اٹھ کے جہان مین یہ جہان آسمان نہو

[illegible] صدا [illegible] صبح [illegible] — بولے نہ مرغ تب نہ چھوٹے اذان نہو

سمجھو نہ ہم ہین خاک ہین [illegible] — لیکن یہ شرط ہے کہ وہان آسمان نہو

[illegible] کوچہ گیسو مین ہو [illegible] — ہاتھ آئے یا نہ آئی کہان ہو کمان نہو

لیلی کا ناقہ نجد مین لایا تو ہے مگر — کیا قیس سے کہین آئے اگر ساربان نہو

حسرت یہ ہوگئی کہ بند قفس ہمین ہو نہین مگر — شبہہ ہے اب تلک کہ یہی آشیان نہو

[illegible] شدت جوش وحشت کی ہر گھڑی — چلا رہا ہے دل کو سے برگ خزان نہو

[illegible] ہوا سہمتا [illegible] تن مین — دشمن اگر بلا مین سے ہنسے شادمان نہو

آتی ہے جان آمد جانا سے جان مین — ایسا جو وہ تو لقب جان جان نہو

آئینہ کے طرف نہ کرین منہ کبھی حریص — موجود اوسکی گھر مین اگر آب و نان نہو

تو راستہ بتانے سے تجھے کیا کچھ دوستی کا ہم — مانند تیر حلقہ بگوش کمان نہو

کہتا ہون کچھ سمجھ کے مین دیر و حرم کو اک — ایسا کوئی مقام نہین تو جہان نہو

خط لیجیو تو نے یہ قاصد کو دی دعا — محنت خدا کرے کہ تری رایگان نہو

رہتا ہے غم سے باغ جہان نہین نشاط کا — قدر بہار کیا ہے جو فصل خزان نہو

کر دو سگان کوچہ محبوب کو خبر — مٹی کوئی لحد مین مرا استخوان نہو

ہم ڈھونڈ لین گے اور کوئی مہوش ای اسیر
پروا نہین وہ ماہ اگر مہربان نہو

طپش مین عشق رکھتا ہے ہماری جان مضطر کو — کبوتر باز کوئی جیسے پر کاٹی کبوتر کو

اوڑھا یا پردہ در کو دکھایا روئی دلبر کو — بہہ جیاتی خاک آخر رحم آیا بہت صرصر کو

خدا جانے کہ کتنی مے بھری ہی چشم ساقی مین — کری سکتی نہین ہین لاکھ میکش ایک ساغر کو

دماغ اپنا پریشان ہوگا آواز عنادل سے
اوٹھائین ہی مجاور قبر سی پہولونکی چادر کو

تری دیوانون کی یہہ چوٹ مین لذت اوٹھائی ہے
کہ ہوش آئی اگر تو چاہین یہہ ہنہد وسب نکے پتہر کو

نہجم سی کہو تحت الثری کو سی کبہی دیکہے
فلک پر ڈہونڈہتا ہی کیا سر ہی طالع کی اختر کو

نہایت گرمی خورشید محشر سی ہین مضطر ہم
خبر اسکی نہین شاید قسیم حوض کوثر کو

یہانتک رحم ہی دل مین اگر ہو دسترس میرا
اوتارون گردن شمشیر سی زنجیر جوہر کو

وہ آوارہ ہوہوتی ہین مری جامی بہی آوارہ
مرا مکتوب کہتا ہی بتاہی مین کبوتر کو

نکر کچہہ خوف قاتل تیرا دامن کوئی پکڑیگا
قیامت مین پڑی گی اپنی اپنی اہل محشر کو

ہوا ثابت ہمین ہی یہ کسی درویش کا حصہ
ملی ہفت آسمان کب بادشاہ ہفت کشور کو

کہو دربان سی اوس تک نامہ بر کو میری پہنچادے
فلک پر لیگئی جبریل ساتہہ اپنی پیمبر کو

وہان زخم تن جو خود بخود داد ترک مستی ہین
بجہایا شاید آب زعفران مین تو تی خنجر کو

بڑنگ رنگ گل گرتی نہین مے ایک قطرہ بہی
فلک تی گوکہ توڑا سو جگہہ سی میری ساغر کو

لکہا تہا نامہ اوس بیچارکو مین یہ نسمجہا تہا
گرہ ک سمجہی گا ظالم ہون کہائیگا کبوتر کو

تعجب کچہہ نہین محسن کشی سی اہل عالم کے
نکالی گھر سے آئینہ اگر عکس سکندر کو

اسیر ایسی لکہون تعریف اوسکی ہفت اعضا کی
کہ آب شرم سے دہوئی نظامی ہفت پیکر کو

رہا لایا ذبح کی دم خون کیا کیا اوسکی خنجر کو
رگین گردن کی نشتر بنگئین کہای جوہر کو

کیا خون ریزوسمی نے سوا ابروی دلبر کو
عجب کی ہی جگہہ یہہ سورہی ہی جائے خنجر کو

وہ قاتل لاش کو تشہیر کرنا ہی گئی آفت
کہ پہچانا نہ کشتو نہین ہماری جسم بی سر کو

اسی صورت جو ہمسائی ہمارا دل جلا ہین کے
کسی کو ہو برا نہین ہم جلا رہین گی پہونک کر گہر کو

جدائی کعبہ و بتخانہ مین ساری بظاہر ہے
خدا نے ورنہ دو ٹکڑی کیا ہی ایک پتہر کو

نہ کیونکر دیکہہ کر ہون مست شادی اہل نظارہ
سکہایا رقص تیری آنکہ کی گردش نے ساغر کو

ٹہر جاتی ہے عقل و ہندسی کچہہ دولت دنیا
جو رشتہ بیگرہ ہو روک کب سکتا ہی گوہر کو

حوادث مین کہئی ہوتی ہین مضطر صاحب تمکین
بہ رنگ خس بہا سکتا نہین سیلاب پتہر کو

ہزارون طائر رنگ حنا دل چہین لیتا ہے
بنایا ہے شکاری تمنی مرغ دست پرور کو

ہماری آنکہ فرقت مین ہی ضبط گریہ کیا مشکل
جو موج آتی ہی دل مین جہیل جاتی ہین سمندر کو

نہین نقصان اگر اوسکی رخ روشن پہ خط نکلا
سیاہی شب کی چمکاتی ہی روی ماہ انور کو

نہایت مرکی سختیا یا ہوئی تکلیف جانا نکو
پڑے مین تنہہ جو ریان دو لوتن اوتارا اونچی بستر کو

دباتی ہی جو خاک گور مردہ کو تعجب کیا
محبت کس قدر فرزند سی ہوتی ہی مادر کو

دل سوزان کی میری کیا حقیقت ای اسیر ہوتی
نکل جاتی ہی مچھلی تیری بالی کی سمندر کو

اسیر اہل تحمل کو کہان جمعیت خاطر
پریشان حال پاتا ہون ہمیشہ کیمیا گر کو

ہجر مین شام غم آ گئی ہی ستاتی ہمکو
مدد ای مرگ کہ گھیرا ہی بلا نی ہمکو

کیون کیا داخل فردوس خدا نے ہمکو
صفت حور و ملک پڑہی نماز اٹہانے ہمکو

کہو ای کعبہ نشینو کہ ہی کیا اسمین صلاح
یہ ہمین دیر سے آیا ہے بلانے ہمکو

وای قسمت کہ طلاطم نی اولٹ دی کشتی
جب لگا دور سے ساحل نظر آنی ہمکو

رنگ گردون مین نہ کعبہ مین ہی مسکن اوسکا
دہوکی دینی کو بتاتے ہین یہ کاتی ہمکو

آپ ہم الست خطا ہی نہ سر مو بہی مگر
فارغ البال کیا یہ بہی خدا نے ہمکو

سنا تھی وعدۂ روز قیامت نہ رہا
کردیا مست یہ قلقل کی صدا نی ہمکو

ملک الموت کو دیکھا تو یہ سمجھی دم نزع
آتی یار نی بھیجا ہے بلا نے ہمکو

ہم ہیں اور غیر ہیں یہی کچھ تو تفاوت لازم
پاتی اوسکو جگہ دو تو سرہانے ہمکو

نہ رہی فرزند کی خواہش نہ تلاش زر و مال
سب بلاؤں سے بچایا ہے خدا نے ہمکو

ہو گئی طفل جوان تھی جو جوان پیر ہوے
کیا بدلتی نظر آتی ہیں زمانے ہمکو

شہر بیگانہ ہے تبدیل شباہت کی سبب
جان قالب ہیں نہیں کہ یا کوئی جانے ہمکو

بھی ڈھوتا نہیں کس روز خیال خط سبز
روز آتے ہیں کنوین خضر جھکانے ہمکو

شعلۂ شمع کے مانند ہوئی حالت ہوا
کیا مٹایا ترے دامن کی ہوا نے ہمکو

مثل دیوار ترے کوچے ہیں ہم بیٹھ گئے
کہیں سے مرد و ر وسے اوٹہیں وہ اٹھانے ہمکو

ذات پاک آپ کی مقصد ہی جو مشتق ہین
جانتا ہو جو تمہیں خوب وہ جانے ہمکو

کیون نہ مرغوب طبیعت ہو ہر اک لیلی وش
خاک مجنون سی بنایا ہی خدا نے ہمکو

طوق و زنجیر کی طاقت ہی کہ اب ہل سکین
فصل گل آئی ہی زندان سی چھڑانے ہمکو

جانتا ہے طلب رزق کو سودا یہ فلک
کبھی دیتا ہے تو زنجیر کی دانے ہمکو

ہمنی وہ حال سنایا کہ وہ کچھ کہہ نسکے
قصہ گو آئے جو افسانہ سنانے ہمکو

آئی زندان سے عبث وادی وحشت میں اسیر
کیا پریشان کیا تند ہوا نے ہمکو

معجزہ ہے یہ پہنچا رہ و منزل کوئی حد کو
وہی اللہ کو جانے جو پہنچا نبی محمد کو

لب جان بخش ہی حسب گفتگو کی صورت عیسی
عطا کی روح تازہ آپ نے روح مجرد کو

شفا اقلیم تھا دنیا کو لائی شجاع اپنے
اگر در کا ہو تیر تار جھالا و سنکے مسند کو

جو انسان ہیں اونہیں کیا اونکی فرقت کا تحمل ہو
کرے نالہ تو آئی تاب چوب مسند کو

ضمین ہی ابروی پرخم کی نیچی آنکھ کی پتلے
کیا ہے نصب کعبہ مین خدا نے سنگ اسود کو

بنائی آسمان اللہ نے حضرت کی خاطر سے
نہ کرتا خلق انکو خلق اگر کرتا نہ احمد کو

کہو ... مہری سی ہلکم ہی ... روشن سامنے جھکے
ملا ہے نور ایسا ذرہ ہای خاک مرقد کو

کیا جسدن شب معراج قصد عالم بالا
ہوئی کیا شاد اہل عرش سنکر آمد آمد کو

چمن زار جنان مین واسطے حضرت کی [illegible]
کیا آراستہ ہر قصر یاقوت و زبرجد کو

عجب فیاض جس سی فیض عالم کو پہنچتا ہے
زمین کو آسمان کو انس و جن کو دام کو دد کو

نہوتا حشر کی دن پیاس غالب ونکی امت کو
عطا کی نہر کوثر حق تعالی نے محمد کو

نہ رد ہوتی جو کرتا تو یہ حضرت کی زبانی تک
مگر کب قصد استغفار تہا ابلیس مرتد کو

کیا تقسیم جسدن حسن اپنی خاص بندون کو
صباحت حق نے یوسف کو ملاحت دی محمد کو

عجب حد شریعت آپ نے ہستی مین کہینچی ہے
نہین ذرہ بہی رتبہ جسمین سی ذوالقرنین کی سد کو

ہمیشہ محفل آفاق مین ہی روشنی جس کی
کیا سبطین نے روشن یہ نام جد امجد کو

خبر احباب کو اونکے نہ دنیا مین نہ عقبی مین
کسی عالم مین ہون آخر پہنچ جاتی ہین مقصد کو

سپہر بی مہر مولا کیا کریگا خود مجل ہوگا
بہلا کہینچی تو ہندوی فلک تیغ مہند کو

شریعت کا جو مکتب ہی وہان ہین طفل ہی ایسے
کہ مفتاح زبان سی کہولتی ہین قفل ابجد کو

اسیر احباب مولا کو مبارک ختنہ شادی
جو کینہ دل مین رکھتے ہون وہ روئین طالع بد کو

خوشا طریق راست بادی سی بشر کیونکر نہو
جو چلے یہ راہ اوس کا دل مین گہر کیونکر نہو

جس نگینہ و سخت دل باہم ہون شرر کیونکر نہو
سنگ و آہن جب ملین پیدا شرر کیونکر نہو

ہمکو خالق نے بنایا ہی جہان مین آفتاب
ذرے ذرے پہ عنایت کی نظر کیونکر نہو

سخت

سخت ہی راہ عدم انسان کو بی اعمال نیک
مرد بے توشہ کو تکلیف سفر کیونکر نہو

ہو گئی دیدار روئی یار سی قطع امید
خواب مرگ آنکھون کو منظور نظر کیونکر نہو

اوٹھ گئی محفل نشین خالی ہوئی محفل تمام
دل فسردہ صورت شمع سحر کیونکر نہو

آئنہ آفاق مین ہوتی ہین خاکستر سی صاف
صیقل اوس رخ کو مری گرد نظر کیونکر نہو

زیب گوش یار نی مجکو کیا پابند عشق
رشتہ گردن مین مری مثل گہر کیونکر نہو

کثرت اندوہ وغم مین سچ ہی گنجائی ہی
ہیچ ہو جس مین وہ رشتہ مختصر کیونکر نہو

مر گیا مین قد کسی شیرین ادا کا دیکھکر
خاک تربت کشت زار نیشکر کیونکر نہو

سچ تو ہے نفرت کی قابل ہین سیہ اہل جہان
آفتاب آسمان کا رخ ادہر کیونکر نہو

جلوۂ جانان گریبان چاک کرتا ہی ہمین
جب عیان خورشید ہو پیدا سحر کیونکر نہو

ہین یہی صدمی تو جی اپنا یقین ہی ڈوبجای
غرق کا کشتی کو طوفان مین خطر کیونکر نہو

سنکی میری شعر اہل بزم روتی ہین بجا
نالہ دردانگیز ہی اس مین اثر کیونکر نہو

شمع روآتی ہین جسکو فاتحی کی واسطے
میری تربت پر چراغان رات بہر کیونکر نہو

مرد قانع ہم ہین مثل مردم چشم ای اسیر
مثل مژگان بوریا بیرون در کیونکر نہو

دیکھو مری طرف کو ہی صحت کی راہ ہو
خاک شفا مریض کو گرد نگاہ ہو

ہی چشم تر نہ قطع محبت کی راہ ہو
ہی موت راہرو کی جو بی آب چاہ ہو

تم دور ہی سی میری جنازی کو دیکھ لو
جھالر تو شامیانی کی برق نگاہ ہو

جاتا ہون سوی کعبہ مین ہمرہ کی میری
اس واسطے کہ شیخ و برہمن مین راہ ہو

ہوتا ہی ناقصون کا عیان امتحان مین عیب
آتش مین سیم قلب جو کہین سیاہ ہو

بیڑا ہی میکشون کا اسی سی جہان مین پار
کشتی شراب کی نہ الٰہی تباہ ہو

بوسہ کہین تو اوس لب تو خیر کا ملے
ای بخت سبز جا کہین خضر راہ ہو

کہتا ہی ہر حسین رخ روشن سی داغ رشک
خورشید تیری سامنی آئی تو ماہ ہو

چھڑکاو کرتی جاتی ہین چھالی قدم قدم
ممکن نہین ہلیں کہین گرد راہ ہو

پڑہتا ہو نہین یہہ شعر کہ کہتا ہون ورد دل
لازم ہے واہ واہ کے جا آہ آہ ہو

رہرو وہ ہون جو پیاس مین مشکی طلب کرون
اوٹھہ کر غبار راہ سے ابر سیاہ ہو

وحشت کا یہہ اثر ہی کہ خواہش ہی بعد مرگ
مرقد پہ بہی نہ سایۂ مردم گیاہ ہو

صورت سی ہی غرض ہمین سیرت سی کام کیا
محبوب خوبرو ہو بہو رحم خواہ ہو

یوسف کو بہی جو آئی وہ چاہ ذقن نظر
پیدا دوبارہ چاہ مین گرسنگی چاہ ہو

وحشی تمہاری چشم سیہ کے پڑہین نماز
نقش سم غزال اگر سجدہ گاہ ہو

افسانہ اوسکی چشم سیہ کا سنین جو ہم
کانون مین پنبہ بہی کف مار سیاہ ہو

خواہش یہہ مجہہ سی بیسرو پائی کی ہی اسیر
ہو پاؤن مین نہ کفش نہ سر پر کلاہ ہو

دنیا کی فکر جائی تو دل بادشاہ ہو
جمعیت حواس الٰہی سپاہ ہو

دولت مری قدم سی لگی ہی وہ ہون فقیر
تکیہ جہان بناؤن وہان شاہراہ ہو

شغل تعلقات سی انسان فقیر ہے
ترک تعلقات کری بادشاہ ہو

پہنچے خبر نہ اہل وطن کو کسی طرح
لیجائی خط مرا تو کبوتر تباہ ہو

سر کو جھکا کے ضعف بدن چاہتا ہی یہہ
سر پر ہمارے آبلۂ پا کلاہ ہو

غربت مین جوش غم سی ہی یون اپنا حال
طوفان مین جسطرح کوئی کشتی تباہ ہو

گریان وہ ہون چلون تو چلون پیرتا ہوا
خشکی کی راہ بھی مجھے دریا کے راہ ہو

باطن کو کیا خرابی ظاہر کرے خراب
بڑھ جائے نور کعبہ جو پوشش سیاہ ہو

کیا جانے کوئی صاحب جوہر کا مرتبہ
سمجھے وہ قدر تیغ کے جسکو نگاہ ہو

افراط سی نہ کام نہ تفریط سے غرض
وضع بشر وہ چاہیے جسکا نباہ ہو

ایسا بھی ای سپہر کبھی انقلاب کر
درویش کی قدم پہ سر بادشاہ ہو

ظلمت سیاہ خانہ کی فرقت مین کیا کہون
آندھی یہان جو سرخ بھی آئی سیاہ ہو

مرضی ہی آپکی نکرین آپ اگر قبول
بدتر کہین گناہ سے عذر گناہ ہو

اتنا بلند ہو سکے تو کام آئی دود دل
گردون پہ نجم طالع دشمن سیاہ ہو

ہمکو تو بزم پیر مغان کی پسند ہے
دونون یہان ہین ایک گدا ہو کہ شاہ ہو

ایمان اوسی کا نزع مین قائم رہے اسیر
جسکی زبان پر اشہد ان لا الہ ہو

شعلہ ہے ہجر کی شب ہر گل قالی مجکو
دیو آتی ہے نظر شکل نہالی مجکو

جوش مستی مین ملے ہمت عالی مجکو
نظر آتا ہے فلک ساغر خالی مجکو

تیر پڑتا ہے جو دیتی ہین وہ گالی مجکو
لب سوفار ہے اون ہونٹونکی لالی مجکو

عید قربان کی خوشی کیون نہو میری دلکو
نظر آئی ہے تری تیغ ہلالی مجکو

فرقت یار مین بیہوش پڑا رہتا ہون
کر دیا ضعف نے تصویر نہالی مجکو

اسقدر ابروے خمدار کی باندھی مضمون
جتنی شاعر ہین وہ کہتی ہین ہلالی مجکو

میری پہلو مین جو وہ غیرت مہتاب نہین
جو مہینا ہی وہ امسال ہے خالی مجکو

فرقت یار مین پرداغ ہی خود دل میرا
باغبان تند ہے پھولونکی ڈالی مجکو

تو ہی گر ہجر مین ای کلک تصور احسان
کہینچدی یار کی تصویر خیالی مجھکو

ناتوانی ہمین ہین بناؤن اوسی طوق گردن
ہاتہ آنے جو تری کان کی بالی مجھکو

آسمان زیر قدم آئی تو سمجھون مین زمین
میری اللہ نے دی ہمت عالی مجھکو

ناشناسای سخن کو ہی سخن کی کیا قدر
مرد نافہم کی تعریف ہی گالی مجھکو

اوڑ سکا ہو کی رہا ہی نہ گلستان کیطرف
دام صیاد ہوئی بے پروبالی مجھکو

خم چڑہاؤن جو مین ساقی مری نیت نہ بہری
سیر کرتی ہے کوئی می کی پیالی مجھکو

دوستی کیا بت بیمہر و محبت سی کرون
کہ بجاتی نہین اک ہاتہ سے تالی مجھکو

مرگ کی بعد نہین رنج اسیری ہی نجات
جال آتی ہی نظر روضے کی جالی مجھکو

ای پری سنتی ہی اوسکو مین ہوا دیوانہ
ہو گیا نام ترا اسم جلالی مجھکو

ہجر جانان مین ہی دن رات کی اندیشا
شکل گوری نظر آتی ہی نہ کالی مجھکو

غرق ہون حیدر صفدر کی محبت مین اسیر
لوگ کیونکر نہ کہین شیعۂ غالی مجھکو

بہار آئی ہی کہون چلکی مین صحرا گلشن کو
کہو خار مغیلان سے کہ چہوڑین میری دامن کو

مسیحی عشوؤن ہے ملک اگر کسی دن سیر گلشن کو
تماشا گر گریبان چاک کی گلہای سوسن کو

سوئی کعبہ بھیجی نازک دماغی دیر سی لائی
نہ لایا تاب سنکر شور ناقوس برہمن کو

مریض عشق سی ہی قول زور ناتوانی کا
اوٹہایا سر جو تونی تو جکر رکہدونگا گردن کو

ہوا ہون کی آرہو کر عشق خط روی جانان مین
کفایت کرتی ہین کاغذ کی تختی میری مدفن کو

کرامت ہای جادو یا خدا ان شہسوارون مین
اوڑے آتے پہرتی ہین بی بال و پر سمند توسن کو

نہ لیتا بوسہ خال ذقن لیکن ہوا دہوکا
مسلمان زادہ سمجہا تہا مین اس طفل برہمن کو

جو آتش مزاجی کسیلی کرتی ہین پیرون سے
دبا لیتا ہے کیسا سرد آہن گرم آہن کو

خبر اوس شمع رو کو کیا ہماری لگی جلنی کی
خیال سوزش پروانہ کب ہی شمع روشن کو

رہائی پر بہی رکہا مقید ناتوانی نے
نشان طوق ہی طوق گران ہی میری گردن کو

لڑائی ہو مقرر ایک گہر مین ہین جو دو سوکن
بناتی ہین جدا اسواسطی مدفن سی مدفن کو

تواضع مایہ دارونکو سیہ ستون سی لازم ہے
جہکائی سامنی ساغر کی شیشہ کیون نہ گردن کو

مزا ملتا ہی زخمونکو بہت ٹانکونکی کہانی سی
نمک جراح لایا ہے تری مژگانکی سوزن کو

رہین دیدار سی محروم جو کوچیمین ساکن ہون
میسر گہر مین نظارہ ہو تیرا چشم روزن کو

اسیر آنسو بہاتی ہین جو ہم شرم عصیان سے
حساب حشر سی ہمنی کیا ہی پاک دامن کو

نہ پچہتاو جہوا ب گردنی اوٹہکر جو دامن کو
چلی تہی کسیلی ٹہکراکی صاحب میری مدفن کو

ہجوم بلبلان ہوگا سنی لگا کون شیون کو
نہین درکار کچہ پہولون کی چادر میری مدفن کو

جہکی جو اپسی انسانکو جہکنا اوس سی لازم ہے
جو خم شمشیر مین پایا کیا خم ہمنی گردن کو

حریصونکو سوا ہی زحمت نعمت سے کیا حاصل
کہ جلتا ہی فتیلہ جسقدر پیتا ہی روغن کو

حیا سی ان حسینونکو عرق آئی تو بہتر ہی
بڑہا دیتی ہی شبنم باغ مین پہولونکی جوبن کو

جو بیٹہی صحبت کامل مین آخر وہ بہی کامل ہی
کہ چہوتی ہی طلا پارس بنا دیتا ہی آہن کو

پشیمان ہونگی جو قصد شکست غیر رکہتی ہین
سبب سرگشتگی حاصل ہی کیا سنگ فلاخن کو

بلا سی امن اگر چاہی کوئی پیدا حمایت کر
ہوا گل کر نہین سکتی چراغ زیر دامن کو

کری گی وصف کیا تیری سی آلودہ ہنوٹونکا
کہان ہی تاب گویائی زبان برگ سوسن کو

کیا اوس شوخ سو اوحسن کا قسمت نی دیوانہ
بناؤن طوق گردن مین جو پاؤن لعل تو سن کو

گرفتار ازل امید رکھین کیا رہائی کی
بھلا کیا طوق سی قمری نکالی اپنی گردن کو

اسیر اپنی لحد کو چاہیے آہن ربا پتھر
کہ کھینچی نعل آہن روک رکھی اوسکی توسن کو

قفس آباد کر بلبل لگادی آگ گلشن کو
جلایا باغبان نی کاٹکر شاخ نشیمن کو

عداوت بعد مرنکی نہین ہٹتی ہی دشمن کو
بجھا جاتی ہین کیون جہونکی ہوا کے شمع مدفن کو

بظاہر گو بنی ہی غیر کی قبر اوسکی کوچہ مین
فرشتی کیا بدل دیتی نہین مردونکی مدفن کو

جہان کی سرد مہری سی ہی ہمکو بچائی گا
بنایا جبۂ درویش جسنی مہر روشن کو

سمجھ کر کی کہ بی سمجھے الٰہی فاتحہ خوانی
نہین وہ جانتی یا جانتی ہین میری مدفن کو

سر بازار تمکو کیا کوئی فتنہ اوٹھانا ہے
اولٹ کر بیٹھتی ہین آپ کیون تمکین کی چلمن کو

نظر آیا ہمین ابر تنک مین ماہ کا جلوہ
جو وقت رقص اوس مہ رو نی رکھا منہ پہ دامن کو

لڑاتی ہین جو انسانونکو باہم سخت مفسد ہین
لڑائین ہم نہ بہر اخذ آتش سنگ و آہن کو

ضعیفونکو ہی لازم آپ جائین پاس منعم کے
بلاتا ہی کہین دعوت مین دہقان مور خرمن کو

گران زاد سفر ہی کاروان سے اوٹھ نہین سکتا
بٹائی بوجھ دی جلدی جرس کو اور رہزن کو

رگ گردن ہی گہر کسکا خبر ہی تجکو اے قاتل
بشر ہی کون کہ خنجر کاٹتا ہی کسکی گردن کو

جو چشم قہر اوسکی ہو بہار آنی مین خزان آئی
بجھائی آب شبنم آتش گلہائی گلشن کو

یہان بہی دی مجھی تکلیف آکر رونی والون نی
غلط نکلا مین گنج عافیت سمجھا تھا مدفن کو

عجب بیخود زلیخا تھی ذرا دیوانہ پن دیکھو
کہ پہاڑا اپنی کپڑونکی عوض یوسف کی دامن کو

نہ کہو راہ باقی یار نی کوئی نظارہ کی
چنی گہر کی کیا مسدود چہوڑا اوسنی روزن کو

چمن مین چھوٹتی جاتی ہین کلیان عندلیبونکی
مگر کلیون کی حاجت ہی کسی گل رو کی دامن کو

عدو کی سرکشی موقوف ہو جاتی ہی احسان سے
یہ وہ ہی بوجہ بھاری جو جھکا دیتا ہی گردن کو

اسیر اولٹا زمانہ ہی بُری نافہم ہین مردم
کہ خوش ہوتی ہین سنکر شُل نی یہ میری شیون کو

وہ دل ہی مردہ محبت کا جسمین داغ نہو
مکان گور سی بدتر اگر چراغ نہو

خوشی ہو کیا کہ دل مردہ باغ باغ نہو
نسیم صبح سی تازہ گل چراغ نہو

نکال دل کی جدائی سی جل رہا ہی جگر
کسی عزیز کا یارب کسیکو داغ نہو

سنون نصیحت ناصح تو جاکی مین لیکن
یہ خوف ہے کہ پریشان مرا دماغ نہو

مراد ہین مرا چلو ہے ساقیا کافی
شراب چاہیے شیشہ نہو ایاغ نہو

نکال مردم بیعلم سی ہی خوش ابلیس
بن آئے دزد کی گھر مین اگر چراغ نہو

سناکی ماہ کو کہتا ہی وہ سپہر جمال
پسند ہی وہ نگینہ کہ جسمین داغ نہو

وہ بادہ کش ہون کہ تسکین دل نہو ساقی
شراب شیشی مین جبتک کئی ایاغ نہو

بلا مین ہنس کی رہائی محال ہی میری
پڑھون جو علم فضیلت کبھی فراغ نہو

نظارہ کمر یار کی ہے فکر عبث
وہ کیا ملے کہین جس چیز کا سراغ نہو

دوا کی قدر رہی عالم مین درد کی باعث
کری نہ خواہش مرہم کوئی جو داغ نہو

شریک صحبت ظالم کو خوف ظلم نہین
شکار تیر کسی دن کمان کا زاغ نہو

نہین ہی کیا تجھی معلوم قصہ شداد
بنا کے باغ زمانی مین باغ باغ نہو

لحد تو داغ جگر سے تمام روشن ہے
نہین ہی غم جو مری گور پر چراغ نہو

ہی جہان مین دریا ہی جی اگر ساقی
حباب وار لبالب مرا ایاغ نہو

علی کی ذات ہی دنیا مین خضر منزل دین
کہ شب کو راہ نسوجھی اگر چراغ نہو

جہان مین کوئی نہین قدردان غم ایسا
پسند مجکو وہ مرکب نہین جو داغ نہو

وہ دل ہی کیا کہ جو ہو داغ عشق سی خالی
اسیر خانۂ دشمن بھی بے چراغ نہو

جو تم نہ آؤ تو جینی سے یاس ہو کہ نہو
تمہین کہو کہ مرا دل اُداس ہو کہ نہو

بغیر آہ یہ دل بے حواس ہو کہ نہو
ہوا ہو بند جہان احتباس ہو کہ نہو

نہوگی بھوک بھی قاتل تو زخم کہا ئینگے ہم
پیئین گی آبِ دمِ تیغ پیاس ہو کہ نہو

سوادِ گور کا مُردہ سے پوچھیی احوال
اندھیری گھر مین بشر کو ہراس ہو کہ نہو

کرینگی ردِّ دعا سے کبھی نہ ترکِ دعا
کرینگے عرض قبول التماس ہو کہ نہو

تجھی ہی ہر کس و ناکس سی کی ہے شرط
جہان مین دیدۂ مردم شناس ہو کہ نہو

نہ لینگی نام بھی پیرمغان کا بی تعظیم
ہمین تو پاس ہی زاہد کو پاس ہو کہ نہو

ستارہ مہر سی جب کفش یار کی چمکین
نجوم کو ہوس اقتباس ہو کہ نہو

بہت غضب کی حدیثین بہت سی آیۂ رحم
کبھی امید کبھی ہمکو یاس ہو کہ نہو

جو ساتھ ہمہ جائی سے یار ہو ہمہ جا
تباہ فہم پریشان قیاس ہو کہ نہو

جو قدردان شرافت نہین تو کیا پروا
کہ تیغ تیغ ہے جوہر شناس ہو کہ نہو

گئی وہ شیب مین عہد شباب کی رونق
سحر کو بزم شبینہ اداس ہو کہ نہو

دیا جواب طبیبون نی کر چکے تدبیر
تری مریض کو جینے سی یاس ہو کہ نہو

چلی تو ہین سوی دربار یار پر دیکھین
کہ دخل دی کی وہان سو پچاس ہو کہ نہو

ستارہی ہی سفاہت سی ہمکو پیر فلک
بہت ضعیف ہی سلب حواس ہو کہ نہو

لحد مین ساتھ ہماری ہین حشر تک اعمال

اسیر اور کوئی آس پاس ہو کہ نہو

نہ ہولی زخم کہانیکا جو اوٹہا تہا مزہ دل کو
ہجوم حشر مین ہم ڈہونڈلین گی اپنی قاتلکو

کری آزاد قید ہستئ فانی سی بسمل کو
خدایا کر عنایت خیر کی توفیق قاتل کو

نہ کریوان نعرۂ مستانہ ہردم دیکہلای مجنون
گرادی وجد مین آکر کہین ناقہ نہ محمل کو

مری کشتی جو ڈوبی غم نہین غم ہی تو اتنا ہی
لپٹیا اوٹہکی موجون نی سبکساران ساحل کو

حقیقت مرگ کی پوچہو تو تربت مین ضعیفون سی
تہکی ایسی کہ بستر پہ گری طی کرکی منزل کو

جو ہمسن تہی ہماری مرگئی سب پیر ہو ہو کر
سحر ہوتی ہوی تنہا آگئی محفل کی محفل کو

تصور چاند سی رخسار کا کس تیغ سی کم ہی
غلط ہی یہ کہ مارا چاندنی نی تیری بسمل کو

اسی کہتی ہین دل شوق شہادت ہو تو اتنا ہو
سر اپنی مول لی دی آپ ہنسی اپنی قاتل کو

کسی کا دل الہی جوشش غم سی نیون تہ پر خون ہو
سخن کرتا ہون مین یا ہچکیان آتی ہین بسمل کو

زبان جب ہوگئی ہی اپنی شرم ضعف پیری سی
بجہا دیتی ہین وقت صبح جیسی شمع محفل کو

کسی پہ چہوکوئی احسان رکہی سخت ناداں ہی
سخی دیتی ہین جب اللہ دلواتا ہی سائل کو

رہائی بخت نی دی قید خانیسی مجہی لیکن
بہت پچہتا رہا ہون چہوڑ کر طوق و سلاسل کو

سمند کو اشارہ ہی نہین کرتی ہو ابرو سی
گراتا ہی نظر سی یون کوئی مد مقابل کو

خط رخسار جانان کی کہین اصلاح ہو یارب
یہ ہالہ کب تلک گہیری رہی گا ماہ کامل کو

تہ خنجر یہ پائی ہمنی لذت قتل ہو نہین
وہان زخم دیتی ہین معاجینی کی قاتل کو

کرین عشاق نالی لاکہہ معشوقون کو پروا کیا
چمن مین گوش گل سنتی نہین شور عنادل کو

اسیر اپنی سخن سی کیا کلام غیر کو نسبت
چہپا ہی خصم مین سچاتی ہین حق باطل کو

اگر ہوتا ب گویائی وہان زخم بسمل کو
دعا ہی طول عمر خضر دی شمشیر قاتل کو

ہوئی شادی یہہ کہا کر زخم وا منہ بسمل کو
کیا روان خلعت میں عطا شمشیر قاتل کو

حسینوں مین پھری دن بھر یہان بیٹھی وہان بیٹھی
کھلی کیونکہ یہہ عقدہ جبہ ڈہ آ ئی ہم کہان دل کو

کہا غیرونکو دسنی مین سمجھکر دلمین وہ آیا
مثل سچ ہی کہ ہی کافی اشارہ مرد عاقل کو

تصور گیسوی شبگون کا آیا شکر کرتا ہون
سیہ پوشاک سی در کار ہی تری کعبہ دل کو

خبر ہی اپنی مرغ روحکی صیاد کچھہ تن مین
قفس مین کیون ہسار کہا ہی مین تو نی عنادل کو

جوان مرتی ہین بوڑھہ ہونسی پہلی کیا تعجب ہی
توانا ناتوان سی جلد طی کرتی ہین منزل کو

ہماری حسن معنی کو اگر الفاظ مین سمجھی
یقین ہی قیس بھی پھر نہ لیلی کو نہ محمل کو

جو دل مجروح ہو کس طرح عاشق کو قرار آئی
تڑپنی سی کہین تسکین نہین ہوتی ہی بسمل کو

بہار آئی ہی جوش لالہ گل باغ مین الیسا
جگہہ ملتی نہین ہی آشیانونکی عنادل کو

جدا ہوتا نہین ہی بید مجنون سی کبھی سایہ
اوڑا ہی کوئی کیونکر پاؤ ی مجنونسی سلاسل کو

عداوت چرخ کو ہی عالم افلاس مین مجہ سی
خفا ہوتا ہی ممسک دیکھہ کر جسطرح سائل کو

ہوتین تبدیل شکلین ایسی مونکی کہ محشر مین
مجھی قاتل نی پہچانا نہ میری اپنی قاتل کو

مقید دو ملک دو سمین ہین اسمین سیکڑون انسان
تری چاہ ذقن سی کیا ہی نسبت چاہ بابل کو

اسیر ایسی فصاحت دی مجھی اللہ نی مجکو
کہ کچھہ نسبت نہین باقی رہی سحبان وائل کو

پیشتر برسون تھی اشباب چمن کی آرزو
اب چمن پایا تو ہی ادسکی سمن کی آرزو

نوجوانون کو مبارک ہی چمن کی آرزو
عالم پیری مین ہی ہمکو کفن کی آرزو

الصبا لالہ کی زلف یار تازہ ہو دماغ
دیر سی ہی نکہت مشک ختن کی آرزو

محنت عاشق تلاش یار مین بیکار ہے
کوہ تک کاٹا نہ نکلی کوہ کن کی آرزو

تیری وحشی کو بیابان مرگ قسمت نی کیا
رہ گئی گز بہر زمین دو گز کفن کی آرزو

گر کی آرائش نہ آئی زال دنیا سامنے
کب جوان مرد ونکو ہی اس پیرزن کی آرزو

یاالہی صحبت احباب ہو دل کو نصیب
ہی بہت اس آئینہ کو انجمن کی آرزو

دل مرا ہی بندۂ دنیا تو زاہد ہی ہو فلک
شیخ بت پوجی تو نکلی برہمن کی آرزو

عمر کا پیمانہ ہی لبریز اے ساقی مگر
استلک ہی دل مین اوس پیمان شکن کی آرزو

اہل دنیا کی ہی نادانی جو بیجا ہے طلب
کیسی زندان مین تماشای چمن کی آرزو

ای فلک انصاف کر یہ بوجھ کیونکر اوٹھ سکے
ناتوان جان راوس پر لاکھ من کی آرزو

چاہتا ہون مری تربت پر غنچہ نکا ہجوم
عین خلوت مین ہی مجکو انجمن کی آرزو

ای صبا یہ نوجوانان مصر سی کہدی پیام
پیر کنعان کو ہی یوسف پیرہن کی آرزو

ہی وطن مین جسقدر مجکو غریبی کی تلاش
اہل غربت کو نہین اتنی وطن کی آرزو

ہو رہا ہی مدتون سی ان لکیرون پر فقیر
ہاتھ دکھلاؤ تو نکلی پیرہن کی آرزو

کیو تری تعریف کا مشتاق ہی میرا قلم
ہو زبان گنگ کو جیسی سخن کی آرزو

ذکر سی تیری پر آتی اپنی کانو نکی مراد
نام لب پر آگیا نکلی دہن کی آرزو

میری مضمون نی پہنا یا زیور زینت اسیر
اب ہوی پوری عروسان سخن کی آرزو

لاش عاشق نہ سر راہ نکل کر دیکھو
بلکہ کوٹھی سی ہی دیکھو تو سنبھل کر دیکھو

اسی منہ پر تمہین دعوی ہی مسیحائی کا
اپنی بیمار کا احوال تو چل کر دیکھو

بیقرارانہ سر شمع گری پڑتی ہو کیون
ای پتنگو نہ کہین خاک ہو جل کر دیکھو

ہو سوا پنجۂ مرجان سی جو سرخی مطلوب
مہندی ہاتھو مین مری خونکی مل کر دیکھو

خوش نہ ہوگی جو کرو گی کسی ناشاد کو شاد
خیرخواہونکی بھی کہنی پہ عمل کر دیکھو

شوخ چشم آینہ ہر چند بہت ہی لیکن
پانی پانی ہو جو آنکھوں کو بدل کر دیکھو

وہم و رہبر ہی کہ آیا ہی کوئی دیوانہ
اک ذرا تم بھی تو پہ ویسی شکل کر دیکھو

نگہ گرم مین جانب مہتاب ضرور
شمع کیطرح نہ بہ جا ہی پگھل کر دیکھو

غش نہ آئی کہین اے حضرت موسی تمکو
جلوہ اوس برق تجلی کا سنبھل کر دیکھو

دہر کرتی ہو عبث قتل مین جانبازونکے
آپ چل جای نہ تلوار اوگل کر دیکھو

حسن کی تیغ اگر آپ کو چمکانی ہی
غازہ رخسارۂ شفاف پہ مل کر دیکھو

خوبصورت ہو بہت تم نہ کنوین کو جھانکو
آئی بارہ نہ لب چاہ ابل کر دیکھو

گھر مین بیٹھی ہوی کیا کھوتی ہو برسات کا لطف
سیر سبزی کی ذرا باغ مین چل کر دیکھو

کس قدر کشتی ہین سرکتنی اولتی ہین صفین
تیغ آسا سر میدان کبھی چل کر دیکھو

شاعری سہل نہین بات ہی مشکل کی اسیر
نہ یقین آئی تو موزون یہ غزل کر دیکھو

جام ہی کا مزہ بیان کیا ہو
ساقیا تو ہو اور دنیا ہو

کر سکی کیا وہ تیری زلف کا وصف
جسکو یک سر ہزار سودا ہو

سبزہ رنگون کی عشق مین پیوست
تنک تو شون مین کیون نہ طرا ہو

نامہ بر خضر کو بنایا ہی
کوئی مضمون نہ تازہ پیدا ہو

قدر باقی نہین رفاقت کی
کیا سمجھ کر کوئی کسی کا ہو

کیسی شالہ کے بسم اللہ
ادسکے دل مین نہ ہو اثر یا ہو

شعر جو لوگ خوش بیان کیا جانین
دل ہو غمگین تو درد پیدا ہو

آئی ہو کیون مری عیادت کو
تب نہ تمکو نصیب اعدا ہو

اٹھوادو اس شوخ چشم قاتل پر
آنکھہ ڈالی ہی دیکھئی کیا ہو

تم ٹھہر جاو جس جگہہ سر راہ
بھیڑ لگ جای بند رستا ہو

شمع کی طرح ہی یہ خواہش دل
صرف گریہ بدن سراپا ہو

دل سی یارب نجای الفت زلف
جب تلک سر رہی یہہ سودا ہو

وعدہ روز حشر کا کب تک
یا خدا جلد ہو جو ہونا ہو

مثل شبنم تبسم گل پر
خوب روئی جو آنکھہ بینا ہو

تیری آنکھونکی رو برو بادام
آنکھین پھوٹین جو ہمنی دیکھا ہو

میری تربت بنی ہی چکی سر راہ
راہ پر آو اٹھو گمرا ہو

حال دل قابل تماشا ہی
تم جو دیکھو نیا تماشا ہو

اوسکی پوشاک دیکھہ لین جو اسیر
جامہ زیبون کا فاش پردا ہو

کیا آراستہ لیلی نی اپنی زلف شبگون کو
کہو وحشت سی زنجیرین نہین جکڑی اومجنون کو

قد موزون کہون کیا سرو کی مصرع موزونکو
تبا یا یہ معنی کا کیا جب غور مضمونکو

نہ پوچھو ہم سی کچھہ وسعت ہماری کشور دلکی
چہارم حصہ سمجھو اسکی آگی ربع مسکونکو

نرا شاعر نہین ملک سخن کا مین ہون حاکم بھی
مناسب ہے عوض مضمونکی باندہون زر مضمونکو

رہون محفوظ لیجل شہر سی مجکو بھی ای وحشت
لگا دی جاتی ہین کب طفل پتہر بید مجنونکو

کشش کی بھہ مری جانی ہی او ترا ای وہ کوٹھی سے
پری کی طرح شیشی مین اوتارا مہر گردونکو

جواہر اسمین ملتی رہتی ہین ہر دم مضامین کے
ترازو جوہری کی جان میری طبع موزونکو

کبھی اسفل سی ہو سکتی نہین تقلید اعلی کی
بگولا لاکہ چکرای نہ پہنچے دور گردونکو

خدا نی دی ہی محتاجی ہمین مجکو ہمت عالی
لٹا دون ایک ہی دن مین جو پاؤن گنج قارونکو

تلاطم غم کا ہی دل مین نکلتی تک نہین آنسو
کیا ہی بند ضبط عشق نی کوزہ مین جیحونکو

بھلا کیا محتسب کا رعب چہائی بادہ خوارون پر
نہ جام مہر کو چھوڑا نہ اس مینای گردونکو

جو شب کے ماہ تابان ہی تو دنکو مہر رخشان ہے
ترقی کس قدر ہی اوسکی حسن روز افزونکو

قدح نوشو نہین کیا پیر مغان نی آبرو رکھی
لبا لب خم دیا مجکو خم خالی فلاطونکو

رہی مجکو برابر عاشق و معشوق کی خاطر
سگ لیلی سی کم سمجھا نہ مین آہوی مجنونکو

لب میگون کی ہمرہ خال کی بوسی بھی لیتا ہون
ملا کر بادۂ گلرنگ مین پیتا ہون افیونکو

میسر ہو نہو تو لطف کیا عزلت نشینی کا
ملا کیا خاک خم مین بیٹھ رہنی سی فلاطونکو

کیے ہو رہتی ہین چپ کثرت جہال سی عالم
چھپا لیتا ہے جیسی ابر تیرہ گھر کی گردونکو

مری رندیلی فزون نشۂ حسن اونکو ہوتا ہے
مئی گلگون کا ساغر جانتی ہین چشم پرخونکو

کہان تاج و دستار حشمت کہان وہ حشمت و ثروت
بجا ہی ورد کو کو قمری طاق فریدونکو

نہین ہی بی سبب ہرگز سیاہ اسکی جو رنگت ہے
ہوا ثابت تمہاری خال کا سودا ہی افیونکو

پسند آتی کسی کو ہوا اگر مضمون کوئی تازہ
سخن اندیشہ دزد مضامین میری مضمونکو

علی مرتضی کو ہی محمد سی وہی نسبت
جو نسبت تہی جناب موسی عمران سی ہارونکو

نہ چھیڑو دلسی شکایت ہی راہ لقا جانی دو
نیند آجاتی شب وصل تو آجانے دو

روک رکھا ہی مجھی کس لیی دروازے پہ
آنی دو گھر مین تم اپنی مجھے یا جانی دو

گندمی رنگ کا بوسہ جو لیا ہو نہ خفا
آدمی ہم ہین ہوی ہمسی خطا جانی دو

دل ہی یکرنگ دوئی کا ہی عبث اسکو گمان
چشم احول یہہ نہین ایک کو کیا جانی دو

میرا تابوت جو دیکھا تو یہہ بولا وہ مسیح
کون روکی اسی جاتی ہی بلا جانی دو

تنگ آیا ہون یہان ای کعبہ نشینو تم سی
جانب دیر مجھی پھر خدا جانی دو

دولت پست کا طالب نہین مین تشنہ دہن
خاک مین آپ سمائی تو سما جانی دو

غافلو کچھہ تو ڈرو آب سی آتش نہ بنو
خاک ہو جاؤ گی اک روز ہوا جانی دو

گو گنہگار ہون پر دیکھیو رتبہ میرا
روز محشر مجھی نزدیک خدا جانی دو

حلۂ بخشش ہین نقد دو جہان ہی کیا مال
گوش فیاض مین سائل کی صدا جانی دو

غیر خارج جو ہون نام نہ کہون اپنا
محفل یار تلک مجکو ذرا جانی دو

ماہ نو ابروی پرخم کی چڑھا منہ تو چڑھا
نکرو اب اسی انگشت نما جانی دو

داغ دل روز سیہ اپنا کریگا روشن
مہر اگر آنکھہ چراتا ہی چرا جانی دو

قابل انجمن عیش نہین ہون مین اگر
قطعۂ نذر تو خلوت مین سنا جانی دو

ارنی کہتی ہو کیون طور پہ ہر وقت اسیر
اک ذرا حضرت موسی کو تو آجانی دو

پہنچون اوس در پہ یہہ امید ہو کیونکر مجکو
راہ چلتا ہون اگر آتی ہین چکر مجکو

طرف خانۂ عیسی جو چلا بہر علاج
لیگیا کوچۂ قاتل مین مقدر مجکو

دہوکی دیتی مجھی کیا آئی ہی ہلی ای زال جہان
تیرا چہرہ ہی رخ جونک سی بدتر مجکو

مر گیا کیا کہ مین غربت سی وطنکو پہنچا
لوگ پہنچا کی چلی آئی مری گہر مجکو

بانٹ کہاتا ہون مین آدہی جو [illegible]
ایک روٹی بہی جو آتی ہی میسر مجکو

یاد جس شام کو آجاتی ہی اون دانتونکی
شب گذر جاتی ہی گنتی ہوئی اختر مجھکو

طلب کم مین کرون کیا کہ بڑا تو ہی کریم
یا کوئی گنج ملی یا کوئی کشور مجھکو

زخمی ہوتا ہون تصور مین تری ابرو کی
یاد خنجر کی لگا جاتی ہی خنجر مجھکو

شوق نظارہ نی آئینہ بنایا ہی مجھے
حسرت دید لئی پھرتی ہی گھر گھر مجھکو

ہیچ سمجھا ہون جہان کو نظر آتا نہین کچھہ
شکل اعمی ہین شب و روز برابر مجھکو

ای پری بزم مین آتا ہون تری پر ہی یہ شرط
کہ بٹھانا تو سلیمان کی برابر مجھکو

واہ ای ساقی دوران یہ مری حق مین کہی
خم فلاطون کا نہ جمشید کا ساغر مجھکو

فرقت یار سہی قد مین تماشا کیا
باغبان سایۂ شمشاد ہی اژدر مجھکو

کیا سمجھہ کر مین کرون چرخ سی ملبوس طلب
دی یہہ ممسک تو کسی قبر کی چادر مجھکو

مجھ سا میکش کوئی میخانۂ عالم مین کہان
چین دم بھر نہین بی شیشہ و ساغر مجھکو

سامنی آئی وہ پوشاک بدل کر جس دن
بیقراری نی کیا جامی سی باہر مجھکو

اہل دنیا سی تواضع نہ مناسب تھی اسیر
خاکساری نی کیا خاک برابر مجھکو

خار گذری جو کہین ہوگی توانگر مجھکو
نام کو ہاتھہ لگا صورت گل زر مجھکو

ڈر گیا ہی یہہ دل افسانۂ یوسف سنکر
چاہتا ہی کہین یون ہی نہ برادر مجھکو

گھر در ہتی نہین بوجہ حریص دولت
قطرۂ آب ہون سمجھی ہین یہہ گوہر مجھکو

نہی وحشت یاجوج بلا مرگ کی بعد
تختۂ گور ہوا سد سکندر مجھکو

اسقدر شور زنگر سفر پریشان واعظ
جھیلنا ہی ابھی ہنگامۂ محشر مجھکو

یاد آیا نہی جو لکھنی مین ورق سیخ و سفید
حدق سیم بلا ہی قلم زر مجھکو

الفت موئے کمر مین یہ ہوا زار و نحیف
پہنچا ملک عدم کو تن لاغر مجھکو

دیو آتی ہی نظر اہل جہان کی صورت
لیچل ای جوش جنون شہر کی باہر مجھکو

خط مین ہین پیچ کی مضمون بناؤن گا صید
ہاتھ آئی جو گرہ باز کبوتر مجھکو

صورت شیشۂ نازک مری پہلو مین ہی دل
کس طرح ہو سخن سخت نہ پتھر مجھکو

سر کو ٹکراؤن گا ایسا کہ کرون گا روزن
روک سکتا ہی کوئی گنبد بی در مجھکو

کثرت ضعف نی یہہ حلقہ کیا پیری مین
ایک ہین اب یہ آسا قدم و سر مجھکو

رنج مین اور بہی مین مست مے عیش ہوا
گردش بخت ہوئی گردش ساغر مجھکو

چھا گیا دود دل ایسا کہ زمانہ ہی سیاہ
دن کو آتی ہین نظر چرخ پہ اختر مجھکو

نور موسی نی سر طور جو دیکھا قاتل
نظر آتا ہی وہ جلوہ تہ خنجر مجھکو

دہن شیر سی کم روزن دیوار نہین
پہاڑی کہاتا ہی شب ہجر مرا گھر مجھکو

شکر اللہ کہ جب تک نہ امیر اونسی ملی
کردیا دیکی زر داغ تونگر مجھکو

ہمہ تن داغ ہون اوس خال کی الفت مین امیر
کردیا دانۂ اسپند نی مجمر مجھکو

حسن معنی سی ہی اپنی شعر تر کی آبرو
ہی صدف کی آبرو جیسی گہر کی آبرو

چشم گریان سی مری نفرت نکرای سرو قد
باغ مین چشمی کی باعث ہی شجر کی آبرو

آئینہ کو اوسنی توڑا چشم عاشق جانکر
اب خدا کی ہاتھ ہی اہل نظر کی آبرو

دل مین اوسکی تیر کو دی میری سینی نی جگہہ
میزبان نی میہمان کی کس قدر کی آبرو

آکی میخانہ مین زاہد نی کیا مے سی وضو
خاک مین کیسی ملا دی عمر بھر کی آبرو

موئے مژگان یہہ کسی رشک مسیحا کا ہو
[illegible] رگ جان نیشتر کی آبرو

کتنا دنیا مین تلون ہی کہ اسنی خلق کو
ڈھلتی دیکھی شام کو وقت سحر کی آبرو

ہیا بند سو سج تیری چوٹیکی اگر اکر بنین
اور سی کچھ اور ہو شمس و قمر کی آبرو

عرش پر پہونچی ہی شوخی لامکان تک ہی پہنچ
ہی فرشتونسی کہین بڑھ کر اثر کی آبرو

کو نکہت آئینگا میری سینہ ریشی کا مزا
کرتی ہین اہل ہنر اہل ہنر کی آبرو

ماہ کو دو ٹکڑی انگشت پیمبر نی کیا
تیغ نی کیسی گرائی اس سپر کی آبرو

ہین جلیل القدر عقبی مین جو دنیا مین ذلیل
ہی ادہر کی جتنی ذلت ہی ادہر کی آبرو

ہم ہین مفلس مفلسونکی ہی ہمین معلوم قدر
اہل زر جو ہین کرین وہ اہل زر کی آبرو

لعل کو بیرنگ اوسکی لعل لب نی کر دیا
گوہر دندان نی کہوئی ہر گہر کی آبرو

تاج ہدہد کی طرح بخشا کبوتر کو اسیر
کیا بڑہائی اوسنی میری نامہ بر کی آبرو

خالق نی بی نیاز کیا مجھہ حقیر کو
ملبوس خاص شاہ نی بخشا فقیر کو

پیکان کھچ دیکھہ کر مہہ مری دلنی کی کشش
حاجت کمان کی نہوئی اوسکی تیر کو

رہزن ہی آسمان تو نہین مجھہ گدا کو خوف
چہینی گا کیا قبائی نقوش حصیر کو

ڈرتا اگر خدا سی تو ہوتا ابھی ملک
جتنا کہ پادشاہ سی ڈرتی ہی وزیر کو

ہی بیستون تو کیا جو وہ شیرین ادا کہی
لاوٗن جبان سی کاٹ کی مین جوئی شیر کو

بیجا ہی اہل ظلم سی امید فیض کی
کوڑی کنار کی نہین ملتی فقیر کو

جو لوگ ہین تصور گیسو مین سینہ زن
غائب ہی سانپ پیٹ رہی ہین لکیر کو

ابرو وہ ہی کہ تیغ کو تیزی کا دی سبق
مژگان سکہائی نوک کی پیکان تیر کو

مین ناتوان ہون خاک کرون شرح علم نحو
طاقت نہین ہی اتنی کہ پہیرون ضمیر کو

ساقی سی ملتی ہی کا اگر خم طلب کیا
ہنسکر کہا ابھی نہین عید غدیر کو

حق بین ملی ہی چشم مجھی گوش حق نیوش
سنتا ہون دیکھتا ہون سمیع و بصیر کو

کتنا نکل کی سنگ سی ہی بی لقا شرر
مہلت جہان ہین خاک ملی گی شریر کو

پیدا کری حسین و حسن علی سی وہ دوستی
چاہی جو جوشش نین صغیر و کبیر کو

تحریر وصف قد سی قیامت بپا ہوئی
سمجھا مین نفخ صور قلم کی صریر کو

اوس بت کا وصل ہمکو عجب کیا جو ہو نصیب
قدرت ہی ہر طرح کی خدا ہی قدیر کو

کہدو نہ آتی جامی سی باہر ہون پادشاہ
خلعت کا لطف ہی کفنی ہین فقیر کو

تا چند یا علی یہ رہی ہند ہین خراب
روضہ پہ اپنی جلد بلا دو اسیر کو

میری آگی غم اغیار ہین رو یا نکرو
عرق شرم ہین تم مجھکو ڈبو یا نکرو

ہو کی عاشق کہین یہ یان نہ اوٹھا لیجائین
کھول کر منہ شب مہتاب ہین سو یا نکرو

فائدہ خط کے ہی پانی سے گل عارض پر
ایسی کانٹی حق عشاق ہین بو یا نکرو

پھول سا چہرہ دکھا کر تو بنا یا شبنم
پھر مجھی آپ یہہ کہتی ہین کہ رو یا نکرو

اونکی زلفون پہ گری اشک ہماری تو کہا
جھوٹی موتی مری بالون ہین پرو یا نکرو

ایک دل کیا ہی کہ سو جانسی ہین بان ہمین
تم یقین میری محبت کا کرو یا نکرو

نہ سنا جای گا احوال مرا کہتا ہون
دیکھو میری لب خاموش کو گو یا نکرو

چشم ساقی کو کہو جام تو لب کو لب جام
میکشو ہوش کسی بات ہین کہو یا نکرو

ڈر ہی تمکو کہین جو اعظ نہ کہی تر دامن
دامن اشکو نسی اسیر اپنا بھگو یا نکرو

کیا رنج طعن خلق سی مجھ بی گناہ کو
کہتی ہین پیٹہ پیچہی برا بادشاہ کو

پردہ ہی کیون دکھائی چشم سیاہ کو
سرمہ بنائی مری گرد نگاہ کو

روندی نہ اوسکی کوچہ زلف سیاہ کو
زنجیر اشک چاہیی پائی نگاہ کو

قصد سفر کیا ہی تو مجھکو بہی ساتھہ لو
اوڑنی ندین گی اشک مری گرد راہ کو

بیمار چشم پر جو عنایت کی ہی نظر
بہیجو خبر کے واسطی پیک نگاہ کو

وحشی وہ ہون کہ دشت سی مین ہو گیا ہوا
دیکہا کبہی جو سایہ مردم گیاہ کو

کچہہ چاہیی سوال نکیرین کا جواب
لکہو کفن پہ اشہدان لا الہ کو

میری سیاہ خانیسی ڈرتی ہین اسقدر
خورشید و ماہ کاٹ کی چلتی ہین راہ کو

محبوب سی ہو ہجر تو نور نظر کہان
اندہا کیا جدائی یوسف نی چاہ کو

آفت ہی روی یار قیامت ہی زلف یار
پہچانتی ہی آنکہہ سپید و سیاہ کو

جاتی تو ہی جمال رخ یار دیکہنی
پہرنا کبہی نصیب ہنوگا نگاہ کو

ہین ہم فقیر اوسکی در فیض کی فقیر
جسنی کہ بادشاہ کیا بادشاہ کو

حق تو یہ ہی کہ اہل نظر مین مری سوا
پہچانتا نہین کوئی اوسکی نگاہ کو

پردہ حسین کرین بہی تو بی پردگی ساتہہ
برقع کتان کا چاہیی رخسار ماہ کو

بہکای غول بن کی رہ عشق لاکہہ عقل
کرتا ہی کب فقیر غلط شاہ راہ کو

جاتی نہ کس طرح دل پر داغ سوی زلف
طاوس دوست رکہتی ہین ابر سیاہ کو

خالی ہی سوز عشق سی کب سینہ فلک
دو داغ جانتا ہون مین خورشید و ماہ کو

سلطان وہ ہی کہ جسکی رعیت سپاہ ہی
سلطان نہین جو سمجہی رعایا سپاہ کو

چہپ جاتی ہین اسیر کی عصیان بہی مثل شیب
بخت سپید پردہ ہی روئی سیاہ کو

محشر کی روز داخل جنت ہوئی اسیر
پوچھا کسی نی بھی نہ ہماری گناہ کو

ستم ایجاد بت غنچہ دہن ایسا ہو
داغ دل دی کی یہہ کہتا ہی چمن ایسا ہو

گھر سی نکلی وہ مہ پردہ نشین گھبرا کر
کوئی ہنگامہ قوای چرخ کہن ایسا ہو

یار نی تیغ حسینی کا بلایا پانی
لطف کہتی ہین اسی خلق حسن ایسا ہو

الفت موی کمر کی ہی یہ پیچ پڑتا کہید
جان رہ جائی فقط زار بدن ایسا ہو

ایکدم ایکطرف اوسکی ٹھہرتی نہین آنکھہ
جو گھڑی پھرتی ہین چالاک ہرن ایسا ہو

ای زبان راز محبت کا چھپانا ہی ضرور
کان اپنی نہ سنین حفظ سخن ایسا ہو

برگ گل زرد خجل غنچہ پشیمان نرگس
آنکھین ایسی ہون لب ایسی ہون دہن ایسا ہو

مل گئی یار کی پوشاک کسی جلتی ہی
ابھی مرجائین اسیر جو کفن ایسا ہو

ہین غزل خوان ہون اسیر ثنا خوان رسول
سخن ایسا ہو شناسای سخن ایسا ہو

سر دیجیان تباہی کی ہمت کریم کو
جنت کری کی کندہ دوزخ لئیم کو

سکھلاؤ تم جو حسن کی شوخی شمیم کو
ہر پھول چٹکیون مین اوڑائی نسیم کو

رحم آگیا جو شرم گنہ سی کریم کو
جنت مین بھی جا کی جلایا جحیم کو

دی تو بھی کوئی داغ جگر بھلوای تم
اللہ نی دیا ید بیضا کلیم کو

سیری مین اپنی دانت جو گرتی ہین تو گرین
ہین ظلم باندہنا رفقای قدیم کو

بہکا دیا جو لکہہ غزل بہکتا ہون مین کوئی
بتلا گئی ہین خضر رہ مستقیم کو

عشاق و تاب تماشا ہی دی یار
چمکی جو برق طور غش آیا کلیم کو

ساقی اگر شراب سی لب تر نہین کیے
تیزی ملی کہانسی یہ عقل حکیم کو

رونیسی میری سرد ہوئی جسجگہ تھی آگ
فرصت ملی عذاب سی اہل جحیم کو

ہوگی اونہین پہ روز جزا شدت عذاب
جو خورد جانتی ہین گناہ عظیم کو

ہوتی ہی چشم تر سی صدف غرق بحر شرم
اشک آب آب کرتی ہین در یتیم کو

ممکن نہین کہ روح روان تن سی کر سکی
ملتی ہین کوئی بند کری کیا نسیم کو

اب ہم ہین اور بحر کرم ہین شناوری
طی کر چکی دو آبہ امید و بیم کو

بیمار عشق ہون کوئی میری دوا نہین
کب ہی یہہ درد سر کہ بلاؤن حکیم کو

افسان کو نیک کرتی ہی نیکونکی پیروی
خوشبو ہوئی سہیل سی حاصل ادیم کو

عالم کو تیری فیض نی ایسا کیا غنی
ڈھونڈہی ہے اب گدا نہین ملتا کریم کو

وہ زار ہون کہ باغ بھی زندان ہوا مجھے
سمجھا ہین طوق حلقۂ موج نسیم کو

رہتا ہے بینی و دہن و زلف کا خیال
کرتا ہون روز حفظ الف لام میم کو

برسون وہ جلوہ گاہ ہی اور اپنی چشم شوق
جس جا نہین ہی تاب تماشا کلیم کو

سونگھی گا اوسکی پھول کی بو کسطرح کوئی
جس بوستان مین دخل نہین ہی نسیم کو

حاجت تری مکان کو سفیدی کی ہی اگر
چونا بناؤن کوٹ کی در یتیم کو

رضوان بلا رہا ہی ابھی کیون مجھی اسیر
آراستہ کری تو ریاض نعیم کو

کب نہین قائل معراج پیمبر ابرو
رکھتی ہین معنی قوسین کو از بر ابرو

فرق رکھتی نہین کچھہ بال برابر ابرو
چشم ساغر ہین ہین مصراع مکرر ابرو

ہین مہینون سی مہ عید کی مشتاق نگاہین
دیکھون کس روز دکھاتا ہی مقدر ابرو

سینہ چون محراب حرم انکی تو کرونین یہہ دعا
پہر دکہادی مجہی یا خالق اکبر ابرو

زلف سنبل ہی دہن غنچہ ہی آنکہین نرگس
قد صنوبر ہی ترا شاخ صنوبر ابرو

آبرو کیون نہو انکی نظر مومن مین
واقعی کعبہ رخسار کی ہین در ابرو

صدقہ فاتح خیبر سی ہین ہون فتح نصیب
لاؤن قبضہ مین اگر ہون در خیبر ابرو

نظر آتی ہین مجہی عالم رویا مین ہلال
بسکہ آنکہون مین پہرا کرتی ہین شب بہر ابرو

کیا کرون وصف کہ ہی انمین حسین ایک سی ایک
لب ہین سینہ جبین زلف معنبر ابرو

ہی بجا دون انہین تشبیہ جو تلوار سی
صاف رکہتی ہین یہا مری قتل کا جوہر ابرو

جمع کیونکر نہ ہین روز زیارت کی لیی
چشم عشاق مین ہین موئی پیمبر ابرو

ہی شب وصل ہی عاشق کی لیی قتل کا ڈر
مژہ یار کٹاری ہی تو خنجر ابرو

کون مشتاق ہی جو پہیر لین ریا کی تیغین
موج گرداب ہی دیتا ہی یہہ چکر ابرو

فلک حسن کہین کیون نہ اوسی اہل نظر
بدر سی چہرہ مہ نو سی ہی بہتر ابرو

چاہتی ہین کہ نہین ہمسی کمانین ایسی
دیکہتی آتی ہین ہر روز کمان گر ابرو

کیون نہ نظاری کا مشتاق رہی یک جہان
کم مہ نو سی نہین بال برابر ابرو

خود جو کج ہین تو کجی سی ہی محبت انکو
کج اداؤن سی بدلتی نہین تیور ابرو

صاف معلوم یہہ ہوتا ہی کہ ہین کشتی گیر
قد خمیدہ ہی ملائی ہوی ہین سر ابرو

دون مہ نو سی جو تشبیہ تو ناقص ہی ہلال
حد تعریف سی ہین آپ کی باہر ابرو

دیگر

آئی نہ تاب اپنی دل دردمند کو
جلتی ہوئی جو آگ پہ دیکہا سپند کو

غش سی کبھی افاقہ جو ہوتا ہی ہجر مین
تب آکی توڑتی ہی مری بند بند کو

عقدہ دہان یار کا جیہہ تو کہلا مگر
وقت ہوئی طبیعت وقت پسند کو

ای بت خدا کی واسطی باتین کڑی نکر
پتہر کی چوٹ ہی یہہ دل دردمند کو

گردن پہ پہیرتی ہین جو خنجر وہ کون ہین
ہم تو کبھی چہری سی تراشین نہ بند کو

دریافت علم غیب کرین گی حکیم کیا
بام فلک پہ پہینک رہی ہین کمند کو

گردونکو میری سر کی اوڑانیکی ہی جو فکر
گولا دیا ہی توپ کا دستار بند کو

سمجہون مین بعد مرگ اوسی کو حصار مین
مرقد کی گرد دین جو دہ کاوہ سمند کو

جنکی رفیع قدر ہی آرام اونہین کہان
گردش سی کب نجات ہی چرخ بلند کو

شب کو ہماری قبر ہو روشن اسی طرح
لیجی چراغ یا کبھی آکر سمند کو

اونا کو ہمنشینی اعلا سی کیا ثمر
پاتا ہون پست سایۂ نخل بلند کو

اصلاح خط چہرۂ گلگون ضرور ہے
گلشن سی دور کیجئی اس خار بند کو

سینے سی دلکو کہینچکی لیجاتی ہی وہ زلف
ایسی کشش کبھی نہین آتی کمند کو

دعوی کری جو اوس لب شیرین سی نیشکر
لیکر چہری کرون مین جدا بند بند کو

عمر رواں کی ہو گی روانی کبھی نہ دور
وہ کون ہی جو روک سکی اس سمند کو

پامال کیجئی تن سوزان کو میری جلد
رکھتی بہت نہ نعل در آتش سمند کو

کس منہ سی وصف اوس لب شیرین کا کیجئی
نسبت نہین نبات کو شکر کو قند کو

سر سی ہماری زینت فتراک ہو گئی
گلگون کیا تہو نی تمہاری سمند کو

لیجا کی یہہ غزل تو سناتا اوسی مگر
پاؤن کہان اسیر کمال خجند کو

ایک مدت سی جو پنہان ہی دہن پیدا ہو
یارب اوس بت سی کہین راہ سخن پیدا ہو

رخ ہی گل غنچہ دہن سنبل پیچان گیسو
دیکہو آئینہ جو تم تازہ چمن پیدا ہو

ہدف دل کہین ہاتہون پہ لیی تیر ہون
اس ہوس مین کہ کوئی تیر فگن پیدا ہو

کاٹ ڈالو نہ مین زبان اف جو دہن سی نکلی
پہوڑ ڈالون مین جبین کو جو شکن پیدا ہو

گور مین ہی تن لاغر کو گران بار کفن
منتظر ہون کہ کوئی دزد کفن پیدا ہو

ای جنون دل کی طرح کر مرا سینہ پر داغ
اک چمن اور بہی بالای چمن پیدا ہو

رہنی والا ہون عدم کا ہین عدم کو پہنچون
یا خدا قبر کہندی راہ وطن پیدا ہو

کس طرح اوس شجر قد کو صنوبر کہیی
جس سی خرمای لب و سیب ذقن پیدا ہو

بعد مرنیکی بہی ہی اوس لب و دندان کا اثر
خاک چہانی جو مری در عدن پیدا ہو

ہاتہ دو ڈالون مین بدبخت تو دولت بہاگی
سیم و زر مین ابہی لی سکہ چلن پیدا ہو

زعفران زار مین جا کر جو ہنسین زخم مری
زعفران پہر یہ اوگی مشک ختن پیدا ہو

دون مین تیری قد موزون سی جو تشبیہ الگ
مصرعہ سرو مین بی ساختہ پن پیدا ہو

ہی ہوا تیری جدائی کی ہوا پیدا کی
دو گہڑی مین جو چلی درد بدن پیدا ہو

ہی تری چال کو منظور یہ ای فتنہ حشر
روز ہنگامہ تہ چرخ کہن پیدا ہو

حسن کیا ذکر حسین ابن علی مین ہی اسیر
دل ہی ٹوٹی جو مرا صوت حسن پیدا ہو

دست ستی سی خم نہین مجہ بادہ نوش کو
ہی امتحان می کا مزہ می فروش کو

کیا سبکدہی ہین نذر کرین سبو فروش کو
چہوڑ آئی خانقاہ مین ہم نقد ہوش کو

بیجا نہین جو آتی ہین شیشی کو ہچکیان
شاید کہ یاد کی ہی کسی بادہ نوش کو

ساقی مری طرف ہی کبھی بحر می کی موج — درکار تازیانہ ہی رہوار ہوش کو

دل ہی لبسان ماہی بی آب بی قرار — دیکھا ہی جیسی کودک ماہی فروش کو

خلوت سرا ہی اس دل آوارہ کی لیے — مکتب کی قید کودک بازیچہ کوش کو

آوارگان وحشت سی کہتا ہی گرد باد — کیا احتیاج خانہ ہی خانہ بدوش کو

آخر فریب زاہد مکار کھل گیا — گندم نمائیان نہ بھلین جو فروش کو

سامع ہی اسکی گرد نہ پروانی اوسکی گرد — کبھی چراغ کشتہ زبان خموش کو

کیا سرخ سرخ رخ ہین حسینونکی شل گل — فصل بہار کبھی جوانی کی جوش کو

سنیے کلام چہرۂ جانان کو دیکھیے — ایسی خوشی نصیب کہان چشم وگوش کو

تابوت کو مری لئی پھرتی ہین کیون عزیز — پھینکین گڑہی مین گور کی اس بار دوش کو

نغمہ کی ہی ہوس نہ تمنا شراب کی — ساقی بغیر بھول گئی نائ و نوش کو

دیکھین جو میری سینۂ پرداغ کی بہار — پوچھین نہ لالہ رو سبد گلفروش کو

مجمع تھا زاہدون کا کبوتر کا ساتھہ اسیر
سمجھا مین خرقہ بند ہر اک خرقہ پوش کو

حور شل دختر رز خوبصورت ہو تو ہو — میکدہ جیسا ہی ویسا باغ جنت ہو تو ہو

جو مزہ ہی اپنی دیوان مین گلستان مین کہان — باب ہجر مین کوئی ایسی حکایت ہو تو ہو

کیا خطا اس مین جو رستی مین کیا اونکو سلام — ترک اتنی بات پہ صاحب سلامت ہو تو ہو

صبح محشر چہرہ گیا پہلی اگر میرا حساب — شام تک بہی حاکم محشر کو فرصت ہو تو ہو

لا نہین گی اوس گل کو اپنی ساتھہ گلشن سی ہم — گل کو سودا ہو تو ہو بلبل کو حسرت ہو تو ہو

حرص دولت [illegible] رکھا ہی تجھی [illegible] — مشکل آسان ہی اجل تیری ہی بدولت ہو تو ہو

وعدۂ فردا مینوں سی کیا کرتی ہو تم
مقصد اس فردا سی فردائی قیامت تجھکو ہو

کب تپ فرقت سی تیری مریضوں کو نجات
مرگ گاو ان انکی حق مین یوم راحت تجھکو ہو

لطف سی دی دردی ساقی تو ہی آب حیات
چاہیی دل صاف ظاہر مین کدورت تجھکو ہو

زندگی بھر قید گیسو سی رہائی ہی محال
مرگئی ہو اس سی چنگاری کی صورت تجھکو ہو

کیا بنایا حق نی تجھکو نازکی سی موئی کمر
موج بوئی گل مین تیری سی نزاکت تجھکو ہو

کوہکن کو یہہ زبان تیشہ دیتی تھی صدا
عمر بھر خارا تراشی کر مشقت ہو تو ہو

یاس رسوائی کہان عشقی مین دل بیتاب سے
اب تو چلتی ہین ہم اوس کوچہ مین ذلت ہو تو ہو

ساری عالم مین بنایا جبین کا اپنی مقام
چل کی زیر خاک کچھ تربت مین راحت ہو تو ہو

دو گھڑی تو گھر سی بستی کی کنارے چل اسیر
دیکھ کر گور غریبان دل کو عبرت ہو تو ہو

کیا تری قصر سی نسبت فلک آبی کو
برج مہتاب نہ پہنچی تری مہتابی کو

شب فرقت کا فسانہ ہی بہت شور انگیز
نیند اوڑتی اوسکی سنی جو مری بیخوابی کو

دست پر نور مین ہوجاتی ہی افزائش نور
آفتابی وہ بنا دیتی ہین مہتابی کو

مرگئی وادی غربت مین ہزارون پیاسے
رحم آیا نہ ذرا گنبد دولابی کو

ہین حباب لب جو شرم سی پانی پانی
جیسی دیکھا ہی تری پیرہن آبی کو

حال دل پوچھتی ہو تشنۂ دیدار سی کیا
دیکھہ لو ماہی بی آب کی بیتابی کو

کس طرح گرگ سمجھتی نہ وری یوسف دل
دیکھہ پائی جو تری پاؤن کی گلگابی کو

حسن مین عجز جو پیدا ہی ادسی کیا حاجت کسب
پیرنا کوئی سکھاتا نہین مرغابی کو

چشم عاشق سی بھی اشک کا چھلکا کب تک
کھولکی گوشہ کر کبھی حجابی کو

بجلی آشیانہ کرائی چرخ کہ لاغر ہون بہت — قطرہ آب ہی کافی مری سیرابی کو

سیر کی دم جو وہ عیسی نگہ مہر کری — اوج خورشید ملی باغ مین مہتابی کو

بڑہ کی بولی گا جو دنیا مین ہوا ہی گلشن آرا — دار موجود ہی منصور کی تابانی کو

اس غزل کو عربستان مین بہیجون مین اسیر
چست و چالاک جو پاؤن کسی اعرابی کو

یون تو اور چلنی کو ناگن ہی تمہاری گیسو — پڑ گئی اور جو کنگہی سے سنواری گیسو

پہر گئی جب مری آنکہون مین تمہاری گیسو — شانۂ پنجۂ مژگان سی سنواری گیسو

عکس سی اپنی وہ آئینہ مین کرتی ہین بحث یہ — کہو اچہی ہین تمہاری کہ ہماری گیسو

مجہ پریشان سے نہ پوچہو مری مرنے کا سبب — کہ رولاتی ہین مجہی ہوا ان بنکی تمہاری گیسو

شب تاریک مین جگنو نظر آتی ہین مجہے — کیسی چمکاتی ہین افشان کی ستاری گیسو

سیری مرنی کا او نہین سوگ یا چہلم تک — نہ ملی ہاتہہ مین مہندی نہ سنواری گیسو

حسن کہتی ہین جسی کفر بہی اسلام بہی ہے — چہرۂ یوسف کنعان سی ہین پیاری گیسو

آج تک ہوتا ہی دریا مین جو عنبر پیدا — کبہی دہوتی تہی یہہ دریا کی کناری گیسو

بیستون پر جو گئی کرنکی وہ آرائش لعبت — دل فرہاد سی شیرین کی اتاری گیسو

زہر دندان کی سبب سانپ ہے دشمن خلق — تہر کیونکر ہون کنگہی سی تمہاری گیسو

بڑہ کی جاتی ہین جو صحرا مین پہنچاتی ہین جال — باندہ لاتی ہین ہرن کبک شکاری گیسو

سانپ کی طرح یہہ چاندا جو غرضا ہو جاتے — کاش کہانی کی لئی ہمکو پکاری گیسو

اسی جوڑے [illegible] سی انکی ہی نکلنا مشکل — بیڑیان ہونون یہہ کرتی ہین اشاری گیسو

میری مرنی کا [illegible] — تل سیہ پوش پریشان ہین تمہاری گیسو

حشر کا ذکر وہ عشاق سی سنکر بولی
ہین تمہاری خطِ اعمال ہماری گیسو

سچ کہو غیر کی ماتم مین اوڑائی کیا خاک
گرد آلود نظر آتی ہین ساری گیسو

یا نبی خوف قیامت نہین کہتا ہی اسیر
ہی سند اسکی شفاعت کی تمہاری گیسو

چاہتی طالب سی پردہ کچھہ نہ کچھہ مطلوب کو
پیرہن یوسف نی بھیجا جاتی خط یعقوب کو

روز خلقت صبر کی خالق نی دو حصی کیی
ایک مجھکو ایک بخشا حضرت ایوب کو

دل مین ہی پوچھون دہان یار کا اوسی پتا
غیب کا احوال آتا ہی نظر مجذوب کو

نامہ بر روتا چلا ہی کوچی قاتل کیطرف
موم جامی مین لپیٹا چاہیی مکتوب کو

خوب منہ مجھہ سی پھیری مین جو دنیا پھیر لی
صبحدم دیکھون نہ یارب دنی نامرغوب کو

یار کی اوتری ہوئی پوشاک کا پایا کفن
مر گئی پر بھی نچھوڑا دامنِ محبوب کو

ابلق ایام دکھلاتا نہین کسکو زمین
کیا عداوت اپنی راکب سی ہی اس مرکوب کو

یہ ہی قسمت کا لکھا پائی نہ کچھہ اوسکی خبر
نامہ بر آیا گرا کر راہ مین مکتوب کو

غیر کی باعث نکالا اوسنی محفل سی مجھے
کر دیا مرفوع اس مجہول نی منصوب کو

زور محشر کا جو کھٹکا ہی تو بس اتنے لیی
چاہتا ہون جلسی مین اللہ کی محبوب کو

کارہائی عشق کی دیکھو کہ یوسف یون چھٹا
چاہ کا پانی ملی سب دیدۂ یعقوب کو

شوق کی مضمون سی لی دوڑ جائیگا طائر کبھی
احتیاج نامہ بر کب ہی مری مکتوب کو

شہد لب کا بوسہ لیکر پڑ گیا جھگڑا ہمین مین
کیا خبر میری نہین ہی دین کی یعسوب کو

ای حسینان جہان ہی آئینہ کو کیا تمیز
سیر ہی آنکھین جانتی ہین روی زشت و خوب کو

سہل اندیشی چاہیی مضمون بیان کی لیی
سادگی ہی اور زیور شاہد محبوب کو

دیکھہ کر ابرو کو دیکھون کیون نہ اوسکا خط آہ
ماہ نو کی بعد مردم دیکھتی ہین رب کو

تھی جو مضمون درج اوس کنگن طلائی کی اسیر
کاغذ زرنامہ پہ بھیجا مرسے مکتوب کو

لکھون جو غم دل مین کاغذ کف حسرت ہو
شنگرف لہو خامہ انگشت شہادت ہو

بلبل کی طرح دم بھر نالو نسی نہ فرصت ہو
دو ٹکڑے اگر دل ہو منقار کی صورت ہو

وہ مست جو اوٹھہ جاتی ہر دلکو کدورت ہو
پھر شیشہ ہی ساقی اک شیشہ ساعت ہو

جو آپ کی مرضی ہی مرضی ہی وہی میری
رہنی ہی مجھی مطلب دوزخ ہو کہ جنت ہو

پروانو کی جلنی پہ جلتا ہی جگر میرا
خاموش کہین یارب شمع سر تربت ہو

سیکھون مین تواضع جب شیشی کی جھکی گردن
قلقل کی صدا مجکو واعظ کی نصیحت ہو

کم سن ہی بشر جتنا اوتنا ہی بری غمسے
کوتاہ اگر دن ہو مزدور کو راحت ہو

مردون سی بھی کھکر مین زیر زمین سویا
مجکو بھی خبر کرنا جب صبح قیامت ہو

کہتی ہی قیامت مین یہ وحشت دل مجہ سے
دوزخ کو چلو جبتک آراستہ جنت ہو

وہ زخمی الفت ہون صحت ہی مجھی تربت سے
یون نام جو مرہم کا زخمون کو اذیت ہو

پیری مین مری آگی سر سبکی جھکین یارب
پھر قامت خم گشتہ محراب عبادت ہو

محشر مین جو پوچھین کی اعمال کہون گا مین
دل آج پریشان ہی وہ روز کی مہلت ہو

تحریر لی اوسکی ہی ای دل تجھی کچھ تسکین
وہ دن جو خط لکھی معلوم حقیقت ہو

ظاہر ہی حسین ہی وہ الفت ہی حسینون سے
قاصد بھی وہ بھیجون مین جو حور کی صورت ہو

دستخط وہ نسخہ خوبان کا نامہ کو شرف بخشی
جو حرف لکھی خامہ وہ قابل خلعت ہو

کہنا [illegible] جلوا ہم زہر قضا قیمین
ایسا سر جو [illegible] گالی ہی عنایت ہو

خالق جو کری منعم وہی ہمت عالی ہی
او سیم بدن تجھہ سی دل اپنا لگاتی وہ

قارون کی جو دولت ہو حاتم کی سخاوت ہو
یاری کی طرح جسکو وہ جانتی حسرت ہو

مرضی جو اسیر اوسکی فرمان مین کمی کیسی
آنا بارادت ہو جانا باجازت ہو

بڑھ گئی ہی اور کچھ جانی سی شان لکھنو
لامکان سی کم نہین کوئی مکان لکھنو

اب کہان وہ لکھنو وہ ساکنان لکھنو
رہگئی باقی زبان پہ داستان لکھنو

شیشہ ہی بی بادۂ گلگون صدف بی گہر
جسم بیجان ہی نہین قالب مین جان لکھنو

اب اگر باغ ارم کہئی اسی تو ہی بجا
ہوگیا آنکھون سی پنہان بوستان لکھنو

سنگ پہ شیشہ گرا یا برق خرمن پہ گری
رہزن آئی لوٹنی کو کاروان لکھنو

پست اعلی سیکڑون وضع ہوئی لاکھون بلند
ہین تہ و بالا زمین و آسمان لکھنو

بیسرو پا گہر سی نکلی سیکڑون یوسف جمال
لٹ گئی ساری متاع کاروان لکھنو

وہ بہی اک دن تہا کہ حلوی کیطرح میٹھا تہا
ہوگیا اب زہر حلوائی دکان لکھنو

چرخ نی باندہی ہین یون اہل زمین کی دست و پا
باندہتی ہین جیسی مضمون شاعران لکھنو

مردم کوہی کی آنی سی ہوئی کیسی خراب
سب زبانون سی جو بہتر تہی زبان لکھنو

خوش معاشون سی ہوئی مفرور اکر بدمعاش
ہی بیدا شونکی خرابی ہی میان لکھنو

صاف ظاہر ہی کہ پہنچی عرش پر یہہ کسطرح
ضعف سی لب تک نہین آتی فغان لکھنو

موج زن دریا ہی ہر گہر مین موج اشک سی
مردم آبی ہین گویا مردمان لکھنو

جو مہینا ہی وہ اکی سال ماہ صوم ہی
اوٹہہ گئی روٹی ہی فاقہ میہمان لکھنو

سب خرابی ہو چکی جب فضل خالق نی کیا
فصل گل آئی گئی فصل خزان لکھنو

پھر سفر تو سے جوان مثل زلیخا ہو گیا
ہو گیا تھا پیر جو بخت جوان لکھنؤ

پھر وہی نرگس وہی گل ہے وہی جوشش بہار
پھر ہوا سرسبز وخرم بوستان لکھنؤ

دیدۂ بد سے نہ اب اس شہر کو پہنچے گزند
حشر تک آباد یارب صاحبان لکھنؤ

منتخب ہین منتخب ہے ذات تیری اے اسیر
لکھنؤ ہے جان عالم تو ہے جان لکھنؤ

ناقص ہے دور ابروے جانان نہین ماہ نو
ڈالی تو منہ کو اپنے گریبان مین ماہ نو

گردن نہین طوق پہنے مہینے گذر گئے
دیکھا کبھی نہ خانۂ زندان مین ماہ نو

رونے سے میرے ابروے جانان نہان رہا
آیا نظر نہ موسم باران مین ماہ نو

پاے جو دسترس تو لگا دے ابھی سپہر
کنٹھی کی طرح اوسکی گریبان مین ماہ نو

آنکھون سے ہو جو سبزۂ خط یار کا نہان
کس منہ سے دیکھئے مہ شعبان مین ماہ نو

کیونکر نہ چاک چاک جگر ہو کتان کی طرح
خنجر ہے ہمکو فرقت جانان مین ماہ نو

سنتا عدم مین شہرہ جو ابروے یار کا
آتا کبھی نہ عالم امکان مین ماہ نو

ہوتا ابھی سیاہ پر زاغ کی طرح
آتا جو ظلمت شب ہجران مین ماہ نو

جیسے کہ نقش ابروے جانان ہے دلنشین
موئے مژہ ہے دیدۂ انسان مین ماہ نو

رکھتی ہین داغ زانو و زخم گلو سے ہم
دامن مین آفتاب گریبان مین ماہ نو

بلبل کو کسطرح نہ ہو سر شام عید
ہے شاخ گل خمیدہ گلستان مین ماہ نو

ہین نقش نعل سم جو یہ اسی شہسوار حسن
دکھلا رہے ہین سیکڑون میدان مین ماہ نو

دیکھین گے اس مہینے مین چہرہ ترا جو ہم
دیکھا ہے ہمنے جا کے گلستان مین ماہ نو

تحریر وصف عارض جانان ہے اے اسیر

روتا ہوا آیا تری کوچہ سے کبوتر
خط لیکی گیا کیا کہ اوڑا یا مری دلکو

ثابت سی جو تہا شوق اسیر اسکو عدم کا
طاقت جو گہٹی اور بڑہا یا مری دل کو

خوب سمجہا ہون کہ تم مجکو برا سمجہی ہو
کچہہ سمجہہ مین نہین آتا کہو کیا سمجہی ہو

شاعرو منہ ہی کہ ہوا وس مین تنگ کا وصف
مین تو سمجہا ہون تم اوس کو کیا سمجہی ہو

جی مین جو آئی وہ لکہدو مری نامی کا جواب
اس سی کیا کام نہین سمجہی ہو یا سمجہی ہو

رو سیاہی کی سوا دولت دنیا کیا ہی
منعمو زاغ ہی وہ جسکو ہما سمجہی ہو

پاؤن پہ جفا ڈال ہی نافہمی ہی پر
خاطر خیر یون کہی تو کہدون کہ بجا سمجہی ہو

کیون رخ اسکا نہ ہی کعبہ ہر دکی طرف
دل ہمارا ہی جسی قبلہ نما سمجہی ہو

بیوفاؤن سی بہت ربط نہین خوب اسیر
دیکہو پچہتاؤ گی کہتی ہین برا سمجہی ہو

ردیف ہای ہوز

کتنی ہی خوشنما تری ای رشک ماہ آنکہہ
دیکہی نہین ہرن کی بہی ایسی سیاہ آنکہہ

غازی کی رنگ سی صبح وہ عارض چمک گیا
ہرگز ملا سکین گی نہ خورشید و ماہ آنکہہ

ہر چند اور بہی ہین زمانی مین مہروش
پڑتی ہی تجہپر ای بت زرین کلاہ آنکہہ

آئینہ کی طرح نہین ہوتی کبہی جو بند
حیران ہو نہین کہ دیکہتی ہی کسکی راہ آنکہہ

انکار و پہ جرم تبان چل سکی گا کیا
کیا روز باز پرس ہو گی گواہ آنکہہ

ہی دلنشین جو شوق تماشای چشم یار
پہرتی ہی دوڑتی ہوئی مثل نگاہ آنکہہ

وہ شرمگین ہی سامنے نہین آتی اگر وہ گل
اوٹہی نہ شرم سی سوی مردم گیاہ آنکہہ

دزدی کی جرم میں ہون یا خود دزدِ چشم
درویش سی چراتی ہین کیا پاشاہ آنکھہ

یہہ بات تو ہی آپکی انصاف سی بعید
مجرم ہون ہم قصور کری دل گناہ آنکھہ

جا جا کی دیکھتا ہون تبو نکو تو کیا ہوا
ہی طالب نظارۂ صنع الہ آنکھہ

الفت کی داغ سی دل عشاق کیا بچین
کاجل کی کوٹھری ہی تمہاری سیاہ آنکھہ

ظاہرین ہم ہین معتقد باطنین پارسا
دل بتکدی کی سمت سوی خانقاہ آنکھہ

الفت کسی جدا نہین اولاد سی نہین
رکہتی ہی طفل اشک کو پیش نگاہ آنکھہ

صدمی فراق یار مین ہین عضو عضو سی
دل ہی خراب کان پریشان تباہ آنکھہ

رونی میں اور تڑپنی مین گذری تمام رات
دل ہی گواہ آنکھہ کا دل کی گواہ آنکھہ

کیا دیکہتا نہین ہی زمانہ کا انقلاب
پہیری ہوئی گردسی ہی کیا بادشاہ آنکھہ

پنہان نظر سی ہی جو وہ چاہ ذقن اسیر
ہر دم اسیر رہتی ہی مانند چاہ آنکھہ

ہجر مین خوف اجل ہی غم جانکاہ کی ساتھہ
دل نکل جائی الہی نہ کہین آہ کی ساتھہ

ہی وہی حسن جسی حسن ازل کہتی ہین
وہی عاشق ہی جسی عشق ہی اللہ کی ساتھہ

کہدو دربان سی کہ دی در پہ جگہہ تہوڑی سی
گہر سی ہمکو جو نکالو بہی تو اکراہ کی ساتھہ

گل جنازی پہ بہی رو نیکو وہی آئین گے
آج خرسند براتی ہین جو نوشاہ کی ساتھہ

گہر مین وہ مجکو بلاتی ہین تو اتنا کہدو
علم آہ بہی ہی بندۂ درگاہ کی ساتھہ

ای شہ حسن تری تیغ ادا کا ہون شہید
لاشہ اوٹھیگا مرا کس حشم و جاہ کی ساتھہ

یوسف مصر نی کہایا نہ زلیخا کا فریب
نفس امارہ کری کیا دل آگاہ کی ساتھہ

خضر رہبر ہی تو کیا خوف ہی گمراہی کا
ہم تو ہین پیر مغان سلمہ اللہ کی ساتھہ

بی مشقت کوئی کرتی ہین یہہ زردار سلوک
داغ دیتی ہین ہزارون زر تنخواہ کی ساتھہ

کچھہ تو ملتی ہی تری شکل سی صورت اوسکی
انس ہی وجہ جو کو رونکو نہین ماہ کی ساتھہ

باعث رنج ہی تعظیم امیر ممسک
خلق کس کام کا ہی ہمت کوتاہ کی ساتھہ

ہم جو چتر ہی ہین لگا ہون پہ عدو کی جو پلک
ارکنکو کہتی ہین النصر من اللہ کی ساتھہ

غول لڑکونکا ہی پیچہی تری دیوانیکی
فوج جسطرح کہ ہوتی ہی کسی شاہ کی ساتھہ

کب گئی اور کب آئی شب فرقت یارب
چرخ پہ مہر ہوا رہوا ماہ کی ساتھہ

قید زندان مین زلیخا نی کیا یوسف کو
اسقدر خوب نتہا جو شغف چاہ کی ساتھہ

چاہ سی دلو نکلتا ہی رسن کی ہمراہ
منہ سی باہر نکل آئی نہ جگر آہ کی ساتھہ

مکر مکار سی اپنا نہین ندانا اسیر
شیر حیلہ نہین کرتی کبھی روباہ کی ساتھہ

محفل مین دیکھہ لی جو وہ جانانہ آئینہ
بنجا ہی عکس رخ سی پری خانہ آئینہ

رکھتا اگر وہ دیدہ بینا مری طرح
پہچانتا یگانہ و بیگانہ آئینہ

شکل اپنی دیکھتا ہی جبی چاہتا ہی جب
ساقی کو ہی شراب کا پیمانہ آئینہ

منہ دیکھتی ہین آئینہ تیغ یار مین
رکھتی ہین سر فروش جدا گانہ آئینہ

جوہر کی سلسلہ مین ہی پابندی پری
شاید کہ تیری رخ کا ہی دیوانہ آئینہ

دیکھی وہی جمال مین جاتا ہون جب ہم
کیون دیکھتا ہی مجکو حریفانہ آئینہ

جس چیز کا ہو مجہ سی اشارہ وہ بہیجدین
زیور لباس سرمہ مسی شانہ آئینہ

ہم اپنی گہر مین جا کبھی دیتی نہ شمع کو
ہوتا جو حال سوزش پروانہ آئینہ

ایسی نہ آب و تاب مین نہ اس شکل کو
اوس چہری کو کہی کوئی دیوانہ آئینہ

دیکھی جمال یار تو غالب ہی یہہ جنون
کیسا نہ کردے ترک کری خانہ آئینہ

شکل اپنی دیکھتا ہوں جہاں رو بطرف اسیر
جوش صفا سے ہی مرا کاشانہ آئینہ

یا با کلیم نے ید بیضا جلا کے ہاتھ
کچھ سعی چاہیے ہی عنایت خدا کی ہاتھ

کیجی نماز عشق نئی طرسی ادا
تکبیر کہنی دو دو جہان سے اوٹھا کے ہاتھ

تا حسن کا سلام ہی نہ کبوتر کا کام ہی
ادس گل کو نامہ پہنچی پیک صبا کی ہاتھ

اک قطرہ بھی جو پی تو بہائی ہزار اشک
آئندہ آبرو ہی ہماری خدا کی ہاتھ

دیکھیں بھلا کس طرح تری وحشی کی قبضہ پر
یہہ رعب ہی کہ کانپ رہی ہین قضا کی ہاتھ

قاتل نے قتل گاہ مین تری تمام کی
چھوٹی غضب کی وار لگائی بلا کی ہاتھ

مانند موج مٹ گئی ہم بحر عشق مین
پہنچے کسی طرح جو کنا رہی لگا کی ہاتھ

دامان وصل ہاتھ سے آتی تو کیا عجب
اٹھی تب تو ہی چٹے ہین ہمارے خدا کی ہاتھ

سختی اوٹھانی عشق کیا اوس صنم سے کیون
پچھتا رہی ہین سنگ کی نیچی دبا کی ہاتھ

ملتا ہی دیر مین کف افسوس اتبلک
جب سر پہ ہمنشو تم آتی دکھا کی ہاتھ

بالی مین ماہتاب نظر آگیا مجھے
انگڑائی لی جو نشہ مین ونسی اوٹھا کی ہاتھ

بیٹھی جو چار دن کنج قناعت مین کاٹ کر
کیون رو برو کریم کی پھیلین گدا کی ہاتھ

ممکن نہین کہ پاؤ نسی کانٹا ہی کیجی کی
وحشت مین اپنی ہاتھ ہین مردم گیا کی ہاتھ

اسواسطے کہ یار چلا چھڑا کی دوسے
ہم باندہتی ہین سیاستی دزد حنا کی ہاتھ

کیسی سمٹ گئی ہو لجالو کی طرح تم
پچھتائی ہم بدن کو تمہاری لگا کی ہاتھ

اہل جہاں کی وضع نے یہہ دل ہٹا دیا
ساری جہان سی بیٹھ رہی ہم اوٹھا کی ہاتھ

شال جہانکی مکر کو ہم جانتی ہین خوب
لکھی ہی اپنی مرگ اسی بیوا کی ہاتھ

کیا دو طرف سی ہاتھہ لگی واہ دو شرف | بازو ہین مصطفے کی توحید خدا کی ہاتھہ

محشر مین دستگیر ہوا سیدی اسیر
آنکھو سی ہم لگاتی ہین جس مقتدا کی ہاتھہ

[illegible] عالم مین ٹھکانا کی جگہ | مقبرہ ہمنی بنایا گھر بنانیکی جگہ

کیا سمجھہ کر آسمان پر سرکشونکی ہین دماغ | آخر اکدن خاک ہی سارے ہانیکی جگہ

کیجیے الفت کسی قاتل کسی خونریز سے | دل لگایا چاہیے دل لگانی کی جگہ

ہی خجل یہہ قتل سی میری کہ روز حشر بس | تیغ قاتل کو نہین ہی منہ دکہانیکی جگہ

کنج عزلت سی نہ نکالین گی کبہی اپنی قدم | بعد مدت ہاتھہ آئی ہی ٹہکانیکی جگہ

فصل گل آئی چمن مین جوش گل ہی اسقدر | ڈہونڈتی پہرتی ہی بلبل آشیانیکی جگہ

تہا مرا مردہ عذاب آیا وہ عیسی جی اوٹہا | گور سی کہدو یہہ ہی نعلین بجانیکی جگہ

تہا تو مجرم مین مگر اللہ ری اوسکا کرم | ابر رحمت گور پر ہی شامیانیکی جگہ

جب کمان کہنچتی ہی اوسکی ہی یہہ شوق خدنگ | دوڑ کر جاتا ہی دل پہلی نشانیکی جگہ

بزم جانان مین پہنچتا مین جو بنکر قصہ گو | درد دل اپنا سناتا کچھہ فسانیکی جگہ

ہو گئی پیاسونکی خبر لی تا ملی روز جزا | بحر خون مین قطری ہی دانی کی جگہ

گورکن نی پست اسدرجہ بنائی سقف گور | دب رہی ہین سرکش نہین ہی سر اوٹہانیکی جگہ

قبر پر میری کبہی آیا تو آیا خشمناک | تیوری اوس گل نی چڑہائی گل چڑہانیکی جگہ

جب بناتی ہین وہ گیسو آنکہہ کرتی ہی عجا | پنجہ مژگان مرا یارب ہو شانی کی جگہ

غیر کو بوسہ دیا ہی تمنی خط سبز کا | بی تکلف ہی یہہ میری زہر کہانیکی جگہ

شعر مین باندہا ہی وصف گیسوی جانان اسیر

اٹھ دیا وقر اس سن مین ہین ہی حنا بندی کی جا بجا

ناصحو ہمکو نصیحت اسقدر کیا فائدہ
جانتی ہو عشق مین کیا ہی ضرر کیا فائدہ

مردم بی فیض کا ہونا نہونا ایک سے ہی
خلق کو دیتا ہی نخل بی ثمر کیا فائدہ

ای زلیخا اور سودا ہی یہان مد نظر
مول لی سکتی ہین یوسف کو مگر کیا فائدہ

لالہ سان موقوف ہی اس پہ بہار زندگی
خواہش مرہم پی داغ جگر کیا فائدہ

جو کہا ہو اوسنی خط پڑہ کر وہ کہدی صبا و صاف
جہوٹی باتو نسی تجہی ای نامہ بر کیا فائدہ

اہل ہستی پہ عدم کا حال کہلنا ہی محال
کہیچی کیون فکر مضمون کمر کیا فائدہ

مبتذل مضمون کو لائین بیت مین ہم کسلیے
ایسی ہر جائی کو دکہلائین جو گہر کیا فائدہ

شکل آئینہ ہی قسمت مین نمد پوشی اسیر
چاندی سونی کا ملی ہمکو جو گہر کیا فائدہ

میری نا موفسی ہی سقف فلک پیر سیاہ
جیسی ہو جای دہوئین مین کہی تعمیر سیاہ

خط تری رخ پہ ہی یون ای بت بی پیر سیاہ
جیسی ہو سرخ ورق پر شب تصویر سیاہ

وجہ کیا تمکو جو نفرت ہی سیہ بختو نسی
خط سیہ خال سیہ زلف گرہ گیر سیاہ

ایک شمہ نہ رقم وصف ہوا اوس گیسو کا
جزو کی جزو اگر ہون دم تحریر سیاہ

عشق خال رخ جانان نی دکہایا یہ اثر
ہو گیا مثل زحل اختر تقدیر سیاہ

رنگ دلتا ہی زمانی کا عجب کیا ہی اگر
زاغ کی سرخ کہی لال کی تصویر سیاہ

گرد کلفت سی ہی اب صاحب جوہر کا حال
جسطرح زنگ سی ہو جاتی ہی شمشیر سیاہ

الفت زلف ہوی باعث تاریکی دل
ہو دہوان جس مین نہ کیونکر ہو وہ تعمیر سیاہ

ہی مری آبلہ پا مین چمک مثل چراغ
اب رہی گا نہ کبہی خانہ زنجیر سیاہ

رو سپہی کی نہ رکھہ ساغر مے سی امید
رنگ رخ کرتی ہی خورشید کی تنویر سیاہ

مہر آئی مری گھر مین تو تو انجانی
کسقدر تیرہ مین ہی کوکب تقدیر سیاہ

سرخ تاب اوس کف رنگین سی تیغ تاب ہوا
ہو گیا سرخ جو تہا قبضۂ شمشیر سیاہ

سلب طاقت جو ہوئی ظلمت عصیان سی
کبھی دیکھی نہین موی بدن پیر سیاہ

کسی صورت نہ نشان مرض عشق مٹی
زرد ہو سرخ کبھی یا مری تصویر سیاہ

ہی جو دیوانہ تری شوق مین اے تیر فگن
جوش سودا سی ہی خون تن نخچیر سیاہ

بیگنہ شمع کا محفل مین جو سر کاٹا ہے
ہی گنہگار کی صورت رخ گلگیر سیاہ

خون کس صاحب سودا کا کیا اے قاتل
تیری ابرو کی طرح ہی تری شمشیر سیاہ

دود دل نی یہہ کیا سقف مکان کو تاریک
شکل اژدر نظر آیا مجھی شہتیر سیاہ

آب حیوان ہین مری معنی پہ نور اسیر
کم نہین ہیں وہ ظلمات سی تحریر سیاہ

رخ روشن کا ہی پرتو قمر آئینہ
عکس اوس زلف کا شام سحر آئینہ

نگہ گرم جو دکھلا دے مہ زیب وہ ترک
پانی پانی ہو تہ کیون نکر جگر آئینہ

دیکھکر حسن کو اپنی ہوئی مغرور حسین
کاش محفل مین نہوتا گذر آئینہ

اوڑ کی آتی جو بکرین آپ مہ زیب طلب
نکلین طوطی کی طرح بال و پر آئینہ

کھینچتا ہی وہ شہ حسن اگر تیغ نگاہ
ڈال دیتا ہی سکندر سپر آئینہ

سر اوٹھائیگا وہ کیا تیری نظر سی گر کر
تختہ ہو جائیگی اے بت کمر آئینہ

ابھی کم عمر ہین واقف نہین آرائش سی
فکر شانہ ہی نہ اونکو خبر آئینہ

دل مین تم دیکھہ لیا اپنی جھلکا یا جب سر
اے سکندر رہی کسی درد سر آئینہ

دیکھوں ذرا مین جسکو محبت کے آنکھہ سے ممکن نہین کہ وہ نکرے پیار کی نگاہ

ہی قابل شفاعت احمد وہی اسیر
جسکی طرف ہے حیدر کرار کی نگاہ

لطف عیسی ہو تو پھر کیسا نشان آبلہ آب سوزن سیل ہے بہر مکان آبلہ

اس طرح میرا تن لاغر ہے زیر آسمان جسطرح ہو خار کوئے درمیان آبلہ

مرگئی پر آبلہ پائی کا باقی ہے نشان ہے ہمارا گنبد مدفن بسان آبلہ

دشت غربت مین عدو کرتی ہین مجھسی دوستی خار بنجاتی ہین دندان دہان آبلہ

حشر مین لاون گا کسکو اپنی وحشت پر گواہ پاؤن مین ہجای کوئی تو نشان آبلہ

خار صحرائی زبان خشک دکھلاتی ہین کیا ہی سبیل اللہ ہی آب روان آبلہ

عین ماتم جانتا ہون عشرت دنیا کو مین جسم فربہ پر نہو کیونکر گمان آبلہ

گردشین کرتا ہی لاکھون چرخ لیکن اے جنون پھر پہوتا ہے نہین بخت جوان آبلہ

جس بیابان مین قدم رکھتا ہون بنجاتا ہی باغ گل کھلا دیتی ہے چشم خون فشان آبلہ

ہی جنون میرا وہ عالی ظرف جسکی فیض سے نہ فلک سی تیرہ گیا ہر آسمان آبلہ

تیرہ بختی سی مری سرسبز ہی خاک دشت چپ زبان خار ہے ساکت دہان آبلہ

واہ کیا صحرا دیا ہی تونی ای وحشت مجھے ہی ہر اک اس سرزمین کا خار جان آبلہ

دشت گردی سے ہین شاخ بید مجنون کے نہال چاہیے مرغ جنون کو آشیان آبلہ

ہو جنون کمتر تو کیسی دشت گردی ای اسیر
ہے خزان گلزار وحشت کی خزان آبلہ

ردیف یای تحتانی

ہر جلوہ ہماوہو اسئے جلوہ جانانہ سے ہے
باغ مین بلبل دل اپنا بزم مین پروانہ ہے

دیکھی جسکو یہان تو وہین ہے بیگانہ ہے
چشم حق بین خواب گوش حق شنو افسانہ ہے

ذرہ آئی گا تو مثل عکس کیا لیجاے گا
آبرو یہان شکل آئینہ متاع خانہ سے ہے

سینے تنگ ہے روح وقت اب اس سینے مین قید
شمع اوڑتی پہرتی ہے فانوس مین پروانہ ہے

بادۂ عیش جہانکو اسمین کیونکر ہو قرار
دل مرے سینے مین اک ٹوٹا ہوا پیمانہ ہے

می پلاتا ہون جو بہین آنکہ لیتے ہین بند
موج بوے بادہ زنجیر در میخانہ ہے

جو مکان ہے وہ گہروندی کیطرح مٹجائی گا
سنتمو شوق عمارت بازی طفلانہ ہے

حسن کے طالب نہین رکہتے تمیز کفر و دین
ایک پروانے کو شمع کعبہ و بتخانہ ہے

ہر طرف سی سوی کعبہ ہی رخ قبلہ نما
آشنای حق ہمیشہ خلق سے بیگانہ ہے

جس مین کاؤ مہیان آیا دل کا مالک ہوگیا
بی تکلف میہمان اس گھر مین صاحب خانہ ہے

تیری اک گردش بزم کا نظارہ کر دیتا ہی مست
ہر گل قالین شراب سرخ کا پیمانہ ہے

پہنس گیا ہی تو جو فتنین تو گھبراتا ہی کیون
غمزہ ہی کرتی ہے یہہ دنیا ناز معشوقانہ ہے

دی خدا دولت تو بہہ سائل ہو انسان کسلیے
بی صدا ہے وہ لبالب ہے سی جو پیمانہ ہے

ہی جنون مین بہی ضعیفونکی ہمین غوث پسند
مور چون کا زرق ہی زنجیر کا جو دانہ ہے

ترک دنیا ہی جسے کہتی ہین آزادی اسیر
جو گرفتار علائق ہے یہان دیوانہ ہی

جسے دل کو عشق خط عارض جانانہ ہے
بخت سبز اپنے چمن مین سبزۂ بیگانہ ہے

قاف سی تا قاف تیری حسن کا افسانہ ہے
جو پری کا نام لی آگے ترے دیوانہ ہے

سرو قامت شمع عارض ماہ ہی اوسکی جبین
دل ہمارا فاختہ ہو کبک ہے پروانہ ہے

مفلسونکو دیدۂ کم سے نہ دیکھو منعمو
گنج سی خالی نسمجھو اوسکو جو ویرانہ ہے

ہم ہین وہ مجنون نہین ہی کسکو صحبت کا اثر
ہر غزال اپنی بیابان کا سگ دیوانہ ہے

مرگئی پر قدر عاشق ہوتی ہی معشوق کو
سرمۂ چشم شمع مین خاکستر پروانہ ہے

مین وہ دیوانہ ہون مطلب سے جسے مطلب نہین
ورنہ اپنی کام مین ہشیار ہر دیوانہ ہے

غیر کی محتاج اپنے کشت استغنا نہین
تازہ اپنی آب سی مثل گہر ہر دانہ ہے

عشق سے خالی زبانی مین پیمبر بہی نہین
سو سی عمران چراغ طور کا پروانہ ہے

شہسواری ہی چلا کرتا ہی اٹکھیلی کی چال
ابلق ایام مین بہی ناز معشوقانہ ہے

پر تو رخسارہ روشن نے یہہ چمکا دیا
ہی شب گیسو سنور بخت شانہ ہے

شمع جان پر اوڑ کی آتا ہی جو ای ناوک فگن
صرف تیری تیر مین شاید پر پروانہ ہے

فخر ذرہ کو سمجھتے ہین یہہ درزوان سخن
معنی بیگانہ انکو معنی بیگانہ ہے

آفتاب آئی اگر آئینہ مین تو بنجائے زحل
کس قدر تاریک فرقت مین مرا کاشانہ ہے

عکس دندان ہے تمہارے وقت گلگشت چمن
گل صدف ہی قطرۂ شبنم در یکدانہ ہے

کون ہو سکتا ہے تا قدر زلیخا مشتری
قیمت یوسف تمہاری حسن کا بیعانہ ہے

کانٹی تلوون مین چبہتی ہین جو چہنی دو اسیر
بہر زلف جادۂ رہ احتیاج شانہ ہے

عالم مستی کشان عشق کا میخانہ ہی
شور محشر ایک انکا نعرۂ مستانہ ہے

فصل گل آئی ہے دور شیشہ و پیمانہ ہے
اور اب آب و ہوا ہی گلشن میخانہ ہے

ہر بشر کو چاہیے خوف جہنم دہر مین
قطع ہو کر نخل گلشن صرف آتشخانہ ہے

رعد نامے مین لکہی جاتی ہین جو اعمال نیک
بہر ہو مین خلد کی جا کہر کا پروانہ ہے

کون کہتا ہی کہ ہی بیکار یہہ سینی کا داغ
دل ہی ماتم خانہ یہہ قندیل ماتم خانہ ہے

گفتگو سے اہل وحشت کو نہ بیجا سمجھہ
قابل تحسین کلام قاسم دیوانہ ہے

کون سامان وحشت وحشت مین تکلف کا نہین
بوریا رخت یار ہی مجکو نعمت خانہ ہی

کٹ گی گردن ہی گرا ہی پای قاتل پر جو سر
غور سی دیکھو تو یہہ بھی سجدہ شکرانہ ہی

ہمصفیرو سیر گلشن کی مبارک تمہین
خانۂ صیاد مین اپنا تو آب و دانہ ہی

کھینچتے بیٹھا ہی کس شمع تجلی کی شبیہ
ہر قلم دست مصور مین یہہ پروانہ ہی

لخت دل یاقوت خوشان اشک در آبدار
دیدہ گریان نہین کوئی جواہر خانہ ہے

تجہکو کیا قدر ضیای داغ دل روشن نہین
مرغ زرین فلک اس شمع کا پروانہ ہے

ہی غذا جان سیاہی دم او لجہتا ہی کمال
ہجر کی شب گور سی بدتر مرا کاشانہ ہی

بادشاہونکو کیا ہے عشق نے تیری گدا
وہ پری ہے تو سلیمان بھی ترا دیوانہ ہی

کون ہے مجھسا تہی قسمت کہ مانند حباب
ہی کا دریا ہی روان خالی مرا پیمانہ ہے

کھینچکر تلوار قاتل مجکو دھمکاتا ہے کیا
کھیل سر دینا حضور ہمت مردانہ ہے

سوز فرقت نے جلایا ہی یہہ دل میرا اسیر
برق خانے سی زیادہ مجکو آتش خانہ ہے

اوسنے اونگلی جو دبائی کبھی دندانکے تلے
شاخ مرجان نظر آئی خط لعل کے تلے

تیرے وحشی کو ہی کیا دشت مین بستر درکار
پڑ رہا ہوگا کسی نخل مغیلانکے تلے

باعث جلوۂ خورشید ہین آثار سحر
داغ سینے کا چھپے گا نہ گریبان کے تلے

کشتہ اک سرو گل اندام کا جسنے کیا
قبر ہو سایۂ شمشاد گلستان کی تلے

دلکو میری جو دغا کی تکیہ بنا کر سوتی
خواب گہ یار کی ہی قرآن کوئی قرآن کی تلے

دیکھتا ہون جسے پاتا ہون اوسی سرگردان
کون راحت سے ہی اس گنبد گردانکی تلے

نہین معلوم کہ ہی فلک اونہین کس پاتنکی آج
ہاتہہ رکھی جو وہ بیٹھی ہین نخدانکے تلے

نہ پہرون گہر کو اگر سیر کو جاؤن مین ضعیف
دب رہون سایۂ دیوار گلستانکی تلے

کیا اطاعت ہی جو قاتل کا اشارہ پایا
رکھدیا مینی گلا خنجر برانکے تلے

شورشِ خلق سے آتا نہین خواب اے وحشت
سوئی جا لکے کسی نخلِ بیابان کی تلے

اگیا غیر جو کوئی دم تحریر جواب
رکھہ لیا اوسنے مری خط کو قلمدانکی تلے

پاس پہنچونکا کرائی چرخ نہ او پہنچونکو گرا
خانۂ مور ہی ہے قصر سلیمانکے تلے

سنبلہ مین نظر آتا ہی ہمین نجمِ زحل
خالِ عارض یہ جو ہی زلف پریشانکی تلے

یون گری تیری تماشی کی لیی خلق پہ خلق
جسطرح ہی صفِ مژگان صفِ مژگانکی تلی

پسِ کی سم ہوگئی دانی جو مری قسمت کی
آسیا چپ ہی زبان دانکی دندانکی تلی

یادِ گیسوی زلف کی ہی بسکہ دمِ گریہ اسیر
ہے اندہیرا سا مرے دیدۂ گریانکی تلی

کوتاہ پای سعی ہی راہ کشادہ ہے
ہر نقشِ پا مرا گرہِ تار جادہ ہے

رکھتی ہی پست پست کی انسانکو پری
سایہ پیادہ ہی کا سرِ منزل پیادہ ہے

نکلین گی اشک دیدۂ گریانسے عمر بہر
ٹوٹے گا کیا کنوین میں ہیچ پانی زیادہ ہے

اعمالِ زشت اشک ندامت سے دہو گئے
شکر خدا کہ نامۂ اعمال سادہ ہے

جاتا ہے کون یکہی پیدلی بہشت مین
ہم مستِ ہی سوار نہ پا پیادہ ہے

جی بہر کی وہ عطوا سی ہو شغلِ میکشی
[illegible]

[illegible]
[illegible]

جب عجم کا سامنا ہو بین محشر سے سب ہین
جسوقت دل بہرا ہی مجہی جام بادہ سے

منظور ہے جو تیری سواری مین دوڑنا
جو ہی گل سوار چمن مین پیادہ سے

کیونکر پہری گا کوچۂ قاتل سی نامہ بر
سچ ہی کہ عمر رفتہ کا مشکل اعادہ ہی

کرتا ہون قطرہ ہو کی مین دریا کا سامنا
مقدور کم ہی پر مری ہمت زیادہ ہے

کشتہ نہین ہی کون تری تیغ ناز کا
گردون شفق سی بسمل و رخون فتادہ ہے

زور جنون مین دشت کو جاتا ہون بیخطر
کچہہ خوف شیر نر کا نہین کیا وہ مادہ ہے

شاکی ہون کس لیی کمی رزق کا مین زار
خرمن سی دانہ مور کی حق مین زیادہ ہی

موی کمر سی عشق ہوا جسکو مر گیا
ثابت ہوا کہ ملک عدم کا یہہ جادہ ہی

بی یار میکدہ بہی مقتل سی کم نہین
شمشیر بی نیام ہر اک موج بادہ ہی

سائل کرم کا تجہسے نہین کون ای کریم
دست گدا و دامن سلطان کشادہ ہے

سامع کو کیون پسند نہو وسعت بیان
راحت ہی راہرو کو جو رستہ کشادہ ہے

ظاہر ہی حال لاغری تن کا ای اسیر
ملبوس تنگ میری بدن پر لبادہ ہی

اللہ کو ہی عشق رسول کریم سے
جاری ہی راہ و رسم محبت قدیم سے

لاش اپنی بن گئی گل بازی پس فنا
دوزخ بنی لی جنان ہی جنان فی جحیم سے

حاجت روای خلق نہین ہین خسریان
بنتی ہے تیغ زر سی نہ ہندوق سیم سے

چہوٹون گا خاک رنج و الم سی مین خاکسار
اس خاک کا خمیر ہی اشک یتیم سے

سمجہا ہی میری آہ کو کیا چرخ سرنگون
دریا ہوا دو نیم عصاے کلیم سے

احسان کسی دنی کا اوٹہاؤنگا بعد مرگ
یا رب ملے کفن بہی تو دست کریم سے

یا خدا مین دل کو ہی پیدا ای درد کیا
بیمار کی رجوع ہی حاذق حکیم سے

سب لیگیا وہ ساتھہ یہہ غیرونکو دی گیا
ہمت مین ہی لئیم زیادہ کریم سے

ای گریہ دہو جریدہ اعمال نیک و بد
دل تنگ ہی شکنجۂ امید و بیم سے

شکر خدا کہ ہجر کی شب ہوگئی سحر
پائی نجات ہمنی بلای عظیم سے

ای خاک گور تو ہی ٹہکانی لگا انہین
نافرسنگ دہا ہین عظام رمیم سے

ساری علاج آکی اجل نی بہلا دئی
حکمت وہ کیا ہوئی کوئی پوچھی حکیم سے

دولت سی ہم فقیر کہانتک حذر کرین
یہہ برق لپٹی جاتی ہی اپنی گلیم سے

ای فصل گل ہین وحشی نازک مزاج ہم
طوق گلو ہو حلقۂ موج نسیم سے

عالم صدف کی طرح ترا سینہ ہوگا چاک
بہرنا شکم کا قہر ہے مال یتیم سے

کب سے تڑپ رہا ہون رہا کر عذاب سے
قاتل اوٹہانہ ہاتہہ عذاب الیم سے

افشا کریگی راز دل آخر یہ آہ سرد
غنچہ چہپا سکے گا نہ خوشبو نسیم سے

ہوتی کبھی نہ طالب دیدار طور پر
اصرار قوم کا جو نہوتا کلیم سے

محو جمال گل ہون نہین ایسا کہ ہر سحر
جاتا ہون صحن باغ مین پہلے نسیم سے

قرآن مین بھی اسیر ہی حال حرم حسین
مضمون کہلا یہ آیۂ ذبح عظیم سے

گردن کو خوف کیا جو وہ تیغ آبدار ہی
جبتک نہ آئی موت گریبان حصار ہی

جنبش نہین ہے ضعف سی بیجان [illegible]
مردہ ہے جان جسم ہمارا مزار ہی

اتنا تو آستان پہ جہکا سے سر سجود
مقبول تم کرو نہ کرو اختیار ہے

[illegible]
[illegible]

قاضی بھی شراب [illegible] [illegible] — [illegible] فصل بہار ہے
مجھ کو محبت سی [illegible] [illegible] — [illegible] جو سایہ [illegible]
رحمی کو دیکھتا ہوں [illegible] — [illegible] خنجر کی دہار ہے
دنیا میں بھی ہوائی حوادث [illegible] — برباد ایک [illegible]
مجھ فاقہ کش کو کیوں نہ وہ ابرو پسند ہو — ظاہر ہے ماہ عید کا جو روزہ دار ہے
لازم نہیں غرور حسینوں کو اسقدر — حسن دو روزہ جلوہ برق و شرار ہے
دریا کو کچھ نہیں جو روانی میں اختیار — شاید کسی کا گریہ بے اختیار ہے
میوہ فروش کی ہے دکان میکدہ نہیں — جو شیشہ شراب ہے پوست انار ہے
مغرور اپنی ساری حسینوں کو کر دیا — زیبا ہے آئینہ سے جو ہم کو غبار ہے
بلبل خبر ہے شہر کہ دشمن ہے باغبان — گلشن میں بود و باش تری اسکو خار ہے
مجبور ہم ہیں صبر میں عزت ہو کیوں خفا — انسان سے سوا خندہ تا اختیار ہے
لیتا ہوں سانس میں تو نکلتی ہیں لخت دل — تار نفس نہیں کوئی پہلو نکا ہار ہے

جبر اختیار ہم نے کیا عشق میں اسیر
اسیر ہی وہ ملے نہ ملے اختیار ہے

ظاہر دو رنگی چمن روزگار ہے — فصل خزان کبھی کبھی فصل بہار ہے
پوشیدہ آنسوؤں میں مرا جسم زار ہے — گویا یہ رشتہ گہر آبدار ہے
آتی نہ آئی ہاتھ کسے اختیار ہے — کہتے ہیں نوکری جسے تا نہ شکار ہے
ٹھوکر لگا کے چلتے ہیں میری مزار کو — میں خاک ہوگیا و نہیں اب تک غبار ہے
مکر عدو سے دوست تماشے حذر ہے شرط — ظاہر میں یار غار حقیقت میں مار ہے

بیٹھے ہین آکے آینہ خانے مین سادہ رو
آہن کا گرد شہر حلب کی حصار ہے

کسکو گلہ ہی آنکھین اگر تمنے پھیر لین
یہہ مقتضای گردش لیل و نہار ہے

انسان کو کیسی کیسے خدا نی دیئی ہنر
ہر گنج کا طلسم یہہ مشت غبار ہے

مردونکے طرح کرتی ہین ہم زندگی بسر
تنگی جہانکی ہمکو عذاب فشار ہے

آہو سے کیا سمجھ کے بہلا دیجئی مثال
وہ چشم شوخ آہوی مردم شکار ہی

دنیا مین گو کہ بارگران ہین بہت مگر
گردن اٹھی نہ جس سے وہ احسان کا بار ہے

بیتاب ہی جو دیکھ کی وہ روی آتشین
سیماب یا سپند دل بیقرار ہے

آسودگی کی ارض و سما مین نرکھ امید
نادان تھی یہہ دیگ یہہ خالی تغار ہی

بزم جہان مین تجھسے کسیکو نہین نجات
سوزان ہے مثل شمع اگر تاجدار ہی

اٹھنے کا ذکر کیا ہے کہ جنبش سہی محال
یارب یہہ جسم زار کہ بستر کا تار ہے

بدلے گا کیا طبیعت انسان کا خاصہ
شیرین نہو کبھی وہ ترش جو انار ہے

مجھسے یقین ہے کہ ملین چشم یار کی
نوروز ابکی سال ہرن پر سوار ہی

دل کلفت جہان سے ہمارا ہی صاف اسیر
جاروب آینہ کی مکان مین غبار ہی

چال اولٹی تری تلوار سے چلے یارونسے
بیگنہ قتل ہوئی پھلے گنہگارونسے

ہون خمیدہ تو حذر شرط ہی مکارونسے
بھاگنا چاہیے گرتی ہوئی دیوارونسے

دور سے ابروونکو دیکھکے عاشق ہے قتل
کام تیرون کا لیا آپ نے تلوارونسے

پیر مغان قفس حاجت مقراض نہین
اپنی پر آپ کترتی ہین یہہ منقارونسے

محو گلگشت ہی اشعین رند الفنسے رسلکر ظالم
طوق و زنجیر بہی ہین تنگ گرفتارونسے

وحشت غربت مین لگی پیاس الہی کسکو
نہرین مہندی ہوئی آتی ہین جو گلزارونسے

ہین مطلب نہ پایا جو کہے وہ پہچان گئے — ہنسکے بولا کہ الگ بیٹھیے بیمار ون سے

در پر وہ نکلے جو کبھی جھکے مین بیٹھا تو کہا — سیکھ لو بیٹھ کے اوٹھنا بھی تو دیوار ون سے

بیگنہ جا یین کہان اب کہ تری حرمت سے — بھر دیا گلشن جنت کو گنہگار ون سے

ڈھونڈتے ہین اوسے سب نہین پاتا کوئی — سنہ چھپائے ہوئے یوسف ہے خریدار ون سے

جا تو ولسی خ مری ای غم دانہ وہ والم — تعزیہ خانہ کی رونق ہے عزادار ون سے

اب زمانے مین نہین حاجت خورشید قمر — روشنی چار طرف ہی تری رخسار ون سے

کیمیا گر وہی اکسیر لیے پھرتے ہین — خاک کچھ کچھ جو جھڑی تھی تری دیوار ون سے

صنعت خلق جدا صنعت خالق ہی جدا — خانہ دل نہ بنے گا کبھی معمار ون سے

دل پہ جب صدمہ ہوا صاف بھر آئین آنکھین — درد دل چھپ نہین سکتا ہے کبھی یار ون سے

گو ریمن ہین مری اعمال مری ساتھ اسیر — یار چھٹتے ہین مصیبت مین کوئی یار ونسی

دام گیسو کا اشارہ ہی یہی یار ون سے — بڑھ کے آزاد وہ نہین اسیر کے گرفتار ون سے

گرم ہنگامہ شفاعت کا جو محشر مین ہوا — کچھ نہ پوچھے گا کوئی ہمسے گنہگار ون سے

روش باغ پر اوس گل کی ہی جو روشنی — کبک طاؤس چلے جائینگی گلزار ون سے

ہی نئی طرح کا سودا کہ اکیلے گھر مین — پھرون ہم باتین کیا کرتے ہین دیوار ون سے

کس کا دیوانہ گیسو سوی صحرا آیا — اژدہے ڈر کی نکلتی جو نہین غار ونسی

گرد کلفت سی ہٹی گیا دل عارف کی صفا — شہر دریا تھا امواج سے دیوار ونسی

جگر و دل مین نہ شوق فراغ تو کس کام کا جسم — رونق شہر ہے آراستہ بازار ونسی

نبساپہ مژگان کی محبت کا ہی رگ رگ مین اثر — جا بجا جسم مین مچھلی کیطرح خار ونسی

کیا کہون گو رکنون کا جو مرض مین ہی کرم — پوچھ جاتی ہین خبر روز پرستار ونسے

رہا زالفت کا چھپانا جو رہا مد نظر
اپنی دل کا نہ کبھی حال کہا یار رونسے

جا بجا مضمون ہیں سماسیع رباعی گو یا
چار رون باطل ہون اگر ایک ہی چار رونسے

کرکی گلگشت گیا کون گل اپنی گھر کو
سر پٹکتی ہی صبا باغ کی دیوار رونسے

نشان حق تو تجنی مری ادری کا ہیو فروغ
گرم بازار حبیبون کا ہی بہار رونسے

ہو گیا وصل حد حاصل صفت شبنم وگل
خوب رخسار ملی یار کی رخسار رونسے

زردی رنگ سی رکھتی ہین طلای چہری
کم نہین ہین تمہی بیمار بھی زردار رونسے

کیون مہرویی صفر ہین کہ یہ کثرت ہی اسیر
منزلین کم نہین کچھ شہر کی بازار رونسے

دل کو نالون کی دم نزع ہوس باقی ہی
منزل آخر ہوئی فریاد جرس باقی ہی

کہو چھٹی سی رہا ہو کی چھوٹی بلبل
کہ ابھی کشمکش دام و قفس باقی ہی

نہ سماعت نہ بصارت ہی نہ طاقت ہی نہ زور
اس خرابی پہ بھی جینی کی ہوس باقی ہی

جن فنا انس فنا عرش فنا فرش فنا
ذات باقی ہی تو اللہ کی بس باقی ہی

سبزہ مجکو نہ ہا لی [illegible] سمجھین سبزہ حیوان
کہ ابھی نشتہ خشک مین رس باقی ہی

ایک دو روز مین گہبرا گئی فصاد و طبیب
عمر سودا ابھی دو چار برس باقی ہی

کہہ دیا حضرت لیلی نی مجھی نزدیک فنا
زندگی شکل حباب ایک نفس باقی ہی

[illegible] ایسی [illegible] صاحب تاج
اب نہ گنبد ہی نہ گنبد کا کلس باقی ہی

نا تمول در منعم کو چھوڑ نیگی حریص
جب تلک شہد ہی انبوہ مگس باقی ہی

آشیانی کی لئی سب نگئی چن کر بلبل
خار باقی ہی گلستان مین خس باقی ہی

[illegible] سر جسم سی وہ کاٹ چکی
لاش پر ایک تگاپوی فرس باقی ہی

[illegible] عشق کی ہین
جب تلک بار [illegible] مین کس باقی ہی

چل کے کرتی ہین ائمہ کی زیارت بھی اسیر
زندگی اور جو دو چار برس باقی ہے

روح کی ساتھ ہی قالب مین قضا بھی آئے
شمع آئی مری گھر مین تو ہوا بھی آئے

طالع بد نی کیا وعدہ برابر کیا
یار آیا مری گھر مین تو قضا بھی آئے

وای تقدیر کہ ہم قتل سی محروم رہی
غصہ اوس ترک کو آیا تو حیا بھی آئے

آمد ناقہ لیلی ہی خبردار ای قیس
وہ اوڑی گرد وہ آواز درا بھی آئے

ساقیا دیر ہی کیا کیون نہین چلتا ساغر
جھوم کر ابر تو گلستان مین گھٹا بھی آئے

صحبت یار مین اغیار کا آنا کیا
آگیا مجکو پسینا جو ہوا بھی آئے

دیکھئی خون ہو کس کس کا خدا خیر کرے
غازہ ملتا رہا اوس کی حنا بھی آئے

نہین معلوم کہ کس کام مین تھی اہل قبور
دیر تک ہمنی پکارا نہ صدا بھی آئے

حال پوچھو نہ شب ہجر کی بیداری کا
صبح تک نیند نہ آنکھون مین ذرا بھی آئے

کہتی تہی اور حسینون سی یہہ تقلید اوسکی
میری صدقی مین تمھین اتنی ادا بھی آئے

بوسہ مانگا جو خط سبز کا ہمنی تو کہا
زہر کھایا تو سمجھ لو کہ قضا بھی آئے

مغز جان تازہ ہوا شاد کیا جیب گوئی گل
گل یہہ غنچہ جو ہوا بوئی وفا بھی آئے

قل ہو اللہ لگین پڑھنی ہماری آنتین
تا قد حسن روز ہوا یاد خدا بھی آئے

اب کہان اپنا ٹھکانا کہ ہوئی ہی دشمن
سر سی آفت ٹلی تھی کہ بلا بھی آئے

مہر عارض نہ گئی روز سیہ دل سی اسیر
دہوپ سی میلی رہی ہر چند گھٹا بھی آئے

آب حیات یار کا زہر فراق ہے
کچھ خضر سی علحدہ اپنا مذاق ہے

جنت ہی وصل یار جہنم فراق سے | یہہ قول ہر فریق کا بالاتفاق ہی
وہ مست ہین کہ بیٹھی ہین چلو مین ہم شراب | ساغر ہمارے بزم مین بالای طاق ہی
شاخ انسی جہٹر کی پاتین ہوتی ہین کہین خشک | احباب کو جدائی احباب شاق ہی
جاتا ہی یار ختم ہی شب ہوتی ہی سحر | نوبت نہین یہہ غلغلۂ الفراق ہی
اتنی لئی خدا سی دعا ہی بہشت کی | حورون کی دیکہنی کا کمال اشتیاق ہی
کرتی ہو کاٹ تیغ کا ملتی ہو جب سے گلے | کس کام کا وفاق جو دل مین نفاق ہی
ہی شہسوار کون سوای حبیب حق | رہوار برق سیر اگر ہی براق ہی
زال جہان کو منہ نہ لگا ئینگی ہم کبہی | تجہ ہو زن تو مرد کو لازم طلاق ہی
نسبت ہی تیری گا ؤ فسی کیا مہر و ماہ کو | اسکو محاق ہی تو اوسی احتراق ہی
قابو مین دل نہین کسی بیٹہی ہو حکم صبر | تکلیف اسطرحکی تو مالا یطاق ہی
لیلی سی بہی سوا ہی تری خوبصورتی | مجنون سی بہی زیادہ مرا جسم تاق ہی
ہاتہہ آ گئی اوسکی کا کل پیچ پیچ چھٹ گئی | قسمت کا پیچ یہہ ہی عجب اتفاق ہی
بولی وہ وصف مطلع ابرو مین سنکی شعر | وزدی سخن لکہیہ نہ سہی اشتقاق ہی
دیکہی جو وقت زیب جو اپنی سی اور شکل | آئینہ کی طرف نظر اشتیاق ہی
ابرو سی کر اشارہ کہ صحت ہوا ی مسیح | طاقت تری مریض محبت کی طاق ہی

جاہل کو میری شعر کی کیا قدر ای اسیر
سمجھے یہہ قوالقہ وہ جسی کچہہ مذاق ہی

لاکہون ہین عشق چاہ ذقن مین مری ہوئے | کشتی ہین اس کنوین مین لبالب بہری ہوئے
جوش غضب میں مین بہی کیا کیا نہ گالیان | کیسی برس پڑی ہی جو دہائی بہری ہوئے

بہتان مرگ کا ہی شہیدان عشق پہ
مرتی نہین وہ جو ہین کسی پہ مری ہوئی

کیا درد تہا کہ مردہ عاشق ہی گور مین
اک ہاتہہ دل پر ایک جگر پہ دہری ہوئی

سینچے ہے سر پہ نخل چمن روز باغبان
بلبل کی آنسوؤن سی ہین تہالی بہری ہوئی

فرہاد و قیس ہین تری وحشی کی ساتہہ
جس طرح طفل پیش معلم ڈری ہوئی

سمجہے ہین مجکو وحشی نازک مزاج طفل
یہ وہ نفسی جہای سنگ ہین دامن بہری ہوئی

کیسا سیاہ خانہ ہمارا ہی خوفناک
آتی ہین مہر و ماہ تو اسمین ڈری ہوئی

مشتاق جی اوٹہین جو عیادت کو آؤ تم
بیچاری بسترون پہ پڑی ہین مری ہوئی

مشتاق بادہ خوار ہین ساقی پلا بہی دے
کب تک رہین گی طاق پہ شیشے دہری ہوئی

وحشت کا رعب بعد فنا بہی وہی رہا
آئی جو قبر مین تو فرشتی ڈری ہوئی

زیر فلک ہی ظلم فلک سے نہین نجات
مردون کی چہاتیون پہ ہین پتہر دہری ہوئی

آئی بہار باغ مین ساقی گئی خزان
سوکہی بدن فسردہ دلون کی ہری ہوئی

مزدور اگر نہین ہین تو کیا ہین سپہر بادشاہ
ساری جہان کا بوجہہ ہین سر پہ دہری ہوئی

آیا وہ ترک تیغ جو میدان مین کہینچ کر
الٹین صفین تہی برہم و درہم بہری ہوئی

نو دولتون کو گرم مزاجی نی کہو دیا
سرسام ہو گیا ہی بلند اختری ہوئی

زلفین جو اوڑ کی یار کی آنکہون پہ رہ گئین
سمجہا مین قید دام مین آہو پری ہوئی

عیبون کی قدر کرتی ہو کیا خوب ہی سمجہہ
کہوٹی جو تہی تمہاری نظر مین کہری ہوئی

عبث اون ہمیشتی منہ نہی لگایا کبہی نہ جام
کیون منہ چڑہی ہین شیشون کی صورت بہری ہوئی

سینے مین رنگ رنگ کی مضمون نہین آتش
صندوق ہین یہ لعل و گہر سی بہری ہوئی

حق ہی کہ کون حسن مین تیرا جواب ہی
سب مہ جبین ستارہ ہین تو آفتاب ہی

رنگینی میری ہجر مین بستر سحاب ہی
تکیہ [illegible] بغل مین یہ مشک پر آب ہی

دم مین تمام ہون کسی ایذا کی تاب ہی
بسمل کا اضطراب مرا اضطراب ہی

ہنستا ہو چشم فکر تو دریا بھی ہی حسین
ابرو ہی موج آنکھ کی صورت حباب ہی

راتون کو اسکی ناوکسی آتی نہین ہی نیند
پہلو مین دل کہ جان کا اپنی عذاب ہی

آو کہ حال ہجر سی بیمار ہے ضرور
کیا جانتی نہین کہ عیادت ثواب ہی

خط لکھی ہین اوس بت سفاک کی نظر
گھر سی خدا کی نامہ برون کو جواب ہی

کردون کو آنکھ اوٹھا کی نہین دیکھتی ہین مست
اس جام کی شراب کی مٹی خراب ہی

کتنی تری خیال مین گرمی ہی سیم تن
آب سرشک دیدہ تر نقرہ تاب ہی

دریا کی سیر کو نہین جاتی وہ بی نقاب
اندیشۂ نظارۂ چشم حباب ہی

کیا واعظا ہی خوشہ انگور کا ہو وصف
پوشیدہ ہر ستاری مین اک آفتاب ہی

دریا ہماری طبع کا دریا سی ہی جدا
گوہر ہی اسمین موج نہ سرکش حباب ہی

کوئی بہک گیا تو رہا کوئی ہوش مین
دولت کسی کو آب کسی کو شراب ہی

گنتی ہین ہجر یار مین گن گن کی ساعتین
یوم الحساب آج ہماری حساب ہی

تم حسن مین ہو فرد تو مین عشق مین ہون فرد
میرا جواب ہی نہ تمہارا جواب ہی

مٹی خراب اب نہ رہیگی مری اسیر
قصد زیارت لحد بو تراب ہی

جو ہی سوار اسپ وہ پا در رکاب ہی
کتنی سمند عمر روان مین شتاب ہی

بربادی ایام جہان خراب ہی
اشتر بہ گنجفہ ہی کہ گم آفتاب ہے

ہر وقت چہرہ یار کا زیر نقاب ہے
جب دیکھو جزو دان مین پنہان کتاب ہے

واقف ہین مست دختر رز کی مزاج سے
باطن مین ہی یہہ آگ تو ظاہر مین آب ہے

سمجھو نہ ہیچ سونکو ہی بی گفت و بی شنود
واقف زبان موج سی گوش حباب ہے

کس کام کی وہ آنکھہ مروت نہ جسمین ہو
بیکار بزم مین قدح بی شراب ہے

صبح شب وصال عیان ہو تو جی اوٹھون
مردہ وہ ہون کہ مجکو مسیح آفتاب ہے

خالی پھرا ہو کوچۂ جانان سی نامہ بر
سمجھے یہہ ہم کہ زیست ہمکو جواب ہے

مومن کی کیون نہ نفس کشی پر بندھی کمر
کتنا جہاد راہ خدا مین ثواب ہے

کیا جانی کس صنم پہ پڑی آنکہ وقت حج
شیخ حرم کا خانۂ ایمان خراب ہے

پوچھو نہ مجھ سی کچھہ مری روز سیاہ کا حال
تاریک تر زحل سی رخ آفتاب ہے

ممکن نہین کہ قطرۂ باران کا ہو حساب
باہر حساب سی کرم بیحساب ہے

کرتی ہین کیسی ظلم غریبون پہ یہہ صنم
کچھہ خلق سی حیا نہ خدا سی حجاب ہے

بی آبرو ہی جسکو نہو حفظ کا خیال
کہتی ہین آبرو جسی موتی کی آب ہے

اہل صفا کو کب ہی سر سرکشی اسیر
ظاہر ہی یہہ کہ آب گہر ہی حباب ہی

لذت بغیر سوز جگر گفتگو نہ دے
مجمر مین جب تلک نہ جلی عود بو نہ دے

کہتا نہین کہ پان رقیبون کو تو نہ دے
اتنا لحاظ کر کہ مری روبرو نہ دے

اللہ ری لاغری بدن ایسا ہوا ہی خشک
کہولی جو کوئی فصد ہماری لہو نہ دے

خالی جو خلق سی ہی وہ کس کام کا بشر
کانٹا مری نظر مین ہی جب پھول بو نہ دے

اب تو یہہ میری دل کی ہی اللہ سی دعا
جو چاہی وہ ہی دی پہ ایک مجہی آرزو نہ دے

ساقی وہ کیا شراب کی آفتاب کو
جو مست آسمان کو غلطاں سبو ندے

بیہودہ ہی چاک جیب رفوگر نہیں رہے
قسمیں عبث عبث مجھے پھر رفو ندے

یارب جو قصد شکوہ کروں تیغ یار سے
فرصت بیان کی شدت درد گلو ندے

صیاد دام میں ہیں یہ سب ہمصفیر
امنیں چہرے کسی کو مری روبرو ندے

کیا بیکسی میں جمع کے فراغت سے بیٹھیے
کھٹکا یہہ ہے کہ ہاتھ بغل میں سبو ندے

مانگوں جو میں تو پیر مغاں دے مجھے شراب
زاہد کبھی تو آب بھی پھر وضو ندے

تو جسکو دے مجال ہے اوسکو ندے کوئی
کیا کوئی دے سکے اوسے جسکو کہ تو ندے

اے گل نہیں چمن میں مناسب خرام ناز
بوسہ کہیں قدم کو لب آب جو ندے

دانہ زمیں سے نہیں اگتا بغیر آب
سرسبز خاک ہو وہ جسے آبرو ندے

بیفائدہ ہے منعم ممسک سے چشم فیض
ساغر شراب کا کبھی دست سبو ندے

کیسا اسیر ہے سبب زمانہ بدل گیا
وہ دوست دے رہے ہیں جدا [illegible]

مری حیرت گلستاں میں اگر رنگ اثر باندھے
رگ گل [illegible] طائر نکہت کی پر باندھے

تصور [illegible] کا [illegible] لازم ہے [illegible]
فنا فی الغیب ہو جائے تو مضمون [illegible]

صدا آئی جاناں آرہی ہے جا بجا [illegible]
[illegible]

نہیں ممکن کہ [illegible]
[illegible]

تری آنکھیں فرصت [illegible]
[illegible]

کرے قصد عدم روح رواں [illegible]
[illegible]

محال عقل ہے [illegible]
[illegible]

کتابون پر عبث نافہم کو ہی علم کا دعوی
شہور زن مرد میدان الا کہ شمشیر و سپر باندہے

وہ نخل خشک گلشن ہین دست سیر ہی جانکی دشمن
جدا ہو مجہ سی جو تیا وہی تجہیر تبر باندہے

وہ بحر حسن آجا ہی جو دریا ہین نہانیکو
شہ ہین یارونکی یہہ آنکہین کہ پل گرد نظر باندہے

ہمین کو وای قسمت ہنجان اوس تن کی چہوڑا
ہزارون کاٹ کر غنچا کہ ہین گلشن کی ثمر باندہے

ریاض دہر سی آخر کو خالی ہاتہہ جاتا ہی
گرہ ہین کیا کوئی وہ جو دن کو مثل غنچہ زر باندہے

گرایا خون کافر بہی اگر اسمین تکلف کیا
جہاد نفس پر لازم ہی انسان کو کمر باندہے

ابوجہل ای فلک ہو سیر نعمت ہای دنیا سے
شکم پر سنگ فرط جوع سی خیر البشر باندہے

پلا ای تیغ قاتل فی سبیل اللہ یہ پانی
رہین منہ مثل صائم کب تلک زخم جگر باندہے

گرای اشک گلگون شوق دید یار مین جسدم
نگہ کی تار سی گلدستہ گلہای تر باندہے

رہا فکر سخن مین بہی خیال وصل یار ایسا
غزل مین قافیی موصولہ ہمنی بیشتر باندہے

نصیحت آج توسن کی نگر وڑ ہی یہ ناصح سے
کہین یہہ کو ریاطن وز آنی کی ندکر باندہی

اسیر اپنی حقیقت کیا یہ ناحق کوشش ہی خلقت
کہا ساحر نی گو افتری علی اللہ پر باندہے

جس دل مین سوز عشق نہین ہی فسردہ ہے
جو چشم اشک ریز نہین ہی برمردہ ہے

کیا کہی دل فراق مین کیسا فسردہ ہے
مردہ ہی جان زار بدن گور مردہ ہے

سو بار تیغ ارہ یہہ غم مژگان نی کر دیا
پہلو مین دل نہین ورق کرم خوردہ ہی

کیونکہ نہ ہجر یار مین ہو میکشی حرام
مردہ لبا شراب ہی می خون مردہ ہے

ای چرخ کیا مین لقمہ غم کا مزہ کہون
خوردہ نہ بردہ بلکہ فقط درد گزیدہ ہے

پیری مین کیون نہ ہو اتنی کیفیت سخن
اچہی وہی شراب ہی جو سال خوردہ ہے

پیوند خاک ہو گئی ہی دل ہی مرا غنچے
فیروزہ فلک مری نظروں مین مردہ ہی

روتا نہین وقت ولادت کی کون طفل
رخت حیات پیرہن شوب خوردہ ہی

ابتک شب فراق نچھوٹی سحر کی توپ
ای چرخ توپچی کو مگر درد گردہ ہی

ملک عدم کو چل نہین کچھ خوف کا مقام
رستہ نیا نہین ہی یہ راہ سپردہ ہی

ارزان یہہ نرخ جنس سخن ہی جہان نہین
زندہ ہون پہ کلام مرا مال مردہ ہی

دیتا ہی غنچہ کو تو دہن سی تری مثال
ظاہر پرست راہ معنی نبردہ ہے

کیونکر ہو اسمین عکس فگن شکل عیش کی
دل گرد غم سی آئینہ زنگ خوردہ ہی

ٹھہری کی چھوڑ اوڑا نہ زر گل کو ای نسیم
یہہ خسرو بہار کا گنج شمردہ ہے

تاریک ہجر یار مین ہی محفل چمن
ٹھنڈا چراغ لالہ ہی گل شمع مردہ ہے

نفرت مری سخن سی ہی یہ گوش یار کو
سنجیدہ حرف ہی سخن نا شمردہ ہے

تم گھر کو کیا گئی کہ چمن سی گئی بہار
پژمردہ پھول ہین دل بلبل فسردہ ہے

پوچھو نہ حال ضعف مین مجھ اشکبار کا
اشکون مین جسم زار خس آب بردہ ہے

ٹلتی ہین کوئی جنگ مخالف مین راست باز
ہر نخل باغ وقت خزان پا فشردہ ہی

ماہی و ماہ لالہ و طاؤس دل مرا
جو ہی وہ سوز غم سی تری داغ خوردہ ہے

جان آفرین کو دونگا کسی روز نقد جان
مین ہون اسیر یہہ مال سپردہ ہے

چاہئی زندہ ہی مردی کی قناعت رکھئے
گھر سی باہر نہ قدم تا بقیامت رکھئی

صورت آئینہ جو صاف طبیعت رکھئے
قصد آمیزش ہفتاد و دو ملت رکھئی

سر وہی سر ہی کہ ہو عشق کا جسمین سودا
دل وہی دل ہی کہ جو درد محبت رکھئی

گوش وہ ہی جو رہی تیری سخن کا مشتاق
چشم وہ ہی جو تری دید کی حسرت رکھی

وہی سمجھی تجھی جو کچھہ نہ کسی کو سمجھے
وہی جانی تجھی جو غیر سی نفرت رکھی

شوق سی کر مجھی کم نہ در گمشا کر ای عشق
مگر اتنا کہ یہہ دل صبر کی طاقت رکھی

کبھی ماتم مین خوشی ہمکو جو ہوتی ہی تو یون
تعزیت خانی مین جیسی کوئی نوبت رکھی

ہمہ تن ہوکی زبان دیتی ہی آوازہ تیغ
سر جھکائی جو تمنای شہادت رکھی

پیاسی ہم رہ گئی اک جام نہ ساقی نی دیا
کیا کسی سی کوئی امید مروت رکھی

کیا غم ہجر کی پنجہ سی چھڑایا ہمکو
ملک الموت خدا تمکو سلامت رکھی

ابر سی سیکھہ روش پرورش عالم کی
اس سخاوت پہ نہ احسان نہ منت رکھی

ضعف سی پیکر موہوم ہی مردہ اپنا
ہی تردو مین زمین کسکو امانت رکھی

رو سیاہی مری فخر سی اڑی جاتی ہی
آبرو تیری خدا ای یم رحمت رکھی

چاہتی ہی یہہ تری چال کی گردش ہم رقص
آکی سر پاؤن پہ خورشید قیامت رکھی

بات سنتی نہین ہو جو خفا ہوتی ہو
اس طرح کی بھی نہ انسان طبیعت رکھی

فکر امروز ہی ایسی کہ نہین ہوش بجا
کون اندیشہ فردای قیامت رکھی

زیست مین کیسی ہوا خواہ ہماری تھی نسیم
کبھی وو پھول نہ لاکر سر تربت رکھی

چار دیوار عناصر سی بہت تنگ ہی روح
کھد و رضوان سی کشادہ در جنت رکھی

امتحان مین رہی ثابت قدم شاہ اسیر
سر مرا اللہ نہ کیون تاج شفاعت رکھی

حشر مین مستوجب رحمت ہوئی تقصیر سے
فکر دوزخ کی گئی جنت مین ہم تقدیر سے

اوڑ گیا فوز نگاہ ادس چہرہ کی تنویر سے
جل گئی کانون کی پردی شعلہ تقریر سے

وصل کی شب گذری قاتل سی ہوئی دن کم نہیں
وہ چہری سی ذبح کرتا ہی تو ہیہ تکبیر سے

وصف ابرو کا لکہو تمہین ہی ہین اشعر مین
بڑہ گیا رتبہ زمین کا کعبہ کی تعمیر سے

سوجہتی ہی بات ہمکو جوش وحشت مین نئی
[illegible] تدبیر سے

زخم سینہ داغ پہلو درد دل ضعف جگر
کیا مصاحب ہاتھ آئی ہین [illegible] تقدیر سے

غم سی دل ٹوٹا تو کہاتی فوج نخوت بہی شکست
کی لڑائی فتح اس ٹوٹی ہوئی شمشیر سے

سخت دل جو ہین وہ پہنچاتی ہین کب عالم کو نفع
کب شجر ہوتا ہی پیدا دانۂ [illegible] سے

سیکڑون سینی کئی ہین اوسکی ابرو نی فگار
یہہ کمان کچہہ توڑ کرتی ہی یاد تیر سی

جوہر جرأت کبہی تقلید سی حاصل نہون
کب سپاہی طفل ہوتا ہی گلی شمشیر سے

ای جنون ترغیب زندانسی نکلنی کی نہ دو
ہی محبت ہتکڑی سی طوق سی زنجیر سے

وصف چشم مست مین پاتی ہی شیشی کا دہن
مثل قلقل ہی نکلتی ہی مری تقریر سی

غرق حیرت ہوگئی پائی ہمنی مضمون ادا
واہ کیا موتی نکالی قلزم تصویر سے

حال اگر پوچہی کوئی کیا خاک مردی دین جواب
خواب مین معذور ہوتی ہین بلا تقریر سے

زلف اوس چہری پہ چہوٹی ہی دل پر داغ و شبانہ
ابر آیا باغ مین طاؤس کی تقدیر سی

جائی نامہ بار نامہ لکہہ کی بہیجون اے سپہر
یار اگر آزردہ ہی ہر روز کی تحریر سے

زلف کا بوسہ لیا اوس بت نے پی پیر سے
بہیک کب پائی کسینی خانۂ زنجیر سی

روئین گی دشمن بہی میری حال کی تعبیر سے
اشک خون ٹپکینگی چشم جوہر شمشیر سی

چہوٹ کر زندانسی جب صحرا مین جانی لگا
فی امان اللہ کی آئی صدا زنجیر سے

جو بنایا قصر وہ برباد ہونی کی لیے
ہی بنا مستحکم خرابی کی مری تعمیر سے

ایک تو ذرہ نظر آیا مجھی ایک آفتاب
شکل یوسف جب ملائی یار کی تصویر سے

سطر سی معنی نکل سکتی نہین باہر کبھی
کسطرح چھوٹی تمہارا ناتوان زنجیر سے

زندگی ہی جب تلک ہم دیکھتی ہین شکل یار
ہی چراغ عمر روشن رنگین تصویر سے

دل پہ لکھہ جاتی ہی اوس منہ سی نکلتی جو بات
کم نہین ہی یار کی تقریر بھی تحریر سے

سد راہ بحر ہو سکتی ہین کب گرداب موج
کیا ترا وحشی رکیگا طوق سی زنجیر سے

کچھ نہین سکتا ہی نقشہ اوسکا حیرت کی سبب
مانی و بہزاد دونون بیٹھی ہین تصویر سے

کیون سنائی تونی فرقت کی خبر ای نامہ بر
جل گیا اپنا کلیجہ شعلۂ تقریر سے

کب تلک دیکھین اوسے آتا نہین جو شاہ حسین
ہم فقیرون کی دعا خالی نہین تاثیر سے

ظلمت عصیان کو کھوئی کیون نہ یاد روی یار
رات دن ہو جاتی ہی خورشید کی تنویر سے

پشت آئینہ ہی اوس زانو سی روی آئینہ
سن چکا ہون مین زبان طوطی تصویر سے

وہی نوا اوسنی جو مسجد مین کیا کار مسیح
خفتگان خاک جونکی نعرۂ تکبیر سے

دل ترا وابستہ گیسوئی جانان ہی اسیر
صاف ظاہر ہو گیا اولجھی ہوئی تقریر سے

خواب مین حاصل ہوا وصل اوس بت بے پیر سے
دولت بیدار ہاتہ آئی ہی ہمین تقدیر سے

تا ملک دل روشن ہی اوسکی حسن عالمگیر سے
ربع مسکون جس طرح خورشید کی تنویر سے

رخنہ پائی دل کو سمجہا ہون جو گھر تعویذ کی
بھر دیا ہی مینی اسم یار کی تکسیر سے

ظالمون سی سخت نادانی ہی راحت کی امید
پیاس بجھتی ہی کوئی آب دم شمشیر سے

سر سی جا بیگانہ اوس گیسو کا سودا عمر بھر
مردہ نکلیگا ہمارا خانہ زنجیر سے

قید کی مشکل سے کبھو جب حاصل ہوگئے
نکلی یون زندان سی ہم جیسی صدا زنجیر سے

خط نکلنے سے کھلا احوال حسن روئے یار — حل ہوئے معنی کلام اللہ کی تفسیر سے

دل بہت ہے تنگ بھولی ہے رہ جبل سوئے عدم — ایکدن چلنا ہے آخر فائدہ تاخیر سے

شوق میں دم تیغ کی مانند موج بوئے گل — دوڑتی ہے رگ نکل کر گردن نخچیر سے

کس طلائی رنگ کا یہ عکس دریا میں پڑا — کم نہیں ہے موج دریا سونے کی زنجیر سے

کان ہونگے ایسے میں غیر سے بگڑا وہ شوخ — بن پڑی ہے تدبیر میری خوبی تقدیر سے

تیری حیرانوں کو کیا تکلیف دنیا سے غرض — کام لیتا ہے کوئی کب مردم تصویر سے

آنکھ کھلتی ہے جو بسمل کی ذرا ہنگام قتل — منہ چھپا لیتا ہے قاتل دامن شمشیر سے

وصف تیری حسن کا کرتی وہ اے دریائے حسن — آشنا ہوتی زبان موج اگر تقریر سے

ناتوان ہو کر ہوئے ہیں لفت مژگان ہم — چاہیے ہون قبر کی تختی ہے چوب تیر سے

جسطرح خمار کا میں معتقد ہوں اے اسیر
اعتقاد ایسا مریدوں کو نہ ہوگا پیر سے

گئی نہ یاد کبھی زلف یار جانی سے — بڑی بلا میں بسر ہوئی زندگانی کی

پیام مرگ جدائی ہے یار جانی کی — رہی امید قیامت پہ زندگانی کی

تمام راہ نہیں سخت زندگانی کی — کڑی ہے اسمیں تو منزل فقط جوانی کی

مثال ہم سے سنو طفلی و جوانی کی — یہ دن ہے مرگ کا وہ رات زندگانی کی

خبر نہو کہیں صیاد کو یہ ڈرتا ہوں — اڑی ہے دھوم بہت میری خوش بیانی کی

ہوا ہی چاہ زنخدان میں محو آئی ہے — ہماری قبر پہ چادر چڑھی ہے پانی کی

رہا ہوئی ہے یہی زندان سے ہل نہیں سکتے — پڑی ہے دل میں زنجیر ناتوانی کی

دکھائی شکل مجھے عین وصل میں جانان نے — حیات ہو گئی اے مرگ ناگہانی کی

سجا ہی نزع میں آنکھوں سی یہ ہی ہیں جو اشک
کہڑی ہی رخصت محبوب زندگانی کی

لیے یہ وار تہنگی دست دراز دی قاتل
ٹلی نہ سل مری سینی سی سخت جانی کی

لحد میں آ کی جو مجہ سی غریب کو پوچھا
کرم نکیر نی منکر نی مہربانی کی

دکہا کی جلوہ ہوی ہوں جو آپ کچہ نادم
تو پہر سہی ارنی اور لن ترانی کی

ہمیں بہی پہول سی رخسار کا کوی بوسہ
بہار تازہ رہی گلشن جوانی کی

کبہی بہی یہاں ورق دل پہ یار کی تصویر
کچہ احتیاج ہی بہزاد کی نہ مانی کی

کیا ہی مردہ فلک نی اگر ہی دل زندہ
وہی امنگ ہی پیری میں نوجوانی کی

کہو کلیم سی کیا طور پہ کریں آ کر
سنی سنجای گی آواز لن ترانی کی

ہزار رنج سی چہوٹی ہزار داغ مٹی
اجل نی آ کی بڑی ہم پہ مہربانی کی

سپید بال جو ہونی لگی تو سمجہا ہیں
قریب صبح بہت ہی شب جوانی کی

وہاں یار کی مضمون ہیں گیا ہمسے
زبان کلید ہی قفل در معانی کی

خیال می اونہیں یوشش میں ہی نہیں جاتا
قبا نہیں ہوتی ہیں طیار جامہ دانی کی

اسیر خاک ہو مضمون نو کی پیدائش
دل و دماغ سی طاقت گئی جوانی کی

نکلی ہی چاند نی جو شب انتظار کی
چادر رہی ہی گی ہماری مزار کی

پلکیں نہیں ہیں پیش نظر چشم یار کی
ہیں چوٹیاں یہہ ملق لیل و نہار کی

پہولی نہیں سماتی ہیں مرغان بوستان
اوڑتی ہوئی خبر جو سنی ہی بہار کی

مضمون غم ہیں قابل رقت ہزار ہا
دیوان ہمارا جلد نوین ہی بخار کی

پروردگار کیوں مجہی ڈالا عذاب میں
جلاتی ہی زمین یہہ ہماری مزار کی

وہ زار ہون کہ میری لیی وقت قطع ارض
ہر نقش پا ی مور ہی خندق حصار کی

تیزاب سی زیادہ ہی عاشق کا خون گرم
کوڑی پگھل نجای تمہاری کٹار کی

چھپ کر کبھی گناہ نکرتی گناہ گار
ہوتی خبر جو انکو یمین و یسار کی

بازو کی وصف مین جو ہوئی غرق اپنی فکر
اس مرغ غوطہ خوار نی مچھلی شکار کی

دکھلائینگی بہشت نمازونکی رکعتین
معراج قید ہی انہین دو تین چار کی

ہین کبر حسن سی اونہین پست و بلند ایک
کیسا پیادہ وہ نہین سنتی سوار کی

پیدا ہوئی ہی داغ جنون مین نئی چمک
شاید قریب فصل پھر آئی بہار کی

دم بھر ہم اور قافلہ والونکو دیکھتی
ہوتی جو درمیان مین نہ ٹٹی غبار کی

جاتی ہین سوی ملک عدم جلد آئی
باقی نہین ہی تاب ہمین انتظار کی

جوہر تمہاری ابروونکی جانتی ہین ہم
یکتا یہہ پیچ ہین قسم ذوالفقار کی

دیکھا جو مینی تیرگی گور مین کفن
سمجھا کہ صبح ہی یہہ شب انتظار کی

آنسو پہ میری یار نی کی چشم التفات
رتی چمک گئی گہر آبدار کی

کشتہ کیا ہی لعل سی زیب نی اسیر
چادر بھی سوسنی ہو ہماری مزار کی

تسیری خط سی مٹ گئی لبہای یار کی
ان چیونٹیون نی سب یہہ شکر پیر مار کی

مجھ پر ظلم کو کیا ستائی گی تنگی مزار کی
رحمت وسیع ہی مری پروردگار کی

اغیار و یار سب کو جلاتی ہی آب حسن
ہی آگ کو تمیز نہ گل کی نہ خار کی

صحرا مین گرد باد جو دیکھا یقین ہوا
تربت ہی یہہ کسی نہ کسی تاجدار کی

اوکو جو لال زیب تا گوش آگیا
تقدیر لڑ گئی گہر آبدار کی

لکھتا ہون وصف زلف و دوات و قلم نہین
مار سیاہ وہ ہی یہ بانبی ہی مار کی

رحم خدا نہ دیکھہ سکا کفر کی بھی پیاس
رکھی سبیل آب دم ذوالفقار کی

کیا دوستی ہے چشم فیض جو خونخوار خلق ہو
کوڑی فقیر کو نہین ملتی کنار کے

پہنچی گا بعد مرگ کوئی کیا خدا تلک
مسجد مین جا کسی نی بنائی مزار کی

دی ہین آہ سرد ہنی گی نسیم صبح
کلیان کھلین گے دامن ابر بہار کی

ہوان باد جو اکشتی می جا بہی مجھی
کشتی عطا نہ کیجیے گوٹہ کی ہار کی

مضمون لبسان مردہ ہی وصف دہن تنگ
ایذا زمین شعر مین بہی ہی شمار کی

کیسی حریص رغبت ظاہر ہین نامور
فرمائشین ہین مہر مین نقش و نگار کی

کسواسطی یہہ جمع زر و سیم ای بخیل
اینٹین بنین گی کیا تری پختہ مزار کی

ساقی سرور نشۂ می بہی نصیب ہو
برسون اوٹھا چکا ہون اذیت خمار کی

بلبل کو گلفروش بہی صیاد بن گیا
پہولون کی ٹوکری ہوئی ٹٹی شکار کی

ساری زمین کشتون سی ای تیغ زن نہ بہر
دو گز جگہہ تو چہوڑ دی اپنی مزار کی

ایذا کا خوف دشمن کم زور سی نہین
پتہر کو کب جلاتی ہی گرمی شرار کی

دیکہا تجہی تو پیر خوشی سی جوان ہوے
چلنی لگی نسیم خزان مین بہار کی

۱

دنیا کی آفتون سی چہٹا جو گیا اسیر
سرحد ہے گور ملک عدم کی دیار کی

کرو نہ بات جو تم میری گہر ہو آئے ہوئے
کہ روز نون سی ہین کان تتنا لگائی ہوئے

کبہی تو خاطر غسال و گورکن ای مرگ
غریب دیدہ سی ہین آسرا لگائی ہوئے

طرف بتون کی بچہوڑی خدا پرستی مین
چلی حرم کو رہ بتکدہ دوبا ہی ہوئے

ضرور پنجۂ وحشت کرے گا پردہ فاش
کہ چاک جیب سے پہ آستین چڑھائی ہوئے

جدا ہین جسم سے اعضای جسم زیر زمین
خدا کی شان جو اپنی تھی وہ پرائی ہوئے

فسردہ یون مری داغ جگر مین پڑی ہین
چراغ جیسے دم صبح جھلملائی ہوئے

یہہ خوفناک ہوئی ہی ہماری قتل کی بعد
نیام مین ہی وہ شمشیر دم چرائی ہوئے

گلی یہہ کسکی ہی یارب کہ بیٹھی ہین سر راہ
ہزار دن تخت نشین بوریا بچھائی ہوئے

جواب خط کا بڑا اشتیاق ہی قاصد
گلی مین یار کی جانا قدم اوٹھائی ہوئے

کسی طرح نہ بچی گی تمہاری تیغ سی جان
ہماری قتل کا بیڑا ہی یہہ اوٹھائی ہوئے

بجا ہی خط جو تری پشت لب پہ ہو پیدا
شکر پہ کب سی یہہ طوطی ہین پر کھائی ہوئے

لکھا ہی نامۂ قسمت مین لفظ عیش جہان
وہین کی حرف کسی کی ہین کچھ مٹائی ہوئے

خدنگ بڑھ کی لئی کب نہ ہمنی سینی پر
کمان یار ہی تیوری عبث چڑھائی ہوئے

یہہ ڈر گئی کہ ہوئی وحشت سی ہوا کو سون
دو چار ہم سی جو وحشت مین جا پہ پائی ہوئے

چمن مین دیکھی سوسن پہ کیا بلا آئی
وہ پھر سیر چلی ہین مسی لگائی ہوئے

عبث وفا کی توقع ہی اہل دنیا سی
یہہ بیوفا ہین ہمیشہ کی آزمائی ہوئے

سیاہ دل کوئی سمجھی نہ بادہ خوارونکو
سحاب وار ہین باغ جنان پہ چھائی ہوئے

کبھی نہ دولت دیدار ہاتھ آئی اسیر
وہ خواب مین بھی جو آئی تو منہ چھپائی ہوئے

یارب لحد مین بھی مجھی شغل فغان رہی
عضو بدن تمام ہین نہ مین پہ زبان رہے

ہو قصۂ دل مین جا بھی یاد بتان رہے
آسیب کا گذر ہو جو خالی مکان رہے

محفل مین شمع بانکپن کی جب روان رہے
راحت رسان خلق رہی ہم جہان رہے

دل میں جو ہو خیال تو تیرا خیال ہو
لب پر اگر ہی تو تری داستان رہے

اعضا کا لاغری کی سبب سی نشان نہیں
تشویش روح کو ہی کہ جا کر کہان رہی

ہو او گر وہ کعبہ دکانیں شراب کی
لازم ہی میکشو کہ خدا درمیان رہی

کی عمر دشمنوں میں بسر ہم نی عمر بھر
کانٹو نہیں پہ پھول انتو نکی نذر زبان رہے

ہوئی سپید رنگیں رخصت ہوا شباب
باقی غبار جیسی پس کاروان رہی

کیوں توڑتا ہی شیشۂ ساعت کو اے فلک
ہم وحشیونکی خاک سی ہیں وان رہے

ہمسایہ ہو تو بیچ کی دیوار کیا ضرور
پردہ نہ میری آپ کی اب درمیان رہے

رو کی جگر پہ تیر کھاو ر کیا کریں
اسپر کبھی جو تمہاری کمان رہی

دونوں ہیں گھر ہماری حرم ہو کہ دیر ہو
برسون نہان ہی تو مہینون عیان رہی

قاتل ہماری خون کی پیاسی ہی یہہ کمال
کیونکر نہ منہ سی تیغ کی باہر زبان رہی

مجھہ سخت جان کی سینی کو تاکا ہی ہیطرح
اللہ ہی کہ نوک تری اے سنان رہے

سرسبز ایک ہی نہ رہ عشق میں ہوا
اس معرکہ میں کیسے بہت پہلوان رہے

کیونکر نہ دل کو ظلمت عصیان کری سیاہ
تاریک ہو مکان جو مکان میں دھوان رہے

غصہ کی وقت بھی نہ کسی کو کہی بڑا
لازم ہی اختیار بشر میں زبان رہی

بلبل سی ایسی ضد ہی کہ ہی باغبانکا قصد
باقی نہ ایک شاخ پہ آشیان رہی

شعلے جو میری آہ کی ولسی بلند ہوں
ڈر کر نہ کیون زمین سی وہ آسمان رہے

پروا ہی کسکو مدرسہ و خانقاہ کی
آباد میفروش کی یارب دکان رہے

سگ سی ہما نی سگ نی چھینی اسیر
جھگڑی میں بعد مرگ ہی نہ استخوان رہے

کہان راہِ خدا مین گرم رو ہر کہ پیمبر سی
پہر آئی لامکان جا کر گئی گرمی نہ بستر سے

مٹا ئیو خدائی دیہوت دست حیدر سی
جدا ہی کب خدا کا ہاتھ بازوی پیمبر سے

نہ کم شبیر سے شبیر نہ کم شبیر شبیر سے
کرین کیو سر کو دو ٹکڑی کیون جز پائی پیمبر

جنون کی جوش مین الفت ہی ایسی چشم دلبر سے
لڑین آنکہین اگر نکلا کوئی آہو برابر سی

بجا ہی دہشت جان جوش اشک دیدہ تر سے
ڈبو دیتا ہی وہ پانی گزر جاتا ہی جو سر سے

نظر آتی نہین آرام کی جا سارے دنیا مین
نکالو ان ہی جنون کیونکر قدم زنجیر کی گہر سے

وہ کشتہ ہون مرا ماتم کرینگی میری دشمن بہی
لہو روئینگی ہر سو ن تیغ و خنجر چشم جوہر سے

ہوئی تکرار لیجانی مین کیا کیا جب لکہا نامہ
صبا سی نامہ بر بگڑا لڑا ہدہد کبوتر سے

پرستش مین تامل ہی بہر ہونا حق شناسونکو
تراشا ہی تمہاری شکل کا کوئی جو آذر سے

بہت کوشش ہی کیون حاصل وہ سنگ آسیا کہیو
کوئی بی سعی پاتا ہی تو کوئی رزق چکر سے

ضعیفونکو توقع فیض کی کیا اہل دولت سی
کبہی تشنہ کو تر ہوتی نہ دیکہا آب گوہر سے

جو بدلی وضع اہل خاندانسی ہم جہان پر گئی
خطر تیہر سی رکہتا ہی نکل کر شیشہ تیہر سے

مری لب سوز دلسی میری تر ہوتی نہین ہرگز
توی کی بوند ٹپکا کر بادہ اوڑ جاتا ہی ساغر سے

رہا جاتا ہو غمگین مجہ جرم حساب حشر آخر
الہی کیا مری فرد عمل خارج ہی دفتر سے

بغیر اوس سرو قد کی باغ مین میری نگلنی کو
زمین پر سایہ اوترا اژدہا بنکر صنوبر سے

غضب کا ک تجانہ نی تاثیر دکہلائی
مریضونکو ہوئی صحت پہرے اللہ کی گہر سے

عداوت ہے کسی سے کوئی دنیا مین نہین کہتا
سماعت کیا سمجہ کر بطن سے نکلتی تہی پیمبر سے

مخالف نجدی بنگلی مین ہیا [illegible]
[illegible] مژگان جوہر سے

[illegible]
[illegible] سے

نہ بدلی امر تقدیر ہی ہزاروں نے ہر یاد رہو ہاں
قضا ہی صاحب لشکر کو بھی رکھتی ہے لشکر سے

اسیر اظہار معجزات علی سے ہو گیا ہم پر
جدا ہے کب خدا کا ہاتھ بازوئے پیمبر سے

کمی کس شی کی ہے فضل خدائے بندہ پرور سے
تلاش دانہ کی خرمن ملا مجھکو مقدر سے

بہار زندگی میں فرصت نہیں ملتی ہے حلقہ سے
خوشا مردے کہ نکلے گا قیامت کو قدم گھر سے

چمن کی سیر کو وہ سرو گل اندام اگر آئے
جدا ہو گل سے بلبل فاختہ بگڑے صنوبر سے

وہ مجلس [illegible] بہشت سے ہم [illegible]
نہ خم سے کام ہے ہمکو نہ شیشے سے نہ ساغر سے

خدا کو [illegible] منظور بندہ [illegible]
نکاری جائیں گی سب روز محشر نامہ اور سے

[illegible] گا بیان کیا کیا
سہری مٹی تھی شعلہ بر باران کی طرح بر سے

[illegible] بار [illegible] آئے
کوئی پوچھے تو دوری بام جاناں کی کبوتر سے

دل [illegible] گاہ کرتا تھا
بجائے خامہ لکھا خط اوسی طائر کے پر سے

[illegible] خوف آفت کیا
نہیں ڈر کو وکان اشک کو مژگان کی لشکر سے

[illegible] صحرا میں
جیا مروان وحشت کو نہیں کچھ کام بستر سے

[illegible] خاک [illegible] خواہاں
فرشتے عرش پر لائیں گھڑی بھر بھر کے کوثر سے

جواب خط کی بدلی تیر مارا کیا ستمگر نے
شکستہ ہے لہو [illegible] پر و بال کبوتر سے

جو قصہ لیلی و مجنوں کا کہتا ہوں کہیں [illegible]
پرانی داستان کہتی ہے کیا ہر دم نئی سر سے

زیادہ کوہکن سے عشق میں رتبہ ملا مجھکو
سر شوریدہ توڑا اوسکی دروازے کے پتھر سے

[illegible]
[illegible] گو گر دا [illegible] سے

اگر [illegible]
[illegible] ساقی [illegible] شکر سے

اسیر ان گل رخونکی وصف سی مضمون ہو تازہ
ملی زینت عروس طبع کو ہو ونکی زیور سی

بجای ہجو اب اید ہی وصف یا وہ کرتا ہے | خدا دیوے اوسکو عمر خضر پانی کچھ تو مرتا ہی
جو مشکل ہی وہ حل ہی کون آب تیغ سے ڈرتا ہے | عریضہ آٹھوین دن چشم مولی سی گذرتا ہے
عزیزا ایسا ہون مین حسنی کہ گرد راہ کی صورت | لئی جاتا ہی مجکو ساتھ جو رہرو گذرتا ہی
نہین آگاہ تم جوش سرشک چشم عاشق سے | اسی رہ جاتا ہی جو چڑہی ندی اترتا ہی
بنائی بالش پر کس طرح صیاد حیران سے ہے | وہ اوڑ جاتا ہی گلشن کو جو میرا پر کترتا ہے
شہادت دیگا میری خونکی کیا کوئی محشر مین | کہ ہر زخم بدن دم خنجر قاتل کا بھرتا ہی
بلندی مجکو اون پستی قسمت کہائی گی | لگاتا ہی جو غوطہ آب مین گہرا ابھرتا ہی
الٰہی کیا ہی روز ہجر جو ہی ایک صورت پر | کبھی تہر ہی کٹتا ہی کبھی یہ ہی مرتا ہے
فقیرونکو فقیری شاہ کو شاہی مبارک ہو | کہ عین مصلحت ہی کام جو اللہ کرتا ہے
رقیب اوس بزم تک پہنچا ہی یارب دیکھئی کیا ہو | خدا سی جو نہین ڈرتا زمانہ اوس سے ڈرتا ہی
وصال یار کو مدت کبھی چھتی نہین دیکھی | زمانہ سو برس کا ہو تو اک دم مین گذرتا ہے
وہ عالی قدر ہون پستی کی صورت سی نہین واقف | مصور لاکھ چاہا ہی کب مرا نقشہ اوترتا ہے
کسو سائل نہ گھبرائین جو منعم بخل کرتی ہین | کوئی کیا دیگا دینی سی خدا کی پیٹ بھرتا ہے
تن صد چاک مین پائی قیام روح مشکل ہی | شکستہ دام ہو جاوے تو کب طائر ٹھہرتا ہے
سیاہی کی سوا ہی اور کیا ایام ہجران مین | جو دن آتا ہی راتونسی سوا اندھیر کرتا ہے
فراق یار مین مجکو تو مرنا زندگانی ہے | اسیر وہ کون ہی یارب کہ جو جینی پہ مرتا ہی
نہین عمل وہ چھپا جس جا تیا زبان [illegible] سے | جو دل صد چاک ہوتا ہی وہ دامن [illegible]

عجب تاثیر الفت سے جنون ہوتا ہے وحشی کو
وہ لیلی وش اگر کاغذ کا بھی مجنون کرتا ہے

اسیر امید وصلت چاہیے ہر چند فرقت ہو
خدا قرآن میں لا تقنطوا ارشاد کرتا ہے

بدن سے دلپہ داغ عشق کھایا چاہیے پہلے
چراغ اللہ کی گھر میں جلایا چاہیے پہلے

اگر منظور ہے اے دل قیام اوس آستانے پر
گرد ہی دیوار کی صورت اٹھایا چاہیے پہلے

جگہہ ممکن نہیں پی صرف زر دل میں حسینونکے
جو گھر لینا ہے رہنے کو کرایا چاہیے پہلے

نہیں آسان اٹھانا بار عشق اوس قوس ابرو کا
کماں وہ کھینچ کر زور آزمایا چاہیے پہلے

دل پہ داغ دیکھے گا تو کیونکر تاب لائے گا
چمن لالے کا اوس گل کو دکھایا چاہیے پہلے

زمانہ مرچکا اب قتل اگر منظور ہے تمکو
تو تم کعبہ کی مردونکو جلایا چاہیے پہلے

اگر منظور قاصد طائر جانکو بنانا ہے
ہوا پر اس کبوتر کو لگایا چاہیے پہلے

خیال انجام کا آغاز میں انسانکو لازم ہے
مکان سے مقبرہ اپنا بنایا چاہیے پہلے

صنم اس شکل سے کی حسن صورت میں جو اپنا ہیں
کسی سے بھی کسی نہیں خدا پایا چاہیے پہلے

جو اوس لیلی کا منظور نظر ہو خواب میں آنا
تو چل کر گرد تربت مجنون کا جگایا چاہیے پہلے

دم فکر سخن تجویز میں دل وصف ابرو ہو
بنانا ہو جو گھر مسجد بنایا چاہیے پہلے

مسافر ملک ہستی کا ہوں لیکن رہوں اتنا
عدم کو مجھ سے پہنچی میرا سایا چاہیے پہلے

جبھی تا زنگ اوس دل پر سنگ رہا زلکا جاکے کوچے
نئی انداز کی چھچھ بچھایا چاہیے پہلے

جسے دنیا ہے شنا سے شکل یوسف چرخ کہتا ہے
مناسب ہے کنوئیں اسکو جھکایا چاہیے پہلے

حروف مفردہ تعلیم کبھی کو دکہ دل کو
رہ توحید حق اسکو بتایا چاہیے پہلے

اسیر آسان نہیں ہے لالہ و گل کی پرستاری

صبا سے بحر گویہ شیشہ میں چلا یا چاہتی ہے

آلودگی سے کیا تری گریبان کو باک ہے
جب غسل ہو چکا بدن مردہ پاک ہے

ہر ایک چیز کی طرف اصل ہے رجوع
پیدا ہوا جو خاک سے آخر وہ خاک ہے

چکر میں کس لیے اسے رکھتا ہے آسمان
نکلی ہے تخم محبت ہمارا نہ چاک ہے

مرنے کے بعد بھی ہے وہی شوق سرکشی
صحن چمن میں قبر مری زیر تاک ہے

کیونکر نہ ساری اہل سخن ڈال دیں سپر
شہرہ مری کلام کا رستم کی دھاک ہے

خاصان حق کو تہمت دشمن سے کیا خطر
دامن خطا سے حضرت یوسف کا پاک ہے

ساری جہاں سے مری جُدا ہے جدا
[illegible] رو رہے ہیں سب غم سے تپاک سے

کیونکر جنون میں شاہ مقدس ہیں بیگمان
دامن کہیں پھٹا ہے کہیں جیب چاک ہے

کس قاتل زمانہ کا مقتل بنا ہے گذر
ہر سو بلند نعرۂ روحی فداک ہے

ممکن نہیں کہ خط نہ پہنچ جائے یار تک
قاصد اگر نہیں ہے تو موجود ڈاک ہے

کیونکر نہ ہم جلا کے جگر دل کو دیں ضیا
داخل ہمیں میں نور و نار کو بالاشتراک ہے

کیا ذائقہ وحشت جو فراہم کئے ہیں گنج
اک دن بخیل صورت قارون ہلاک ہے

دیکھو سیہ ہے سایہ تو روزن ہے چشم غول
کتنا فراق یار میں گھر ہولناک ہے

سبزہ اگا ہے باغ میں انگور کے تلے
نکلی ہے دخت رز کہ بڑی ہمکو تاک ہے

دیوانہ ہے تری نرخ نازک کا سب چمن
حبس گل کا دیکھتا ہوں گریباں چاک ہے

بیشک سپہر یا مجھے اسی کوئی کا سر گر
حلقہ میں چرخ کا جو شب روز چاک ہے

زخمی ہے کیا انار بھی پستان یار کا
دل خون ہو رہا ہے بدن چاک چاک ہے

کیونکر کہیں کہ ہم نہیں کرتے کبھی خطا
معصوم ہے جو مجرم معاصی سے پاک ہے

زاہدی کیا ہی حضرت آدم کی نسل ہین　　ارث پہ رمین رند کا بہی اشتراک ہی

گلدام لیلی آئی نہ کیون بانگین اسیر
صیاد کو اسیری بلبل کی تاک ہے

ہماری دل کی عیان تجہپر آرزو ہو جائی　　خدا کری کہین عاشق کسی کا تو ہو جائے

چمین سی مرکی نہ نکلی کسی طرح بلبل　　بدن سی جان جو نکلی تو گلمین بو ہو جائے

روش ہی مجہ مین بہی سیلاب کی گریان ہون　　چلون جو دشت مین ہر جادہ آبجو ہو جائے

ادب سے طور پہ جاتا نہین یہ ڈر ہی مجہے　　کہین نہ حضرت موسی سی گفتگو ہو جائے

رہی نہ پہول نہ پتا دہ آہ کر بلبل　　تمام صحن گلستان مقام ہو ہو جائے

ذرا جو مجہ سی بدل جای یار کی چتون　　جہری جگر پہ چلی خون آرزو ہو جائے

کرون جو ترک تعلق نماز شکر پڑہون　　طمع سی ہاتہ جو دہوون ہی وضو ہو جائے

ہوای زلف بہری ہی دماغمین ایسی　　سنگہا جو غش مین جو مٹی تو مشکبو ہو جائے

گہٹے جو ایک تو پیدا ہو دوسرا مجہی غم　　جگر ہو چاک گریبان اگر رفو ہو جائے

یہی ہی گو یہی میدان کہ ہم ہین در رقیب　　کرو اشارہ جو ہونا ہو روبرو ہو جائے

نہو گی مجہسے کبہی دس کمر کی الفت ترک　　بلا سی جسم اگر زار مثل مو ہو جائے

ڈرین گی کیا ستم محتسب سے ہم میکش　　کئی ہون جام جو ٹکری تو ہی سبو ہو جائے

وہ مست ہین ہمین تب عجب سرور بعد فنا　　ہماری خاک جو صرف خم و سبو ہو جائے

جو کاروان مین عجب یوسف شوخ پردہ نشین　　غبار رہ سی جو بس سرمہ در گلو ہو جائے

اسیر مطلب صدف مین یہ کہہ رہا ہی گہر
کہ ہو جو گوشہ نشین اوسکی آبرو ہو جائے

قاتل کو شام سی ہی خوشی صبح عید کے
منہ سی لگائی جاتی ہی خون شہید کے

بند نقاب یار کو ناخن سی کھولئے
حاجت ہی ایسی قفل کو ایسی کلید کے

ہون اشکبار کیا مری حال تباہ پر
ہٹی کڑی ہی بزم بتان مین یزید کے

جا ہی جو درد دل کی کمی ہجر یار مین
آواز دی سروش نی ہل من مزید کے

ساقی شراب سی مجھے آتی ہی بوی خون
شیشہ شراب کا ہی کہ گردن شہید کے

یارب عیان ہو جلد شب ہجر کی سحر
تخفیف چاہتا ہون عذاب شدید کے

حاجی طواف کعبہ کری خواہ طوف دل
منزل ہی ایک راہ قریب و بعید کے

شکل عروض بیت معقد ہی وہ کمر
تا فہم کو تلاش ہی اس ناپدید کے

رسوا ہو تم ہم اپنا گلا کاٹ کر مرین
نیت مین ہی یہہ مفسدہ ہو کس یزید کے

پروانہ جل کی شمع پہ برباد ہو گیا
مٹی خراب شہر مین ہی زن مرید کے

آنکھون پہ پردی پڑ گئی حیرت سی زیر تیغ
حسرت ہی رنگینی رخ قاتل کی دید کے

کیا دلکو یاد چشم سیہ مین بلا کا خوف
انگشتری ہی پاس نگین حدید کے

بوسہ لیا جو رخ کا تو چین جبین ہو
تعظیم تہی ضرور کلام مجید کے

برسون گلی مین یار کی قاصد پڑا رہا
نکلا جو خط تو خط کی عنایت رسید کے

ای ترک بیگناہ ہمارا گلا نہ کاٹ
تفسیر دیکھہ آیہ حبل الورید کے

جو چاہی لی وہ آکی تبرک فقیر کا
خالی نہین ہی توشہ سی جھولی فرید کے

میخانی مین جو قلقل مینا کی ہی صدا
گویا یہہ عیدگاہ مین غلغل ہی عید کے

جاتی ہون جسکی پاؤن نہین سمجھی وہ قید یار
بی قفل احتیاج ہی کسکو کلید کے

کافی ہی تن پہ گرد نہین حاجت لباس
سوہان سنج شاخ ہی قطع و برید کے

ای بہ ہمین ہتو نسبی کرون کیا ہین اختلاط	انکو کہان مجال ہی گفت و شنید سے کے
کیا خوف اپنی دل کو گناہ بزرگ سی	رحمت بزرگ تر ہی خدا کی مجید کے

یہہ محو جانشینی حیدر رہی ای اسیر
پہنچی عذیر خم مین تو احمد نی عید کے

دولت دنیا کی کیا پروا مجہے	حق نی بخشا گنج استغنا مجہے
داغ الفت ہی ید بیضا مجہے	ہاتہہ آیا منصب موسی سے مجہے
تم کرو مجہپر جفائین مین وفا	وہ تمہین زیبا ہی یہہ زیبا سے مجہے
ملک ہا ہی تو مین بیٹہا ہون خموش	تجکو ای ناصح ہی یا سودا مجہے
ہون مین دریائی حبا نہین شکل موج	بیر بتیابی کیا پیدا سے مجہے
کرتی ہین پامال کیا کیا راہ رو	بہاتی ہین جادۂ صحرا مجہے
ہی یقین وہ ہو جائین جتنی ہین گناہ	دل ملا ہی صورت دریا سے مجہے
دو نو گیسو جب ہوا سی ہل گئی	لام مد غم کا ہوا دہوکا سے مجہے
تخت و تاج و مال و دولت کیا کرون	یا الہی صبر دی تہوڑا سے مجہے
کب شب غم مین ہی امید سحر	کیا ہوا ای ناصح غم فردا سے مجہے
اقربا ہین ساتہہ تربت مین دیست	چل دیی سب چہوڑ کر تنہا سے مجہے
ساہ عصیان ہین جو رکتا ہون قدم	آنکہین وہ کہاتی ہین نقش پا سے مجہے
قامت بالا کا عاشق جان کر	روز تبلاتی ہین وہ بالا سے مجہے
شب جو اوتہی اوسنی چہوسی نقاب	صبح صادق کا ہوا دہوکا سے مجہے
شوق ادا لیجاتی گا سوی جہب	لب پہ دنیا کی کیا پروا سے مجہے

ماہ رخساروں کا عاشق جان کر — داغ دیتا ہی فلک کیا کیا مجھے

گر پڑا چاہ زنخدان مین اسیر
شوق نی ایسا کیا اندھا مجھے

زمین شعر کا رتبہ بلند ہی ہم سی — شرف ہی خاک کو جیسے وجود آدم سے
فنا کی بعد بھی فرصت نہین ہمین غم سے — ہوئی ہی زینت تابوت نخل ماتم سے
کبھی نہ شہر خموشان تھا اسقدر آباد — یہ شہر شہر ہوا تیری تیغ کی دم سے
ڈری جو شانی زنداسیاب ہو خسرو — سوا ہی تیشہ فرہاد گرز رستم سے
تمہارا نام لیا ہو گیا جہان تسخیر — تقیر بھی ہی سلیمان اس اسم اعظم سے
جو وقت صبح وہ مسند سو کی باغ مین آئی — سبد ہا یہہ رنگ گری پھول چشم شبنم سے
دیا نہ پیر مغان نی بھی ایک قطرہ می — امید بخل نہ تھی ہمکو ایسی حاتم سے
تری مطیع ہین تیر رضا کی طالب ہین — بہشت سی نہ ہمین کام ہی جہنم سے
کہان ہی صفحۂ عالم مین بی نشان مجھسا — کندہ ہی جو نام تو مٹ جای نقش خاتم سے
نہ کوئی بات ہو جس مین کہ آدمیت کی — مری حساب نہین ہی وہ نسل آدم سے
سوای دیر و حرم ہی مری عبادتگاہ — جدا طریق ہی میرا تمام عالم سے
کرون مین سیر جہان سر جھکا کی زانو پر — کہ کم نہین ہی یہہ کاسہ بھی ساغر جم سے
تنہا بشر ہی کہ تھی دشمن بشر موجود — ہوئی ہی خلقت ابلیس قبل آدم سے
ہوئی ہین عشق خط سبز یار مین رنگین — بھرینگی زخم ہمارے تو سبز مرہم سے
یہہ دل کی تہہ مین ہی خواہش کہ چھپکی بیٹھ رہین — جدا اگر کوئی گوشہ ملی دو عالم سے
گلی مین اپنی جو تسبیح تھنی بیٹھا ہی — عجب رہا ہین عجب شمس کیطرح تمسے

گئی جو لوگ گلستان سی بزم جانان مین
وہ باغ خلد مین داخل ہوئی جہنم سے

اگر سپہر دنی ہو نہ فیض کا مانع
تو اشرفی کی اوگئین پیر خاک حاتم سے

فراق یار مین شادی کی انجمن کیسی
بہشت ہو تو مجہی کم نہین جہنم سے

اسیر مرد سے ہی نام مرد کا ہستہ
کہین یا وہ ہی رستم کی یا کہ رستم سی

غم کا غم بسکہ ہم نہین رکہتے
کہتی ہین سب یہ غم نہین رکہتے

رہنی والے تمہاری کوچی کے
قصد دیر و حرم نہین رکہتے

کس توقع پہ زیر خاک گئین
وہ زمین پر قدم نہین رکہتے

تیری سی شکل تیری سی صورت
بت خدا کی قسم نہین رکہتے

اہل ہستی ہین کسقدر غافل
کچہ خیال عدم نہین رکہتے

درد و اندوہ و یاس سب کچہ ہی
صبر البتہ ہم نہین رکہتے

زندہ باتون مین کرتی ہین یہ حسین
نطق عیسی سے کم نہین رکہتے

واہ کیا لعل بی بہا ہین وہ لب
جوہری [illegible] نہین رکہتے

کسکی بندی ہین برہمن یا رب
کہ خدا ہی صنم نہین رکہتے

ہی وہ خورشید رو تو بی پردہ
تاب نظارہ ہم نہین رکہتے

کیا کہلی قفل دل بخیلون کا
کہ کلید کرم نہین رکہتے

کیا چلین ہم کہ ناتوان ہین
زاد راہ عدم نہین رکہتے

نقد سی خالی ہی دست اہل کرم
صاحب زر کرم نہین رکہتے

کہتی ہین عابدی یار ہی مقصود
تم جو رکہتی ہو ہم نہین رکہتے

دل ہی جبتک کہ داغ سی خالی
کیسہ بہی پر درم نہین رکھتے

کیا لکہی شرح فراق کا حال
آہ نہین ہم قلم نہین رکھتے

اوسکی کوچی کی ہین ہمہ خاک نشین
شوق باغ ارم نہین رکھتے

حال ساری جہان کا کیا معلوم
پاس ہم جام جم نہین رکھتے

غم بیان کا دہان ہی عیش اسیر
غم کرین وہ جو غم نہین رکھتے

نکالا گلشن سی لیکا مردہ بلبل باغبان کوئی
کہ پہر آکر نہ اس گلشن مین باندہی آشیان کوئی

اوترا ہی سایہ دیوار یار آہستہ آہستہ
تری صدمی سی پس جائی دب کر ناتوان کوئی

سرہانی میری مردی کی ٹہر جا ای ہما توبہی
کہان تک کہائین گی سگ پہ رہیگا استخوان کوئی

رکا صید اجل سی ناوک انداز قضا کسدن
فراغت پیر سی پائی تو ہم تا کا نوجوان کوئی

عبث گلگشت کا ہی فصل گل مین باغبان مانع
نہ آئیگا چمن مین آپ ہنگام خزان کوئی

ہزارون پانون ہین لیکے فقط دو پانون انسان کے
خداوندا اجل سی بہاگ کر جائی کہان کوئی

گرایا چاہ غم مین مثل یوسف مجکو اخوان نی
الٰہی جلد آنکلی ادہر ہی کاروان کوئی

جگر اغیار کا ای ترک دیکہا ہم نہ کہتی تہی
ٹہرا مرد میدان انہین وقت امتحان کو کوئی

کرامت عشق کی سمجہو فقط قصہ زلیخا کا
جہان مین پیر ہو کر پہر نہین ہوتا جوان کوئی

ملا ہی اگر تو خاک مین مجکو ملا لیکن
دکہا دی پہلی جیسا دوسرا ہی آسمان کوئی

طلسم ایسی سمان شاید ہی نعمت خوان دنیا کے
نہین جاتا ہی ہرگز سیر اس سی میہمان کوئی

بنا قبر اپنی جیتی جی جو طول زندگی چاہی
نہین تعویذ بہتر اس سی بہر حفظ جان کوئی

خودی جبتک کچہ تہی ہم وہی ترک کی تہی
نہین ہی اب ہماری آنکہہ پر پردہ دہیان کوئی

تن پامال گرگ کی کچھ رزق ہو زاغ و زغن کی
الٰہی مر کی عضو تن نہ جائی رائگان کوئی

ملا اٹھتی ہی ہین ساکن کب اقلیم خموشان کی
ہزارون آئے جہان مین نہ ہی اٹھکر روان کوئی

نہ کر ہرگز قیام اسیر اس مین کہ آفت گاہ ہی دنیا
رہے سیلاب مین غافل بناتا ہی مکان کوئی

اسیر اسواسطی دیوان میں اپنا چھوڑی جاتا ہون
کہ شاید ہو کبھی پیدا جہان مین قدردان کوئی

سنواتی ہون مین وہ شمع صفت سوز نہان سے
آواز دھوان بنکی نکلتی ہی زبان سے

اللہ ری غفلت خبر اتنی نہین ہمکو
جائین گی کہان اور ہم آئی ہین کہان سے

ہی صبح شب وصل کہین چپ ہو موذن
جلتا ہے جگر شعلہ آواز اذان سے

رکھتا نہین مین فہم سخن طفل کی صورت
سنتا ہون جو کانون سے وہ کہتا ہون زبان سے

بت ہو چکی مین کعبہ مقصود کو پہونچا
منزل کا نشان مجھکو ملا سنگ نشان سے

پیری مین ہوا آئے مری دل کا وہی نقشہ
ہو جاتا ہی پتون کا جو احوال خزان سے

ہی دل کو یقین ہجو نکرتا کبھی واعظ
ہوتی جو ملاقات اوسی پیر مغان سے

ہرگز کسی مرہم سے یہ اچھا نہین ہوتا
منکر ہی کوئی زخم کہان زخم زبان سے

عاشق کا ہی دل جلوہ معشوق سے آگاہ
پوچھے اثر نور قمر کوئی کتان سے

نامہ جو مین اوس ترک کماندار کو لکھون
زاغ آتی پئی نامہ بری لی وڑکی کمان سے

ہے دختر رز حور قدح چشمہ کوثر
کچھ کم نہین میخانہ بھی باغ جنان سے

جو قطرہ ہی یاد در دندان مین ہی گوہر
کم اشک ہین اپنی نہین گنج روان سے

دل اپنا جوان طبع جوان بخت جوان ہے
کیا ربط ہو پیر فلک و زال جہان سے

آزاد ہین اس باغ مین ہم سرو کی صورت
مطلب نہ بہاران سے ہے ہمکو نہ خزان سے

محبوس بلا ہین جو زمانی کی ہین لیکن / آزاد کسی وقت نہین قید مکان سے

شیخ و حرم و برہمن دیر سے کیا کام / میکش ہین ارادت ہی ہمین پیر مغان سے

لاتی نہ کبھی دام مین دنیا مری دل کو / روباہ کا حیلہ نچلا شیر ژیان سے

بی آبی صحرای محبت کا ہی کیا خوف / ہی نہر روان ساتہ مری اشک روان سے

کچھ بار محبت کو دل زار نہ سمجھا / اس کاہ کا پہلو نہ دبا کوہ گران سے

پروا نہین کچھ غم سی جو سوراخ ہین دلمین / عالم تو ہی چھلنی کیطرح میری فغان سے

دلتند جزادی سے تجھے ای قاتل عالم / کیا مجھکو سبکدوش کیا بار گران سے

ٹکڑی مین ہو جیسے کوئی بد رنگ کبوتر / زاہد سے ہے جدا مجمع رندان جہان سے

فرمان سلاطین ہی اسیر اپنا سخن بھی / مشہور ہوا خلق مین نکلا جو زبان سے

کیا چھاون تری قد کی کبھی دوپہر چڑھی ہے / شہرت جو قیامت کی زمانی مین پڑی ہے

پہلو مین وہ عیسی ہی اجل سر پہ کھڑی تھی / کیا جان دم نزع کشاکش مین پڑی ہے

کسطرح کٹی دیکھئی منزل یہ کڑی ہی / ہم سست قدم دن کوئی دو چار گھڑی ہے

ابھی صبح شب وصل وہ گھبراتی ہین اتنی / آفت کا زمانہ ہی قیامت کی گھڑی ہے

کم نالہ سے کنٹھے مین دل عاشق کو نہ سمجھو / چھوٹا سا ہی قد رعد کا آواز بڑی ہے

بیوجہ یہ پیری مین نہین سستی اعضا / رہرو کو تھکا دیتی ہی منزل جو کڑی ہے

عریانی بدنی فاقہ کشی خانہ بدوشی / دنیا کی خرابی مری حصہ مین پڑی ہے

باقی نہین کس روز سزا عاشق مرنیکا / شب دیکھئے سولی در قاتل پہ گڑی ہے

کس پھول سی عارض کا ہی نقش نظر مین تصویر / بلبل مری منقار کی اک ٹیک کھڑی ہے

ڈرتا ہون دم ذبح کہین ہاتھ نہ مڑ جائے
جلاد کو میری مجھی خنجر کی پڑی ہے

ہشیار ہو مغرور جہان ہی تہ و بالا
بیٹھی گی بھلا کہو نکی عمارت جو کھڑی ہے

واعظ خبر حشر غلط کچھ نہین کہتا
آواز تو کچھ اپنی ہی کانون مین پڑی ہے

ای آہ اسی چھوڑ کی جاتی ہی وہان کیا
کیا عرش کی وسعت سے دلی ہی بڑی ہے

اوس بت کی نظارے کی لیے جاتی ہین قافلے
مسجد کی بنا پاس شوالی کی پڑی ہے

ساقی کی عطا مین کوئی کیا شاخ نکالے
کاڑھی ہی یہ چپنی بھنگ کے سینگ اوسمین گڑی ہے

پہنا جو کفن ہم نے صدا غیب سی آئی
خلعت ہو مبارک کہ یہ شادی کی گھڑی ہے

حورین کہو جنت سی چلین قاف سی پریان
وسعت مری آغوش تمنا مین بڑی ہے

ہم کیا کہ ہی زہرہ ملک الموت کا پانی
قاتل تری تلوار کی کیا آنچ کڑی ہے

کچھ حال شب وصل و شب ہجر نہ پوچھو
جتنی کہ یہ چھوٹی ہی وہ اتنی ہی بڑی ہے

بسمل کی تڑپ سی ہی جہان برہم و درہم
ہر چند کہ اوچھی ہی وہ تیغ پڑی ہے

امید تھی جنسے ہین وہی جان کی خواہان
لینی کی جہان فکر تھی دینی کی پڑی ہے

خلوت مین وہ آتی ہوئی ڈرتی ہین مرے پاس
کھٹکا ہی صدا دی نہ کمر مین جو کھڑی ہے

جس وقت گجر صبح شب وصل بجا ہے
چھوٹا وسکی یہان اپنی کلیجی پہ پڑی ہے

پیری مین بھی ہو کہین جوانی کی رہا دل
تھی صبح مین سمجھا کہ ابھی رات بڑی ہے

آنکھون مین یہ کس پردہ نشین کا ہی تصور
چلمن جو در چشم پہ مژگان کی پڑی ہے

رکتی ہی نہین اشک مری دیدۂ تر سے
ساون کی الٹی کہ یہ بھادون کی جھڑی ہے

زہاد کا مشکل ہے چھٹکا حشر مین قصہ
پیاسے ہی جو بڑی لوگ ہین مٹتا و نکی بڑی ہے

پیری کی مگر فوج اسیر آتی ہی نزدیک

دل مردہ ہی بہا گر صعف وندان مین پڑی سے ہے

تہ زمین کہ سر قصر آسمان نہ اوٹھے
ہماری آہ کی آندہی کہان کہان تک اوٹھے

ہمین پر آب کی شمشیر امتحان تک اوٹھے
یہ موج صورت طوفان کہان کہان تک اوٹھے

چلی جو ڈہونڈنی ہم اپنی ساتہیو کا پتا
جرس خموش ہوا گرد کاروان نہ اوٹھے

مین وہ ہدف ہون کہ آگی مری خجالت سے
سہر خدنگ جہکا گردن کمان نہ اوٹھے

چلی ہزار ہوا لاکہہ آندہیان آئین
تیری گلی سی مری خاک ناتوان نہ اوٹھے

تہ مزار گذرتی ہی ہمیہ کیا دیکہین
کبہی مصیبت تنہائی مکان نہ اوٹھے

کیا وفور نقاہت نی بسکہ مشل ہلال
تن ضعیف پر انگلی کہان کہان نہ اوٹھے

یہ اہل حشر ہوتی تیری محو نظارہ
نظر کسی کی سوئی گلشن جنان نہ اوٹھے

نگاہ کی مجکو شکاری وہ ترک کہتا ہے
حلال کی تہی یہ کوڑ سے کہ رایگان تک اوٹھے

گیی بہار جو گلشن سی مرگئی بلبل
اذیت خبر آمد خزان نہ اوٹھے

ہزار شکر کہ آکر ہوسکے وہ ہمخانہ
اوٹہی کا لطف جو دیوار درمیان تک اوٹھے

خجل ہوی تری آگی یہ ای بت خوش چشم
کہ چشم نرگس شہلا ی بوستان تک اوٹھے

حرم تو ہی جو نہین جنس دل کی پرین قید
وہان تو قیمت اوٹھی کی اگر یہان نہ اوٹھے

قدم کسی کا سہر تا نہ سرفروشون مین
بہلا ہوا کہ تری تیغ امتحان نہ اوٹھے

زبان پہ وصف لب اوسکا نہ جبتلک آیا
اسیر لذت شیرینی بیان نہ اوٹھے

کچہ تو الفت کی تری کوچی سی ہوتا تی ہے
گرد اوٹہہ کر مری مسکن سی لپٹ جاتی ہے

گو ہوا دی ہی ابتک یہ صدا آتی ہے
کچہ بناتی نہین قسمت جو بگڑ جاتی ہے

ٹوٹ جاتی لب دریا نہ کہین آوئے مری | موجین اٹھتی ہین طبیعت مری لہراتی ہے
نزع کی وقت عزیزون سی وصیت یہی | ہو چکی ختم کہانی ہمین نیند آتی ہے
شدت گریہ مین اوٹھتا ہے اگر درد جگر | بارش ابر سی بجلی سی چمک جاتی ہے
زندگی اپنی ہی تبدیل شباہت کی سبب | موت جب آتی ہی منہ دیکھ کے رہ جاتی ہے
جل چکا طور ہوئی حضرت موسی بیہوش | جلوہ اب برق تجلی کسی دکھلاتی ہے
ہمکو بھی ہوتی ہی امید زوال تپ غم | دھوپ دیوار سی جب پیڑ کی اوتر جاتی ہے
یا خدا قبر مین جنت سی کسی حور کو بھیج | گھر اکیلا ہی طبیعت مری گھبراتی ہے
باغ عالم مین بھی کج روشی سی کیا کام | راستی سرو کی صورت ہنر ذاتی ہے
ای مصور ہی نقاب اوس رخ روشن پہ ضرور | دیکھنی والون ہی تصویر بھی شرماتی ہے
گردش چرخ سی پیدا ہین حوادث کیا کیا | منہ ہمیشہ یہ کمان تیرون کا برساتی ہے
طفل کو جیسی نہ ہی پیر کو دنیا مین سکون | طاقت نشو و نما سی حرص اسی دوڑاتی ہے
کون سمجھی خم افلاک کی حکمت ساقی | ہم تو کیا عقل فلاطون کی بھی چکراتی ہے
ہمصفیرو نفسی قفس مین مرا ایسا نہ چھپا | کیا خبر کی ہین پر و بال جو اوڑ جاتی ہے

زہد ظاہر پہ کبھی دھیان نہ کرنا کہ اسیر
رند مشرب ہی شرابی ہی خراباتی ہے

غضب ہوا کہ اجل وصل یار مین آئی | ہوا خزان کی کہان سی بہار مین آئی
یہ تیر آہ نی تختون کو کر دیا غربال | کہ دھوپ چمن کی ہماری مزار مین آئی
جگا دیا ہمین دل نی تڑپ کی پہلو مین | ذرا جو نیند شب انتظار مین آئی
تمہاری نام سی خطبی کا بڑہ گیا رتبہ | تمہاری ہی تو کرشمے سی رن خمار مین آئی

زمانہ بھی گیا شوق کا مزاج بھی گیا
زمانہ ہو وہ جس میں ہی ایسی بدل جاتے

دکھاتا اتنی تو تاثیر گریۂ یعقوب
دیارِ مصر [illegible] تیری [illegible] جاتے

کبھی تو تجھکو پھر کتی تھی زلف پیچ اقبال
اندھیری رات تھی اس میں چراغ جل جاتے

کمال آتشِ سودا سے پھکتا ہی بدن
یقین تھا جس جھی چھوتی تو آپ جل جاتے

ہزار تیز روی کرتی قافلے والے
ہم آگے صورتِ بانگِ جرس نکل جاتے

فلک نے کہا شکوا اتنا تو غم دیا ہوتا
کہ چار روز مری زندگی کے چل جاتے

ضرور تجکو توقف تھا اے اجل ورنہ
کچھ اور دل میں جو ارمان تھے نکل جاتے

عطا جو غیر کو کرتی کبھی وہ بوسۂ خال
تو صاف ادھر مری آنکھوں کی [illegible] جاتے

ہمیشہ ہنسی کی بیر رہی تری ابرو
سمجھیے وہ نہیں جسکی بل نکل جاتے

حضور جو گوشۂ دولت میں بھی کرم کرتا
ابھی تو ناصر کی مانند ہم نکل جاتے

بہارِ لالہ و گل لطفِ سبزہ و سنبل
مزا تھا ہم جو گلستاں میں کج نکل جاتے

سوائے قید رہائی تھی مقدر میں
قفس میں پہنستی اگر دام سے نکل جاتے

اسیر آنکھ دکھاتا اگر ہمیں صیاد
قفس تو کیا قفسِ جسم سے نکل جاتے

کوشش کیا جاتی ہے مشتاق خبر کر سکتا ہے
دیکھنا آنکھ کو منظور ہے نظر کر سکتا ہے

توڑتی ہو جو مری دلکو [illegible] کر سکتا ہے
تم ہی انصاف کرو دامن میں [illegible] کر سکتا ہے

سلسلۂ غیر سے رکھتی نہیں ہم قید [illegible] زلف
یاد ان ہجری کی [illegible] دوست نگر کر سکتا ہے

[illegible] کنوئیں کی ہے [illegible] خبر
خوش ہیں یعقوب کہ یوسف [illegible] کر سکتا ہے

[illegible] کرو یاد ہم [illegible]
تو ہی [illegible] کر سکتا ہے

دار فانی مین زیادہ ہی عبث فکر قیام
ایک دو روز کا میلا ہی یہہ گہر کسکا ہے

جان بلب شمع کی مانند ہین ہم ہی شب ہجر
بیشتر صبح سی دیکہین کہ سفر کسکا ہی

دیر سی کعبی کو جلتا ہون تو کہتی ہین بتا
یہین دو روز ٹہر جاؤ یہہ گہر کسکا ہی

آ گیا اونکو تبسم تو ہلیسون سی کہا
آج مشتاق نمک زخم جگر کسکا ہی

اوٹھہ گئی لاش مگر آپ نی اتنا نہ کہا
کہ یہہ تابوت سر راہ گذر کسکا ہی

ایک منصور ہی جانباز تہا عشاق مین کیا
مین ہی کہتا ہون انا الحق مجہی ڈر کسکا ہے

اس تن زار سی ناحق ہی فلک کو کاوش
آبلہ خار سی اولجہی تو ضرر کسکا ہی

درد دل مین جو یہ عیسی سی کہون تم کہتی
مجکو ڈر آپ کا ہی آپکو ڈر کسکا ہی

ای بخیل اتنی محبت ہی تجہی مال سی کیون
پہلی کسکا تہا اتری بعد یہہ زر کسکا ہی

بدگمانی سی کہا آئنہ دیکہا جو کبہی
نہین معلوم کہ یہہ دیدہ تر کسکا ہی

ماہ تابان مین جو پیدا ہی کلف کی ظلمت
ای فلک یہہ اثر دود جگر کسکا ہی

منکر ہستی حق سی کوئی اتنا پوچھی
کوئی کعبہ مین نہین ہی تو یہہ گہر کسکا ہی

کیا کبہی جلوہ گہہ ناز تمہارا تہا چمن
گل جو ہنس پڑتی ہین یہہ رنگ اثر کسکا ہی

شوق سی تیغ لگاؤ ہدف تیر کرو
سینہ کسکا ہی مری جان جگر کسکا ہی

اہل حکمت کی نظر سی ہی جو اتنا غائب
جوہر فرد مین انداز کمر کسکا ہی

باڑہ رکہوائی ہی دشمن ترک نی خنجر پہ اسیر
دیکہی اب بلکی محرم مین سفر کسکا ہی

دل وصلت طلب تا مکا جو مشتاق ہوا ہے
سامان زاد سفر ہی تو فقط توشہ عقبے

کچہا دہر نہین جو اہم خلاق ہوا ہے
شرمندہ مجہی قرض کی قزاق ہوا ہے

شہرہ جو سنا ہی کرم پیر مغان کا
زاہد بھی ملاقات کا مشتاق ہوا ہے

ہر خط کو سمجھتا ہون مین خط رخ جانان
دل مشق تصور مین یہ مشاق ہوا ہے

ہی ظرف برآوردہ وہ پیمانی کا اپنی
جس جام سی جم شہرۂ آفاق ہوا ہے

جب ہجر مین دیکھا ہی جبین کھاتی ہی گولی
غنچی کا چٹکنا مجھی چقماق ہوا ہے

ہون صورت دیبا کی طرح زار مین ایسا
کروٹ کا بدلنا بھی مجھی شاق ہوا ہے

ہوی مارا ہی سر در سی جب ہجر مین بیٹھے
دیوار مین روزن نہ سہی طاق ہوا ہے

مجنون ہی ہمین وامق و فرہاد ہمین ہین
کوچی مین تری مجمع عشاق ہوا ہے

تل مشک کا وہ روی کتابی پہ بنا کر
کہتی ہین کہ مصحف مین یہہ الحاق ہوا ہے

ممکن نہین جو نقد روان جان کا بچ جای
یہہ قرض دیا جسنی وہ بیباق ہوا ہے

ہرگز نہین معشوق سی کم رتبہ عاشق
وہ ظلم مین یہہ صبر مین مشتاق ہوا ہے

کچھ لطف خط سبز کی بوسہ کا نہ پوچھو
یہہ زہر مری واسطی تریاق ہوا ہے

رونی کا اثر ہی کہ ملا دستی دل اوسکا
غم باعث جمعیت اوراق ہوا ہے

امید ہی اب آبلہ دل کو ہی پہوٹے
تن سوکھ کی کانٹی کی طرح قاق ہوا ہے

کیا ہم مزہ پی تہی خرابات جہان مین
بیخود جو ہمین اوٹھ کی فراق ہوا ہے

انداز جو سیکھا ہی تری کج کلہی کا
کیا بانکپنی مین ہمہ طاق ہوا ہے

گھر بیٹھی وہ سب جانتی ہین حال ہمارا
الہام ہوا ہی او نہین اشراق ہوا ہے

روزی کی جو تنگی ہی اسیر اس مین ہی کیا فکر
خود رزق کا ضامن تھی وہ رازق ہوا ہے

جو شہر کمند ہی کی وہ وحشی بارہ جا ہو گئی
ترو بان بام مقصد بلند عشق جا ہو گئی

دل ہوا آہن کا میری بیکسی پر آب آب
تیغ جب آئی گلی تک موج دریا ہو گئے

رہ گئے آنکھوں کو دکھاتی ہی جو یہہ شکلین نئی
قسمت اپنی قرعۂ رمال گویا ہو گئے

دیکھکر خورشید رویونکو مہ دل جاتی ہی ورز
کیا تماشا ہی کہ نیت اپنی حربا ہو گئے

دیکھنی والونکا ہی چارون طرف اک ازدحام
یار کی تصویر محفل مین تماشا ہو گئے

تو وہ یوسف ہی جہان مین جب تری آئی قدم
زال دنیا نوجوان مثل زلیخا ہو گئے

اسقدر رویا ہون آنکھین مل گئی دہوسکی پاؤن
یار کی خلخال یا گرداب دریا ہو گئے

خط جو دیتا ہون کبوتر کو بدلتا ہی وہ آنکھہ
کیا مروت گلشن عالم سی عنقا ہو گئے

درد چمکا آنکھین روئین دل جلا اٹھا جگر
تیری فرقت مین مصیبت ہم پہ کیا کیا ہو گئے

قحط آب تیغ قاتل نی یہہ لاغر کر دیا
سوکھہ کر مچھلی مری بازو کی کانٹا ہو گئے

کہہ کی بسم اللہ جب وہ طفل نی مصحف پڑھا
ہو گیا بسمل معلم ختم قصّا ہو گئے

جب تلک تھین بند آنکھین سب کچھہ آتا تھا نظر
کچھہ نظر آیا نہ ہمکو آنکھہ جب وا ہو گئے

گور کی زیر خاک سی لذت اٹھائی وصل کی
حور جنت زیب آغوش تمنا ہو گئے

پہلوی عاشق سی وہ شہنشاہ قامت اٹھہ گیا
کل جو ہونی تھی قیامت آج برپا ہو گئے

ہو گیا معلوم اکدن جسم خاکی خاک ہی
ہون وہ رہبر خضر مجھکو گرد صحرا ہو گئے

روح دولت تھی جو نکلی جسم سی سمجھی یہ ہم
ہاہر اپنی ہاتھہ سی سونیکی چڑیا ہو گئے

وصل سی تہا اک قیامت پہ چلی جب وہ اسیر
چال سی اونکی قیامت اور برپا ہو گئے

یار کا آنا تو کیسا طالع ناساز سی
موت بھی آئی شب فرقت تو کس کس ناز سے

دب گئی اکثر خوشی گلو لیسی تری آواز سے
رہ گئی نکلی نہ باہر یہ وہ باجی ساز سے

صاف ابرونکو تو ہمکو دکھاتی ہی بہ بتان
یا سہہ دہو یا ہمینی ایسی دعوت شیراز سے

سخت دل کی دل مین ہی کرتا ہی قول حق اثر
سنگ بول اوٹھا رسول اللہ کی اعجاز سے

تا فلک دل نی لگادی ہی شب فرقت جو آگ
کم نہین ہی آسمان طاؤس آتشباز سے

تیرا عاشق جانتا ہی خوب تیری دل کی بات
جز پیمبر کون واقف ہی خدا کی راز سے

یون ہی پیدا و فلک سی دل مرا سوراخدار
جیسے تودہ ہو مشبک دست تیر انداز سے

انکھین ہین بینور مطلق کان رکھتی ہین اسیر
ہی تمیز نیک و بد انکو فقط آواز سے

اوسکی زیور مین جڑی ہی شاید نگین لخت دل
جا ہی ای چشم تر سازش مرصع ساز سے

ہون وہ طائر گھر مین آفتی نہین مجھکو نجات
آشیانہ کم نہین ہی چنگل شہباز سے

خاتمہ بہی ہنسی کو آتی کاش وقت شب بہ ماہ
شمع تربت ہو روشن شعلۂ آواز سے

وادی غربت مین سامان ہی میری بہلی ان
زیر پا سایہ نہین کم فرش پا انداز سے

عشق جو انگشت پیمبر سی ہوا گردون پناہ
مہر تفتی نی رجعت خورشید کی اعجاز سے

نطق عیسی سی نہین کم گفتگوی جانفزا
جان پڑ جاتی ہی مردون مین تری آواز سے

شکوۂ احباب سی منظور ہی ہمکو یہ بات
کوئی دشمن ہو نہ واقف دوستی کی راز سے

دیدۂ تر نی ہمارا عشق ظاہر کر دیا
راز دل کیونکر چھپائی کوئی اس غماز سے

خاک بازی کھیل تھا میرا لڑکپن مین اسیر
ہی خیال انجام کا دلکو مری آغاز سے

ہو چکی سب خلق جو تیری تیغ ناز سے
قتل سب جا ہی تو پہلی زندہ کر اعجاز سے

کیون نکالو نکو ملادون چاہیے ہی سازنی
ساز کی آواز نکلتی ہی تری آواز سے

باغ عالم مین قفس ہی مجھکو میرا آشیان
طائر تصویر ہون واقف نہین پرواز سے

دلپسند خلق ہی جو قول ہی بالاتفاق
یہہ صدا آتی ہی ہمکو تار ہای ساز سے

حسب کیے اوصاف وصف زلف مسلسل کی لیے
مرغ مضمونکی بندہی ہی پہ زنجیر آواز سے

خوبرو تیری طرح ہی حور جنت بہی مگر
کب ہی وہ واقف اسی ہی اس ناز و انداز سے

گل گریبان چاک کرتی ہین تمہاری رنگ پہ
ہوش بلبل اوڑتی ہین رنگینی آواز سے

ہین جو خاصان خدا تابع ہین اونکی آسمان
مصطفےٰ نے چاند دو ٹکڑی کیا اعجاز سے

کیون نہ تازہ قلب افسردہ کری فرحت مجہی
سبز کرتی تہی درخت خشک کو اعجاز سے

شوق بام یار مین ایسا اوڑا مرغ نگاہ
چہپ گیا مانند عنقا رفعت پرواز سے

کوی جانا نسی پہرا آیا جب کبہو ترنا مراد
آئی آواز شکست دل پہ پرواز سے

طائر بسمل ہی سینی مین ہمارا مرغ دل
اوڑ گئی ہی آنکہہ کس ترک شکار انداز سے

آنکہین پہر جاتی ہین اونکی سنکی یون فریاد دل
بہاگتی ہین جیسی آہو شیر کی آواز سے

دیکہلی تا قاتل مری نالی لگا چہپنی تیغ
موم آہن ہو گیا داؤد کی اعجاز سے

زخمی تیغ زبان خلق ہون جراح مین
چاہی زخمون کو سینا رشتۂ آواز سے

صورتین کیا کیا دکہاتا ہی زمانی کو اسیر
ہی حذر عاقل کو لازم چرخ لعبت باز سی

میری ہمدم مین لالہ عذارونکا جوش ہی
گویا ہین پہول باغ مین بلبل خموش سے

باہری مصلحت سی یہی چپنا خموش ہی
آہستہ بات کر پس دیوار گوش سے

بلبل کا قول ہی کوئی سنتا نہین مری
گل کو جو دیکہیے ہمہ تن شوق گوش سے

ساقی عزیز بادہ کشون کو نسی نکو شراب
تہوڑی سی تو اور دو پیالہ ہی نکو ہوش سے

کہتا ہون جب مین اوسنی فریاد و پہول سنکو
لگتی ہین ہاتہ رکہنی در دو گوش سے

مسجد میں زاہدونکو مبارک رہی سبو و
سر میکشونکا اور در میفروش ہی

آنکھیں ... ہی جو انہیں ہیچ اپنا خدا شناس
کیسی وہ سی کو گوش کہ جو حق نیوش ہی

ہر ایک ... تیرے گل تازہ کی ہی بہار
سینہ مرا نہیں سبد گلفروش ہی

سنتا ہون اے نگاہ مری گھر میں ماہ وش
یارب یہ خواب ہی کہ صدائے سروش ہی

کہتا ہی جسکو چادر مہتاب سب جہان
اے رشک آفتاب ترا گرد پوش ہی

ضائع نہ کیجیے سخن آبدار کو
یہ گوہر یگانہ سزاوار گوش ہی

لذت شراب میں نہ مزہ ہی کباب میں
جب سی جدا وہ غنچۂ میفروش ہی

شاید کمان ہی عاشق ابرو مری طرح
لاغر ہی قد خمیدہ ہی خانہ بدوش ہی

قاتل کی تیغ آتی ہی کیون تم ہی بیخبر
مدت ہوئی اسیر کہ سر بار دوش ہی

شب انکی گھر تھا جلسہ عشاق میہمان تھے
اب دن ہوا تو ہم سی کہتے ہین تم کہان تھے

محبوب سب تھے حسین تھے مہرو تھے نوجوان تھے
یوسف تمہین سی شاید قرآن رسیان تھے

گردش تری ہی باتیری اے آسیای گردون
پہلی ادھنین کو پیسا جو مشت استخوان تھے

واقف کار رنج فرقت محبوبونکا جوش وحشت
فرہاد کی مشقت الفت کی امتحان تھے

اب کیا فشار تربت رو کین کہ ہی لقا بہت
دی موت کی فرصت جنکی کہ پہلوان تھے

مدفون ہوا جو مردہ اپنا زمین بکاری
مدت کی بعد آئی تم اب تلک کہان تھے

صیاد کا گلہ کیا شکوہ جو ہی لاغری کا
کیون ہمکو صید کرتا ہم صید ناتوان تھے

اب ہین وہ شوخ دیدہ دولت ہی سر کشیدہ
جھکی تن خمیدہ اور تری ہو ہی کمان تھے

دیکھی بچشم عبرت جب کم سنونکی صحبت
آئی ہی دل مین حسرت ہم بھی کبھی جوان تھے

زیر زمین پڑی ہیں وہ آج کیسی غافل — کل تک دماغ جنکی بالای آسمان تھے

ای چرخ سیر عالم ہم اور بھوک کا غم — کیا تیری خوان پہ ہم ناخواندہ مہمان تھے

صحرا میں کیا بھٹکتا دریا میں کیا بہکتا — الیاس خضر میری مشفق تھی مہربان تھے

مدت کی بعد سمجھی وہ گھر میں ہی ہماری — ہم جسکی جستجو میں آوارۂ جہان تھے

بزم سخن میں کیا ہی اب لطف نکتہ سنجی — خاموش ہو رہی سب جو اپنی ہمزبان تھے

اوصاف شاہ مردان کب ہم سی ہوں بیان
مقصود انس و جان تھی مطلوب کن فکان تھے

کس لئی غربت میں طوق کوئی لبر پا باندھتے — گرد باد آسا کسی صحرا میں چکر باندھتے

قتل پر میری کمر یوں بندہ پرور باندھتے — تیغ ابرو کھینچتے مژگان کا خنجر باندھتے

قصہ فیصل ہو جو ہو دونوں طرف سی جدو — ہیں کمر مرنی پہ باندھے ہوں آپ خنجر باندھتے

کھینچتے کیوں اہل محفل سی سوال آب و نان — بیٹھتے پہ آئینہ کی مانند پتھر باندھتے

کھینچتے یہ داغ اسکو گر تمہارا ہی ہے دل — آتی مسجد میں گلدستی سراسر باندھتے

ہے ارادہ قتل کا کچھ خوف بدنامی سے بھی — شمر بھی ناگوار ہو تو خنجر باندھتے

خط ہماری شوق کا پڑھتی کیا تمنی تو کیا — بازوئی قاصد پہ بال کبوتر باندھتے

غیر دلتنگی نہیں کچھ باغ عالم میں نصیب — صورت غنچہ گرہ میں کس لئی زر باندھتے

شاید آجاتی ہماری گھر میں خورشید رو — تکتی مانند روزن جانب در باندھتے

طائر مضمون کی ہے پرواز سلک نظم سی — ورنہ اوڑ سکتا نہیں جبتک مرغ کی پر باندھتے

رک نہیں سکتی کی اشک چشم تر رواں سے — تو ڑ پانی کا بہت ہی باندھ کیونکر باندھتے

کس طرح کہتی کہ غیر ذات میں ان کی صفات — افترا العیاذ کیا بندہ پہ در باندھتے

چاہیے سامان نیا دربار شاہ عشق کو
گردش تقدیر کی دستار سر پر باندھیے

بزم میں آنے نہ دیجیے پہلے کچھ انصاف شرط
رشتہ ہای شمع سے پروانوں کے پر باندھیے

ہے اگر دیدار سے محروم رکھنا وقت قتل
اک ذرا پٹی مری آنکھوں پہ کسکر باندھیے

ایک دن مل جائے گا وہ گوہر مقصود بھی
صورت گرداب اس دریا میں چکر باندھیے

اس قدر پرواز ہے اسمیں کہ رکتی کا نہیں
لاکھ اپنے طائر مضمون کے شہپر باندھیے

صورت آسودہ ہے نقطہ کعبۂ دل میں اسیر
گرد اپنی صورت پرکار چکر باندھیے

وحشی ہوں زلف کا کوئی تدبیر چاہیے
زنجیر چاہیے مجھے زنجیر چاہیے

قاصد کی جا ہو کوئی مصور ہاتھ آن
بدلے جواب خط کے وہ تصویر چاہیے

تحصیل علم فہم فراست کمال عقل
انسان کو کچھ نہ چاہیے تقدیر چاہیے

لکھوا کے خط کہا انسے یہہ لایا ہے نامہ بر
ہمکو اونہی کے ہاتھ کی تحریر چاہیے

اسواسطے کہ پھر نہ کوئی نام عشق لے
قاتل ہمارے لاش کو تشہیر چاہیے

دیتے نہیں جو بوسہ مجھے دو جواب صاف
کچھ قطع آرزو کو نہ شمشیر چاہیے

لازم ہے نوجوان کو پیروں سے ارتباط
مجنوں صفت ہے گرم طباشیر چاہیے

منعم جواب قصر میں اک مقبرہ بنا
تعمیر گر مقابل تعمیر چاہیے

کیا کیا جوان نہ خاک میں تونے ملا دیے
ایسا نہ تجھکو اے فلک پیر چاہیے

مجرم ہوں عشق زلف کا ڈوری مجھے لگا
جیسا ہو جرم ویسی ہی تعزیر چاہیے

لاکھوں کہا انسے خرچ کو ہر روز گنج زر
عاشق تمہارا صاحب اکسیر چاہیے

حاجت جواب نامہ کی بعد فنا نہیں
اسیری کفن میں یار کی تصویر چاہیے

ای دل گرہ جبین جو خمیدہ ہوئی ہی پشت
ساعت نہیں جو موت کی تامل کریگا کیا
ہاتہ پاؤں ہر جگہہ زمین میں خزانی گڑی ہوئے
دیوانہ اوسکی رنگ طلائی نی کردیا

ہاشہ آگئی ہی ہمکو کمان تیر چاہیے
بسمل کرو خدنگ کیا قد شمشیر چاہیے
رو لیتا دمبدم قدم ہی تقدیر چاہیے
سوفی نی کیا جہد بہ خون میں زنجیر چاہیے

کامل کو کیا ہی حاجت اکسیر ہی اسیر
درویش کی نگاہ میں تاثیر چاہیے

مہوش سحاب کی مری خاطر میں آگئی
پیشتر طالعی سی کئی بھی تو کیا گئی
کیا جانی کوئی سبا منتہی تھی کہ زندگی
مدت کی بعد آئی جو وہ پھر فاتحہ
منزل ہی دور سوتی ہو کیا غافلو اٹھو
شکر خدا کہ کچھ تو ہوئی آثار صبح کے
راحت سی کہدو خواب کریں سیل کنان گنج
خوف معاد سی جو بچا کچھ یہ جسم زار
کوہ گران سی بڑھ کی ہی مجھ زار کی کمر
دل کو تو میری پھیردیا زلف یار نی
سیلاب سی نجات جو پائی کسی طرح
بلبل نی اوڑتی اوڑتی کہلایا یہ گل ثنا
غفلت نی میری ہاے کیا مجکو مجرم سے

ایسی کہی کہ دیدہ گریبان بہ جا گئی
اولٹی پھری جو عرش کی نیچی دعا گئی
کیا کیا نئی نئی یہہ تماشی دکھا گئی
اندہی نشان میری لحد کا مٹا گئی
دن چڑہ گیا ہی دہوپ میں بالین پہ آگئی
فرقت کی شب کٹی مری گھر سی بلا گئی
آفت جہان بہر کی مری گھر میں آگئی
ہر روز کی تلاش معاش اسکو کھا گئی
رکھا جو تمنی بار محبت اوٹھا گئی
لیکن جو نقد صبر تہا وہ بھی دبا گئی
بجلی بہار کی گلشن کو شمع جلا گئی
صیاد و باغبان کو چمن میں لڑا گئی
صحت ہوئی مریض کو جب نیند آگئی

ہمکو ہماری سختی جان ہو گئی سپر
جس تیغ غمزن کی تیغ پڑی منہ کی کہا گئے

مٹی ہر ایک عضو ہی چونا ہر استخوان
تب چھوڑ کر بدن کو گئی بھی تو کیا گئے

رحمت ہوئی مری لئی رحمت دو مست ہون
بدلی برس کی شیشون پہ پتھر گرا گئے

بلبل ہوئی جو ہم چمن عشق کے تو کیا
اوس گل کی کان تک نہ ہماری صدا گئے

دریا میں تیری ابروی پرخم کی شرم سے
مچھلی کی طرح موج بھی غوطہ لگا گئے

اصحاب کہف کو بھی جو آتی نہیں ہی نیند
آواز کس کی یار دن کی اونکو جگا گئے

جھگڑے دان سی چھٹ گئی جو کٹا سر تو کیا ہوا
صدقہ دیا اسیر تماری بلا گئے

منہ سے ملنے کی اجازت جو ملی جا پاسکے
اب رہا محکمہ حشر مین کون اپنا حساب

ہم بھی کرنے لگی اوس شوخ سے باتا پا گئے
پاک دامن ہوئی سمجھا جبکہ آنا پا گئے

سکہ نقش قدم تیغ ہین ہنگام خرام
زیر پائی بھی تری یار رکھ بالا پا گئے

سیر گلشن کو جو وہ برق تجلی آ یا
بھی تیغ نی ضیا سی ید بیضا پا سکے

وصل کی رات تو مرنا ہمیں منظور تھا
ہمنی کس روز بلایا تھا اجل آپ آ گئے

کبھی درد کبھی تڑپ کبھی شبھ اوٹھکی گمرا سکے
ہمنے ایذا سی شب ہجر مین ایذا پا گئے

گنج دنیا مین جو ہمکو نہ ملا تو نہ ملا
شکر ہی اسکی عوض دولت عقبی پا گئے

قلزم غم سی بچی مست ہوا بیڑا پار
بار ادہر کی لی کشتی صہبا پا سکے

آب شمشیر سی سیراب ہوا بسمل عشق
رہرو تشنہ نی راحت لب دریا پا گئے

شکر ہی یار کی انگیا سے جو احتساب مین تھم
جنت جیسا ہو گئی سو نیکی جو پا پا گئے

نقش قدم کا ہی ہر ایک زبان پیدا کرے
سینہ یار کی قسمت عنقا پا سکے

مجھے جو خانۂ تاریک مین گذری شب ہجر
کسی مردی نی نہ یون گور مین ایذا پائے

دل نبا یاد رخ یار سی خلوت گہ طور
داغ نی روشنی برق تجلی پائے

لاش پہولی نسماسی گی مری تربت مین
کوچۂ یار مین گڑنی کی اگر جا پائے

کبھی تو نی نہ دیا بادۂ عشرت ای چرخ
ہمنی تکلیف تری دور مین کیا کیا پائے

وسعت وادی دل کا ہو بیان کس سی اسیر
ذری ذری مین یہان وسعت صحرا پائے

مونس شب غم مین نظر آتا نہین کوئی
بیمار ہین ہم درد بٹاتا نہین کوئی

دل نذر کرون نرگس جانان کو مین کیونکر
بیمار کو آئینہ دکہاتا نہین کوئی

اکسیر ہی کہتی ہین جسی راحت دنیا
سب ڈہونڈہ رہی ہین اسی پاتا نہین کوئی

ممکن نہین خورشید جہان تاب ہو ذرہ
تو جسکو بڑہاتا ہی گہٹاتا نہین کوئی

مرغ سحری ہی نہ شب ہجر موذن
سب مرگئی آواز سناتا نہین کوئی

وہ شہر مقرر ہی کچھہ اس شہر سی بہتر
دنیا مین عدم جا کی پہر آتا نہین کوئی

کیا جرم ہی ہمنی جو لیا بوسۂ مژگان
اتنی لیی سولی پہ چڑہاتا نہین کوئی

چشمہ نہ سکندر کو ملی خضر ہو رہبر
بگڑی ہوئی تقدیر بناتا نہین کوئی

دل بیچنی بازار محبت مین تو نکلی
پر کیجیے کیا کچھہ بہی لگاتا نہین کوئی

حسرت ہای لب و سیب ذقن پر ہو مائل
پہل دیکہنی کی ہین انہین کہاتا نہین کوئی

در کہولی ہوئی میری مشتاق ہی رضوان
جنت مین تری کوچہ سی جاتا نہین کوئی

یارب خبر اہل عدم کس سی ملی جیون
جاتی کو تو جاتی ہین پہر آتا نہین کوئی

کیا ظرف ہی مستان مئے عشق کا خالی
منہ ساغر جم کو بہی لگاتا نہین کوئی

کیا اہل طمع خیر سے یان دست کشیدہ ۔ ہی مرد جنازہ بھی او ٹھاتا نہیں کوئی
قارون کا خزانہ تو نہ عشاق سے مانگو ۔ ان دو کون مین اک پیسہ اٹھاتا نہیں کوئی
عاشق ہے یہ غیرت پہ کسی سے نہ کبھی نام ۔ لیلی ہو کہ شیرین بھی بتاتا نہیں کوئی

معلوم ہوا حال اسیر اہل عدم کا
کیون جاتے ہین یہہ سب جو بلاتا نہیں کوئی

پڑھی جاتی کہا ہی سنگ یار کے ہوتی ۔ یہہ غضب مناسب نہیں حقدار کے ہوتی
طوبا ہی جنان سرو کی گلزار کی ہوتی ۔ کب بہ مقابل قد دلدار کے ہوتی
گلشن سے نکالا ہے یہہ گلچین آرا ۔ ہم ہوتی تو زنگ در ہی گلزار کے ہوتے
لینے کو مری جان جو آتی ہے شب ہجر ۔ یہہ کون ہی وس طرہ طرار کے ہوتی
معلوم تمہا کیا ہمین افسانہ موسے ۔ کیا جان کی طالب تری دیدار کی ہوتی
تم بوسہ لب دو ایسی قدرت ہی خدا کے ۔ منہ غیر کا میٹھا ہو نمک خوار کے ہوتی
تیغ ابرو کی قاتل کی جو سر بیچ کے لیتا ۔ ایک ایک کی دو دو تو خریدار کے ہوتی
خورشید بنا نہین منوی تو منوی ہم ۔ ذرے ہی کسی روزن دیوار کے ہوتی
ست ہو کے سزاوار رہی افسر شاہی ۔ لیتی متحمل جو ہم اس بار کی ہوتی
آتنا نہ ہو ضعف نی چھوڑا مری تن مین ۔ لب سنج ہو ادہر سی بہر کی سوفار کے ہوتی
قاتل ہمین شوق مزہ زخم نے مارا ۔ جا دشتے ہو کشتی تری تلوار کی ہوتی
کیون شہر مین آتی شہانی مرگ غریبی ۔ کانٹے ہی تو ہم جا بقدم خار کے ہوتی
دہ زار ہین ہم دوڑکی ادہر تک نہ پہنچے ۔ پیرو جو کسی سایہ دیوار کے ہوتی
جہ معز کی میکاہش جان کا بیکو ہوتے ۔ ہم سان جو وہ حال دل بیمار کے ہوتی

قاتل مری قتل کو آتی ابھی اور ٹھہر کر
یہ تیر کی مانند جو تلوار سے ہوتی

ماخوذ ہوئی دل کی عوض حشر مین اعضا
پکڑی گئی بے جرم گنہ گار سے ہوتی

کعبی کی طرف ہم تو نجائین گی نجف سے
لے کون صدف گوہر شہوار سے ہوتی

گل باغ مین سنتی ابھی ہو کر یہہ تن گوش
نالی جو رسا مرغ گرفتار سے ہوتی

مجھ سی یہہ نہوگا کبھی ای شیخ
مسجد کو چلون خانہ خمار سے ہوتی

جیو ٹون بہی وہ تعریف اسیر اسکی جو کرتا
آفاق مین شہرہ مری اشعار کی ہوتی

وطن سی نامہ بر آئین تو نجائین نشان غم کی
خط احباب سمجھا ہی ہون لیکر داغون کی الم کی

وہ بیکس ہین تماشی دیکھتی ہین مرکی عالمگیر
لکھی ہین قبر کی تعویذ مین خط ساغر جم کی

تمہاری نخل قد سی ہمسری جو نخل کرتی ہین
یقین ہین روز محشر ہونگی وہ کندی جہنم کی

وہ عاشق صلح کل کی ہین کہ نفرت ہی لڑائی سے
نہ قد تیری کا بہاتا ہی نہ گیسو ہمکو پیچ و خم کی

بڑا فاسد ہجانا ہی کارخانہ کو وہی جانی
خدا جانی کہ گذری کتنی آدم قبل آدم کی

گوارا غیر کا احسان نہین نمکین مزاجونکو
ہوی داغ یہہ طاوس کب محتاج مرہم کی

بہت روئین جو ہجر یار مین عشاق سے انکی
نہ دی الزام انہین کیا یقین فرزند آدم کی

سنین ہین ہجر مین یہہ لکہ ابر سیہ ساقی
ڈرا فی کو ہماری سامنے نکلی ہین جہنم کی

چمکی سیر کو وہ مہر وش جب صبح آتا ہی
گلو نکی ہوش اڑجاتی ہین قطری بنکی شبنم کی

ملین کیا طبع گر مجھ صاف دل سی راست ہجا ہیر
کہ سینہ اوٹھتی ہین کا غنچہ دلکی حرف خاتم سے

جو تو لاہتی ہی بی نیازی کی ترازو مین
بہار نکلی چلی کل تارون جو و حاتم کی

زمین کو تی جانان ہی ملنا لیکی سنتی ہین
صدا آتی ہی ... سا کون عرش اعظم کی

تپ غم کیا فراق یار میں چڑھتی اوترتی ہے
تن لاغر کی اسکے استخوان زینے ہیں سلم کے

کیا دولتوں نے سیر دل ساقی نے مستونکا
خوشا تقدیر بادہ نوشوں کی ہیں جو مہمان ایسے حاتم کے

الٰہی پیچ پہ تقدیر ہمکو پیچ دکھلائے
بڑھیں دو ایک حلقے اور اوس گیسوئے پُرخم کے

اولٹنا پردہ وہ رخسار آئین طور سے ہووے
کہو برق تجلی سے ابھی چمکی ذرا تھم کے

اسیر اب ہم بھی غزلوں کی ہیں لازم مرثیہ کہنا
ہوا ساماں ماتم دن قریب آئے محرم کے

جواد نا ہیں وہی اعلا ہیں نزدیک اہل عالم کے
کہ انگشت کہیں ہر ہاتھ میں لئے ہیں حاتم کے

شریک اس نامخین رزوار کب میرا اہل ماتم کے
نظر آتی ہیں گل خنداں ہائیں دنی پہ شبنم کے

غضب پہ صاف ظاہر ہے کہ رحمت اوسکی غالب ہے
کہ جنت آٹھ ہیں کل سات طبقے ہیں جہنم کے

کہو اہل زمیں سمجھیں نہ آسان ہمسر نا ہونکو
ہلا دیتی ہیں دل یہ ساکنان عرش اعظم کے

پدر سے قاتل فرزند جس میں وہ یہ دنیا ہے
پسر کی خون سے جوہر ہوئی تر تیغ رستم کے

کسی نے بزم میں ہمکو بچشم لطف سے دیکھا
رہی مشتاق کان اپنے صدائے خیر مقدم کے

گنہگار دنسی کہدو اوسکی رحمت نے ہوا ہے
گل گلزار جنت بنگئے شعلے جہنم کے

الٰہی کشتہ کس چاہ ذقن کا ہوں کہ تربت پہ
چھڑکتا جاتے ہیں حاجی لا کے شیشے چاہ زمزم کے

سنبھلنے دیتی ہے کب ابلق ایام کی شوخی
اوکھڑ جاتے ہیں آسن شہسوار رنگی جہان کے

جگر کی داغ دل کی آبلے دیکھے جو [illegible]
تو سمجھے ہم کہ یہ ہیں پھول [illegible] ماتم کے

گماں [illegible] ہوں [illegible] عارض کا [illegible]
منہ [illegible] ہیں مری داغونکو مرہم کے

انہیں [illegible] جاتی عرش تک [illegible]
یہ ساقی آسمان میں [illegible]

نظارہ [illegible] رخسار کا [illegible] مشکل [illegible]
[illegible]

تن بیجان میں ڈالی جان اے پیر مغان تونے
نہین عیسی کی قائل ہم تو عاشق ہین تیرے دم کے

اسیر اپنی طبیعت سے عجب راحت ہے مضمون کا
مقام امن روح اللہ ہے دامن مین مریم کے

وصل ہوتا بھی ہے تو ہجر کا ڈر رہتا ہے
عید کے دن بھی محرم مرے گھر رہتا ہے

گرم پیری مین کوئی داغ جگر رہتا ہے
شمع کا نور کہان وقت سحر رہتا ہے

چشم وہ چشم ہے جسکو ہے تری دید کا شوق
گوش وہ گوش جو مشتاق خبر رہتا ہے

آنے پاتا نہین میری دل خرسند کے پاس
درد پہلو مین ادہر اور اودہر رہتا ہے

غیر کے غم مین سوم تک وہ سیہ پوش رہے
تین دن جیسے کہ عقرب مین قمر رہتا ہے

چال سے کوچۂ شطرنج محبت کی نئی
جیت اوسکی ہے جو اس راہ مین مر رہتا ہے

کیون مری لاش پر آئے وہ چھپائے منہ کو
مرے آنکھون مین کہان نور نظر رہتا ہے

شش جہت چھان چکے پر ہمین معلوم نہین
کسطرف ہے وہ کہان ہے وہ کدہر رہتا ہے

دل پہ داغ متقرر ہے خدا کو بھی پسند
مصحف پاک مین طاوس کا پر رہتا ہے

مار ڈالا تری خنجر کی رکاوٹ نے مجھے
چل کے ہر وقت یہ گردن پہ ٹھہر رہتا ہے

دیکھو ہی خندۂ گل چار پہر جلوۂ مہر
کم بقا ہے وہ جسے نشۂ زر رہتا ہے

دل ہم و دیدہ کی منزل جو نہین کیا ہو
قافلہ ایک نہ ایک اسمین اتر رہتا ہے

رہ گئی کیونکہ کمر ہین انکے لعل کے ہم
سنتی ہین جیسی و شیر و شکر رہتا ہے

کون ہین جنکو فراموش ہے دنیا مین جفا
ہم کسی کام مین ہون دھیان اودہر رہتا ہے

مرد کو بھی تری شوق شہادت مین ہے شرط
سر تو مشتاق ہے جلاد کا ڈر رہتا ہے

زندگی ہجر مین مر مر کے بسر کرتا ہون
روز ہنگامۂ محشر مری گھر رہتا ہے

اوٹھہ سکین داغ غم و زخم جگر ضعف مین کیا
زور کا اوٹھتا ہی تو وہ دل نہ جگہ رہتا ہے

خاک پیری مین رہی چہرۂ انسان کا فروغ
دن جو ہوتا ہی کہان نور قمر رہتا ہے

بزم مین آئینہ مشتاق حسینون کا ہی آپ
چشم سایل کیطرح دست نگر رہتا ہے

کبھی کرتا ہون تمنا جو ہم آغوشی کے
ہنسکے کہتے ہین مجھی درد کمر رہتا ہی

شعر و یار ہی قاصد مرا پروانہ ہے
یہی باعث ہے کہ وہان جا کی جو مر رہتا ہے

نفس امارہ پر آخر کو ہوا دل غالب
جو بہادر ہی وہی جنگ مین ور رہتا ہی

کوئی شاہد جو نہین عالم بالا پہ اسیر
وجہ کیا کیون رخ خورشید ادھر رہتا ہے

صبر و طاقت لئی جاتی ہی جدائی تیری
لوٹتا ہی مجھی قزاق دہائی تیرے

شدت غم مین تجلی نظر آئی تیری
دل جو ٹوٹا تو مجھے آواز سنائی تیری

نہ تو جنت نہ جہنم کی ہین قابل ہم لوگ
وصل جنت ہی جہنم ہی جدائی تیری

قید کو طول نہین تجھین نہ گھبرا ای روح
اسی ہفتہ مین ہی اک روز رہائی تیری

ہار اب میری گلی کا ہوا ای طوق گران
جبتلک جسم مین طاقت تھی اٹھائی تیری

بس اسی زور پہ یہ کبر یہ نخوت نمرود
تہین لے ایک ہی پشہ نے خدائی تیری

شان اپنی جو دکھائی ہوی منظور نظر
شکل اللہ نے بی مثل بنائی تیری

اسنے کشتون مین کسی کو نہ جلایا قاتل
دیکھ لی دیکھ لی اعجاز نمائی تیری

آستین مین جسی کہلاتی ہی [illegible]
ملک الموت کا پنجہ ہے کلائی تیری

نہ تو آغاز ہے تیرا نہ تو انجام خدا
[illegible] تیری

[illegible]
[illegible] تیری

عشق پیدا جو کیا تو نی تو معلوم ہوا
بس یہ ایجاد سی ہی علت غائی تیری

قافلی سے کہین آگاہ نہ رہزن ہو جاین
ای جرس خوب نہین ہرزہ درائی تیری

عبث ای نالہ بلبل ہی تجہی قصد فلک
گوش گل تک نہین گلشن مین رسائی تیری

سیر کر شوق سی صحرای جنونکی ای قیس
بوجہ کانٹون کو نہین آبلہ پائی تیری

نہ کرم عشق کی بندون پہ نہ رحمت کی نظر
ای صنم ہم تو نمانین گی خدائی تیری

یا علی کافر و مومن سی نہین تجکو غرض
صلح للہ سے للہ لڑائی تیرے

کس شہ حسن کی کوچی کا گدا تو ہی اسیر
بادشاہی ہی حقیقت مین گدائی تیری

پہنچ کی سامنی اوسکی یہ حال ہوتا ہے
کہ ہمکو آپ مین آنا محال ہوتا ہے

جو رنج دی اوسی حاصل ملال ہوتا ہے
کہ خار چبہتا ہی جب پایمال ہوتا ہے

پلائی کیون نہ ہمین جام جام پر ساقی
سخی کا فیض علی الاتصال ہوتا ہے

سیاہ ہجر مین ہی کیا مرا سیہ خانہ
کہ پاؤن رکہتی ہی یوسف بلال ہوتا ہے

ارادہ یار کا ہمسے کبھی نہین چہپتا
صفائی تن سی عیان دلکا حال ہوتا ہے

ہماری پاؤن مین ملتا ہی کیا حنا شب کو
سحر جو نکلے خورشید لال ہوتا ہے

سیاہ بخت ہون ایسا کہ میری تربت پر
چراغ جل کے زبان غزال ہوتا ہے

بجا ہی خوش ہو جو کشتونکو دیکھہ کر وہ ترک
کہ کہیت کاٹ کی دہقان نہال ہوتا ہے

ہوا ہون سیر دکھائین مجہی وہ کیا ابرو
کہین سحر کو بہی پیدا ہلال ہوتا ہے

ندی کی دلکو رہائی کبہی ہنسا کو وہ زلف
عزیز بندہ یوسف جمال ہوتا ہے

بنا تہا آگ سی ابلیس ہو گا داخل نار
جو بد ہین نیک کب انکا مآل ہوتا ہے

ملی جو راہ میں وہ تندخو تو پوچھوں میں
کبھی مزاج مبارک بحال ہوتا ہے

ملاپ شاہ و گدا کا جہان میں مشکل ہے
کہیں گلیم میں پیوند شال ہوتا ہے

گناہ یاس کا چلتا ہے تیر تیغ کی ساتھ
ہمارے ساتھ یہ قاتل حلال ہوتا ہے

وہ بادہ کش ہوں جو پیتا ہوں ایک قطرۂ مے
وہ قلزم عرق انفعال ہوتا ہے

سو صنعت زیب دکھاتا ہے حسن نیرنگے
کہ آئینہ میں ہجوم مثال ہوتا ہے

وہ تیغ کیوں نہ مرے خون گرم سے چمکی
پڑی ہے جو آگ میں لوہا تو لال ہوتا ہے

اسیر پوچھ نہ کچھ حال دل کہ صورت شمع
یہ نخل آگ میں جلکر نہال ہوتا ہے

غفلت نہ زمین خواب سے بیدار ہوئی
شور محشر مری زنجیر کی جھنکار ہوئی

ہوں وہ مقتول جو جوہر مرے کیا قتل مجھے
تیغ جوہر کی سلاسل میں گرفتار ہوئے

خندہ زن ہیں جو ہمیں زخم تن بسمل پہ
تیغ قاتل ہوئی قہقہہ تلوار ہوئی

کب گئی وصل کی شب اور کب آئی بارے
کہ ابھی شام ابھی صبح نمودار ہوئی

کشتنی وہ ہوں جو مقتل میں کبھی آ نکلا
سینہ سپر تیغ زنوں کا تلوار کی بوچھار ہوئی

ہم جو مر جائیں تو کیا ابر دسی جانا انکا مقصود
خون مقتول سے کب تیغ گنہگار ہوئی

غمکدہ بزم طرب ہے شب ہجر بیماروں کو
کہا ئی نرگس نے ہوا باغ کی بیمار ہوئے

روح آئی تھی عدم سے کہ کرے سیر جہاں
چار دیوار عناصر میں گرفتار ہوئی

کب تلک بار غم ہجر اٹھاؤں اے بخت
عشق محبوب نہ ٹھہرا کوئی بیگار ہوئی

کیا خفا کی ہے لیا بوسہ خال تمکین
کیوں خفا ہیں تپ خال سے سرکار ہوئی

[illegible] گلشن سے گیا گل جو سنی نالان بلبل
[illegible] صبح [illegible] کی [illegible] ہوئی

تختہ گو ہے بنا تخت سپہر رکھا جو قدم
تیری درویش کو شاہی نہ سزاوار ہوئی

پاے گیسو میں نہ کیونکر دل عشاق چلیں
شمع روشن ہوئی گھر گھر جو شب تار ہوئی

چشم دل کو نظر آیا نہ کبھی جلوۂ دوست
گرد کلفت یہہ اوٹھی ہیکی پہ دیوار ہوئی

خواب میں بھی نہ کبھی وہ رخ سیمیں دیکھا
کب میسر ہمیں یہہ دولت بیدار ہوئی

ہاتھ آیا نہ کسی کو بھی ترا افعی زلف
مارگیروں میں ٹیڑھی بہوت ٹیڑھی مار ہوئی

سر کٹی یار پڑی واہ کس انداز سے پاؤن
چال تیری نہوئی تیغ کی رفتار ہوئی

ہون وہ دیوانہ کہ سنکر مری آواز قدم
دشت میں جو رہ خوابیدہ تھی بیدار ہوئی

خاکساری ہی ضرور اہل تنعم کو اسیر
جھک پڑی خاک پہ جو شاخ ثمردار ہوئی

دی چھری تم نے جو اکدم کی لئے آ کی چلی
مرغ بسمل کی طرح سے مجھے تڑپا کی چلے

غیر کے ساتھ وہاں یار نے کی بادہ کشی
جام پر جام یہاں خون تمنا کی چلے

وای غفلت ہمیں اتنا بھی نہ معلوم ہوا
کہ کہاں سے ادھر آئے تھے کہان آ کی چلی

گالیاں دیں مجھے یارب کہ پڑہا سورۂ حمد
کچھ تو چلکی سے سر قبر دعا پا کی چلی

نزع میں کچھ تو نظر آئی ہمیں سیر کہ ہم
طیب خاطر سے مزے چھوڑ کی دنیا کی چلے

اک ذرا کھینچ گیسو میں سمجھ کر شانا
اڑہ سر سے نہ کسی عاشق شیدا کی چلی

جسطرف شہر میں آمد تری وحشی کی ہوئی
غول کی غول آدھر اہل تماشا کی چلی

گو کہ احباب نے تربت میں سنائی تلقین
دو گھڑی آپ نہ ٹھیرے مجھے سمجھا کی چلی

شب کو تا صبح جو دربان نے نکلوا دیا
سر کو عاشق در و دیوار سے ٹکرا کی چلی

کہدو حسرت سے کہ جانے کو چلی کبر سے چال
کا سُنکر تو غریبو نکی نہ ٹھہرا کی چلی

نہ ہی تاب وہ کو تھی سہی اوتر کر وہ ڈری / طور پہ ساتھ جو ہم حضرت موسیٰ کی چلی

بیچ دھارے مین قدم اپنا رہا ساحل پہ / ہوگئی غرق کنارے سے جو دریا کے چلے

حال یہ سب کو ملا آئی لحد مین لیکن / بات تک بھی نکی اونسی تو گھبرا کی چلی

ہے جو عاشق کی نظر آئی جو اونکو سر راہ / کیا تنفر ہی کہ وہ راہ کو کترا کی چلے

ولہ

لکھہ ابر سیہ جھوم کی پیہم برسے / یہ مری دیدۂ گریان سی بہت کم برسی

لی حقیقت ہی جو ہی آپ ثنا خوان اپنا / صاف ظاہر ہے جو گرجی وہ بہت کم برسی

ای جنون یہ بھی وہ خانۂ زندان کہ جہان / دنکو تو دہوپ پڑی رات کو شبنم برسی

برق کسطرح چمک کر ادہر آیا ہی جو تو / ابر شمشیر ہی ای قاتل عالم برسی

خانہ گور ہوا فرقت محبوب مین گم / کیون نہ حسرت در و دیوار سی پیہم برسی

فیض تبدیل طبیعت پہ یہ جا در ہو جای / نور بن جنکے سر تربت پر حاتم برسے

زخم دل اپنی دکھاؤن جو مین بیمار کبھی / خون نہ ری آنکھو لینی ای عیسی مریم برسی

آگ جو دل مین لگی ہی وہ کوئی بجھتی ہی / لاکھہ ابر مژہ دیدۂ پر نم برسے

سال بہر کیا کسی کیفیت کا ہی ماتم منظور / کیون آو ترتا نہین ملبوس محرم تن سے

مین جو کہتا ہون وہی اوس سی یہان کر جاتا / سیکھی پیغام رسانی کسی مخبر سے

سب کچھ کرتی ہین اشارہ یہ مری دیدۂ تر / آ لگا نوح کا طوفان جو کبھی ہم برسے

بادۂ گلگون سے تو ہی چمن آتی ہی ہر چیز بیخودی کو / ساقیا ابر سی کہہ دی کہ چہا چہم برسی

عمر گو جی [illegible] کسی گرچہ ... اسیر / کیا عجب ابر سی پانی [illegible] برسی

کل یہان جو عدم آباد سے آ کے رہے
نہیں معلوم کہ وہ آج کہان جا کے رہے

جب تلک تا نہ رہا فصل بہاری سے چمن
کیسی کیسی نہ ہجوم اہل تماشا کے رہے

آشنا موج کی مانند کنارے سے نہ پہنچے
شکل گرداب ہمین پھیر مین دریا کے رہے

سیکڑون ہست کئے نیست سے پہر نیست سے ہست
کارخانے ہی اللہ تعالی کے رہے

تاک کے ہی کہ ہو صرف تماشا ہے جمال
ایک جلوے مین بجا ہوش نہ موسی کے رہے

ذائقہ موت کا چکھا تو یہہ لذت پائے
کہ ذرا ہمکو نہ پہر یاد نہ دنیا کے رہے

نہ تو وہ تخت نہ وہ تاج نہ لشکر نہ علم
نام باقی فقط اسکندر و دارا کے رہے

دشت مین خاک بگولے نہ اڑاتے ہین کیونکر
چلنے والے نہ ہی نقش کف پا کے رہے

تیرے گیسو ہین وہ پوچھے کہ بدل کر صورت
مدتون شکل عصا ہاتھ مین موسی کے رہے

خانۂ گور ہوا ہمکو جو قسمت نے دی سیج
کیسی آرام سے ہم پاؤن کو پہیلا کے رہے

بندھ گیا اسیکہ اون انکھون کا تصور تا صبح
پھول سینہ پہ مرے نرگس شہلا کے رہے

قدردان کون ہے معشوق کا عاشق کے سوا
سر پہ مجنون کے قدم ناقۂ لیلا کے رہے

بوسۂ لب نے بھی زائل نہ کیا درد جگر
مرض اچھا نہ ہوا پاس مسیحا کے رہے

مرکے بھی خاک پر اک روز نہ برسا پانی
منتظر ہم کرم عالم بالا کے رہے

ایک آفت جو ٹلی دوسری آفت آئی
تا دم مرگ بکھیڑے ہی دنیا کے رہے

جسم سے دم ہوا فرط نقاہت سے اسیر
روح کو بھی سینۂ تنگ مین کہان جا کے رہے

شاعری مین کچھ خطا ہو تو طعنہ فضول ہے
قول امام ہے نہ حدیث رسول ہے

خار اوسکی زمین گلشن جنت کا پھول ہے
سنت ... کی نکتہ سنجی طوطی ببول ہے

مقبول دل ہی یار ندی حسن کی سند
خال سیہ نہین ہی یہہ مہر قبول ہے

کرتا ہی رقص محفل یار و غنا مین کیا
صوفی سی کہہ دو رقص تر ای اصول ہی

دانا ہی تو اگر تو نہ کہانا فریب نفس
رہزن ہی سنگ راہ ہی شیطان ہی غول ہی

گیسو کو اپنی دیکہہ لو تم قصد مختصر
پوچہو نہ داستان شب فرقتکی طول ہی

بیٹہی ہین دہو کی قاصد جانانکی پاؤن ہم
ہمسر قدم رسول کا پائی رسول ہی

کیونکہ بیان ہو اوسکی کرن سہول کی صفت
جسکو خضر ان سی کام نہین وہ سہول ہی

دیکہین گی اب نہ ہم رخ دنیای زشت کو
آنکہون مین آب رحمت حق کا نزول ہی

اٹہ چلا کیا زکر بانی آٹ نہ کے
مزبان سی اوسکی کسکو مجال عدول ہی

کیون جا کی خوان نعمت منعم پہ ہون طفیل
ایسی پلاؤ سی تو قبولی قبول ہے

ای فکر کیا سبب جو سیہ آتا نہین ہی ہاتہہ
مضمون تازہ کیا کوئی گولر کا پہول ہی

پست و بلند کیون نہ زمانہ مین ہون بشر
جو نزد بان ہی وہ صعود و نزول ہی

صد شکر اوسکی سایہ مین پائی جگہہ اسیر
پہل ہین شجر کا خلد ہی اسلام پہول ہی

اوج فلک سفلہ سے بیداد گردنسی
اوڑتا ہی سپیر اور مرید ونکی بیردنسی

گہبراتی ہین سنکر مری نالی شب ہجر
سب اہل محلہ نکل آتی ہین گہرون سی

گردون پہ شفق باغ مین گل کوہ پہ لالہ
آفاق بہرا ہی تری خونین جگرونسی

ہاتہون مین لیی پہرتی ہین کچکول گدائی
برگشتہ ہوا ہی یہہ فلک تاجورونسی

ہی بال سی باریک ہمارا تن لاغر
رشتہ ہی محبت کا جو نازک کمرونسی

لازم ہی کہ خود لیکی چلون اپنا مین نامہ
خاطر کو تشفی نہین ان نامہ برونسی

ہی وادی وحشت سی مرا قصد سوی شہر
کہولین نہ دکانین یہہ کہو شیشہ گرونسی

کہلتا ہی نہین مثل صدف دیدۂ انصاف
ای چرخ یہہ تنگی تجہی عالی گہرون سی

وہ اوس فلک حسن کا کوچہ ہی کہ جس مین
خورشید و قمر چلتی ہین آنکہونسی سرونسی

اس شہر شر انگیز مین کتنی ہی فسادت
امید بپا ہی فسادونسی شرونسے

خونریزہ یکتر دو چار آئینہ بیکار
شمشیر تہمتن کی نہین سکتی سپرونسے

مستان می عشق کی دل ساغر جم ہین
آفاق کی پوچہو خبر ان بیخبرونسی

وحشت مین ہین صورت مردم سی بہی نفرت
ہی قصد کہ بہلائیی دل جانورونسی

دنیا سی گئی جتنی اسیر اہل شرف تہی
باقی نرہا ایک بہی ان نامورونسے

وہ بی نقاب بہی زیر نقاب رہتا ہی
فروغ عارض روشن حجاب رہتا ہے

کسی کی آنکہ سے یہہ دل خراب رہتا ہے
ہماری کعبی مین دور شراب رہتا ہی

تمہاری عارض روشن ہی جہان روشن
کدہر ہی ماہ کہان آفتاب رہتا ہے

رتبہ مرشد مینا سے ہے بیمروت کو
کہ طاق پہ قدح بی شراب رہتا ہی

چلین ثواب کی راہ کیونکر تپاک واعظ
ہمیشہ جان پہ نازل عذاب رہتا ہی

اسیطرح تو وہم ترح ہونگی آنکہین بند
یہی خیال ہمین وقت خواب رہتا ہی

فقیر ہی تری در کا یہہ شاید اسی خسرو حسن
ہمیشہ کاسہ بکف آفتاب رہتا ہی

ہماری رونی سی صحرا نہین فقط دریا
کہ کوہ تا بکمر غرق آب رہتا ہی

ہمارا خیال بہی کیا یار کا مصاحب ہی
کہ گہر مین آٹہ پہر باریاب رہتا ہی

جنہین دلیر مصاحب مین ہو خفا نہ کری
نہ خلق سی نہ خدا سی حجاب رہتا ہی

ادھر وصال وصال اُدھر اُدھر فراق فراق
یہی طرح کا سوال و جواب رہتا ہے

سمند فکر نے ایسا کیا ہے پا برکاب
کہ سر ہی جیب میں پا در رکاب رہتا ہی

جو روی یار کی مشتاق ہی نرالی چشم
کہ روز ابر نہاں آفتاب رہتا ہے

وہ گالی دیتی ہیں بس دیکھتی ہی قاصد کو
زبان پہ میری خط کا جواب رہتا ہی

نئی مزاج میں شوخی نئی دماغ میں بو
بہار رہتی ہی جب تک شباب رہتا ہی

خدا کی یاد ہی لازم کہ ہو درستی دل
مکان بغیر مرمت خراب رہتا ہی

ثبات بحر جہاں میں کہاں ہی سرکش کو
کہ سر اوٹھا کی کوئی دم حباب رہتا ہی

جو بہر فاتحہ دو روز تم نہیں آتے
لحد میں مردوں پہ کیا کیا عذاب رہتا ہی

ہمارا خانۂ دل گر گیا خدا جانے
کہ کس مکان میں اب اضطراب رہتا ہی

حسین ہی آئنہ پیش چشم ایک نہ ایک
نظر میں ماہ نہیں آفتاب رہتا ہی

اسیر دل کا پتا ان کو کیا ہے کہتے ہیں
مجاور لحد بو تراب رہتا ہے

کہاں نہ قطرۂ خون رگ گلو ٹپکی
خدنگ ناز سی جانباز جا بجا ہو ٹپکی

فراق یار میں اشکوں نے ہی عجب لذت
ثمرہ ملا ہی نخل آرزو سے ٹپکی

نئی طرح کی ہی گرمی کہ جا رہتا ہی فلک
عرق کی جا مری جبہہ سی آبرو ٹپکی

اثر شکستہ دلی کا بجای مرگ کی بعد
جو سبزہ بھی خاک لحد سی نکلی سبو ٹپکی

خدنگ یار مری کہیں دل نہ معرکہ مارا
ہزار ہو سخت کمان جنگ جو ٹپکی

عدو دکھا سکے تب عشق کی اثر اولٹا
کہیں چکیدہ اگر کاسنی لہو ٹپکی

مکان گنبد میں کیونکر غریب کی ہم اسیر
جو سقف تنگ ہی چھت میں چار سو ٹپکی

اسید دل نہ بر آئی چمن مین بھی اچھے — ثمر جو نخل سے ٹپکی میان جو ٹپکے
سر شک خون سیہ جاری ہین طفل اشک فروش — جنہین سمجھتا ہی سینہ ورییہ کی تو ٹپکی
جو جنس کر کی نچوڑی وہ اپنے بالونکو — جو قطرہ خاک پہ ٹپکے وہ مشک بو ٹپکی
نگاہ یاس تہ تیغ کر وہ ای بسمل — کہ چشم جوہر شمشیر سی لہو ٹپکے
قسم جنون کی ہی ای طوق خار وانجیر — وہ کر خراش کہ خون رگ گلو ٹپکے
جو سا منا تری عارض کا ہو تو ہو یہ خجل — کہ روی گل تو عرق ہو کی رنگ و بو ٹپکی
اوسی ہی چاہیے ہم رند ہو نہین ظرف شراب — جو ریش شیخ سی پانی دم وضو ٹپکے

نگاہ مہر کری مجھپہ آسمان جو اسیر
یقین ہی دیدہ مریخ سی لہو ٹپکی

خط سیہ اثر خوبیِ حسن جانان ہی — قطار مور صفتِ ماتمِ سلیمان ہی
ولا سیہ قاتلِ نفرت وجود انسان ہی — کہ عمر جیسی سیہ پیدا ہوا گریبان ہی
جنون لشکر کا جدا ہی جنون شہر کا جدا — یہ فصل گل مین وہ فصلِ جنونِ بیابان ہی
شباب کہتی ہین جسکو اوسی قرار کہان — شمیم گل ہی رم آہوی بیابان سے
کلام یار ہی کرتا ہی نامہ بر جو کلام — جو کہہ رہا ہی پیمبر خدا کا فرمان ہے
برنگ شیشہ وہ نازک مزاج ہون ساقی — کہ سنگ نہ چمین مجکو سنگ باران ہی
زبانِ تیغ سے ہمنی سنا ہی یہ مصرع — جہاد نفس کری جو وہ مرد میدان ہی
کسی سے شہر خموشا نہین یہ نہ ہمنے سنا — سنہ جھوٹا ہی گدا کا یہ قصر سلطان ہی
سو ہی یہ مرتے ہین اخفای عشق پہ عاشق — تیغ فراق سے مارا اجل پہ بہتان ہی
جبین یار کی افشان ہی یا وہ جبین مرگ — ہر ایک قطرہ مری خاک پہ چراغان ہی

گذری ہی کوچہ زنجیر مین تو کیا پروا
قدم کی ساتھ یہان مثل کلک میدان ہے

ہماری قتل سی ننگ مین فقط نہین قاتل
کہ زلف جوہر شمشیر تک پریشان ہی

ہماری پلکون سی جھڑتی ہین خاک کلفت دل
یہہ وہ ہی ابر کہ جسکا غبار باران ہی

ہیبت دو نون سی مین پھرتا ہون بکف قاتل
ضرور لی اسی سودا یہہ دست گردان ہے

ہنوگی زخم جگر کی کبھی خلش موقوف
نگہ کی تیغ کا جوہر جو ہوی مژگان ہی

چھپا ہی ہی کوئی چھپتا ہی جوہر باطن
کہ زیر پردۂ فانوس شمع عریان ہی

ہوا یہہ تیز سے ہے گلشن مین آہ بلبل کی
تمام دفتر اوراق گل پریشان ہے

نہ آوینگا تمہی ورنہ کہ تاب خشم نہین
تمہاری چین جبین مجکو چوب دربان ہے

طپان ہی سینہ مین دل جوش گریہ ہوگا ضرور
جو لوٹین خاک پہ طائر دلیل باران ہے

اسیر آئے جو بت دیر مین بلا بھیجین
عزیز شیخ تو سمجھا کہ مسلمان ہی

حریصونکا یہہ مطلب ہی فقط بیمار ہونسی
کہ پانی بھی پئین تو یہہ سمجھا کر چاندی سونیسے

جرائم عفو ہون انسان کی کیونکر نہ رونسی
نجس جامہ جو ہو وہ پاک ہوجاتا ہی دہونسی

بہت مضطر ہی بعد مرگ تنہائی سی دل میرا
نکل آتی کوئی حور ای خدا تربت کی کونسی

مری رونسی کیا جاتی گا اوسکا عقدۂ خاطر
گرہ مضبوط ہوجاتی ہی پانی مین بھگونسی

کری بیناد و تقلید بلکونکی تو کیا حاصل
درم بنتا نہین بنتا تو ان مین زرد ہونسی

بجا ہی گوشۂ تربت مین مردی ہین اگر غافل
سفر کی ماندگی موقوف ہوجاتی ہی سونسی

حریصون سی کہو کیا شکوہ گردونسی [illegible]
[illegible] سا ہوتا ہی کر دونسی

مآل خاکساری ہی اسی چمن مین سربلندی کا
شجر ہوجاتی ہین پیدا زمین مین تخم بونسی

جو عالم صاحب دولت ہو جاے خرفگیری کیا — مزین ہوتی ہین اکثر ورق قرآن کی تنویسی
نمک حیدری کا کیا ہی کسکو کہتی ہین لب شیرین — نہ ہین آگاہ میٹھو سے نہ ہم واقف سلونیسی
بہ رنگ نکہت گل ہم ہین اس گلزار عالم مین — دماغ خلق تازہ ہے مری برباد ہونیسی
خیال موی کمر آتا ہی مین یہ دل فریاد کرتا ہی — کہ جیسی رگ کا کہلتا ہی منہ نشتر چبہونیسی
زمین پر وزن زیر نخل سوتی ہین تری جسنے — غرض کچھ اوڑہنی سے ہی نہ کام انکو بچہونیسی
کہان ہی مجھ سا گریان مثل شبنم آسمان تہہ — زمین سیراب ہوتی ہی مری آنسو ٹپکنیسی
مزہ کوئی ہمین حاصل نہین اس خوان نعمت پر — نہ لب میٹھی ہوے واقف ہین منہ اپنا سلونیسی

آتش سودا جو آئی ہین غضب کی تیز ہی — صبح محشر سے سوا ہی شام شور انگیز ہی
بسکہ ہر مصرع مین اک مضمون درد انگیز ہی — جو غزل ہی مرثیہ کی طرح رقت خیز ہی
بادشاہ عشق سی پائی ہی جاگیر جنون — ہتکڑی ہی ہاتہہ مین اپنی کہ دست آویز ہی
جی اوٹہا مین گو بناکر بات قاصد نی کہی — صدق سی بہتر دروغ مصلحت آمیز ہی
پیتی ہین خون چھپکی کہاتی ہی یہ عاشق کا جگر — چشم جانان بہی عجب بیمار بدپرہیز ہی
محتسب آتا ہی ساقی اب کہان یہ بزم مے — دور آخر ہے پیالہ شیشی کا لبریز ہے
آدمیت اسکو کہتی ہین اوگی مرہم گیاہ — مرگئی پر اپنی خاک گور مرہم خیز ہی
منہ مین جو آتا ہی کہتا ہی زبان رکہتی نہین — قتل پر میری ستمگر کی چہری کیا تیز ہے
تازہ روی دل ٹپکا دیتی ہی اون آنکہونکی پلک — خار مژگان راہ دار شوق کو مہمیز ہی
نقد جان دینی پہ بہی ملتی نہین ہی جنس حسن — آج کل کیا نرخ بازار محبت تیز ہے
دل کی سہندی سب گہڑی چپکی بجائی یار نی — ہم یہہ سمجہی طائر رنگ حنا کی پرنیز ہی

سیر آتش بازی سودا دکھائینگی اوسی
آستین اپنی ہجوم داغ سی گلریز ہے

مردی بھی جی اوٹھتی ہین جا بجا ہونی جنبش تیغ سے ہم
غل مری زنجیر کا بھی شور رستاخیز ہے

شعر مین باندھی ہین مضمون اوس طلائی رنگ کی
ہی بجا گر اس قلمرو کی زمین زر ریز ہے

اب اگر توبہ کرین می سی ہمین مانع نہو
ساقیا ساغر ہماری عمر کا لبریز ہے

ناف وا ہو سی بچی کیا جان اوس دریای حسن
موج شور انگیز ہی گرداب آفت خیز ہے

ہون قریب المرگ ساقی اب تو دی جام شراب
ہو مرض مہلک تو پھر کیا حاجت پرہیز ہے

کرتی ہین دہقان عبث گہبرا کی باران کی دعا
آنسوؤنکی میری آنکھون سی روان کاریز ہے

شکر ہے اوس لعل میگون کا ملا بوسہ اسیر
بادۂ مقصود سے جام آرزو لبریز ہے

پیش نظر ہین گال کسی گلعذار کی
آنکھون کو دن خدا نے دکھائی بہار کے

ہم وحشت گزشتی ہین مژگان یار کی
جنگلا بناؤ گرد ہماری مزار کے

مطلب کسی کی عیب سے کیا ہین ہنر پسند
چنتے ہین پہول ہم شجر خاردار کے

سینے پہ ایک پردہ نشین کی شبیہ ہے
آئین جو قبر مین تو فرشتے پکار کے

کیا کام نیک و بد سے کہ مانند آئینہ
اپنی تو ایک بات ہی منہ پر ہزار کے

عریان تنی کا شوق لحد مین بھی ہے ہمی
کوٹے مین رکہدیا ہی کفن کو اوتار کی

ہون وہ خدا پرست پکارین صمد صمد
ترشین اگر صنم مرے سنگ مزار کے

ساقی وہ مست ہون مجھی اتنی نہین خبر
کب آئی کب چمن سی گئی دن بہار کے

دولت کو کچھ قرار نہ وقفہ شباب کو
جہونکی ہین غافلو یہ نسیم بہار کے

اوس گل کی جوش حسن نے ہو دی ہی پانچ شاخ
بستان گلی مین تازہ رہی پہول ہار کے

لائین زبان پہ شکوہ شکار افگنوں کا کیا
تو دہ لاغری سے ہم نہیں قابل شکار کے

سمجھے جوانی موی سپہ ہوگئی سفید
نیرنگ ہین یہ قدرت پروردگار کے

یہ عدہ یہ سحاب نہین زیر آسمان
روتا ہے کوئی میری طرح سے پکار کے

آتی ہی سیکدی مین گیا خشم محتسب
شیشے مین سے سنبد کیا جن اوتار کے

زندان سی چھوٹتا ہی جو قیدی کوئی اسیر
پھرتا ہے آکی گرد ہمارے مزار کے

زندون سی مردے کچھ نہین کہتی پکار کے
کیا جانے کیا گذرتی ہی پیچھے مزار کے

بیمار ہے جو عشق مین گیسوی یار کے
راتونکو درد پیٹ مین رہتا ہی مار کے

عیار تہا عجب زلیخا کا جذب عشق
کنعان سی ماہ مصر کو لایا ابھار کے

کیونکر خمبر قیس مین ہوتین نہ شور شین
خدی سے تہے کچھ شریک ہماری غبار کے

سودا امر کیا نہ کسے روز سال بھر
ابکی تمام سال رہی دن بہار کے

آخر مآل عجز سے ہے تیرے غرور کا
ای باغبان خزان بہی ہی پیچھے بہار کے

عاشق کا دل جو اور جلاتا ہی آپ کو
مہندی لگاکی باندھیی ہتی چنار کے

مردون سے زندگی مین یہ ہیں نہیں ہیں کم
جب دیکھیے سوار ہین کاندھی پہ چار کے

وہ صاف اعتقاد ہین ساقی شراب کیا
پانی بہی ہم پئین تو سر خم پہ وار کے

کیونکر نہ سوز غم سی مسلمان کا دل جلے
دیتی ہین برہمن کو وہ صدقہ اوتار کے

کہتے تھے ہجر مین پیتا نہین مژہ
قطرے لہو کی ہین مجھے دانہ انار کے

بین کاہ سے سبک ہوئی کوہسار گرین
صدمے اوٹھین گی کس سے غم انتظار کے

پستان یار سے نہین ممکن مقابلہ
کہتی ہین ہیر جانت ہوئی ہین انار کی

عریاں تن [illegible] کا لگ [illegible] گیا [illegible] شور عدم
دیکھیں کہ اب کی آتی ہیں [illegible] یا نہیں

جاتا ہی جو وہ جامۂ ہستی اوتار کے
رخصت ہوی ہیں ہاتھ پہ وہ ہاتھ مار کے

نقاش اسیر ہم جہاں سے گذر گئی
باقی ہیں نقش خامۂ معنی نگار کے

آئی بہار [illegible] رائگاں ہوئی
توبہ مری حضرت پیر مغاں ہوئی

مطلق حضور یار نہ گویا زباں ہوئے
وہ چشم سرمگیں ہمیں مہرباں ہوئے

اسطرح کھنچ گئی ہیں ہی تیوریں پہ [illegible]
جس طرح پیر ہو کے زلیخا جواں ہوئے

ہے سرکشی عدو کی لیے ضرور
کیوں اسقدر کھچی کہ کبادہ کماں ہوئے

دیکھا نہ غیر نور سے بیٹھے عمر بھر
رحلت مری جہاں سے شب [illegible] سیاں ہوئے

کیسی ہماری آہ نے کی ہی دشمنی
چڑھنے لگی جو تپ [illegible] نردباں ہوئے

دم بھر میں تیغ [illegible] مشرق و مغرب میں کر دیا
شمشیر یار کی [illegible] کہکشاں ہوئی

نکلا جو یار سیر شب ماہتاب کو
پرتو سے ماہتاب کی چادر کتاں ہوئے

مثل [illegible] ماہتاب سے [illegible] منفعل
دولت جو مل گئی تھی عبث رائگاں ہوئے

گندم نما نصیب لگی [illegible]
تشنہ لبی کو وہ سنگ فساں ہوئے

صبح شب وصال مرا دم نکل گیا
لبیک مرگ مجکو صدای اذاں ہوئے

کیسے [illegible] اسیر [illegible] ہیں [illegible]
معلوم ہی نہیں کہ قیامت کہاں ہوئے

یا سادہ [illegible] خشک
جو موج آب تھی رگ سنگ گراں ہوئی

کلفت [illegible] خیال دوست
شیشہ ہوا جو صاف پری میہماں ہوئے

منظور وصف دست حنائی تو تھا ہمیں
پہ کیا کریں کہ لال ہماری زباں ہوئے

دیکھا جو رو ہی سرخ ہرا زرد ہو گیا
باد بہار صبحکو جو آئی خزان ہوئے

رکھا جو ہمنے دُور مری بحر اشک سی
نکلے ہمارے ہی بادبان کیا طپان ہوئے [?]

زینت نی اوسکی اور کیا ہمکو لٹگا
تحریر سرمہ تیز نگہہ کو کمان ہوئے

دینار داغ دل مین مری جسقدر ہیں
اوتنی ہی جنس حسن ہماری گران ہوئے

صبح شب وصال جلا وہ صنم اسیر
ہمنے خدا کو یاد کیا جب اذان ہوئی

کم نہین کمری سی ہمکو بھی دیوار کے
سیر گلشن سے کیا کرتے ہیں ہم یار کے

دل بکا دیتی ہی الفت ابروی خمدار کی
امر آسان کچھ نہین ہی آنچ ہی تلوار کی

ہون وہ زخمی خوش نہ آیا مجکو قاتل کا حجاب
پٹیان آنکہون پہ باندہی زخم پہلدار کی [?]

آبلی ہین کفش پا درکار کیا جشتین کفش
ہوہی سر دستار ہین حاجت نہین رفتار کی [?]

آفتاب صبحکو دیکھو نہو زینت پسند
گل سی جاتی ہی پریشانی کوئی دستار کی

یاد گیسو مین دباتی ہی سیاہی شام سے
شب بسر ہوتی ہی مشکل تیرے بیمار کی

کیون نہ قیمت سیر یاد آئی مجھی قبر مین ہوت
جادہ راہ عدم تہی سیر روش گلزار کی

ہی جو مژگان کی محبت مین گرفتار مرض
ہو گئی ہی نبض منشاری تری بیمار کی

کیون نہ دیکھون مر رہا جا کر حسینونکا جمال
نور آنکھون مین ہی طاقت پاؤن مین رفتار کی

خط کا طوطی بولتا ہی اب کہان وہ آب و تاب
کھل گئی قلعی ترے آئینہ رخسار کی

بوی گل تعلیم کرتی ہی یہہ مجکو باغ مین
چاک کر پیراہن تن راہ لی گلزار کی

ہم پس دیوار اوسی ہر وقت نظارہ نصیب
واہ ری تقدیر چشم روزن دیوار کی

مرگئی پر قید محنت سی نہ نکلا کوہکن
ہو گئی زنجیر پا چوٹی اوسی کہسار کی

دیدۂ تر کا ہمارے ہو گیا جب سامنا
کھل گئی ساری حقیقت ابر دریا بار کی

سانپ بنکر کیا سما جاتا ہے اوسمین عکس زلف
آرسی ہی ہاتھ مین اوسکی کہ پانی مار کے

وصف ابرو مین جو لکھتا ہون صفائے تیغ تیز
قط نہین میری قلم پر پارہ ہے تلوار کی

چھوڑ کر تجکو ہوا جو تابع فرمان غیر
راہ لی مسجد سے گویا خانۂ خمار کی

خون کی میرے اگر پیاسی نہین ہے اے اسیر
منہ سے باہر کیون نکل آئی زبان تلوار کی

یار آیا ہم نہ اوٹھے جانفشانی کے لیے
مر گئے دل کیونکہ نہ تڑپی زندگانی کے لیے

مرتبہ سے ہے وصف زلف یار جانیکے لیے
سے ہے شب معراج لازم اس کہانی کے لیے

دل جلا کر کس سے آنسو بہانا کیا ضرور
دوڑتی ہو کیون لگا کر آگ پانی کے لیے

گرم کی جس خوبصورت نے کچہری حسن کے
لگگیا فرد نظر کو مین نشانی کے لیے

خرمی ہو لاکھ پر سینہ مین ہنسی آتی نہین
حیف مین ہی دل کھولکر رونا جوانی کے لیے

کیون نکرتا ہمکو وہ بہر ظہور صنع خلق
لفظ تھے درکار تفہیم معانی کے لیے

پہول سا رخسار سنبل سے نہین ہے کیلف
ہے خزان اک دن بہار زندگانی کے لیے

طالب دیدار ترسین کبتلک دیدار کو
انتہا بھی ہے تمہاری لن ترانی کے لیے

بعد مدت تیری گھر مہمان ہوا ہون ماہ شر
ذبح کر ساقی بط مے میہمانی کے لیے

ساقیا ہر شب بلایا کر مجھے تھوڑی سی مے
چاہیے روغن چراغ زندگانی کے لیے

خنجر خونریز دشمن سے نہین کچھ ہمکو خوف
موت کافی ہے بشر کی پاسبانی کے لیے

آئینہ سے جام ہے جمشید و اسکندر نہین
جمع اسباب جہان کس زندگانی کے لیے

بال سے بھی ہو چکا باریک یہ جسم زار
انتہا بھی ہے الٰہی ناتوانی کے لیے

راہ ظلمت مین مبارک ہو مشقت خضر کو
کون مرنے جاے آب زندگانی کی لیے

کس گلِ رخسار کا کشتہ تھا مین جو بعد مرگ
بلبلین آتی ہین لحد پہ نوحہ خوانی کی لیے

کیون درِ زندان پہ دربان بٹھاتی ہین اسیر
کم نہین ہی ضعف اپنا پاسبانی کی لیے

غیرون پہ شب حضور کی کیا کیا کرم ہوئے
اچھا ہوا کہ آپ کی محفل مین ہم نہ تھے

ذرہ بھی خدا نے کیا تمکو آفتاب
رونق فزود آپ کہان تھی کہ ہم نہ تھے

خرمن پہ میری برق نی ناحق کرم کیا
شعلے جگر کی آگ لگانے کو کم نہ تھے

دفتر تمہاری فیض کا ہوتا تھا جب تمام
دونو جہان مین تم شگافِ قلم نہ تھے

طاؤس و کبک لاکھ چلی اوسکی چال پہ
دیکھا تو دو قدم بھی قدم بہ قدم نہ تھے

تقسیم غم مین کوئی ہماری سوا نہ تھا
بیٹھا تھا جب سرور زمانہ مین ہم نہ تھے

انسان جیتی سی جو ڈرتی ہین اسقدر
گویا کبھی یہہ ساکن ملک عدم نہ تھے

کیونکر کہون کہ گھر سی وہ نکلی تھی وقتِ شب
دیکھا جو صبح کو یہین نقشِ قدم نہ تھے

کیا رعب حسن بھی ملک الموت تھا کوئی
جبتک حضور یار رہی زندہ نہین ہم نہ تھے

گلشن مین جا کی غور سی دیکھ آئی ہوشیار
سنبل مین تیری گیسوونکی پیچ و خم نہ تھے

پوجا برہمنون نی بتون کو غضب کیا
قابل یہہ پوجنے کے خدا کی قسم نہ تھے

داغِ الم مین سجے تھی کیون اوہ دیکھتے
تیری فقیر صاحب تاج و علم نہ تھے

کانٹون نی ہم سے کس لیے کہولی زبان طعن
خالی تو آبلو سے ہماری قدم نہ تھے

آئے جو تم مزار پہ میرا بھلا کیے
ایسے عنایتون کے سزاوار ہم نہ تھے

نامے کو اوسنے چاک کیا کس غرور سے
مضمون شکایتونکی تو قاصد رقم نہ تھے

کیونکر مسافران عدم آگی بڑھ گئی
پیچھے کسی ہی راہ مین اپنی قدم تھے

وارِ جہان مین تپ سی چلی آئی ہم اسیر
بیدار سے اکنان دیارِ عدم سے تھے

جان تن کی بجانب فنا جلتی ہے
کونسی شی ہی جو زنار فنا جلتی ہے

کہو خورشید قیامت سی کہ یہ جلد غروب
دیر گذری ہی کہ سب خلق خدا جلتی ہی

جیلی گل کہانیکو تم غیر کو دیتی ہو تو دو
جسکو جلنا ہی بلی میری بلا جلتی ہی

یون ہماری دل صد چاک مین ہی داغ الم
جسطرح شمع مزار شہدا جلتی ہے

منہ لگایا مری جلتی ہوئی ہڈی کو مگر
صورتِ شمع جو منقار ہما جلتی ہے

غیر نے مجکو جلایا تہا یہ اوسکی ہی سزا
گور کافر کے جو تم سے سوا جلتی ہی

میری عریانی کا باعث نہ جنون مین پوچھو
تن مین آگ ایسی حرارت کہ قبا جلتی ہے

گرمیان اتنی ہی ای آتشِ یاقوت نگر
تیرے گرمی سی گلیم فقرا جلتی ہے

تپِ فرقت ہی مری ظاہر و باطن مین اسیر
جسم جلتا ہی جدا جان جدا جلتی ہی

رونق افزا آج محفل مین محبت پارہ ہی
شمع ساں جسکا گریبان نور کا فوارہ ہے

ولہی وحشت مین کب ہمسا کوئی آوارہ ہے
داغ سودا سرِ اپنی کوکب سیارہ ہے

رہنے دیتی ہی کسی کو گھر مین کب بادِ بہار
نالۂ زنجیر بوئی گل وطن آوارہ ہے

یار جاتا ہے گہر اپنی ہم سوی ملکِ عدم
صبح کی نوبت ہماری کوچ کا نقارہ ہے

ادبیدہ گونگ جاکی لاتا ہی خبر کیا جلد جلد
کیا اسیر ایک تصور اوسکا نامہ کا رہ ہی

سرگئی ... پہی ہی اشک فشانیکا جوش
جو ستارہ مقبری کا ہی وہ اک فوارہ ہے

میکشی ... انہ کی ساقی کو جرمانہ ... با
منزل ہستی مین آنا اور جانا ایک ہے

کیا بیان ہو ہجر ساقی مین وفور جوش غم
دل جلاتا ہے مرا برسات مین سوز فراق

ہے یہہ تیری دید کا سودا کہ ... شعاع
باعث غم ہجر مین ہی بسکہ سامان نشاط

طفل جو پیدا ہوا ہے اوسکو آخر ہے فنا
شاہد بازاری وہ پردہ نشین دونون ہین ایک

سرنگون رہتی نہین ہین یہہ تواضع کی سبب
قافلہ پہولون کا راہی ہی عدم کو باغ سے

کسنے یہہ دیبی دکہایا عارض گلگون مین

حسرت لازم قضا ہی ... کا نقارہ ہی
روز مولد شادیانہ کر ... نقارہ ہے

شیشہ مثل حلق بسمل خون کا فوارہ ہی
شب کو جو جگنو چمکتا ہے وہ آتشپارہ ہے

نارہ تارا ہی مہر میرا دامن نظارہ ہے
ذرہ ذرہ پہولون کا نظر مین خار کا پشتارہ ہے

گل رہی ہوگا جنازہ آج جو گہوارہ ہے
فرق اتنا ہے کہ یہہ ثابت ہی وہ سیارہ ہے

معصیت کا سر سرا اہل زہد کی پشتارہ ہے
غنچۂ گل کا چمکنا کوچ کا نقارہ ہے

دامن گلچین ہمارا دامن نظارہ ہے

بدلے قاصد کے کسی مزدور کو ڈہونڈو اسیر
خط شوق ایسا ہے طولانی کہ اک پشتارہ ہے

میکدہ باغ دلکشا ہے مجھے
غیر کا رنج بیستا ہے مجھے

صورت جادہ فرش راہ ہون مین
چاہتا ہون چلو نہ تم سر راہ

داغ اشک ہون مین زیر فلک
باغ شیشہ کان کیون نہ دین

جام جام جہان نما ہے مجھے
کف افسوس آسیا ہی مجھے

پائے مالی کا کچہ مزا ہے مجھے
غیرت چشم نقش پا ہے مجھے

گردش چشم آسیا ہے مجھے
قلقل آواز آشنا ہے مجھے

ہمیں کیا تنگ کیا ہجر نے دن لیکن — کیا کرون منہ یہ آ دکہا ہی مجھے

تقصیر مین اسیکہ جسم زار ہی جنون — کیسی پیچ و تاب بوریا ہی مجھے

نامہ شہان سے اسی دن ہی تو تیغ — راست بازی مری بلا ہی مجھے

حشر کی دن کرینگے کیا عصیان — تیری رحمت کا آسرا ہے مجھے

تو نہ دیکھے صنم تو کیا پروا — میرا اللہ دیکھتا ہے مجھے

دل مین حب علی و احمد ہے — یہہ سہارا یہ آسرا ہی مجھے

معتقد مرتضی کا ہون مین اسیر
اور مطلب کسی سے کیا ہے مجھے

کون کہتا ہے وہ اسجدہ زار کی مسجود ہی — ہوش قائم ہین علامت آجتک محمود ہے

جو عدو اسکا ہے شیطان کی طرح مردود ہے — خاک ہے انسان ملائک کا مگر مسجود ہے

خلقت آفاق سے حاصل فقط ہی تیری ذات — علت غائے علل مین جس طرح مقصود ہے

ظاہری لذت ہی باطن مین ہی مرگ سمیت — نعمت دنیا ئی دون حلوای زہر آلود ہے

کبر چھوڑو سرکشی اچھی نہین ای اہل کبر — ذوق پیشہ اک دن مغز سر نمرود ہے

میہمان ہے غم تو حاضر ہین دل و جان و جگر — کیا تامل کی جگہہ ہی آدمی مین جو موجود ہے

جلوہ گر ہوتی ہے یہہ جب دم وہ اوڑجاتی ہی صاف — اک دولت ہی سیاہی بخت کی بارود ہے

منکر توحید معتقد ہ دولت مین ہی کون — سوالعت لکہین تو اونکی ایک ہی مقصود ہے

دم شرعت حق فی دنی مین اوسکی مسعود ہے — حسن مین یوسف تو ش [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

تو خطوں نے کام کیا رخسار سادہ ہی چند
ہیں تو ہوں اوس شمع کا پروانہ جو بے دود ہے

جو مجھکو خلق خدا سے رتبۂ عالی ملے
ختم ہوں اب حرم میں اسلیے مسجود ہے

وصل شیریں کا ہی مشکل تیشہ تو ڈالی کوہکن
کب تلک خارا تراشی دردِ سر بیہودہ ہے

سائلوں کو دی اسی میں خیر ہی کہ خیاتی بخیل
جسکو تو نقصان سمجھتا ہی وہی بہبود ہے

چشم بلبل میں سیری ہیں اشک کیسے ان ای باغبان
آتش گل ہر چمن میں آتش بیدود ہے

بے تماشائی حقیقت کا سبب سیر مجاز
سبزۂ نوخیز خضر منزل مقصود ہے

بدسرشتو سے نہ ہو نفرت کیوں نہ ہمکو ای اسیر
پیر و شیطان سے ہے جو اللہ کا مردود ہے

ہوس نظارے کی اپنی دل حزیں میں رہے
نگاہ آنکھ سے نکلے تو دوربیں میں رہے

ہمیشہ روح تلاش رخ حسیں میں رہے
کبھی سمن کبھی بو نیکی یاسمیں میں رہے

لحد میں سوئی حسینوں کی لیکی تصویریں
پری یہ خلوتی نہ خالی بغل زمیں میں رہے

کیا نہ کب ہدف ناوک ستم مجھکو
کمان چرخ ہمیشہ مری کمیں میں رہے

جو ناز سینہ پر آوسکو تو اسکو ساعد ہے
ہمیشہ بحث گریبان و آستیں میں رہے

ملے کسی کو فراغت نہ آسمان کی تلے
یہ مثل دولت ممسک نہاں زمیں میں رہے

یہ ہم نے صاف کیا اپنے دل کا آئینہ
کہ وہم بزم حسیناں مہ جبیں میں رہے

کہو خدا کے لیے ہاں کہاں تلک آنکھ اس
شب وصال بہت کم ہمیں نہیں میں رہے

جہان کو قتل کیا تیغ بے نیام کی طرح
اگرچہ ساعد محبوب آستیں میں رہے

فلک کو توڑ کے پہنچے کبھی نہ عرش پر آہ
صدا لپیٹ کی اسی گنبد بریں میں رہے

شب وصال مری حق میں ہو گئی عجب
بغل میں تیغ تھی میری اوسکے آستیں میں رہے

ہم ... کے حلقۂ گیسو کو ہاتھ سے تو چھوا
بلا سی گردن اگر طوق آہنین مین ہے

برنگ آئینۂ دل صاف کہہ جو موسن ہے
صفا کا لطف ہے کیا جب اگر یمین مین ہے

جہان کہ بیٹھ کے ہم روے ایک ساعت بہی
ہزار دہوپ پڑے پر تری زمین مین ہے

ظہور خط ہو تو کیا بوسہ لین ہم اوس لب کا
شمول ہر سے لذت نہ انگبین مین رہے

پہ شانۂ دل صد چاک سے کیا سیدہا
شکن ذرا بہی نہ اوس زلف عنبرین مین رہے

اسیر خانۂ غیر اب کہان قدم رکہے
کسی طرح کی نہ گنجائش اس زمین مین رہے

غنچہ سان جیب سے ظاہر غم پنہانی ہے
عین جمعیت خاطر مین پریشانی ہے

شان ہستی سے عیان شوکت سلطانی ہے
کشتی بادہ مجہے تخت سلیمانی ہے

تاب و یارا ہے کس آنکہ کو امہر جمال
لاکہہ پوشش کے برابر تری عریانی ہے

چرخ رکہتا ہے حسینونکو بہی پابند بلا
آنکہین بیمار ہین زلفونکو پریشانی ہے

شب کو ہے ساتہہ ترے شیر بہو مشعلچی
جانتا ہون کہ یہی غول بیابانی ہے

جوش باران ہوا وحشی نہین جامی خطر
وہ گدا ہون مہر ہی کملی مجہے بارانی ہے

اے ہما دیکہہ نہ آتا مری ہڈی کی طرف
مجکو منظور سگ یار کی مہمانی ہے

حق نے پیدا جو پیمبر کو کیا بے سایہ
یہہ اشارہ ہے کہ محبوب یہہ لاثانی ہے

کہینچتا ہے جو یہہ تصویر خیالی اوسکے
کیا مرا کلک تصور قلم مانی ہے

جیسے دل گیسو سے جانا نہین گرفتار ہوا
کیا کہون کیا مرے خاطر کو پریشانی ہے

زنگ پا کا نگوارہ مین بہی وحشت کا اثر
جس عدالت کا مین ناظر ہون وہ دیوانی ہے

اوس ... کا ہے تصور جو دم گریہ مجہے
سلسلہ اشک کا تسبیح سلیمانی ہے

[illegible]

اہل دنیا کی وہ ہین کام کہ کافر نکرے
اس شقاوت پہ بھی دعوی مسلمانی ہے

صبح سے شام نہین شام ہی تو صبح نہین
اس دو رنگی سے ہے ظاہر کہ جہان فانی ہے

بد نما ہے جو نہو حلقۂ خاتم مین نگین
داغ سجدہ اوسے لازم ہی جو پیشانی ہے

لوٹنے کو مجھے آؤ گی تو کیا پاؤ گی
رہزنون پاس مرے جامۂ عریانی ہے

اے شکرلب ہی تری سامنی یون شاخ نبات
جس طرح نیشکر خام کا رس پانی ہے

ہمہ تن آئنہ ہون محفل عالم مین اسیر
جبسی دیکھا ہے اوسے عالم حیرانی ہے

قسمت دکھائے دیکھیے کب دن وصال کے
امیدوار ہین کرم ذو الجلال کے

اٹھی مزے نہ بیکری سے وصال کی
پچتائے ہم کمر مین تری ہاتھ ڈال کے

لاکھون نہ ہے داغ دل سنے دیے ہین ملال کے
کیا تنگ ہون بغل مین ہین دشمنکو پال کے

صیاد کا بڑا ہی یہ بلبل کو اشتیاق
بیٹھی ہے آشیانے سے گردن نکال کے

پہلو مین غیر کے جو وہ بیٹھی اوٹھا یہ درد
ہاتھون سے رکھ لیا مین کلیجہ سنبھال کے

بالون مین اوسکے مانگ جو دیکھی تو یقین
رکھدے کسینے تیغ سپر پر نکال کے

یارب ہون ختم ہجر کی راتین اوسطرح
جس طرح جلد جلد کٹی دن وصال کے

سمجھے ہین جنکو گوہر نایاب جوہرے
قطرے ہین کچھ مرے عرق انفعال کے

گلگشت بوستان اجل جنکو ہے پسند
ہنستے ہین شکل زخم لہو منہ سی ڈال کے

قسمت تو دیکھتا کہ ملا نامہ بھی جواب
تجا لی لفافہ اوسکو دیا خط نکال کے

منہ سی کوئی جا کی یہ کہدی کہ ہم نہین
نظارہ باز حسن عدیم المثال کے

دیتا ہے رشت سوئے عدم لیچل الجنون
غم سے او نہین گے ہم سی نہ اس سبزہ زار کے

جاکر فلک پہ کوکب سیار بن گئے
ذرے جو کچہ اوڑے مری گرد ملال کے

ماتند غنچہ حبس نفس سے ہے زند کے
پہنچاون گا صدا مین دہن سے نکال کے

ساقی عجب نہین جو بط بادہ اوڑ چلے
پائے ہین پاون کبک کی پر بسنتی لال کے

اے قیس جتنے خار ہین تولی ہین برچھیان
رکہنا قدم کو دشت جنون مین سنبھال کے

پلسے صدف کی طرح جو سائل در مراد
لازم ہے یہہ کہ بند کرے لب سوال کے

بخشتا ہے کوئی سا تہہ امیر و فقیر کا
دیکھے نہین گلیم مین پیوند شال کے

لیلی کے پاس قیس نے بہیجا جو دیکہی خط
پر لگ گئے بہ رنگ کبوتر غزال کے

کیا پہنچین عاشقونکو تیری قیس و کوہکن
گذرے ہوے وہ ذکر یہہ قصّے ہین حال کے

ممکن نہین کہ آ کی نہ پہنچائے مرغ غم
سوراخ میرے سینے کی حلقی ہین جال کے

پہر نثار زلف منگائے نہ آپ نے
مٹی دھرے دھرے ہوئی نافی غزال کے

یون جرم دور کرتے ہے حب علی اسیر
جیسے ہوا سے جہڑتے ہین پتی نہال کے

جبین کے سامنے پتہر کی سجدہ گاہ رہے
خدا کے سجدے مین بہی کچہ تو فرق راہ رہے

کہلے جو آنکہ دم صبح دیکہیے قدیار
بلند چاہیے انسان کے نگاہ رہے

جو دون کو تخت پہ بیٹہی تو خاک پر شب کو
سبطاہ حال کہ راضی گدا و شاہ رہے

تمام عمر ہنوز نہین ہوئی بسر اپنے
ہزار شکر گناہ و اقف گناہ رہے

[illegible] نہین ہم کہاں [illegible]
ہمین سے راہ رہے یا انہین سے راہ رہے

[illegible]
[illegible] بہی ملاقات گاہ نگاہ رہے

یہہ خون دیدہ و خون جگر کی خواہش ہے
زمین سرخ رہے آسمان سیاہ رہے

جو کوئی سامنے آیا مریض عشق ہوا
فروغ حسن سے تم شمع بیگناہ رہے

خبر سنی جو مرے مرگ کی تو بن کیا
خدا کے سایہ میں یہ حضرت پناہ رہے

جو آج حشر میں کہتے ہیں خون نا حق سے
تمام عمر مرے ساتھہ یہہ گواہ رہے

نگاہ میں کیوں نہ ہوئی یار سے تمہاری باریک
جو آفتاب نہ نکلے تو دن سیاہ رہے

رہو نہ جیسے جیسا حفظ ہو اگر منظور
چراغ حسن تہ دامن نگاہ رہے

ہوا شرف یہ میسر تمہاری جلوے سے
مکان کے گرد شب روز مہر و ماہ رہے

بغیر ساقی کوثر ہو پار کیا بیڑا
بھنور میں کشتی بے ناخدا تباہ رہے

سمجھ کی کیا در دولت سی نکلواہ ہوا
تمہیں کہو کہ کہاں جا کے خیر خواہ رہے

ہوئی حصول جو دولت فقط امیر ہوئے
گدا جہان میں ہم جب تلک تہی شاہ رہے

دکھائے بخت نے جب تک نہ منزل مقصود
ہزار طرح کے گیسو کے میان ماہ رہے

یہہ لاغری کی ہے خواہش کہ جسم زار مرا
نگاہ سے بھی نہاں صورت نگاہ رہے

یہہ شکل شمع تقاضای سوز دل ہی اسیر
دراز عمر سے بھی بڑہ کے مدآہ رہے

کے

حق یہ اپنی تو تمہیں ہیں دو نالۂ دل کے
نکیرین آ گئی ہیں فرشتے چاہ بابل کے

رہیں گے چپ جو محشر میں وہاں تم تجاہل کے
گواہی خون کی رنگینی حنائی ہاتھہ قاتل کی

گلستان جہاں میں یون بہار زندگی گذری
ہنسی مانند گل کھا کھا کی جیبکی تیغ قاتل کے

ہوئی ہے زندگی مشکل فقط اس خلد جیسی
نہ دل کہنے میں ہے اپنے نہ ہم کہنے میں ہیں دل کے

قریب المرگ ہیں ہم اب کہاں ہے عشق جو آئی
پریشان ہو گئی ساتھی جو پہنچے پاس منزل کے

کیا ہی قتل کس مقتول کو عسکی یہ شادی ہے
کہ نوبت بج رہی ہی آج دروازی پہ قاتل کی

وہ وحشی ہون مجھی ہر گام جکڑا دشت وحشت نے
بنی زنجیر کی کڑیان سمٹ کر کوس منزل کی

غبار کلفت خاطر نکے گر یہ ہی ایسا
مری اشکون کی قطری ہی ہین ذری یک بسمل کے

بندھا ہی نقش ہین ایسا عب تیری تیغ کا قاتل
فرشتے بہاگ نکلی کو دکرشا نونسی بسمل کی

نظر چشم حقارت سے نہ کر زنہار اسی زاہد
نقیب الاولیا ہین خضر ہم مستونکی محفل کی

روان آہستہ کرناقی کو اپنی نجد ہین لیلی
جنازہ قیس کا آتا ہی پیچھی پیچھی منزل کے

نشان دینا ہمین مشکل ہی کیا دیوان محشر مین
کہ فرد دل پہ خط وخال لکہہ کی ہین قاتل کی

عجب احوال ہی فرقت مین تیری بیقرارون کا
کہ اون کے دست و پا بھی بال تو ہین نیم بسمل کے

بنائی آئینے لیجا کے ان آئینہ سازون نے
گری تہی آنسو ونکی ساتہہ جو ٹکری مری دل کے

کیا کشتہ او سہی چشم محبت سی حسی دیکہا
تری میٹھی نظر مین خاصی ہین زہر قاتل کی

تفاوت محتاج ہو اخو دمال و دولت اوسی کیا ہاتھین
ملے سائل کو کیا جائی جو در پہ ازہی سائل کے

ظہور حسد سے ہادی اکی ہو زمانی مین
ورایمان کہلین او سہ جائین سب ہی حق و باطل کے

ہوا ہے جوش بحر گریہ دندا نمین اسیر ایسا
کہ حلقے حلقہ گرداب ہین طوق وسلاسل کی

علاج مرگ ہوا مجکو دور بینی سے
جرمی تین کی بو آئے جو تپ پہ سینے سے

دہان یار کا مضمون بندہ گیا لیکن
ہزار فکر ہرے وقت آفرینی سے

جو تیرے در پہ جگہہ پائین پاؤن کہتی گئے
اوٹھائین ہاتہہ مسیحا فلک نشینی سے

فروغ رخ دمی کتابی نی کر دیا اندھا
خلل نگاہ مین آیا کتابی بینی سے

شکم ہے یار کا چلنی سی ہی کہین شفاف
کمر کی بال کو نسبت ہی سو ہی چینی سے

غزل مین کوئی تو مضمون چاہیے عالی
باندھے ہے رنج النسا کی شان بینی سے

جنون نے دل مرا توڑا ہنسا کیے دیندار
کسی نے درد بٹایا نہ درد دینی سے

برنگ آئینہ یکسان نظر مین ہین بد و نیک
کسی سے کام نہین کچھ صفا گزینی سے

اساتذہ سے جو پہنچا ہے اسکو فیض کلام
اسیر صاحب خرمن ہے خوشہ چینی سے

باوفا بیوفا نہین ہوتے
حرف مدغم جدا نہین ہوتے

کیا گلہ کیجے جو غیر ہے غیر
آشنا آشنا نہین ہوتے

باغ مین آئے فصل گل تو کیا
دام سے ہم رہا نہین ہوتے

دو موافق نیام سان ہو جو ایک
تیغ سی بھی جدا نہین ہوتے

تیری عاشق ہین سب ہی مستغنی
طالب ماسوا نہین ہوتے

ہے بجا گوشہ گیری عنقا
نامور خود نما نہین ہوتے

ضعف سی شل ہین دست و پا دونون
ہمسے بیدست و پا نہین ہوتے

لاکھ زیبا عروس دولت ہو
متوجہ گدا نہین ہوتے

میرے تغییر حال پر نہ ہنسو
سانحے ایسے کیا نہین ہوتے

کام کسدن بگاڑتے نہین غیر
کب وہ ہم پر خفا نہین ہوتے

شیخ صاحب تمہارا کیا کہنا
ایسے خاص خدا نہین ہوتے

پنج وقتہ نماز پڑھتے ہو
کبھی روزے قضا نہین ہوتے

سنتے ہین آپکے محلے مین
جمع کب مہ لقا نہین ہوتے

پھر تو کہیے کہ اونکی صحبت مین
آپ ہوتے ہین یا نہین ہوتے

لکھنؤ مین ہو کیون خراب اسیر
راہ سے کربلا نہین ہوتے

ہو گئے ہین اب تو قیدی عالم ایجاد کے
دیکھئے کیونکر گذرتے ہین یہ دن میعاد کے

قید ہو کر ایسے راتو نکو سنائی داستان
چار و ن مین ہم مصاحب ہو گئے صیاد کے

ہنگامہ میرے دیکھنے والے ہی میری جان کے
کان یہ میری سننے والے ہین مرے فریاد کے

دیکھیے لڑتی ہی کسکی کسکی آئی ہی اجل
مجرمونکی صف کھڑی ہی سامنی جلاد کے

ابکی قسمت سے ہی اگر مجکو اسیری سی نجات
دام کیسا مین نہ آؤن خواب مین صیاد کے

آج جو پیدا ہوا کل ہی ضرور اوسکی وفات
تعزیت بھی چاہیے پیچھے مبارکباد کے

ہوگیا زخمی تمہاری کھو سے لانے آیا جو فصد
نشتر مژگان جگر مین چبھ گئی فصاد کے

خوش ہین مرگ کم سنتے سی ہم مگر اتنا ہی رنج
آسمان کی دل مین ارمان رہ گئی بیداد کے

مدتین گذرین کہ ہچکی ہی کبھی آتی ہمین
تم سلامت ہو بھلنے والے ہماری یاد کے

تہا مین وہ بیکس کہ مجھپر رحم دشمن نے کیا
آنکھین بہرآئین تو آنسو گر پڑی جلاد کے

ہم وہ طائر ہین اگر ہو ہمکو شوق آشیان
تنکے چن لیجائین صحن خانہ صیاد کے

کیا تکلف سر پہ خسرو کی جو پہرتا ہے ہما
ڈہونڈتا ہے استخوان بہر غذا فرہاد کے

چاہیے اہل جہان کو خوف کچھ نہ ہو فلک
بیخبر بیٹھے ہین ساکن قصر بے بنیاد کے

جان دی ہی ہمنے سرو قامت محبوب پر
تختے ہین رکہنا میری قبر کو شمشاد کے

ماتم حافظ کیا شیراز مین جاکر اسیر
خوب روئی ہم کنار آب رکنا باد کے

کیا مزے حاصل ہین ہمکو ہاتھ سے جلاد کے
گھونٹ شربت کی ہین زخم ہی خنجر فولاد کے

ہین عیان یہ چار ابرو سی ستم ایجاد کے
ایک جا لکھی ہین دو مطلع کسی استاد کے

عشق کامل کچھ نہ کچھ دیتا ہی پہل مر گئی بعد
ہین ثمر شیرین نہال تربت فرہاد کے

باغبان ہر گل سی آتی ہی یہی بوئی غرور
پیڑ کیا سینچی ہین تونی خون سی شداد کے

کر لی قتل عام کیون مقتل مین لب جاتا نہین
پانون ہی کیا شل ہین ہاتہون کی طرح جلاد کے

دام مین ڈالی جنہین سمجھا تہا اپنا مرغ دل
تہی وہ کچھ ذرے غبار خاطر صیاد کے

تہی قفس مین اسقدر میری خوشی آزاد پسند
پر ادہر نکلی ادہر ہوش اوڑ گئی صیاد کے

مردم بینا کا کیا مذکور انکو ہی یہ شرم
سامنی آتی نہین اعمی مادر زاد کے

کیا بنائی چشم نرگس کیا بنائی گوش گل
ہاتہ چومون نخلبند گلشن ایجاد کے

خوف ہی مجکو رگ جان پر نہ پہنچی نیشتر
کانپتی ہین ہاتہ میری فصد مین فصاد کے

گریہ آتا ہی جو اس خمسہ ہو جاتی ہین گم
سنکی معنی کاف و ہا یا و عین و صاد کے

تذکری کرتی ہین باہم حور و غلمان تا فلک
خلد تک پہونچی ہین شہری حسن آدم زاد کے

ہو گئی شاید تری شمشیر ابرو پر فقیر
پہنی رہتی ہین اتیت اکثر کڑی فولاد کے

پہر وہ کامل ہی جو ہین ٹہوکرین کہاتی نہین
کیا کنوین شاگرد جانکین کی جگت استاد کے

دام نکلا سبزہ جسکو جانتا تہا مین اسیر
رخت کا ہی دام مین لایا مجھے صیاد کے

تسلیم کیا کرتے ہین دربان کو ادب سے
ہم تو نہین کہتی سگ جانان کو ادب سے

حیوان کی برابر ہی نہین جسمین ہی جوہر
انسان سمجھتی ہین ہم انسان کو ادب سے

تو ہی وہ پری رو کہ تری بزم ادب مین
بیٹھی ہوئی دیکھا ہی سلیمان کو ادب سے

حافظ ہین تری مصحف رخ کی جو مسلمان
رکھ چھوڑتی ہین طاق پہ قران کو ادب سے

ہر چند کہ اوڑے ہمیں غبار اپنا ہی آندہی / پر چہو نہیں سکتا تری دربان کو ادب سے

ہر چند قدم ورسی بڑہانے نہیں دیتا / کچھ کہہ نہیں سکتے تری دربان کو ادب سے

آتا ہی جو فردوس مین تسلیم نبی کو / جبریل صدا دیتی ہین رضوان کو ادب سے

تہہ غیر سے تمیز کی امید نہ رکھو / کیا کام ہی اس غول بیابان کو ادب سے

پکڑی گا مرا اشک روان وہ ہن قاتل / بہرہ نہیں اس کودک نادان کو ادب سے

جو لوگ کہ رستے ہین اسیر آنکہ سخن مین / رستے ہین وہ سر پہ مری دیوان کو ادب سے

اپنی مزۂ شعر مین کیا جای سخن ہے / جو ہی غزل اک مثنوی میر حسن ہے

ہی پھول سا رخسار تو غنچہ سا دہن ہے / نظارۂ محبوب تماشای چمن ہے

کیا بات سنی کیا وہ مری حال کو دیکھے / نرگس کی جو آنکھیں ہین تو غنچی کا دہن ہے

مسکن ہی جو اپنا ہی آخر کو ہی مدفن / جامہ ہی جو تن پر ہی اک روز کفن ہے

نادان ہین جو اللہ کو سمجھی ہین مجسم / معشوق کو دیکھیں نہ کمر ہی نہ دہن ہے

احوال جو غفلت کا ہی کچھ ہمسی نہ پوچھو / مخمل کیطرح خواب یہان جزو بدن ہے

سیراب کیا کرتی ہی پیاسو نکو ہمیشہ / کیا تیغ حسینی مین تری خلق حسن ہے

بخشائی گا کیا حشر کی دن بادہ کشون کو / شیشہ کی طرح پیر مغان پنبہ دہن ہے

دیکھیں ملک الموت بھی دیکھیں کہ نہ دیکھیں / تن زار یہ اپنا ہی کہ بستر کی شکن ہے

سونگھی ہی یہ مجھ وحشی آوارہ کی بو ہی / وحشت ہی سگ یار کو ایسی کہ ہرن ہے

گلشن کو یہ جلوی نی تری آگ لگا دی / جو نخل ہی وہ شمع جو تھالہ ہی لگن ہے

خود دیکھ جبین سی تری کاکل ہی پریشان / خود تلخ زبانی سی تری تنگ دہن ہے

غربت مین جو دیکھی ملک الموت کی صورت
سمجھی کہ یہی قاصد یاران وطن ہے

زیبا ہے جو پروانہ گری شمع کے اوپر
جو مردہی دنیا مین اوسی خواہش کفن ہے

سنبل کو ہی کیا گیسوی محبوب سی نسبت
یہ پیچ نہ یہ خم نہ یہ خوشبو نہ شکن ہے

پہولون سی ہمین کام نہ گلزار سی مطلب
جلسہ ہی جہان لالہ رخون کا وہ چمن ہے

بیخود ہین ہم ایسے مزۂ بیوطنی مین
معلوم نہین دور کہ نزدیک وطن ہے

صدقی ہین لی بوسہ جو ہمکو تو عجب کیا
خط چہرۂ جانان پہ نہین چاہ ذقن ہے

عیسی ہو سخن فہم تو شاید اوسی سمجھے
جس شعر مین معنی نہین بیروح بدن ہے

چلنا ہی تو چل فکر اسیر اسمین ہے بیجا
نزدیک بہت روضۂ سلطان زمن ہے

یارب خبر سنی ہی یہ کسکی ورود کی
شاخون پہ لی رہی ہین جو غنچے نمود کی

صحرا کی سب زمین مری وحشت کی ہی سند
نقش سم غزال ہین مہرین شہود کی

جاتی ہی آپ بام فلک پر نماز عشق
بیکار نردبان ہی قیام و قعود کی

منصور دار پر بھی انا الحق کہے گیا
حق پوچھیئے تو بات بڑی کی نمود کی

آیا ہی کون گل کہ معطر ہی ساری بزم
دود چراغ کشتہ مین خوشبو ہی عود کی

رکھنا سمجھکی قدم چاہیئے یہان
دنیا نہین صراط ہے یوم الورود کی

افشان سی آشنا ہوئی کس ماہ کی جبین
لیتی ہین آفتاب سی ذرّی نمود کی

خوشبو نسیم لاتی ہی اوس گل کی اسطرح
ای دل درود پڑھ یہ جگہ ہی درود کی

کرتی دعا خدا سے کہ پیدا نکر ہمین
ہوتی خبر جو ہمکو عدم مین وجود کی

لب تشنگان وادی عسرت کیواسطے
کافی ہی ایک موج تری بحر جود کی

نیلی کریگا جسم غریبون کے زہر غم
گردش اگر یہی ہی سپہر کبود کی

دیکھین نگاہ بد سی جو اوس مہر وش تجھی
ہون کور مثل شپرہ آنکھین حسود کی

شفقت نہین ہی میری نالہ پر دردیدہ بت
دہشت نہین ہی کچہ انہین تب آلودود کی

لازم ہی اجتناب معاصی سی غافلو
کیا داستان سنی نہین قوم ثمود کی

اوٹھہ اوٹھہ کی بیٹھنی کی کہان تاب ای اسیر
قیدین نماز مین ہین قیام و قعود کی

سنگ سین وشن سے اون پر یہ روشن صاف ہے
خط سی رخسار کتابی یار کا و شفاف ہے

شکل آئینہ بدن وس سادہ رو کا صاف ہے
پرتو چاہ زنخدان ہی کہ اوسمین ناف ہے

دہگئی پر حب حیدر سی دل ایسا صاف ہے
صورت در نجف سنگ لحد شفاف ہے

خلق کو دکھلا رہا ہی جلوۂ شام و شفق
جلوہ گر جوئی مین تیری رخ جو موباف ہے

بوسہ لینگی خط پشت لب کی کچہ پروا نہین
ہم بلانوشونکو ساقی ایک دُرد و صاف ہے

مین کف افسوس ملتا ہی غیر ہاتون مین ملے
تمہی منصف ہو ذرا یا تہ آپکی انصاف ہے

آئینہ کو دیکھکر روشن ہوئی ہمپر یہ بات
دوست دشمن دونو یکسان ہین اگر دل صاف ہے

خط بنایا ہی تو دکھلائین سکے گا ہو ضرور
کیا رہیگا ماہ تو پنہان کہ مطلع صاف ہے

قطعہ استاد کیا دیکھین کہ ہمکو ضعف ہے
طور ہی ہر طرح طی قاف کوہ قاف ہے

جاہلونکی خوب ہین معلوم ہمکو اعتقاد
قائل عطار کوئی پیر و ندّاف ہے

بھیجدی تصویر ہی اپنی جو وہ آتا نہین
اہل دوزخ کی لیی باغ بہشت اعراف ہے

واقعی ہی بات کچہ اسمین بناوٹ کی نہین
سانپ جوگی سانپ کی کینچل تیرا موباف ہے

غم و نجشا ہی کہ جس سی صبر بہاگی دور تھا
صبر کا پہر حکم ہوتا ہی نیا انصاف ہے

ای خیال یار تو بھی ہو مری دلمین مکین
حور کا مسکن ہی جنت گھر پری کا قاف ہے

ایک دن ہوتی ہی افزایش بھی انسانکی لیے
فصل سرما مین زیادہ روزی ندّاف ہے

پاک جو گرد کدورت سی ہی وہ ہی بیگناہ
نامۂ اعمال بھی ہی صاف گر دل صاف ہے

بھول کر بھی تم مری گھر مین کبھی آتی نتھے
آج کیا ہی جو یہ بندہ مورد الطاف ہے

بسملو کیون قافیہ ہی تنگ اوسی آتی تو دو
مصرعۂ شمشیر سی دم بھر مین مطلع صاف ہے

جو ہی ثابت بلائی سخت مین میرا ہی دل
بار کاکل سی جو اٹھجائی وہ تیری ناف ہے

دل جو قرآن ہی تو میرا سینہ تفسیر ای اسیر
ہین جو اہل کشف او نہین کیا حاجت کشاف ہے

آنکھین بیکار ہین وہ نہین جو نہ صورت تیری
دل وہ کیا دل ہی نہو جسمین محبت تیری

نخل ہستی سی نمودار ہی قدرت تیری
اصل وحدت ہی تو ہی فرع ہی کثرت تیری

جلد ای روح سفر پیش کر خاکی سی نکل
چند روزہ ہی ملاقات غنیمت تیری

کوئی پہونچا نہ تری جلوہ گہہ ناز مین یار
راہ ڈھونڈا کئی ہفتاد و دو ملت تیری

کیا عذاب شب فرقت سی چھڑایا ہمکو
مہربانی تری ای مرگ عنایت تیری

غنچہ دل کو مری چاک نکر ڈرتا ہون
کہ پریشان نہو بوی محبت تیری

اسلیی ہی پر طاؤس کی قرآن مین جگہ
کہ دکھاتا ہی یہ نیرنگی قدرت تیری

باغ مین بلبل و گل بزم مین پروانہ و شمع
بھیس بدلی ہوئی پھرتی ہی محبت تیری

شعلۂ نار سقر سی جو ڈری اہل گناہ
ابر بنکی برسنی لگی رحمت تیری

سرکشی صورت آتش نکر ای پتلۂ خاک
ذرّی ذرّی کو ہی معلوم حقیقت تیری

چیلی نرگس کی اوگئین گھر پہ آنکھین سالک
راہ دیکھا کئی ہم تا بقیامت تیری

دعوی خون ہمین درکار ہی کیا عشق کی نذر
سرخ مہندی سی ہی انگشت شہادت تیری

پاون کانٹونکی سنانون پہ ہین دیوانہ تکی
راہ کیا سخت ہی ای وادی وحشت تیری

دفن زر کی لیی کہدوائی ہی تعلق جو زمین
دیکہہ منعم کہ اسی جا ہو تربت تیری

ہو چکا محکمہ دربارہ رخسان کی ہوئی بند
دیکہتی رہ گئی ہم حشر مین صورت تیری

ہی بجا دیدہ عاشق سی گرین اشک جو گرم
آگ بدلی کو لگاتی ہے شرارت تیری

ایک ساغر مین کیی سیکڑون پیاسی سیراب
دیکہی ای پیر مغان ہمنی کرامت تیری

مین جہکا مہندی لگانی تو وہ ہنسکر بولی
پاؤن کو ہاتہ لگائیگا یہ طاقت تیری

سیر بازار کو تو روز نکلتا ہے اسیر
آگئی کیا کسی یوسف پہ طبیعت تیری

داغ کہاکر غم جدائی سے
دل ہوا سیر آشنائی سے

الحذر طاعت ریائی سے
خوب رندی ہی پارسائی سے

دل مرا کاشش آستین ہنجائے
کہ لپٹ جای اوس کلائی سے

ہین یہ مومن عباد ریوسف
گذری اس گرگ آشنائی سے

دستگیرون نی ہاتہ کہینچ لیا
تہک گئی میری شکستہ پائی سے

موت آئی کہین کہ بہتر ہے
شب تربت شب جدائی سے

طوق و زنجیر قید رنج مین ہین
کیا خوشی ہو مجہے رہائی سے

ہجر مین یہ مرض کو طول ہوا
لگ گئی پیٹہہ چارپائی سے

آئینہ غرق بحر حیرت ہے
سادہ رویون کی خودنمائی سے

دیکہی شمع طور کو نسبت
کیا جہہ کر تری کلائی سے

ی ... ہی سی ست گیا صدمہ
کس طرح چوٹ مومیائی سے

سجدہ کرتا تھا کون ابرو کا
کعبہ ہی میری جبہہ سائی سے

خوان پنجہ تو میری آتی ہین رو رو
مچھلیاں اوس کف حنائی سے

لکھہ کی تعریف چشم ولب کاتب
بڑھ گیا جامی و شفائی سے

ہر سحر مہر کانپتا ہے اسیر
دہشت پنجہ حنائی سے

ہستی سی نیستی کو اوٹھا کر محن چلے
غربت مین جب ہوا نہ گذارا وطن چلے

کچھ گل کی نازکی نہ حضور بدن چلے
غنچے ہون دلگرفتہ جو ذکر دہن چلے

غارتگرون سی مر کی نہ حاصل ہوئی نجات
ہمرہ مری جنازہ کے وزد کفن چلے

مشتاق یہ ہوئی تری طرز خرام کے
طاؤس و کبک چھوڑ کی صحن چمن چلے

مدت ہوئی کہ موت کا بازار بند ہے
تلوار کی جو چال چلو تم چلن چلے

وہ جنگ جو جو معرکہ آرا ہوا کبھی
جی اونکی چھوٹ چھوٹ گئی تھی جو من چلے

شکر خدا کہ اب نہین تقدیر کا بگاڑ
بگڑی رقیب سی وہ مری کام بن چلے

کانٹے ہین اس چمن کی نہایت دراز دست
دامن ذرا بچا کی نسیم چمن چلے

طول شب فراق سی گھبرا گیا ہی جی
ہو صبح تو صبح کی یا ذوالمنن چلے

ادنا کی دوڑ دھوپ سی چھالی لگا ہی فرق و تیغ
رہ جائین پاؤن تھک کی تو کیونکر بدن چلے

آیا شکار کھیلنی صحرا مین جب وہ ترک
چارون طرف سی چوکڑی بھولی ہرن چلے

پیری مین ہمکو جامہ ہستی وبال ہے
دیکھین کہ کب تلک یہ لباس کہن چلے

پہونچی ہوئی تو خال کی دانی پہ کی نظر
پیاسی ہوئی تو جانب چاہ ذقن چلے

شیرین کا وصل قصر فلک کا تہا بہانہ
کیونکر گری نہ دوڑ کی جب کوہ کن چلے

دریا ہی دل جو پیر مغاں کا تو کیا کرین
ہم بادہ کش غریب تو تشنہ وہین چلے

پوچہا نشان مرقد مجنوں جو نجد مین
آنکہوں سی ہمکو راہ بتاتی ہرن چلے

عقبی کی سمت طالب دنیا کرین رجوع
کعبی کو تبکدی سے اگر برہمن چلے

خط لکہہ کی جب تال کا آیا اسیر دہیان
قاصد کی ساتہ اشک مری قطرہ زن چلے

کہین دنیا سی بہتر ہی نئی دنیا مری دل کی
اس آئینہ مین ہی کیا خوب محفل عکس محفل کی

کہی گی بیقراری کیا کسی سی تیری بسمل کی
لہو نی لال کر دی ہی زبان شمشیر قاتل کی

پڑینگی کیسی کیسی رنگ رنگی خون ابہی کیا کیا
سلامت دست و بازو خیر یارب میری قاتل کی

خدا جانی یہ کسکی جلوہ گاہ ناز ہی دنیا
ہزاروں اٹہہ گئی کثرت وہی باقی ہی محفل کی

سفر مین ساتہ داغ ہجر یاران وطن لیجیل
ولا تدبیر لازم ہی چراغ شام منزل کی

دو دستی تیغ سی مقتل مین لاکہوں سر اوترتی ہین
پڑی رہتی ہین دونوں آستینین میری قاتل کی

الہی خون کا دعوی کرینگی حشر مین کسکی
کہ وقت ذبح صورت ہی نہ دیکہی ہمنی قاتل کی

جو خط قاتل کو لکہین ہم تو رنگ اڑ جای کاغذ کا
دوات اپنی کری سیدا سپیدی چشم بسمل کی

صدا یہ ہر رگ گردن سی وقت ذبح آتی ہی
کہی کرتا نہ ہی خنجر قسم ہی تجکو قاتل کی

تری مجنوں پہ سرزنش تیری ہی کرتی ہین اتنی لیلی
کری سجدی اگر ہون سجدہ گاہین خیمہ محمل کی

کری ہی دست انت گویائی زبانکی ہو گئی ہی بانی
ہوئی خاموش محفل جل رہی ہی شمع محفل کی

خدا نی نہین کہینچا ہی قتل غیر پر خنجر
لبہای زخم بسمل ہنس رہی ہی مروت قاتل کی

دلیل زندگی دنیا بجز اہل دنیا ہی
کثافت سی یہ دنیا لوٹتی ہی منزل کی

تمہاری چہرۂ خندان کی ہین ہم دیکہنی والے
پسند آتی ہی کسکو روتی صورت شمع محفل کی

امید زندگی تہی بعد مردن یہ نسمجہا تہا
کہ عیسی دہوم سی دعوت کرینگی بیہی قاتل کی

جما گلشن مین ایسا رنگ میری بیقراری کا
اگر تہا ہلا آواز آئی نالۂ دل کی

اسیر اس بزم مین غفلت سی بہی ہی منفعت کیا کیا
مسافر بہولتا ہی خواب مین تکلیف منزل کی

خط رخسار جانان نی کدورت دل کی زائل کی
شعاع مہر تہی جاروب صحن خانۂ دل کی

جگہ کشتی یہی یارب کسی شیر شمائل کی
جو شربت آب دریا ہی تو شکر ریگ ساحل کی

کمی کی کچہ برش مین تیغ نی تو مر ہی جاونگا
قسم کہاتا ہون اپنی شوق شہادت تیغ قاتل کی

برابر رزق عالم کا ہی اوسکی خوان نعمت پر
نہین لقمہ اوٹہانی کی بہی ہتہی انامل کی

نہ کہتی قتل سی محروم ہمکو سخت ڈرتی ہین
یہ عشوہ دست قاتل کا یہ لغزش پای قاتل کی

وہ گل ہی تو کہ تیری یاد مین جنگل بنی لالان ہے
زبانین ہین یہ کانٹونکی کہ منقارین عنادل کی

وہی مجمع ہی مجمع جسمین کوئی خوبصورت ہو
چمن کی گل ہین زینت شمع سی رونق ہی محفل کی

ہزارون آرزوئین تہین تجہی جبتک نہ دیکہا تہا
تجہی دیکہا نہین باقی کوئی بہی آرزو دل کی

کوئی کعبی کو جاتا ہی کوئی ہی دیر کو راہی
تفاوت اسقدر ہی رہروان مین ایکمنزل کی

بہت دشوار ہی بوسہ ملی اوس روی روشن کا
لگی کیا ہاتہ یہ دولت کہ اسپر مہر ہی تل کی

شریک حال عالم ہی جو انسان نیک سیرت ہو
رعیت کم نہین ہی فوج سی سلطان عادل کی

فراق یار کی صدمی ہین دل پر وصل اب کیسا
جہاز آیا جو طوفان مین گئی امید ساحل کی

بہار آئی ہی ای صیاد ہمکو بہی رہائی دی
صدائین آرہی ہین گلشن مین عنادل کی

ہماری کعبۂ دل مین چراغ داغ روشن تہا
نہتی قندیل محراب فلک مین ماہ کامل کی

اسیر آیا نہ وقت نزع وہ عیسیٰ عیادت کو
بدن سے جان نکلی آرزو دل ہی میں باقی

شراب خون دل پیتا ہوں میں فرقت میں قاتل کی
صراحی چاہیئے گردن ہو گویا مرغ بسمل کی

نہ اہل ہوش سمجھے نالان کا کیا درد جگر جانیں
سنا ہے آئینہ ہستی ہیں گل کون تماشائی دل کی

نہ دیکھنے آنکھ پھیری ہی کہ ایسی تیرگی چھائی
زبان آ ہو گئی صراحی ہر شمع محفل کی

نہ آؤ گی کبھی وعدہ عبث آنیکا کرتی ہو
مجھی روشن ہی سب کہتی تو کہدو آنکی دل کی

ہوا ثابت نہیں کچھ بعد ہستی عدم ایسا
جو دوری وہ پھر میں طی ہوئی مشکل ہی منزل کی

مسلمانوں کی صحبت کب اثر کرتی ہی کافر کو
نہ کہوئی نور عارض نی سیاہی ایک ان تل کی

سزا ہم تو مجرم ہیں امید رحم رکھتی ہیں
مبارک بیگناہوں کو عدالت رب عادل کی

سفینہ بیکسوں کا غرق ہوتا ہی تو ہوتا ہے
کسی پر ہو ابلا جاتی سبکساران ساحل کی

مصور تازگی ہی گلشن انصاف کی لازم
شبیہ گل میں لالی صرف کر خون عنادل کی

ہزاروں گردنیں کٹتی ہیں لاکھوں سر اوترتی ہیں
نہ گرتی ہے نہ مڑتی ہی کبھی شمشیر قاتل کی

پی گلگشت یا رب آج کس قاتل کی آمد ہے
چمن میں نرگس شہلا نہیں آنکھ ہی بسمل کی

مے گلگوں لہو سی کم نہیں ہی ہجر ساقی میں
پیالی ہی کٹوری قبضۂ شمشیر قاتل کی

مگر پھر موسم گل میں جنونکی آمد آمد ہے
مری کانوں میں پھر آواز آتی ہی سلاسل کی

اسیر اک ایک قدم پر آبلوں سی خون ٹپکتا ہی
پر افشانی ہی اپنی چال گویا مرغ بسمل کی

جو گیا ملک عدم کو وہ کہاں پھرتا ہے
چھوٹ کر تیر کوئی سوی کمان پھرتا ہے

کس تکلف سی وہ گلگوں تہ دامان پھرتا ہے
رقص طاؤس کا آنکھوں میں [illegible] پھرتا ہے

ڈیگا پانی مجھی کیا خنجر عریان تیرا
خود انگالی ہوی یہ خشک زبان پہرتا ہے

قتل کا شوق یہ ہی جاتی نہ رہا پہر زخمی
منہ چھپائی ہوی جلاد کہان پہرتا ہے

مرگ کی بعد یہ ہی خنجر قاتل کی تلاش
سنگ مرقد صفت سنگ فسان پہرتا ہے

خواہش اک جام کی ہی خم نہ چہیا جائینگی ہم
پیٹ پکڑی ہوی کیون پیر مغان پہرتا ہے

ہر جگہہ دل کو مری چاہ ذقن کا ہی خیال
ساتہ یوسف کی سفر مین یہ کنوان پہرتا ہے

بسکہ ہی کوچۂ جانان کی ہوا چوبائی
مارا مارا مری اہون کا دہوان پہرتا ہے

کبرا پہیا نہین عشاق سی ای مہر وشو
دم مین تیرا بکیطرح رنگ جہان پہرتا ہے

سر فروشونکی ہی کتنی تری خنجر کو تلاش
ڈہونڈہتا پیاسون کو یہ آب روان پہرتا ہے

در و دیوار کی تصویرین ہین قربان کس پر
شکل فانوس خیالی جو مکان پہرتا ہے

کچہ خبر ہی تجہی زاہد کی بہی ای قاضی شہر
اینڈتا تاک کی سایہ مین جوان پہرتا ہے

قدر عاشق کی حسینونکو ہوئی شکر خدا
ماہ پالی کیطرح گرد کتان پہرتا ہے

ہرزہ گردون کا کبہی ساتہ نہ دی گوشہ نشین
مہر و مہ لاکہہ پہرین قطب کہان پہرتا ہے

استخوان چور ہوی پیر فلک کی کیونکر
بنکی پہیا مری نالون کا دہوان پہرتا ہے

ہند سی چل طرف روضۂ شبیر اسیر
یہی رستہ طرف باغ جنان پہرتا ہے

رہی درست طلسم حیات یا ٹوٹی
کسی کا دل نہ کبہی ہم سے یا خدا ٹوٹی

کہو فلک سی نہ مجہسی ضعیف کو چہیڑی
یقین ہی خار سی اوسکی تو آبلا ٹوٹی

جہان کو رحم عطا کر یہ ای خدای جہان
سبہی جو دانہ دل سنگ آسیا ٹوٹی

شتر ہی شرط پلا جام جلد ای ساقی
نہ ہت تا چار مین مستون کی دست یا ٹوٹی

جہان مین زیست کا باعث فقط سہارا ہے
کمر ضعیف کی ٹوٹی اگر عصا ٹوٹی

فلک خوشی سی کری رقص ہی وہ ظلم پسند
زمین پہ گر کے اگر کاسہ گدا ٹوٹی

عبث تہی آمد و شد ان تہونکی گلیون مین
کہ ہاتہ کچہ نہ لگا پاؤن بار ہا ٹوٹی

وہ درد غافلی سے ہو نہ ذرّون کو خبر
مچا نہ شور غضب تجہپہ ای درا ٹوٹی

مدد ہی دل کی رگین کی نہ اشک ستم کبھی
ملا ہو بحر سے سوتا تو چاہ کیا ٹوٹی

ہمارا عقدۂ خاطر کسیطرح نہ کہلی
لگائے ہاتہ تو دست گرہ کشا ٹوٹی

فلک سی سنگ جفا کب نہ بیکدی پہ گرے
خم و سبو کی نہ کسکی وز دست و پا ٹوٹی

یقین معنی لا تقنطوا رہے دل کو
خدا سے آس نہ ای بندۂ خدا ٹوٹی

نہ استخوان ہوئی ضایع نہ مرکی لحم اپنا
ہزارون زاغ گری سیکڑون ہما ٹوٹی

نہوئی وون کسی ظرف شراب کو بیکار
بناؤن جام اگر شیشے کا گلا ٹوٹی

وہ جنس دل ہے ہماری کہ دیکہنکو جسکو
حسین ہر ایکطرف سی ہزار ہا ٹوٹی

اسیر کسنے یہ گلزار کو کیا تاراج
زمین پہ پہول پڑے ہین ہزار ہا ٹوٹی

ہوا خط آشکارا حسن عارض کی تمامی ہے
دہن کا اسکی بوسہ دو یہ باقی لا کلامی ہے

قلم نے وصف اسکی لعل شیرین کا جو لکہا ہے
جہان مین مثل طوطی شہرۂ شیرین کلامی ہے

جہکی کیونکر نہ خفت سی اسرافیل محشر مین
مری اعمال بد سی پلہ میزان سلامی ہے

وہ سیاکش ہون کہ عالم مجہ ہی پیش نظر سا ہے
کہ ساغر کا نہ یہ ہی خط ساغر شرح جامی ہے

بربہ کعبہ سیاد الولد فی ات حید کی
محب اسکا جلالی ہی عدو اسکا حرامی ہے

نہ سلیمی نہ تف وہ نالی گرم مین جی
کہا پہ ملک تا آسمان جل ہنگی نامی ہے

گمان کیونکر نہو اوسپر جو دل سینے سی غائب ہو
ترا دزد حنا سب جانتی ہین جو ر نامی ہے

نہو مایوس انسان عالم ذلت مین عزت ہے
مہ کنعان کو زینہ بام رفعت کا غلامی ہے

وطن سے ہو سفر مشکل نہ کیونکر خام طبعونکو
جدا ہوشاخ سے کب جبتلک میوہ مین خامی ہے

جو بے پروانگی اوس شمع تک پروانہ آتا ہے
تو کہتا ہے محب اس بزم مین بی انتظامی ہے

چلے جب بے وقدم مردنی مین مین ہوگئی زندہ
قیامت باداونکو شیوہ محشر خرامی ہے

حسین جو ہے وہ ہی تیری قد آزاد کا بندہ
خط رخسارہ ہر سرو قد خط غلامی ہے

حفاظت سی رہی یوسف کنوی مین نہین جو فنا
اوسی کیا خوف ہی جسکا خدا آفت مین حامی ہے

نہین ہم وحشیونکو اور سیرا بنکی کچہہ حاجت
کہ مخمل سبزہی مہتاب کی چادر تمامی ہے

مخمس مین بہی کوئی وصف حسن یار مین لکہون
جہا نہین اسقدر مشہور خمسے سی نظامی ہے

اسیر زار کو سب قصیدے روان اتنا تو کہتی ہین
کہ مشتاق نہین یہہ بہی صاحب طبع گرامی ہے

تنگئ غم دل کو آخر باعث راحت ہوئی
اسقدر سمٹی پریشانی کہ جمعیت ہوئی

چہین سے لے گا کس طرح اسکو زبردستی کوئی
مفلسی بہی کیا کسی زردار کی دولت ہوئی

پوچہنے آئے ہو اب بیمار فرقت کی خبر
مرچکا گذرا زمانہ گرچکا مدت ہوئے

یار نے وعدہ کیا تہا خواب مین آئینگی ہم
شب کو ہم جاگا کئی ہم سی بڑی غفلت ہوئی

تیغ ابرو کا لیا بوسہ تو اوس بت نی کہا
کیا خدا کی شان ہی تمکو بہی یہہ جرات ہوئی

ساعتین گن گن کی کاٹی رات ہمنی ہجر کی
گرد کلفت دل مین ریگ شیشہ ساعت ہوگئی

تیغ قاتل کو دیا سر جان عزرائیل کو
تنگدستی مین کہان قاصر مری ہمت ہوئی

میرے مرنیکا تماشا نہین کس کس کا غذاب
ہتکڑی کو طوق کو زنجیر کو فرصت ہوئے

رنگ یکرنگی دورنگی سے نے کیا کیا آئینہ
رفتہ رفتہ میری صورت یار کی صورت ہوئی

ذہن مین آیا بڑی مشکل سے مضمون دہن
اس معمی کی سمجھنی مین بڑی دقت ہوئے

عشق عم کا حسن سی کی عشق سے نمایید حسن
آپ کی مجھسے تو میری آپ سی شہرت ہوئی

بہوک کا غم بہوک مین کہایا کئی ہم عمر بہر
جب ہوئی ہمکو تلاش رزق بی بہت ہوئی

آئینہ دیکہا اگر پیری مین یاد آیا شباب
اگلی صورت اور تہی اب اور ہی صورت ہوئے

وصل کی دولت میسر کوئی ہوتی ہی بزور
بیستون مین رائیگان فرہاد کی محنت ہوئی

جتنی کامل ہین فنا کی بعد ہی اونکی نمود
خلق سی معدوم جب عنقا ہوا شہرت ہوئی

بعد مدت قید سی محبوس چہوٹا ای اسیر
جسم خاکی سے جو نکلے روح کو راحت ہوئی

رو بہ منشون کو مجہ سے کد ہے
یا شیر خدا دم مدد ہے

ہر ایک بلا اسیر رد ہے
لب پر مرے یا علی مدد ہے

بیہوشی و ہوشیاری اپنی
دریائے جنون کا جزر و مد ہے

ای چرخ کہان تلک یہہ بیداد
ہر چیز کی آخر ایک حد ہے

محشر مین کرینگے دعوی عفو
تحریر خط جبین سند ہے

نزدیک ہماری اوس پری پہ
وحشی جو نہو وہ بیخرد ہے

جب دیکہو وہ رخ ہی زیر گیسو
یہہ آئینہ عاشق نمد ہے

خامہ مرا ذوالفقار حیدر
حاسد عمر ابن عبدود ہے

اوس سے بہی یہہ آدمی ہے بدتر
شیطان کا یہان نہین نام بد ہے

ہے دل مین مری جو داغ الفت
یہہ پہول گل سر سبد ہے

ہے دختر رز کو پردہ لازم
زاہد کی بہت نگاہ بد ہے

صادق ہی ہمارا دعوی عشق
آنکھین ہین گواہ دل سند ہے

آمد سی ہے اوسکی سینہ مجروح
ناوک سے ہے الف کمان مد ہے

ہے مسئلہ ذہن خلاسفے
جو آپ کہین وہ مستند ہے

ہٹتا نہین اپنا جسم خاکے
گویا کہ سکندری یہ سد ہے

سب پر ہے اسیر اوسکی رحمت
یہہ ابر محیط چار حد ہے

آئے بہار پیر مغان کا زمانہ ہے
جام و سبو ٹھی ہین نیا کارخانہ ہے

آنسو زمین کو آہ فلک کو روانہ ہے
الفت مین بھی نشیب و فراز زمانہ ہے

دور فلک سی اہل زمین کو نہین قرار
ہر مہرہ اس بساط کا خانہ بخانہ ہے

گردش کی احتیاج نہین مثل آسمان
پہنچے کا منہ تلک جو مقدر کا دانہ ہے

چل بزم معرفت مین ذرا سن لگا کی کان
منصور نغمہ سنج انا الحق ترانہ ہے

دل جنکی صاف ہین وہ تواضع پسند ہین
پانی زمین پہ جانب پستی روانہ ہے

ہے دولت جہانکو محبت بخیل سے
قارون کے ساتھ اب بھی زمین مین خزانہ ہے

سلجھاتے ہین وہ بال الجھتا ہی دل مرا
وہان شانہ ہو رہا ہی یہان دردشانہ ہے

کیونکر بچیگا ناوک مژگانسے دل مرا
ناوک فگن یہہ بال کا باندھا نشانہ ہے

کچھہ حال عمر و خواہش دنیا نپوچھئے
تھوڑی ہی رات طول بہت یہ فسانہ ہے

مضمون چار ابرو جانان جو ہین رقم
جو بیت ہی غزل مین مری چارخانہ ہے

مہمانسرا ہے دہر نہین منزل قیام
آگی یہان کوئی کوئی پیچھے روانہ ہے

سوچ کا ہے زیارت شبیر مین ثواب
حق پوچھیے تو کعبہ یہی آستانہ ہے

کیون کر سمند عمر رواں ہو نہ تیز رو
جو رشتۂ نفس ہے اسی تازیانہ ہے

حیلے کرین جو مردم دنیا تو کیا عجب
درکار یہان اجل کی لیے بھی بہانہ ہے

دنیا ہے زور ملتی ہے کسکو بغیر زور
اچھی ہین اہل زور انہین کا زمانہ ہے

بہتر ہے دور چار عناصر سی نار عشق
اوڑ جائے گا **اسیر** یہ بارود خانہ ہی

پیدا تمہارے ذات سی سارا زمانہ ہے
مقصود تم ہو خلقت آدم بہانہ ہے

آیا ہے جو عدم سے عدم کو روانہ ہے
دو دن کی زندگی کا عجب کارخانہ ہے

دیتا ہے ظالمون کو فلک دولت جہان
بندوق جو جہان مین ہے صاحب خزانہ ہے

کافی ہے فرش خاک جنھین ہین بجای فرش
ہر نخل سایہ دار بھی شامیانہ ہے

نادان ہین مال و زر پہ جو رکھتے ہین اعتماد
دولت کسی کی ہی نہ کسی کا زمانہ ہے

دونون جہان مین ایک حسین ہی وہ بیمثال
کوئی برابر اوسکے نہوگا یگانہ ہے

ہے جمع کاروان عناصر تو کیا ہوا
یہ چار دن مین چار طرف کو روانہ ہے

تجھسا کمان ہی کوئی کماندار ای فلک
تیرے خدنگ ظلم کا عالم نشانہ ہے

پست و بلند بزم خرابات مین نہین
اس بزم مین جو صدر ہی وہ آستانہ ہے

ہے غول عاشقون کا جو اوس سرو قد کی ساتھ
پیچھے سپاہ ہی علم آگے روانہ ہے

محفوظ ہین جہان مین آفت سی خاکسار
اسپ گلی کو کیا خطر تازیانہ ہے

ممکن نہین بچے کوئی اوس تیر ناز سے
آئی جو زد پہ طائر سدرہ نشانہ ہے

کیونکر فلک خرام نہو یا خدای قنبر
تسمہ مرے کمر کا اسی تازیانہ ہے

دیکھا ہمیشہ مور و مگس کو شکر کے گرد
دولت ہی جسکی پاس اوسی کا زمانہ ہے

کیونکر بسر نہ ہجر مین کرتے اسیر عمر
قابو کبھی وصال پر اپنا نہ تھا نہ ہے

یاد کی زلف عدم کو تری رنجور چلے
شام جب ہونے لگی چھوٹ کی مزدور چلے

دیکھنے کو جو ہم اوسکا رخ پر نور چلے
خلق چلائی کہ موسی طرف طور چلے

ساقیا دور ہو غم لگی پھپولی پھوٹین
فصل گل آئی ہی جام مئے انگور چلے

یکشو چاہئے ستان گذشتہ کی بھی یاد
ساتھہ ہے جام کی جمشید کا مذکور چلے

آئے مقتل مین بہر طور تمہاری جانباز
تھک گئی پاؤن تو آنکھونسی یہ مسرور چلے

کرچکا مین سفر ملک عدم کا سامان
میرے ہمراہ ہو چلنا جسے منظور چلے

ہم تھی محروم مین عیش سی کیا مطلب تھا
راہ دوزخ نہ ملے خلد کو مجبور چلے

سطح گردون کیطرح خاک پہ تاری چھٹکے
میری آنکھونسے جو آنسو شب دیجور چلے

پھر گیا سوز جگر خواہش مے مین ساقی
ہو گئی زخم کہن تازہ جو انگور چلے

موت آجائے اگر معرکہ آرائی پر
زور رستم کا نہ سہراب کا مقدور چلے

رخصت ای اہل جہان سوی عدم جاتی ہین
پھر کی آئینگی نہین آپکی صحبت دور چلے

جلوہ گر نور مین ہوا وہی نورا ساقی
چاندنی شب مین کوئی ساغر بلور چلے

سرفروشونکو نہ کیون سر ہو وبال گردن
دوش پر رکھہ کی جو تلوار وہ مغرور چلے

دار کہتے ہے کہ سردار وہی عشق مین ہو
جو قدم بر قدم حضرت منصور چلے

غم نہین ہے جو کبھی ہاتھہ نہ آیا پس مرگ
گور آئے عدم آیا وسی ہم گور چلے

کون اب کوہی حسینا نہین زیادہ ہو قلیل
گھورنا تھا جنہین دو چار گھڑی گھور چلے

ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھی ہین عدو اسیر
فصل گل آئے کہین کام بدستور چلے

آمد شام جدائی سی جہان پر شور ہے
کیا سیاہ آندھی ہی اسمین کس بلا کا زور ہے

راست قد اتنے گئے ہین چرخ کی زیر زمین
کم نہین ہے ترکش پر تیر سی جو گور ہے

کہتے ہین رہرو گذرتی ہین جو مجنہ نالا اونکی سمت
کیا قیامت کا ہی دن یہ یا جو ایسا شور ہے

جتنا جی چاہی تمہین گوروی ہماکو فشار
ایک مشت استخوان ہین کیا ہمارا زور ہے

واہ رے تحریر توصیف لب شیرین کا فیض
خط مرا شیرین ہے خامہ نیشکر کی پور ہے

کیا حقیقت تیری مہر و ماہ کی ای آسمان
روزنکو اک اسمین ہے تو دوسرا شب گور ہے

اوس رخ رنگین پہ زلفین دیکھکر کہتے ہین سب
واہ کیا صحن گلستان مین گھٹا گھنگھور ہے

لوگ جسدم غیر مردی کا جنازہ لیچلے
ہم یہ سمجھے مار مردہ پر ہجوم مور ہے

دل چرائی کوئی اوس فرد حنا پر ہو گمان
کیون ہو بدنام عالم مین یہ نامی چور ہے

چشم تر مین پھر لی کتنا ہی تصور یار کا
چاہیے مشق شنا پانی کا اسمین زور ہے

نطق شیرین کیا نہ شاعر کو کری گا نامور
کس قدر پھونسی شور ہی کا جہان مین شور ہے

سب بدونکی قدر نیکون کی کہان آفاق مین
پاسبان بیکار ہے جبتک مقید چور ہے

اوڑتے ہین ہوش اونکی گاتی پر بجا نیسی سوا
رشتۂ آہ اثر نارسا یہ بھی ڈور ہے

دوڑتی پھرتی ہے پر اس سی نکل سکتی نہین
آسمان ہی طاس اسمین عقل انسان مور ہے

حل مشکل کی لئے کوئی سہارا چاہیے
مرد الکن کو سخن تکیہ عصائی کور ہے

آج اوٹھے کل اوٹھے اس دار فانی سی اسیر
بیٹھی ہین تکیہ مین ہم بستر کنار گور کے

کب آتی ہین وہ جھوٹ یہہ آنیکی خبر ہے | نادان مین نہین مجھکو زمانیکی خبر ہے

بالین سے مری اوٹھہ گئی ڈرکر جو احبا | شاید ملک الموت کی آنیکی خبر ہے

کچھہ منہ سی نہ کہئی جو مجھے قتل کیا ہے | اغیار نہ سن لین یہہ چھپانیکی خبر ہے

بیہوش کیا ہے خبر یار نے ایسا | اپنی نہ خبر ہے نہ زمانیکی خبر ہے

کیون مجھہ سے کہا اوسنے تری خطکو جلایا | قاصد یہ مری دلکی جلانی کی خبر ہے

بیہوش مین آیا تہا گیا وہ ہر سی بیہوش | آنے کی خبر مجھکو نہ جانے کی خبر ہے

محروم تماشا ہو نہین یا ور نہین آتا | محشر مین جو دیدار وہ کہانیکی خبر ہے

پہنا وہ خوشی سے جو میسر ہوا جامہ | ہمکو نہ نئی کی نہ پرانیکی خبر ہے

اک پہر سحر سے پس دیوار لگی ہے | دروازے تلک کیا ترے آنیکی خبر ہے

بولا جو سنا اوسنے لحد مین مرا گریا نا | ہان جھوٹ نہین ہے یہہ ٹھکانیکی خبر ہے

مرنیسے مرے اونکو ہوئی زیب فراموش | آئینہ سی اب کام نہ شانیکی خبر ہے

کہتے مین یہہ سب ہی او نہین منظور جلانا | روشن ہے کہ یہہ آگ لگانیکی خبر ہے

رجعت تو ضروری ہی اسیر اس مین نہین شک
کعبہ مین یہ قرآن اوٹھانیکی خبر ہے

موت کا ڈر ہی جو ہر دم جان کسکی تن مین ہے | سر گریبان مین نہین ہے تیغکی دامن مین ہے

کچھہ نہ تہا مین ضعف سی تربت مین کیون ہی تنگ | پوچھ لینا تہا یہہ پہلے کوی اس مدفن مین ہے

حبس سی کہتا ہون کہانی اپنی رعد یتا ہی | شکر ہے تاثیر با تو نہین اثر شیون مین ہے

عالم پیری مین ہی صحبت جوانونسی نصیب | سبزہ بیگانہ ہون پر جا مری گلشن مین ہے

آرزوے تیغ رکھتا ہون نہ قاتلکی ہوس | تیغ کی دوری کا عالم ہر رگ گردن مین ہے

صاف دو ٹکڑی کری گی ضرب شمشیر اجل — لاکھہ جوشن پوش پنہان قلعۂ آہن مین ہے

ظاہرا آبراستہ رکھتی ہین یہہ خود نخواہ خلق — دیکھیی جس گرگ کو یوسف کی پیراہن مین ہے

مرگیا اک مہروش کی عشق مین یہہ ہو کی زار — قبر مین مردہ نہین ذرہ کوئی روزن مین ہے

نخل تک رکھتی ہین سودای قد موزون یار — طوق قمری کی طرح شمشاد کی گردن مین ہے

وصف مژگان نظم کرتا ہون ثنای نخل ساتہہ — بوی گل دیتا ہی جو کانٹا مری گلشن مین ہے

آئی اب سیلاب یا بجلی گری پروا نہین — ازدحام مور دانو منی سوا خرمن مین ہے

سخت دل کب ہی حاصل تیغ اہل صفا — آب گوہر مین ہی آتش سنگ اور آہن مین ہے

وحشی یکرنگ ہون مجکو دوئی ہی کام کیا — چاک جو میری گریبان مین ہی وہ دامن مین ہے

یاد چشم مست ہی لازم رخ گلگون کی ساتہہ — بادہ خوارو بادہ خواری کا مزہ گلشن مین ہے

عالم افلاس ہی لیکن ہین ہم عالی دماغ — بوی شاہی اپنی درویشی کی پیراہن مین ہے

زندگی کا ہی نہ دولت کا جہان تہین اعتماد — قصر عالی مین جو کل تہا آج وہ مدفن مین ہے

حق یہہ ہی کس میوۂ پختہ مین ہی ایسا مزہ — ذائقہ جو تیری گدرای ہوی جوبن مین ہے

چشم عالم سی چھپا یا خاکساری نی مجھے — خاصہ اس تن وہی ہی جو الو یا انجمن مین ہے

انقلاب عالم فانی تماشا ہی اسیر
زن لباس مرد مین ہی مرد خست زن مین ہے

کان مین اوسکے دیکھہ کر بجلے — لوٹتی ہے ادہر اودہر سب جلے

نامہ برکو روانہ کرلون مین — ابر تہم جا ذرا ٹھہر سب جلے

ہوئی غائب چمک کی پیش نظر — تہی مگر یار کی کمر سب جلے

پہرے خو من تلک نہین آتے — بہر وقت ہے کسقدر سب جلے

مر گئے اوسکے جلوۂ رخ پر
بندے کے آنکھ دیکھ کر سب جلے

دم میں آنکھوں سے ہو گیا غائب
تو سن یار تھا مگر سب جلے

خرمن صبر جل کے خاک ہوا
سے تیز مگر یار کے نظر سب جلے

خط میں لکھا ہے حال بیتاب
کیا عجب ہو جو نامہ بر سب جلے

رہ گیا درد دل چمک کے اسیر
ادہر آئے گئے اودہر سب جلے

بتا شیشی سی ساقی یہ مئی گلنار گرتی ہے
تڑپ کر ابر سی یا برق آتشبار گرتی ہے

عجب وحشی ہوں وہ زنجیر جو مجکو پنہاتا ہے
سفارش کو قدم پر زلف سو سو بار گرتی ہے

عجب کیا روتی گر گئیں پلکیں اگر میری
بہت پڑتا ہے مینہ جب سب مکان کی دیوار گرتی ہے

مری پلکوں سی آنسو بہتی ہیں یوں بہر جاتا ہیں
دہان مشکل ہے یا بجلی جیسی بار گرتی ہے

یم رحمت برستا ہی پئی سرسبزی عالم
گمان تجکو ہی شبنم بات کو بیکار گرتی ہے

وہ مجرم ہوں کہ میری قتل کی مشتاق ہی اسے
کہ ہر دم پائی تیر جلاد کی تلوار گرتی ہے

خرابی لاتی ہیں روتی پہ جب آجاتی ہیں آنکھیں
کہیں چت بیٹھی جاتی ہی کہیں دیوار گرتی ہے

مشقت بھر کا رخلق تجکو بہی مناسب ہے
کنوین میں ہر قدم سو زن مرفتار گرتی ہے

نہیں بام رفیع یار کا نظارہ کچھ آسان
سر پیر فلک سی مہر کی دستار گرتی ہے

اثر اس میں بہی ہے ای باغبان کیا شفقت بلبل کا
کہ دیوار چمن آٹھ آٹھ کی سو بار گرتی ہے

الہی سیر کو یہ کون یوسف بی نقاب آیا
کہ غش ہو ہو کی سب خلقت سر بازار گرتی ہے

ہماری اشک اگر چشم صدف میں دیکھ لیتی ہے
نظر سی آبروئی گوہر شہوار گرتی ہے

نگاہ یار یوں گرتی ہی جا نیاز دلوں کی مجھ پر
کسی خرمن پہ جیسی برق آتشبار گرتی ہے

بنا ای کوہ کن اوٹھہ کر لحد سی کوہ کارستہ
کہ شیرین کھا کی ٹھوکر راہ مین ہر بار گرتی ہے

نگاہ یاس میری دل ہلا دیتی ہی قاتل کا
لرزجاتی ہین بازو ہاتھہ سی تلوار گرتی ہے

چمن مین نالہ موزون نکر ای دل سمجھہ اتنا
نگاہ باغبان سی بلبل گلزار گرتی ہے

جو محفل مین کوی کرتا ہی ذکر اوس تیغ ابرو کا
تو شمع آسا زبان کٹ کر دم گفتار گرتی ہے

زیان جزو ہی نقصان کل نزدیک عاقل کی
ٹھہر سکتے ہی کوئی سقف اگر دیوار گرتی ہے

نمد اجانی نظر کسکی لگی اس طاقت دل کو
تنزل ہر گھڑی ہی روز یہہ سرکار گرتی ہے

اسیر اس خانۂ تن کا بھروسا کیا ہی پیری مین
عمارت جو پرانی ہوتی ہی ناچار گرتی ہے

مجکو اونکی اونکو میری چاہ ہے
ہے مثل سچ دلسی دل کو راہ ہے

سرد مہری عمر کو کرتی ہے کم
دیکھہ لو سرما کا دن کوتاہ ہے

ہے چھری اوس طفل کی گویا زبان
مرغ بسمل مرغ بسم اللہ ہے

منہہ سی جو نکلا وہ ہے کرتا ہمین
قول اپنا حکم نادرشاہ ہے

بڑھ گیا مجنون سی بہی میرا جنون
عشق کی سرکار عالیجاہ ہے

کھینچ ہے ای ترک تیغ آبدار
پیاس مین دریا کی ہمکو چاہ ہے

اسقدر تمکو جو نفرت ہو تو ہو
اسے بتو بندے کا بہی اللہ ہے

وصف تیرا عمر بہر کیجیے تو کیا
طول افسانہ ہے شب کوتاہ ہے

دیو گذرے گہر سے باہر آ نئے
در پہ حاضر بندہ درگاہ ہے

نیک و بد مین فرق ای واعظ نکر
آب کوثر تی سبیل اللہ ہے

سنتے ہین ہم بھی کہ ہی اوس کا دہن
سچ ہے کیا جانے کہ یہہ افواہ ہے

پرکیہ قدم شرع رسول اللہ پر | باغ جنت کی یہ سیدہی راہ ہے

ہون مین اوسکا جس کی باعث ہی اسیر
رونق شرع رسول اللہ ہے

کاکل جو اوسکی چاند سی رخ سی سرک گئی | شب چاندنی سی ساری مکانمین جہلک گئی
ساقی تمام بزم یکایک مہک گئی | بوتل لنڈہی کہ عطر کی شیشی لنڈہک گئی
کشتی ہماری موج کا رکتی ہی خاصتہ | مٹ جای گی اگر لب ساحل تلک گئی
دارالقضا کی سامنی کہنچی لگی شراب | قاضی سی میفروش کی پگڑی اٹک گئی
آنسو گرے مژہ سی تو یا دل برس پڑا | اوٹہا جگر مین درد تو بجلی چمک گئی
قاتل نی جلد جلد کئے ایسے سر قلم | روحونکو قبض کرنیکی موت تہک گئی
میرے دل گرفتہ پہ کیا کیا لڑے حسین | پہولونمین ایک غنچہ کی بابت چٹک گئی
تشبیہ دی جو ہمنی لب لعل یار سے | یاقوت آبدار کی رنگت چمک گئی
صیاد خود فروش نی گلشن مین نار سے | پہر کی لگائی ایسی کہ بلبل پہڑک گئی
شام فراق لیگئی تہی جنس جان قضا | دیکہا جو صبح کو تو مرے سر ٹپک گئی
جام آگیا نظر جو ترے چشم مست کا | زاہد کی مثل مست طبیعت بہک گئی
دوگام اگر مین وحشی آتش قدم چلا | کوسون زمین وادی وحشت کی پک گئی
پوشیدہ ظلم اہل ستم نی کئی تو کیا | دل دکہہ گیا کوئی تو خبر عرش تک گئی
مین کیا نہ میری گہر سی اوٹہا سلطنت کا بوجہ | دیوار یار ظل ہما سے مسک گئی
دولت ہوئی نصیب جو آئی وہ قتل کو | ہلکی جو سر پہ تیغ تو قسمت چمک گئی

پایا نہ کوئی مثل جرس جادہ رس اسیر

فریاد کرتی کرتی زبان اپنی تہک گئی

جبتلک زور رہی صورت جم جام چلے
چال وہ چل کہ عدو ماتی مین ترا نام چلے

دور میدان قیامت نظر آتا ہی بہت
ای فلک تیز ذرا ابلق ایام سے چلے

ہو تہ آزردہ جو مجہ مست سی شیشی ٹوٹی
ساقیا شیشۂ گردون کا بہی کچہہ کام چلے

منزل دہر مین ہم گرم سفر بیٹہی ہین
کوچ مین دیر نہین صبح چلی شام چلے

دور آخر تو نہ ہم عیش سی محروم رہین
ساقیا عمر چلے جام چلے جام چلے

مرگئے شیب مین غفلت مین کٹا عہد شباب
شب کو سو یا گئی ہم صبح کی ہنگام چلے

دار فانی مین ذرا ہم ٹہرتے لیکن
کر چکے خوب جو چلنے کا سرانجام چلے

نوجوانی مین یادن آنکہونکا ہی عالم کچہہ اور
کیون نہو قدر کہ تازہ ہین یہ بادام چلے

ہاتہ پہ ہاتہ دہری بیٹہی ہین عنادل تمام
ایسے مین موسم گل آئی تو کچہہ کام چلے

ہو جو اوس ماہ کو منظور سواری کا جلوس
آگی آگی آہی نیزہ لیے بہرام چلے

جس طرف خانۂ صیاد سی مین قصد کرون
ہی یقین سایہ صفت ساتہ مری دام چلے

بلبل و فاختہ لینے کو چمن مین آئین
سیر گلگشت جو وہ سرو گل اندام چلے

تیری کوچی کو جو عشاق چلی سب نی کہا
طرف کعبہ یہ مومن پئے احرام چلے

تازہ بلبل کو ہی کیا صحن چمن مین آیا
دام کش دوش پہ رکہہ رکہہ کی جو گلدام چلے

دل مین ہی اوس رخ و گیسو کا تصور پس مرگ
ساتہ ہم لیکی جہان سی سحر و شام چلے

عید قربان ہی بتو میش پہ چلتی ہی چہری
میری گردن پہ بہی قاتل تری صمصام چلے

صبح کو خواب سی جب آنکہہ کہلی اپنی اسیر
طرف کوچۂ محبوب دلارام سے چلے

ہوئی تجھی تو خوشی ہم حزین ہوئی تو ہوے
لیا تو بوسۂ رخ مورد عتاب سہی
بلا سی غیر تری ہمنشین ہوئی تو ہوے
شہید خنجر چین جبین ہوے تو ہوے

نظر مین ایک سی ہی پستی و بلندی دہر
نشان تک نہین رہنے کا لوح تربت کی
ذلیل ہوے تو خوشی ہم زمین ہوئی تو ہوے
برائی نام جو کندہ نگین ہوئی تو ہوے

خطا معاف ہو صاحب گناہگار سہی
فنای اہل جہانسے جہان کو کیا پروا
قصور ہمسے جو صادر نہین ہوئی تو ہوے
مکان کو غم نہین غارت مکین ہوئی تو ہوے

کہو کرین نہ وہ گہبراکی ترک چوک کی سیر
چلی ہین خلد کو حوروںسی دل لگائین گے
دو چار راہ مین ہم سی کہین ہوئی تو ہوے
خفا وہ ہمسے دم واپسین ہوئی تو ہوے

دل و دماغ فقیرون کو کب ہی شاہی کا
کہانسی لائین گی ہم عز آب و تاب گہر
ملوک صاحب تاج و نگین ہوئی تو ہوے
حباب بحر جو بالانشین ہوئی تو ہوے

زمین مین گر چکی ہم ای اسیر کیا مطلب
فساد زیر سپہر برین ہوئی تو ہوے

دیوانی سر کتی ہین در یار سی کوئی
در پردہ پتا حضرت واعظ نے بتایا
ورسے کوئی لپٹا ہی تو دیوار سی کوئی
آگاہ تہہ خانۂ خمار سے کوئے

دل بیٹھ گیا فرقت ساقیمین ہمارا
دربند کیا شام سی تم یہ بہی نسمجھے
لگّہ جو اٹھا ابر کا کہسار سے کوئے
ٹکرا ے گا سر تا تو نکو دیوار سی کوئی

مرغان قفس سے ہی یہ صیاد کی تاکید
بیاروں سے وصیت ہی دم نزع تو اتنی
بیصاف کری اپنی نہ منقار سی کوئی
آئی مری مرقد پہ نہ اغیار سی کچ کی

موذی ہی جہان دست کشی اس سے ہی لازم
کاٹی اگر افعی کو چہوہی بیمار سی کوئی

خورشید بھی ہی ماہ بھی انجم بھی فلک پے
بہتر نہیں آوس آئینہ رخسار سی کوئی

ہوتی ہین کہین اہل صفا باعث ایذا
زخمی ہوا موج کی تلوار سی کوئی

ہی صید ہوا اٹھاتا نہین پشتارۂ مکتوب
نکال بلا لائی بانہ اڈسے کوئی

ورنہ کیا تم ہی غرا سہ بھی تو سوچو
بھاگی نہ تمھین وزن دیوار سی کوئی

آتی ہو تو ترپ ہو نہ اسیران قفس کو
بھوکا ادھر آجائی جو گلزار سی کوئی

ہوتی ہی عطا سنگ کی کیڑی کو بھی روزی
محروم نہین آپ کی سرکار سی کوئی

عریان وہ ہوئی ولین سیہ ترا کی شب وصل
ڈرجائی جھلکتی ہوئی تلوار سے کوئی

خس پوش ہی وہ چاہ ذقن خط سیہ سے
تا اسیر ہو شربت دیدار سے کوئی

کیون ملتی ہی آب بقا خضر سے ہوتا
کرتا جو سفارش مری خمار سے کوئی

عاشق کو تم اغیار کا مرنا نہ سناؤ
کہتا ہے خبر مرگ کی بیمار سے کوئی

کیون تنگ ہو بوسہ دہن تنگ کا دیکر
ہوتا ہے ترش اپنی نمکخوار سی کوئی

دل نرگس جانان سی اسیر اپنا ہی واقف
پوچھی مزہ اس جام کا میخوار سے کوئی

حال ظاہر ہی گواہ عشق رخ زرد ہے
ہاتھ رکھ سینہ پہ آہستہ کہ دل مین درد ہے

عالم وحشت مین ظاہر ہی مری سرگشتگی
گرد باد وحشت کیا گردون گردان گرد ہے

سینہ کیا سد سکندر مین بھی یہ روزن کرے
فی الحقیقت تو ہی مین اوسکا نتیجہ فرد ہے

جو کرے خوش مجکو اوسکا بھی عدو ہے چرخ فلک
زعفران کشمیر مین مجکو ہنسا کر زرد ہے

ہی خریدار اوسکے مانند زلیخا اپنی جان
رو برو جس ماہ کی بازار یوسف سرد ہے

یہہ چلے دو گام وہ سارا زمانہ طی کرے
باد پا ہی یار سے باد بہاری گرد ہے

ہے چمک پر ہر گھڑی لیکن نظر آتا نہیں
جلوہ اوس کا کیا کسی عاشق کی [illegible] کا جوہر فرد ہے

عشق چار ابرو سی جاناں ہمین ہی مرنا عین زیست
یہہ وہ جو پڑے کہ جب ہیں مرگ [illegible] ہے

باغبان تجھکو بھی ہی پرویز کی دولت نصیب
موسم گل مین زر گل گنج باد آورد ہے

وسعت ہمت جو رکھتا ہی بہادر ہی وہ ہے
جس کسی کے ہاتھہ یہ میدان رہی وہ مرد ہے

فکر جنت سنکی واعظ سی مجھی ہوتا ہی ارغ
خوگر غم اسقدر یہہ جان غم پرورد ہے

کیا ہماری خاک پہنچے تجھہ تلک اے شہسوار
تیز رو ہی اسقدر توسن کہ صرصر گرد ہے

ہجر مو غالب ہی کتنی اوسکی رحمت قہر پر
ایک اشک گرم مین سارا جہنم سرد ہے

ایک صورت پر نہ یکسی نعمت خوان فلک
مہرباں گرم ہی مہتاب نان سرد ہے

کیا حقیقت غیر کی ہی منہ مری چشتا ہی کیا
بیجگر ہے بزدلی ہی بیزہی نامرد ہے

مر گئی پر بھی وہی آوارگی باقی اسیر
خاک اپنی گرد باد آسیا یاں گرد ہے

در پر جو ترے لحد بنی ہے
بے شمع و چراغ روشنی ہے

اللہ رے ہجر کے ڈرا [illegible]
دن دونی مین رات چوگنی ہے

پڑ رہے ہے کسی شجر کے نیچے
کیا چھاؤن دلا گھنے سے ہے

زندہ تو فراق مین ہون لیکن
چھائی ہوئی منہ پہ مردنی ہے

لا جلد شراب صاف ساقی
کیا صاف چمن مین چاندنی ہے

سائل ہو فلک سی کوئی کیا خاک
ممسک ہے بخیل ہے دنی ہے

فرقت مین جو وصل ہو عجب کیا
بگڑی ہوئی بیشتر بنی ہے

محفل ہے جہان چراغ ہو تم
ساری یہہ تمہاری روشنی ہے

دل کرتی ہی زخمی اوسکی رفتار
کیا کفش مین تیزی کی انی ہے

درکار نہین جنون مین نشتر
کانٹا جو چبہی ہین سوزنی ہے

بیرنگ نہین ہی یہ مرقع
تصویر جو ہی وہ روغنی ہے

ہی قصر فلک مکان تمہارا
ہی کاہکشان کہ الگنی ہے

ہم وحشیونکا مکان نپوچہو
صحرای جنون مین چہاونی ہے

مین ہمتو اسیر پاک طینت
اغیار کو خبث باطنی ہے

ساتہ ہر اشک کی سو لخت جگر کی نکلے
جو صلی آج مری دیدۂ تر کی نکلے

تاری آنکہونکی جنہین آہ سمجہتا تہا یہ دل
خوب دیکہا تو وہی داغ جگر کی نکلے

بال کیطرح کیا فکر نے لاغر لیکن
طبع نازک سے نہ مضمون کمر کی نکلے

بعد مدت کی جدائی جو وہ آئی شب وصل
جو صلی خوب ادہر اور ادہر کی نکلے

سچ کہو کام تہا کیا تمکو کہان تہی ابتک
شام کیوقت جو آئی ہو سحر کی نکلے

روز و شب ہجر مین سامان محرم کا رہا
خوب رویا جو علم شمس و قمر کی نکلے

سخت نادان ہین جو ہین ہم غذا کی طالب
خشک روٹی کی لیی دانت بشر کی نکلے

اوڑ گیا کوچۂ محبوب مین قاصد کیونکر
پر کبہی صورت طائر نہ بشر کی نکلے

ہی گدائی در دولت کی لیی ننگ سوال
پانون گہر سی نہ تری سنگ در کی نکلے

شکر لِلّٰہ کہ اوٹہی چہرۂ جانان سی نقاب
آج ارمان دل اہل نظر کی نکلے

ساتہ ہی جوش بہارانکی بڑہا جوش جنون
داغ چمکی مری یتی جو شجر کی نکلے

جہسا دیوانہ ترنجی لقب مسلسل کا کمان
کہ قدم خانۂ زنجیر سے مر کی نکلے

دیکھہ لین ایک نظر اورکہ بالین پہ ہی یار
دم ہے کہدو کہ جو نکلے تو نظر کی نکلے

بٹ گئی میری مضامین شعرا مین پس مرگ
کئی حصے کہین اس مال مین زر کی نکلے

بحث سی فائدہ جب غور کیا ای ناصح
سارے پہلو تری باتون مین ضرر کی نکلے

کیا لہو تہا تری سودائی الفت کا کسیں
جوہر ایسی جو تری تیغ نظر کی نکلے

تن بی روح دربار سی نکلی ہی اسیر
روح کو چاہیے نہ اوس شک قمر کی نکلے

لب پہ ای دل گلۂ یار نہ آئی پائے
بات مین فرق خبردار نہ آئی پائے

وصل کی رات تو نکلی ہوس بوس و کنار
نیند ای طالع بیدار نہ آئی پائے

نامہ بر سی ہی یہ نفرت کہ ہی اونکی تاکید
کوئی طائر سر دیوار نہ آئی پائے

دیکھہ مشاطہ سوا ہوگا حسینونکو غرور
آئینہ بزم مین زنہار نہ آئی پائے

پا بگل ہون نہ رہ عشق مین ہم بادیہ گرد
عرق ای گرمی رفتار نہ آئی پائے

دختر رز سی ہی تاکید یہی ساقی کی
ہوش مستونکو خبردار نہ آئی پائے

آشیانہ سر گلبن وہ بنا ای بلبل
اشک شبنم کی بہی بوچہار نہ آئی پائے

شمع و گل سی ہوئی پروانہ و بلبل ہمراہ
ہم تری بزم مین ای یار نہ آئی پائے

تو وہ یوسف ہی تری گہر مین تو آتا کیسا
در تلک مردم بازار نہ آئی پائے

کوچۂ تنگ سی کہتا ہی یہ مطلب وہ پری
کہ سلیمان کا ہوادار نہ آئی پائے

باغبان سیچ مری خونسی پیونکی درخت
کہ خزان جانب گلزار نہ آئی پائے

چاہیی گرد کدورت سی رہی دامن پاک
دل کی آئینہ مین زنگار نہ آئی پائے

زن مریدونکو رہی زال جہاں کی خواہش
گہر مین مردون کی یہ مردار نہ آئی پائے

تمہین کہتی ہو کہ کوچہ ہی مراد از شفا ... اسیر یہ حکم کہ بیمار نہ آنی پائے

رکہہ کبہی دل پہ نہ باریکی عالم کا خیال ... بال آئینہ مین زنہار نہ آنی پائے

بیمروت نظر آئی ہی شب وصل ای دل ... نیند آنکہون مین خبردار نہ آنی پائے

کوچہ بازار ہی اوس غیرت یوسف کا مگر ... حکم ہے یہ کہ خریدار نہ آنی پائے

نامہ اوس شوخ کو لکہیو فصاحت سی اسیر ... چاہیے لفظ کی تکرار نہ آنی پائے

دولت آتی جو کہین آج ہی کل مین نرہی ... یہ دولہن ایک ہی دولہ کی بغل مین نرہی

کب ٹہرتی ہی کسی گہر مین عروس دولت ... جب یہ کسری و فریدون کی محل مین نرہی

کبہی فارغ نہو آقتل سی وہ قاتل خلق ... تیغ قبضی کی سوا اوسکی بغل مین نرہی

وسیلی قتل اگر ہی خط پشت لب یار ... گفتگو خضر و مسیحا کی اجل مین نرہی

ہولی وہ بیتاب کہ جبدن سی تری تصویر کہیچی ... ایک ساعت کف نقاش ازل مین نرہی

ہاتہ قاتل کا ہوا شاخ شکستہ مری بعد ... تازگی نام کو بہی تیغ کی پہل مین نرہی

با وضو ہو کی تری مصحف عارض کو چہوا ... جای انگشت مری حسن عمل مین نرہی

عیش تہا نعمت دنیا مین نہ سمجہی یہ حریص ... یاد زنبور انہین ذوق عسل مین نرہی

تم جو بی پردہ ہوئی ہو گئی روشن نہ فلک ... تیر کی نام کو رخسار زحل مین نرہی

دل وہ کیا دل ہی جو فریاد سی لبریز نہین ... نی ہمیشہ ہی گولی جو نغل مین نرہی

دور گردون نی ریاست سی کیا یہ محروم ... کہ زمین شعر کی بہی اپنی عمل مین نرہی

خامشی خوب ہی کچہ عالم پیری مین اسیر ... فکر کس کام کی شوخی جو غزل مین نرہی

پھر دیر سے بتون کی مجکو پیام پہونچے — کعبے کے رہنے والو تمکو سلام پہونچے
اتنی تو پھر کی لا مے پھر خدا سبو مین — سب میکشونکو ساقی اک ایک جام پہونچے
وہ مرغ خوش نوا ہون آیا جو مین چمن مین — صیاد ہر طرف سے لی لیکے دام پہونچے
نزدیک رہ گئی ہے ہستی عدم کی منزل — برسون چلے ہین رستہ اب صبح شام پہونچے
ہمسایون مین کسی سے راہ اونکو ہے مقرر — پایا جو وقت فرصت بالای بام پہونچے
کس کا لہو بہا کر آسئے ہین وہ الٰہی — ہین سرخ آستینین گلگون تمام پہونچے
بزم جہان مین ایسی قسمت تھی ہی اپنی — ممکن نہین کہ ہم تک لبریز جام پہونچے
رزاق ہے وہ سب کا دیتا ہے سبکو روزی — کیونکر نہ رزق سب کو تا وقت شام پہونچے
یہ پیاس کی ہے شدت جی ڈوبتا ہے میرا — یارب کہین گلی تک آب حسام پہونچے
محفل مین اوسکے جانا ٹھہری اگر ہمارا — نوبت کلام کی بہی پہر لا کلام پہونچے
مقبول ہین خدا کی ساری رسل پیمبر — اونکو درود پہونچے انکو سلام پہونچے
اپنے نصیب مین ہے اس دور مین کہان مے — ساقی لگا نہ سکا اپنی ہم تک جو جام پہونچے
ارباب حق کے آگے سدّ زبان ہے لازم — تسبیح خوان رہے چپ جب تا امام پہونچے

دہشت اسیر کیسی رحمت ہوئی خدا کی
پہونچی قضا جو اپنی بارہ امام پہونچے

ساتھ ابرو کے رخ پہ خال بہی ہے — ماہ بہی نجم بہی ہلال بہی ہے
ضعف بہی رنج بہی ملال بہی ہے — کچھ نہ پوچھو کہ مجھ مین حال بہی ہے
آپ ہین لطف و قہر کے مختار — لب ہلاؤن مری مجال بہی ہے
ہون تو مجرم مگر نہین مجھے پاس — جرم کے ساتھ انفعال بہی ہے

رنگ اوڑایا ہے کیا مرا تیرا
سیب جو زرد ہی ہے لال بہی ہے

خوش ہو ظاہر مین میری مرنی بہی
سچ کہو دل مین کچہ ملال بہی ہے

ساتہ تابوت کے چلا جو وہ شوخ
مین یہ سمجہا کہ اسمین چال بہی ہے

خواب کا قصد ساتہ غیرون کے
کچہ کسی کا تمہین خیال بہی ہے

میری طالب ہین سب جو مثل ہلال
نقص کے ساتہ کچہ کمال بہی ہے

دیکہ لے آسمان پہ حال قمر
کاملون کی لیے زوال بہی ہے

مر ہی جاؤن گا دیکہ کر اوسکو
ایکدن وصل ہی وصال بہی ہے

ترک مطلب کی کر خدا سے دعا
اس سی بہتر کوئی سوال بہی ہے

دو بلاؤن مین پہنس گیا ہی یہ دل
عشق خط ہی ہی عشق خال بہی ہے

چپ ہو سنکر جو میرے مرنیکو
کیا کوئے اور احتمال بہی ہے

کر دیا وصف چشم سنے یہ شوخ
کہ غزل ہی یہ غزال بہی ہے

یہ جو تمنی غزل کہی ہے اسیر
عاشقانہ ہی حسب حال بہی ہے

ہر کو چمین اوسکی جستجو کی
چہوٹی نہ گلی رگ گلو کی

باقی نہین دل مین کوئی حسرت
حسرت ہی تو ترک آرزو کی

منصور پکارا اوٹہا انا الحق
تہا مست بہک کی گفتگو کی

گلشن مین نقاب تم ہی اولٹو
گل لینی لگی ہین رنگ و بو کی

زاہد تری زہد خشک سی ہی
شکل ایک تیمم و وضو کی

دامن سے جو تہی اشک پونچہے
ہجہ خاک نشین کی آبرو کی

ای تیغ جفا کے نکہ نا | سوگند تجھے مری لہو کی
بند آنکھ ہوئی نہ ہجر کی شب | حالت رہی چاک بی رفو کی
حقا کہ وہ تیغ سے شناسا | گردن گردن گلو گلو کی
دیکھی شب ہجر جب کو اب | سمجھی کہ یہ فوج ہی عدو کی
ٹھکرا کے نہ چل مزار عاشق | او سالک راہ بد سلو کی
پہنا جو کفن سفید سے تجھے | یہ صبح سے ہے شام آرزو کی
اول تو رہی تلاش دنیا | آخر کو اجل کی جستجو کی
عبرت سے کہا بنی جو تربت | سرحد ہی یہ ملک آرزو کی

ہی زخم دہن اسیر اپنا
جو آہ ہے دہار ہے لہو کی

تصور مین جو روئی لالہ گون ہے | گریبان نظر گرداب خون ہے
پری دیوان سی فکر وصل ای دل | غضب سودا قیامت کا جنون ہے
کرین زیر فلک کیا خاک آرام | کہ مسکین زیر سقف بی ستون ہے
دم تحریر غم نالان سے ہے ہر کلک | قلمدان بھی ہمارا ارغنون ہے
کیا ہی ضعف نی اسد رحیہ حس | کہ جنبش بھی مری عین سکون ہے
مری گی بیان عشق ای قیس | تجھی سودا ہی وحشت ہی جنون ہے
فلک ہی یا کوئی شیشہ ہی ساقی | شفق ہی یا شراب لعل گون ہے
تلف جیسی ہوئی فرہاد کی جان | سر تیشہ خجالت سے نگون ہے

اسیر اسکو نہین میرا جو ماتم

لباس آسمان کیوں نیلگوں ہے

کسی دن طور پر وہ گل جو بہر سیر آ نکلے
شجر سے انت منی انت منی کی صدا نکلے

ہوئی یہ حیا کو مدت کہ غل زنجیر کرتی ہے
رہا ہو جلد یہ قیدی مری گھر سے بلا نکلے

جوانی دی اگر تو نے تو یہ بھی اے خدا اس سے
شباب آشنا ٹھہر جائے کہ دل کا حوصلہ نکلے

خیال ضبط ایسا ہے جو پتھر سے کوئی توڑے
نہیں ممکن کہ اپنے شیشۂ دل سے صدا نکلے

تصور ہے جو مرنے پر بھی اوس کندن سے چہرے کا
کھلیں تختی جو اپنی قبر کی کان طلا نکلے

مٹا دیتی ہے ظلمت شب تاریک جدائی کی
سہا چمکی تو کیا چمکی قمر نکلی تو کیا نکلے

عبث رکھتا ہے زاہد ہم پہ تہمت بت پرستی کی
چلی تھی جانب مسجد سوئے بتخانہ آ نکلے

بلایا ہے ہمیں خط لکھ کے اوس خورشید طلعت نے
روانہ ہوں قمر عقرب سے جلدی اے خدا نکلے

یہاں تک خلاف ہے کہ اوسکی مصحف رخ میں
جو دیکھی فال ہے عاشق خلاف مدعا نکلے

غبار راہ تاثیر سیہ بختی سے سرمہ ہے
میں بن جب قافلے میں خاک آواز درا نکلے

ترش ہو ہو کے کیا کیا گفتگو ہے تلخ کرتی ہو
کہوں میں بھی اگر امیا تو کہیے کیا مزا نکلے

یقیں ہے آدمیت کا نشان مر کر نہ زائل ہو
بجائے سبزہ اپنی خاک سے مردم گیا نکلے

شمیم برگ گل ملتا ہے کہیں صحن گلستاں سے
تمنائے دل بلبل قفس میں اے صبا نکلے

وجود اللہ کا ہے خلقت کونین سے ثابت
نتیجہ جس طرح صغرا و کبری سے جدا نکلے

تپ حاسد سے کر کے بیمار ایسے رہے حکیموں کو
مریض عشق اگر ہو کر سوئے دار الشفا نکلے

زمین گور کو ہم ملک بیگانہ سمجھتے تھے
بہت سے لوگ لیکن اپنی صورت آشنا نکلے

اسیر اپنی کروں طاعت اگر ہو دیر میں جانا
کہیں تحسین برہمن بت کی منھ سے مرحبا نکلے

ہجر مین عیش کہان بادہ او جام مین ہے
جامہ بھی میری طرح گردش ایام مین ہے

صرد تک طرفہ تری چشم سیہ فام مین بھی
مشک نافہ عوض مغز اسی بادام مین ہے

صید لاغر تھا پھنسایا مجھی چوکا صیاد
مین نہین وہ دام مین گیا وہ مری دام مین ہے

در جانان پہ دی جاکی جو دستک مینی
سوت بولی کہ ٹھہر وہ ابھی آرام مین ہے

چشم معشوق سی اس بی بصری ہی عوی
سخت بیمغز ہی سودا سر بادام مین ہے

رہنی آیا نہین اس منزل ہستی مین کوئی
جو مسافر ہی وہ چلنی کی سرانجام مین ہے

ایک بھی ہو نہ سکا وصف لب اوسکا ہر چند
عمر گذری کہ زبان اپنی اسی کام مین ہے

پہاندی یار کی دیوار غنیمت ہی یہ وقت
تیرہ شب خواب مین ہین پاسبان سگ آرام مین ہے

خوف تنہائی سی لرزتا ہون تو کہتی ہین یہ لوگ
کثرت مے سی یہ رعشہ تری اندام مین ہے

خانہ تن کا بھی معلوم ہی منعم کو ثبات
اسقدر صرف جو تعمیر در و بام مین ہے

دیکھہ لی کلک شکستہ کی قلمدان مین جگہہ
توڑ کر پاون جو بیٹھا ہی وہ آرام مین ہے

کیا ہوا سرخ جو ہین تیرہ دلونکی چہرے
شام تاریک ہی سرخی شفق شام مین ہے

تن ہوا زار نہایت تو بنا موی کمر
عشق کہتی ہین جسی حسن وہ انجام مین ہے

میری قسمت کی جو دانی تھی سبہی ای صیاد
چاک غربال کی مانند تہ دام مین ہے

سیر عالم کی اگر جام مین جم کرتا تھا
ساقیا سیر دو عالم کی مری جام مین ہے

نخوت حسن ہی بیفائدہ سوچو تو ذرا
اک حسین اور بھی آئینہ حجام مین ہے

جو مشرف ہوا دوری کی زیارت سے اسیر
سر برآوردہ وہی حلقۂ اسلام مین ہے

کیا کہین ہم عدم سی کیا لائی
اک دل دردآشنا لائی

بتکدے مین بہل گیا دل زار
اب حرم مین ہمین خدا لائے

مہندی قاتل کی ہاتہ تک پہونچی
دیکہین اب یہ رنگ کیا لائے

مرگئی ہم تو بولی قبر سی موت
تیری روٹہے کو ہم منا لائے

دی کی دل اوسکو نقد بوسہ لیا
کچہہ بگاڑا تو کچہہ بنا لائے

درد دل جب سنا بگڑ کی کہا
لو نئی داستان بنا لائے

نہوی سبزہ زار خاک لحد
خضر تشریف بارہا لائے

ضعف سی ہم ہین شکل نادیدہ
کوئی خاطر مین ہمکو کیا لائے

نہ ہنسا لوگ تیری محزون کو
زعفران زار بہی دکہا لائے

روبرو اوس صنم کی ہم لب تک
ڈرتی ڈرتے خدا خدا لائے

خط نی اوسکی دکہائی شام فراق
مورچی فیل کو لگا لائے

ہو گرسنہ اگر سگ لیلے
استخوان قیس کی ہما لائے

قاصدون کو جواب جب نملا
پرزے مکتوب کی اوٹہا لائے

دل بیغما اسیر برد ز من
سروقدی بلند بالا لائے

عشق گیسو و جو چاک سینہ ہے
حال شانے کا ہمین آئینہ ہے

ہم بہی اوس پیر مغانکی ہین مرید
خضر جسکا خادم دیرینہ ہے

دی کی می تہوڑی بہت ساقی نشاط
آج ای ساقی شب آدینہ ہے

وصف قاتل مین لکہو مین شعر نو
شاہنامہ دفتر پارینہ ہے

بال اوسکی جہک کی کتنی ہو گئے
تیری وحشی کو یہی پشمینہ ہے

کیا ملی بوسہ وہ رخ ہی زیر زلف
سانپ کی مٹھی مین یہ گنجینہ ہے

لب ہی مشکل بام وحشت پر عروج
راہ ناہموار صحرا زینہ ہے

جلا اوسکا جو آیا روبرو
روی جانان آتشی آئینہ ہے

عشق رخ مین یہ خمیدہ ہو گیا
سر ہی مصحف رحل اپنا سینہ ہے

کیا کرون ای خضر مین آبحیات
حال اسکندر مجھے آئینہ ہے

کارگر کیا ہو گی تیغ اعتراض
ہر رباعی اپنی چار آئینہ ہے

کام کیا گرد کدورت سے اسیر
صاف اپنا سینۂ بی کینہ ہے

تیری در کی نہ کبھی مجھسے گدائی چھوٹے
ای شہ حسن اگر سارے خدائی چھوٹے

چاندنی شب مین جو بی پردہ وہ مہرو نکلے
شرم سی ماہ کی چہرے پہ ہوائی چھوٹے

مخلصی زلف کی زنجیر سی پائی لیکن
قید الفت سی نہ ہم بعد رہائی چھوٹے

وصل ہونی پہ رہی ہجر کا کھٹکا باقی
چاہیی ہاتھ سی اوسکی نہ کلائی چھوٹے

ترک ہم رند بھی بی شبہہ کرین بادہ کشی
زاہدو تم سی اگر زہد ریائی چھوٹے

چاہ یارون مین کہان قصۂ یوسف ہی دلیل
جوش یاری جو حسد بھائی سی بھائی چھوٹے

تیری کشتونکی جلانی مین مسیحا کو ہی خوف
جی نہ کیونکر دم اعجاز نمائی چھوٹے

وہ مسیحا جو خبر لے کبھی بیمارون کی
مرض و طمع کی بحران مین لڑائی چھوٹے

اسقدر وصف مین اوسکی کف رنگین کی لکھون
کہین بازار مین کاغذ نہ حنائی چھوٹے

آستین یار کی ہاتھون مین الہی آجائے
دامن دل سی کبھی داغ جدائی چھوٹے

سرخرو روز قیامت ہو شہیدون مین شمار
جب اسیر او ترک ترا دست حنائی چھوٹے

ای جرس مغز پریشان ہی یہی تو سیف کا
خوب ہو تجہسے اگر ہرزہ درائی چھوٹے

عمر بہر کیون نہ ملون مین کف افسوس اپنے
ہاتہ سے میری جو وہ دست حنائی چھوٹے

رنگ غم جس سی ٹپکتا ہی خوشی ہی تو یہ ہے
خون فشان زخم کی صورت ہون ہنسی ہی تو یہ ہے

مہر بہی رکہتی ہین الفت بہی وفا بہی عاشق
صبر کا نام نہین ان مین کمی ہی تو یہ ہے

نشۂ مے کا ہی انجام خمار ای ساقی
سب طرح کا ہے مزا بدمزگی ہی تو یہ ہے

رونق جادہ ہی پرزون سی مری دامن کی
وحشت مین پارچی والونکی گلی ہی تو یہ ہے

سیکڑون حادثہ مردہ جلا دیتا ہی
لب جانان مین مسیحا نفسی ہی تو یہ ہے

تیغ جلاد گلی سے ہمسے ملے گی آکر
عید اضحی کی غریبونکو خوشی ہی تو یہ ہے

بادہ صاف تو سبکو ہمین دردتہ جام
کرم پیر خرابات کبہی ہی تو یہ ہے

ساتہ ہی آئین سگے بالین پہ امید دم نزع
ملک الموت کی آنی کی خوشی ہی تو یہ ہے

چلتی چلتی سر قرطاس ٹہر جاتا ہے
حسن سب اپنے قلم مین ہی بدی ہی تو یہ ہے

فقر اسے ہی یہ سپید ہا امرا سی ٹیڑہا
راستی ہی تو یہ ہی دل کی کجی ہی تو یہ ہے

عاشق احمد مختار مرا دل ہی اسیر
اس زمانی مین اویس قرنی ہی تو یہ ہے

لیجیے دل اگر ارادہ ہے
کیا کوئی آپ سی زیادہ ہے

منہ نہ شیشے کا بند کر ساقی
در توبہ ابہی کشادہ ہے

رند زاہد کی کیون کرین تعظیم
کیا کوئی پادشاہزادہ ہے

کوئی پہرتا ہی جا کی عہد شباب
یہ بہی مخدوم کا اعادہ ہے

ابھی کم سن ہے خط نہین نکلا / ورق روی یار سادہ ہے

ہون سوار جنازہ ہو کی خجل / کہ ہر اک آشنا پیادہ ہے

کون پیاسا ہی واجب التعظیم / آب شمشیر ایستادہ ہے

جسکو کہتے ہین لوگ موی کمر / صاف مالک عدم کا جادہ ہے

لاغری سے ہی ابتو یہ عالم / کہ مرا رخت تن لبادہ ہے

زور وحشت سی مری قبضہ مین / قوس گردون تلک کبادہ ہے

کچہ نہین فرق سب اِیہ مین / ایک بارہ کا خانوادہ ہے

کون گلرو ہے وار میدان / معرکہ باغ سے زیادہ ہے

گل اسوار ہے ہر ایک سوا / ہر پیادہ گل پیادہ ہے

فی الحقیقت تری سخن مین امیر / ایک عالم کو استفادہ ہے

باغ مین آکر جو شبنم رو گئی / بلبلونکی حق مین کانٹے بو گئی

کس کا شکوہ کیجیے کسکا گلا / تھی بقدر مین جو ہونی ہو گئی

ہجر کی شب منتظر ہون دیر سے / موت یارب مرگئی یا سو گئی

نشۂ زر مین یہ منعم کو ملا / عقل سی بیدار دولت سو گئی

مرحبا اشک ندامت مرحبا / خط عصیان کی سیاہی دھو گئی

وصل کی شب بھی نہ نکلا کام دل / جاگ اٹھی وہ میری قسمت سو گئی

ہین پیام مرگ یہ موی سفید / جاگ غافل صبح پیدا ہو گئی

بی ثباتی اس چمن کی دیکھکر / بھر رہی تھی خوب شبنم رو گئی

قیصر و خاقان و کیکاؤس و جم
چار دن سبکی حکومت ہو گئی

کون مجھ بیکس کا ماتم دار تھا
خاک پر ہان آ کی بدلی رو گئی

کوئی قاتل سے بچاتا تھا اسیر
پھنس گئی آفت مین جان آتو گئی

سرکی بھل سوی بت بدخو چلے
یون چلی ہم جسطرح آنسو چلے

وصل کی محفل ہوئی میدان جنگ
تیر مژگان خنجر ابرو چلے

باغ ہستی مین سبکروحی سی ہم
مثل رنگ آئی برنگ بو چلے

کب تلک الفت رہی بیراہ رو
ہم جو تھک کر گر پڑی آنسو چلے

جانتی ہین ہم تجھے ای چشم یار
سامری پر بھی ترا جادو چلے

کالیون سی بات کی بھلت یہنین
کیا کسی کی تجھسے ای بدخو چلے

قد جانان سی ہی باغی سرو باغ
وار پر رکھدون اگر قابو چلے

ہمکو چلنا ہو نقاہت سی محال
ای صبا کوچین اوسکی تو چلے

تیغ چل جاتی تو کیا اسکا عجب
جسجگہ ذکر خم ابرو چلے

میوۂ فصلی ہمین بھی چاہیے
دیجیی بوسہ کہ شفتالو چلے

رحم پر لائی سنا کر درد دل
رات اوس سی ہم بہ پہلو چلے

غیر اوسکے پاس ہم ہوای اسیر
کیا کرے جسکا نہ کچھ قابو چلے

جو مزی جینی کی تہے سب جا چکے
جان بھی جاتی کہین جب گھبرا چکے

مدتین گذرین وہی ہے آج کل
ہی یہی آنا تو بس تم آ چکے

ترک الفت دل نہین کرتا قبول
حق جو سمجہانے کا تہا سمجہا چکے

وای قسمت تب ہوی وا اپنی آنکہہ
جب سرا سی سب مسافر جا چکے

اب تو اوٹہو اسنے کو تابوت آئی
لوگ مردی کو مری کفنا چکے

دیکہو یکتائی کا یہ کس منہ پہ ناز
آئینہ ہی ہم تمہین دکہلا چکے

روز کی دہڑ کے کہان تک واعظو
ہو قیامت کو جو آنا آ چکے

اب نہ ماننے دل جہنم مین پڑے
ختم حجت ہو چکے سمجہا چکے

وصل مین شک ہی کسی کافر کا کام
کر کے وہ وعدہ قسم بہی کہا چکے

سر کٹے ہو روز کا قصہ تمام
کہینچیے خنجر کہین جہگڑا چکے

ای فلک تو ہی لگا تیر ستم
ان نگاہدارون کو ہم چلا چکے

جنکو رہنا تہا وہ پیچہے رہ گیے
جنکو جانا تہا وہ آگے جا چکے

جانتا ہون بید ماغی آپ سے کے
دل مرا باتون مین تم بہلا چکے

عاشقی سے اب تو باز آؤ اسیر
دی سے کے دل سو بار دہوکا کہا چکے

جب دیکہتی ہین پاتی ہین چین بر جبین تجہے
پہینکین گی چاک کرکی ہم ای آستین تجہے

اللہ رے نور دین داغ سجود کا
سجدی مین صاف دیکہہ رہی ہی جبین تجہے

منظور حق ہوا کہ ہو بی پردہ قتل عام
کہینچی نہ تیغ قہر بنایا حسین تجہے

ناداں نہ بہاگ گور غریبان ہی سے قدر
آخر تو ایک روز ہی آنا یہین ہی تجہے

کرتا نہ کوئی قدرت کامل کا اعتقاد
کرتا اگر نہ خلق جہان آفرین تجہے

ای غم ہماری گہر سے نجا دیکہہ کہتی ہین
ایسا تو سیج گہر نہ ملے گا کہین تجہے

نفرت ہو گئی ہی ایسی مجھی تجھسی ای نانک
نفرین کرون اوسی جو کہی آفرین تجھے

تیری قدم کہان مرا او جٹرا امکان کہان
اتنو بحال جذب کا آیا یقین تجھے

بزم خیال اہل جنون مین ہی تو بیدست
کرتی ہین نالہای جہان جو رہین تجھے

شیرین ہی تو یہ خسرو و فرہاد کا ہی زخم
سمجھا ہی قیس لیلی محمل نشین تجھے

حق تو یہ ہی کہ کرتی ہین سب ادعوی ورد
میری سوا کسی نی بہی دیکھا نہین تجھے

ترجیع ہی سخن پہ خموشی کو ان دنون
دم بہر اسیر فکر کی فرصت نہین تجھے

جاؤ سب ہے تمکو اگر جانا ہے
اپنی قسمت ہی مین مرجانا ہے

آشنائی پہ تری بیٹھے ہین
اودہر آنا نہ اودہر جانا ہے

چاہیے شکر جو گذری گذری
آخر اک روز گذر جانا ہے

اس سرا مین ہی مقام اک شب کا
شام آنا ہی سحر جانا ہے

ہم تہی بخت کہان عیش کہان
دن فقط زیست کی بہر جانا ہے

گہر سے نکلے ہین سر راہ مگر
نہین ثابت کہ کدہر جانا ہے

خط لکہی یار تو دولت ملجای
ہنڈوی کا یہ سکہر جانا ہے

عشق ابرو نہ کرین جسم کہو نکر
تیغ کی گہاٹ اوتر جانا ہے

کوچہ اوس ترک کا ہی جادہ تیغ
پانون رکہنا نہین سر جانا ہے

کہو جو ڑی سی نزو کی رستہ
زلف کو تا بکمر جانا ہے

دم رفتار دم سرد بہرین
ٹہنڈی ٹہنڈی ہی جنہین گہر جانا ہے

ہجر مین جسم ہی بیجا ای جان
اپنا جینا نہین مرجانا ہے

شام سے کیا ہمین نیند آئی اسیر
کہ سفر پچھلے پہر جانا ہے

گلی مین یار کی بہرے لو پہر بہاری ہی پہولونکی
یہان ہی تیسرا دن اور طیاری ہی پہولونکی

تمہاری خوشنویسی یا گلستان کا تماشا ہی
جو وصلی ہی خط گلزار کی کیاری ہی پہولونکی

حسین خاموش تہی صد شگوفہ باتین کہین من کہلے
نمائش ہو چکی غنچونکی اب باری ہی پہولونکی

تونگر چار دن کو پہول لین بی اصل دولت پر
جہان مین مالداری انکی زرداری ہے پہولونکی

خدا حافظ ہی طفل باغبان کا ہمکو کہٹکا ہے
کہ وہ نازک بہت اور ٹوکری بہاری ہی پہولونکی

کیی کتنی فلک نی طاق میخوانونکی بیرونق
نہ مینا کاری مینا نہ گلکاری ہے پہولونکی

جا دی بادۂ گلرنگ کا ہی رنگ ای ساقی
چمن مین بہینی بہینی بو کہینچی پیاری ہے پہولونکی

حسین کہنی لگی جیسے سر بازار گلباری
بن آئی گلفروشونکی خریداری ہی پہولونکی

فراق یار مین گل اسقدر اعضا پہ کہائی ہین
کہ اپنی قصر تن مین چار دیواری ہے پہولونکی

بہا جس آئی تیری شائقونکی حصہ مین
مبارک باغبانونکو پرستاری ہی پہولونکی

یہ کسنی خاک کو پای حنابستہ سے روندا ہے
کہ چادر میری تربت پر بہت بہاری ہے پہولونکی

اسیر اون عارضونکی یاد مین ہی چشم تر گریان
بہا غم ہی نہر فیض تک جاری ہی پہولونکی

نہ چہیڑ ای صور محشر شور کرکے
ابہی سوئی ہین جاگی رات بہر کے

بڑہا یہ شوق خط تحریر کرکے
چلے ہم پیچہے پیچہے نامہ بر کے

غضب ہی نیم جان قاتل نی چہوڑا
ادہر کی ہین نہ اب بسمل اودہر کے

ہوا آنکہون مین قحط اشک شاید
کہ اب آنے لگے ٹکڑے جگر کے

تمہاری ہاتہ سے خط لیکے آیا	قدم آنکھون پہ میری نامہ بر کے
اٹھی شکر ہی گذری شب	عیان آثار ہین کچہ تو سحر کے
چلین تو قتل مین شمشیرین ہزارون	قدم اپنی نہ سر سے پیر نہ سر کے
ہوا لبریز اپنا ساغر عمر	پلایا جام اوسی ساقی نی بہر کے
بہت یاد آیا اوس زانو کا تکیہ	جو سوئی زیر سر ہم ہاتہ دہر کے
جہان دریا مین وہ دم بہر نہاے	وہان پل بندہ گئی گرد نظر کے
مری زنجیر کی سے حلقے ہون یارب	جو دونون پائزی ہین وسکے در کے
بتاؤن کیا کہ داغ دل ہین کتنے	گنی جاتی نہین تبی شجر کے
ابہی یارب ہوئی شام شب	ابہی آثار پیدا ہین سحر کے
لیی جا کوئی تیشہ ساتہ اوی آہ	کواڑی بند ہین باب اثر کے
کسی دعوت مین اونکو بہی بلاؤ	جو بہوکی ہین عنایت کی نظر کے
ملی بوسہ اگر سیب ذقن کا	بہر دن میوہ سی طاق اوسکی گہر کے
بدن گل کا جو ہی صدچاک	تری تیغ اداکی ہین پہ جگر کے
ملاؤ بخیہ مرجان سے	ہماری خون دل سی ہاتہ بہر کے
تری وحشی کو کیا درکار زنجیر	قدم تک سبزہ کی بہونچی بال سر کے

اسیر اوج فلک پر ماہ و خورشید
نشانی ہین کسی تیر نظر کے

صبح شام اپنی صبح شام ہوئی	عمر اسی دور مین تمام ہوئی
کبہی خندان ہوئی تو صورت گل	ہمکو شادی بر اے نام ہوئی

پردہ اوس روی صاف سے اوٹھا
یا کوئی تیغ سے نیام ہوئی

قتل کو میری ہجر جانان مین
فوج انجم سپاہ شام ہوئی

کون مجمع سے اوٹھہ گیا یارب
بزم تسبیح بے امام ہوئی

کون ہین ہم کہان سے آئی ہین
عمر اسے سوچ مین تمام ہوئی

ایسی گھڑیالیون نی شورش کی
نیند وصلت کی شب حرام ہوئی

دست پر نور سے یہ پایا نور
صبح روشن جہان کی شام ہوئی

اور بہی دود آہ سے میری
زلف اوسکی سیاہ فام ہوئی

تیغ ابرو کا سنکی وصف کہا
تمکو بہی جرات کلام ہوئی

کسکی عارض کا بندہ گیا مضمون
اور رنگینی کلام ہوئی

دیکھہ کر تیری آنکہ کی گردش
بادہ خوارونکو قدر جام ہوئی

تھی تواضع کی جو مجھے عادت
فوت کب وہ تہ حسام ہوئی

اوٹھہ گیا ہاتہ خود بخود جو مرا
یہ ہی اک صورت سلام ہوئی

ہوئی وہ پیکش کہلی جو مجکو آنکہہ
مجکو ساقی تلاش جام ہوئی

تھی جو زاہد کی جانماز اسیر
سنتی ہین وہ بہی اب جا جام ہوئی

مقدر استراحت کا مکان دیتا تو ہم لیتے
زمین کوی جانان آسمان دیتا تو ہم لیتے

بہت مرغوب دل ہی قمری و بلبل کی گویائی
خدا ان پیر بانونکی زبان دیتا تو ہم لیتے

عتاب و لطف دونو ایک ہین رنگین مزاجونکی
عوض پہولون کی کانٹے باغبان دیتا تو ہم لیتے

برنگ آئینہ بس بزم مین قانع ہی دل اپنا
مقدر آبرو بہی لب زبان دیتا تو ہم لیتے

خضر آب بقا لایا تو لایا کسکو پروا ہے
کوئی جام شراب ارغوان دیتا تو ہم لیتے

نبات و قند کی خواہش نہین تھی تا لب تلخ
جو بوسہ وہ بت شیرین زبان دیتا تو ہم لیتے

اطاعت سے غرض شل سکندر عذر کیا ہمکو
جو وہ شاہ خجستہ آن مہربان دیتا تو ہم لیتے

مرید باصفا ہین مرگ کی تلخی گوارا ہے
پیالہ زہر کا پیر مغان دیتا تو ہم لیتے

نہین بیجا توقف نابلد ہین کوچہ جانان سے
ابھی رستہ جو کوئی بھی نشان دیتا تو ہم لیتے

وہ لاغر ہین کہ اپنی نقش پا سے ہم یہ کہتے ہین
جو پڑ رہنے کو تو اپنا مکان دیتا تو ہم لیتے

برای دیدہ یعقوب ہے مد نظر سرمہ
غبار راہ یوسف کاروان دیتا تو ہم لیتے

اسیر اپنی سخنگوئی سنکے گل کہتے ہین بلبل سے
خدا ایسی بہار بیخزان دیتا تو ہم لیتے

خاکساری مین نقش پا میرے
ہر قدم پر ہین رہنما میرے

بیڑیان سو ہزار ہاتھ گریبان
ہین سلامت جو دست و پا میرے

ایک تو قد روان حسن رہے
قتل عالم کرو سوا میرے

ہاتھ زلف رسا تلک پہونچا
واہ کیا بخت ہین رسا میرے

ایک طرز نگاہ ساقی مین
تیس روزے ہوئی قضا میرے

سخت تابوت مین ہون بیہوش نشہ
دوست سب ہین پیادہ پا میرے

مین ہوا اور گوشہ مزار مرا
پھر گئے سارے آشنا میرے

پھول گلشن مین خار صحرا مین
منتظر ہین جدا جدا میرے

بزم عالم مین ہون مین آئینہ
سیکڑون صورت آشنا میرے

خوف گلچین سے باغ مین نے یار
بھول جاتی ہین دست و پا میرے

نیش غم سے کہاں نجات اسیر
کہ عقارب ہین اقربا میرے

یہ ربط ہمکو کسی شوخ دلپسند سے ہے
کہ بند بند کو پیوند بند بند سے ہے

ہماری خال نے چمکا دیا ہے عارض کو
نمود آگ کی اس [illegible] سے ہے

نکل کے تن سے کہان جائیگا یہ طائر روح
رگون کا جال زیادہ ہے کمند سے [illegible]

کہین مریگا وہ ہوگا شہید راہ خدا
جسے کہ عشق تمہارے سمند سے ہے

سوئی پہ بھی ہے یہ اوس شہسوار سے الفت
غبار راہ مین لپٹا ہوا سمند سے ہے

ہماری آہ سے بس ایک تم نہین ڈرتے
وگرنہ سب کو خطر آتش سپند سے ہے

چھری جو یار کی ہر وقت تیز رہتی ہے
کہان کی ہمکو عداوت نیاز مند سے ہے

کیا ہے عشق نے کس شہسوار کی وحشی
کہ طوق آہن نعل سم سمند سے ہے

بندھی ہوئی ہین ہزارون طیور دل اسکے ترک
زیادہ حلقۂ گیسو شکاربند سے ہے

جواب کہتے ہین سب بے ہین دخل کیا ہمکو
رضا سے کام غرض آپکی پسند سے ہے

رجوع عشق ہے دل کیطرف خدا حافظ
اسیر صحبت قصاب گوسپند سے ہے

ہجر مین حالت بسمل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے طپش دل کبھی ایسی تو نہ تھی

آدمی کیا کہ قدم تھکتے ہین سیارون کے
دوری اس ماہ کی منزل کبھی ایسی تو نہ تھی

صاف بے پردہ ہے قاتل نظر آتا نہین کچھ
حیرت دیدۂ بسمل کبھی ایسی تو نہ تھی

عکس پڑتا ہے تو سر جسم سے ہوتے ہین قلم
تیزی خنجر قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی

پردۂ گوش جلے جاتے ہین پھولونکی صبا
گرم آواز عنادل کبھی ایسی تو نہ تھی

واہ کیا خوب جو اسنے مین نکالا جوبن
آپکی شکل و شمائل کبھی ایسی تو نتھی

قیس آوارہ بگولی کیطرح پھرتا ہی
خواہش لیلی و محمل کبھی ایسی تو نتھی

شکر صد شکر کہ اب پاس ہین ہم دو رقیب
وہان تمیز حق و باطل کبھی ایسی تو نتھی

شاید اوس قاتل خونریز کا کوچہ ہی یہی
راہ چلنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نتھی

آشنا جمع ہین آیا ہی نہانی کو یہ کون
بھیڑ آگی لب ساحل کبھی ایسی تو نتھی

اب یہ کیا ہی کہ ہی محروم تماشا مری آنکھ
آرسی بیچ مین حائل کبھی ایسی تو نتھی

بڑہا کی آتی ہی ادہر کاکل لیلی شاید
پای مجنون مین سلاسل کبھی ایسی تو نتھی

شمع شاید کہ تری آتش عارض ہی جلے
پیش ازین گرمی محفل کبھی ایسی تو نتھی

چاک بنکر اوسی اب اور دیا چرخ نی چرخ
گردش کاسہ سائل کبھی ایسی تو نتھی

یہ زمین سہل ہی کیون ہو کرین کہانی ہو اسیر
شاعری آپکو مشکل کبھی ایسی تو نتھی

شب راہ وصال ہیبت بی پیر نسوجھی
چھایا یہ اندہیرا کوئی تدبیر نسوجھی

نظارۂ قاتل سنے کیا محو یہ ہمکو
گردن پہ چمکتی ہوئی شمشیر نسوجھی

دہوکی مین مری پانونکو صیاد نی کاٹا
زندان مین یہ ظلمت تہی کہ زنجیر نسوجھی

اسدرجہ کیا ضعف کہ اسباب نظر کو
دیکھا جو مرقع مری تصویر نسوجھی

زاہد کو رہا وصف مئی ناب سی انکار
خفاش کو خورشید کی تنویر نسوجھی

تربت مین کیا عذر تو بولی یہ فرشتی
اب دور کی سوجھی تمہ تفسیر نسوجھی

تہا قصد کہ اوس سے یہ کہین گی یہ کہین گے
دیکھا جو وہ چہرہ کوئی تقریر نسوجھی

جاتا تہا کہین اور بھٹک کر کہین پہونچا
نالی کو وہ بوتین مین رسا تاثیر نسوجھی

چاہا تو بہت پر نہوا وصل میسر | تقدیر کے آگے کوئی تدبیر نسوجھی
ایسا دل مضطر کو کیا شوق نی اندھا | راہ شکن زلف گرہ گیر نسوجھی
خط یار کو لکھا تو نہ لکھنی کی برابر | مطلب کی عبارت دم تحریر نسوجھی
تھا بسکہ شریعت سی جدا مسئلہ عشق | قاضی کو مری جرم کی تعزیر نسوجھی
قاصد مگر اوس گل کا مکان باغ ارم تھا | سو بار گیا تو تجھے تعمیر نسوجھی

روشن ہی کہ کہنی کو اسیر آپ ہین حافظ
اوس مصحف رخسار کی تفسیر نسوجھی

جرم خالق اسیر کا بخشے | آدمی خوب تھا خدا بخشے
کاش اتنا ہی ہو کہ حشر کی دن | آشنا جرم آشنا بخشے
کوئی قاتل نظر نہین آتا | کسکو مقتول خون بہا بخشے
عشق نے دل کو داغ دی کیا | سیکڑون باغ دلکشا بخشے
مرض عشق کا علاج نہین | فائدہ کیا کوئے دوا بخشے
کہہ گئے طول میری بیماری | اب شفا خالق شفا بخشے
غائبانہ کسیکو بد نہ کہو | اتنی نیکی تمہین خدا بخشے
ہجر مین ہو کہین وصال نصیب | یا الٰہی اثر دعا بخشے
نکہت اوس گل کی لیکی آئی ہے | دل کو فرحت نہ کیون صبا بخشے
یاد لب مین پیون جو خون جگر | شربت قند کا مزا بخشے

تھا سخاوت علی پہ ختم اسیر
گنج لوگون کو بارہا بخشے

مخمس غزل خواجہ حیدر علی آتش مرحوم

جمع کی تھی جسقدر دل نی بضاعت لیگئے
لوٹ کر زنگی بچی سب مال و دولت لیگئے
رہزنی مین رہزنون سی بھی فضیلت لیگئے
آنکھ پڑتی ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خال مشکین و بھری مین گوی سبقت لیگئے

لاکھہ ایذا و دی وحشت مین پہونچی دل ہی شاد
سیر و تفرج حال سی اپنی ہون اس سی کیا مراد
طرز خفائی جنون گر وحشی مین بہی ہی ہمکو یاد
خاک چہانی ہم سبکرو حون نی مثل گرد باد
وادی پرخار سی تلوی سلامت لیگئے

ابتدا سی کچھ محبت کی سہے بہتر انتہا
بعد مردن ہجر کی تلخی و کہاتی ہے مزا
جان شیرین کا عوض ہی چشمۂ آب بقا
زہر کہاکر اک شکر لب پر موا ہون یکہنا
قبر پر دشمن گہڑی بہر کی شربت لیگئے

کیا ہوا جو ایک مدت تک ہا عریان بدن
عاقبت محرومی قسمت گئی بدلا چلن
چال دیکھو لی مری اسی فنی سی پیرہن
عالم اسباب سی حاصل ہوا آخر کفن
چلتی چلتی آسمان سی ہم بھی خلعت لیگئے

بسکہ تہی زلف بتان کی سر مین مدت سی ہوا
جبتلک جیتا رہا مسکن رہا ظلمت سرا
شامت اعمال باقی رہ گئی بعد فنا
تیرہ بختی کی اثر نی شام سے گل کر دیا
صبح کو کوئی اوٹھاکر شمع تربت لیگئے

تہی ہوای روح افسردہ کوچۂ محبوب مین
کیون سجا تا بلبل آسا کوچۂ محبوب مین
دیکھکر رنگ تماشا کوچۂ محبوب مین
دیدہ و دل نی گہسیٹا کوچۂ محبوب مین
کھینچکر مجھکو فرشتی سوی جنت لیگئے

ہی بہار شادمانی سی خزان غم ہم / جو شجر اس باغ مین اگتا ہی ہوتا ہی قلم
ہمسی پوچھو پتی پتی سی تو ہین آگاہ ہم / باغ عالم مین ہی نا فہمونکو بی برگی کا غم
سبز پتی اس چمن سی زر صورت لیگئے

یون تو کسکی طبع فن شعر مین موزون نہین / میری دیوانسی مگر دیوان کوئی افزون نہین
شعر وصف چشم و کاکل مین بجز افسون نہین / مصحف رخسار کی مضمون سی مضمون نہین
سب کی مضمون پر مری مضمون فضیلت لیگئے

کیجکیر بیماری فرقت ذرا حالت نہتی / دست و پا جس تہی بالکل جسم مین قوت نہتی
اور زیر خاک بچنی کی کوئی صورت نہتی / ناتوانی سی فشار قبر کی طاقت نہتی
گور مین بہی تیری عاشق کو امانت لیگئے

صاف رکہہ دل کو کہ ہو جنت کو راہی بعد مرگ / روشنی بہتر کہ مرقد کی سیاہی بعد مرگ
کیا خجل ہونگے جو دیکہین کی تباہی بعد مرگ / کوئی سوین ہو نہ گل در گل الہی بعد مرگ
وای برحال اونکی جو دل مین کدورت لیگئے

شہر سی تنگ آکے ہمنی گہر بنایا دشت مین / چین لیکن تیرہ بختی سی نپایا دشت مین
دیکہکر لالی کی رنگت داغ کہایا دشت مین / گردش چشم غزالان نی ستایا دشت مین
ساتہ اپنی ہر جگہہ ہم اپنی قسمت لیگئے

کون تہا مشفق اسیر ایسا کہ یہان تک تا درود / سورۂ الحمد پڑہتا بیٹہا ہمیہ درود
مرگئی پر بہی جو باقی تو سنگین دل حسود / دیکہہ سکتی تہی کہان کافر مسلمان کی نمود
کہود کر بیت ساز آتش رشک تربت لیگئے

رباعیات

رباعی

ای اہل عزا چاک گریبان کرو
ہین پنجۂ مژگان پہ در اشک ضرور

احمد ہی شریک بزم مین وہ ہیان کرو
آنکھون سے کہو نذر کا سامان کرو

رباعی

اس بزم کی آداب کا لازم ہی خیال
نالون سے کہو اٹھین برای تعظیم

ہی آمد خاصگان رب متعال
اشکون سی کہو چلین پی استقبال

رباعی

افسوس ہین ظلم کی بانی بانی
لکھا ہے جو کٹتا تھا گلا خنجر سی

اور یا ہی نہ فاطمہ کا جانی بانی
آواز یہ آتی تھے کہ پانی پانی

رباعی

کس شہ کا یہ ماتم ہی ذرا دہیان کرو
دو اشک بہین تو دو شرف ہون حاصل

سر پیٹ کی چاک اپنی گریبان کرو
اللہ کو خوش نبی پر احسان کرو

رباعی

وہ سینہ ہی کیا جسمین کہ یہ درد نہین
سر شہ نی دیا بیعت غدار نکی

وہ لب نہین جس لب پہ دم سرد نہین
شبیر سا دنیا مین جوانمرد نہین

رباعی

چلتی چلتے رکا جو رہوار امام ع
شہ بولے کہ یہ زمین محنت انجام
کی عرض کسی نی کربلا ہی یہ زمین

ہنگام خرام
کیا کہتی ہی نام
یا خسرو دین

فرمایا کہ بس یہی ہمارا ہی مقام منزل ہی تمام

رباعی

کرتا ہون خوش آفاق کو غمگین ہو کر
اس باغ میں ہی یہ باغبانی میری
پایا بابے ثمر یہ تخم محنت بو کر
ہستی کی درخت سینچتا ہون رو کر

رباعی

سر پر جو خدا کی فضل کا سایہ ہے
کثرت ہی رقیبونکی تو کچھ خوف نہین
دنیا مین وہی امن کا پیرایہ ہے
کم من فئۃ قلیلۃ آیہ ہے

رباعی

ہر چند گرفتار غم و درد ہی دل
پھرتا ہے زمانی مین یہ ہر چار طرف
لیکن رہ کوشش مین جوانمرد ہی دل
مخدوم جہانیان جہان گرد ہی دل

رباعی

واقف نہین دنیا مین کوئی راحت سے
کیا زیر فلک گرد کدورت کا گلہ
جو دل ہی مکدر ہی غم و محنت سے
جز خاک جھڑی خاک پر آئی جہت سے

رباعی

نافہمون کی کیا جمع ہوئی ہی محفل
احوال ہی انکی یہ مطابق ہی مثل
کرتی ہین بہت علم کا دعوی جاہل
لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل

تاریخ وفات مولوی میر قائم علی

سید قائم علی عالم
بربست ز دہر رخت ہستی
در جنگ عدو زبان او سیف
در شدت ہیضہ بی کم و کیف

آمد ز فلک ندای ہاتف | افتاد ستون دین حق حیف
سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تاریخ وفات سید مظفر حسین ضمیر مرثیہ گو مرحوم

سید پاک و شیعۂ مومن | مرثیہ گوی پادشاہ انام
کرد رحلت ز عالم فانی | از خدا یافت در بہشت مقام
گفت سال وفات او دل من | بود سید ضمیر محو امام
سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تاریخ وفات حشمت علی برادرزادہ ام

آہ حشمت علی دہ سالہ | رفت از دار جہان سوی جنان
سال تاریخ وفاتش گفتم | ماہ حشمت ز جہان شد پنہان
سنہ ۱۲۷۲ ہجری

تاریخ تالیف ترجمہ حیوۃ القلوب

شد از ناصر خوش بیان ترجمہ | باندازِ نیکو بآئین خوب
قلم سال تاریخ ان ثبت کرد | بادر دوست کشف حیوۃ القلوب
سنہ ۱۲۷۱ ہجری

دیگر

زہی ناصر خوش بیان خوش سخن | انیسہ کا مداح آگاہ فن
سر دست کی اوسنی نظم صحیح | کتاب حیوۃ القلوب فصیح
لکھی اوسکی تاریخ ہاتف نی خوب | کہ منظوم جلد حیوۃ القلوب
سنہ ۱۲۷۱ ہجری

تاریخ وفات وصی علیخان بہادر مرحوم

چو خان ذی شان ز دار امکان بباغ فردوس شد خرامان
بماتم خان بجملہ امکان یکی است نالان دگر پریشان
قلم بتاریخ اشک ریزان نوشت مصرع تازہ عنوان

محب یزدان حبیب پاکان محمد ایمان وصی علی خان

سنہ [illegible] ہجری

تاریخ وفات میر اشارت علی صاحب مرحوم

درجہان سے باغ جنان کو میر اشارت علی سگئے

صدمہ اون کا سب پر گذرا گھتی ہی سب دنیا ہاے

فکر ہوی تاریخ کی ہمکو آئی ہاتف کی یہ صدا

کامل عالم شیعہ مومن عارف زاہد سید واے

سنہ ۱۲۷۴ ہجری

تاریخ وفات نواب امین الدولہ بہادر برای کندہ شدن قبر

کوچ از منزل جہان فرمود
آنکہ او بود در وزارت صدر

سال تاریخ فوت گفت اسیر
خوابگاہ وزیر عالی قدر

سنہ [illegible]

تاریخ وفات زوجہ برادر کلاںم

از جہان زوجہ برادر من
پیش زہرا برای خدمت رفت

سال تاریخ آن چو پرسیدم
گفت دل مومنہ بجنت رفت

سنہ [illegible]

تاریخ رہائی واجد علی شاہ از قلعہ کلکتہ در مٹیابرج

برون از اعتکاف آمد شہا
بحمد اللہ نمایان گشت یوسف

بگوش آمد صدا از ہاتف غیب
رہا از کنج زندان گشت یوسف

سنہ [illegible] ہجری

تاریخ وفات مسیح الدولہ بہادر در کلکتہ

تار برقی نہم ماہ عزا داد بمن
خبر منتشر مرگ مسیح الدولہ

سال تاریخ ہمان وقت برآمد ز دلم
آہ آہ از خبر مرگ مسیح الدولہ

سنہ [illegible] ہجری

دیگر

مرزا علی حسن که مسیح زمانه بود
بیمار شد چنان که سفر کرد از جهان

آمد ندای غیب بتاریخ فوت او
رفت از جهان خضاب مسیحا آسمان

سنہ ۱۲ ہجری

تاریخ وفات دلیر الدوله مرزا حیدر صاحب بهادر

دلیری که از دولتش بود شهرت
شجاعی که مشهور همنام حیدر

بتاریخ فوتش ندا کرد هاتف
که جا یافت حیدر بقرب پیمبر

سنہ ۱۲ ہجری

دیگر

میرزا حیدر آن امیر کبیر
آسمان بود در زمین ور شد

سال تاریخ فوت گفت اسیر
فوق جنت سمی حیدر شد

سنہ ۱۲ ہجری

تاریخ مثنوی میان صغیر

نامه برآورد ز دست صغیر
نامه چیده بنام اسیر

صورت الفاظ فضای چمن
معنی او نکهت مشک ختن

بود رقم مثنوی گفته ام
گوهر نایاب سخن سفته ام

نیز در خواهش تاریخ بود
الفت دیرینه از ور وا نمود

گفت دلم مصرع تاریخ سال
واه عجب مثنوئی بیمثال

سنہ ۱۲ ہجری

تاریخ وفات نواب عاشور علیخان

عاشور علی که بود نواب
خوش صاحب هوش طوطی هند

در باغ جهان باغ هستی
شد جلوه فروش طوطی هند

تاریخ وفات گفت هاتف
گردید خموش طوطی هند

۱۲

تاریخ طبع تذکرهٔ میر محسن علی مسمی لب اباسخن

نمود جمع چو محسن علی عالی طبع — سخن بوصف سراپای خوبان مجموع
نوشت مصرع تاریخ سال کلک اسیر — بطبع طبع سراپا سخن بود مطبوع
۱۲۷۷ هجری

تاریخ دیوان میان خطا خطا

حبذا دیوان که شعر رش تازه کرد — مغز جان چون بوی زلف دلربا
کلک مشکین سال تاریخش نوشت — دور از آهو زاده این مشک خطا

تاریخ وفات زوجه مرزا محمد باقر
۱۲۷۷ ه

زائره از عالم فانی گذشت — شد بجنت از ره خوش منتهی
بر در فردوس اعلی چون رسید — گفت رضوان فادخلی فی جنتی
۱۲۷۷ هجری

تاریخ تولد طفل نجانه سید علی محمد صاحب خلف مجتهد العصر

قبله و کعبه جناب مجتهد — قرعهٔ دولت بنام شان فتاد
گشت پیدا پور فرزند خلف — عمر او تا یکصد و سی سال باد
گفت هاتف سال مولود این چنین — آفتاب علم مهر اجتهاد
۱۲۷۳ هجری

دیگر

شد پور مجتهد العصر جلوه گر — عمرش بسان خضر الهی دراز باد
تاریخ گفت بهر ولادت سروش غیب — آمد گل طرب بگلستان اجتهاد
۱۲۷۳ هجری

تاریخ وفات دختر فقیر

وزیر النساء دخترم آه آه — نمود از جهان سوی جنت سفر
بتاریخ فوتش نمودم چو فکر — بگفتم که ای وای لخت جگر
۱۲۸۱ هجری

تاریخ وفات زوجهٔ ثانی فقیر

از وہر زوجه دو بیشم سفر نمود — در چشم من ز فرقت او تیره شد جہان
رضوان بگفت سال وفاتش بگوش من — آباد زیر سایهٔ زہرا ست در جنان
۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات میر محمد علی صاحب برادر کلان فقیر

گذشت از رہ ہستی چو میر محمد علی — که حور عین بعزایش کشاده سو باشد
چنین نوشت بتاریخ فوت او کلکم — که بارگاه جنان خوابگاه او باشد
۱۲۸۴ ہجری

تاریخ وفات شیخ مظہر علی صاحب مرحوم

گذشت از جہان شیخ مظہر علی — که مہدی علی ہست ہمسلک او
نمودم رقم سال تاریخ فوت — بود در بہشت برین ملک او
۱۲۸۴ ہجری

تاریخ وفات مرزا امراو جان در کلکته

مخلص و شاگرد من امراو جان — رفت ز کلکته بسوی عدم
کرد رقم خامهٔ من سال فوت — شد ز جہان یافت مقام ارم
۱۲۸۳ھ

تاریخ نقل روضهٔ مبارک

زائری از کربلا آورد از بہر ثواب — روضهٔ چوبین شبیه روضهٔ شاه ہدا
دیدم و تاریخ سال او رقم کردم اسیر — نقل کا اصل مزار شافع گلگون قبا
۱۲۸۰ ہجری

تاریخ وفات میر ابوتراب الشیخ

الشیخ وفات یافت الشیخ وفات یافت — شد در جنان شتاب شد در جنان شتاب
تاریخ گفت دل تاریخ گفت دل — ای وای ابوتراب ای وای ابوتراب
۱۲۸۰ ہجری

تاریخ وفات اعظم علی شاه

شاه اعظم علی بلند مقام — رفت و خاک گذاشت بستر فقر

سال تاریخ فوت گفت خرد — پادشاه جهان کشور فقر
۱۲۷۸ ہجری

تاریخ طبع دیوان منقبت

شد طبع شکر بمدح ائمہ دین — مشتاق دست باشم ہر کس اہل ایمان
کردم چو فکر سالش تاریخ تازہ گفتم — گلدستۂ امامیت مطبوع طبع پاکان

تاریخ وفات جناب مولوی سید محمد صاحب جم مجتہد العصر

جناب مجتہد العصر سرور علما — ہمہ کرم ہمہ ہمت ہمہ خرد ہمہ رای
ازین سرای فنا جانب بقا رفتند — بہ قصر گلشن فردوس اندر رضوان جای
اسیر مصرع تاریخ سال کردم رقم — ستون کعبہ دین ہین فتاد زپای
۱۲۸۴ ہجری

دیگر

ہی غم مجتہد دوران ہے — دل احباب علی ہین رخنہ
ہوئی تاریخ بفحوای حدیث — کہ پڑا دین بنے مین رخنہ

تاریخ وفات امانی خانم

عصمت بنیاد زوجۂ افضل بیگ — افسوس صد افسوس گذشت از عالم
بست و پنجم بد از جمادی الاولی — کین سانحہ رو نمود از کتم عدم
سیداشت زبس مولوی گنج قیام — کردند ہمہ اہل محلہ ماتم
تاریخ نمودم چو طلب ہاتف گفت — شد وای سوی جنان امانی خانم
۱۲۸۴ ہجری

تاریخ وفات میر علی اوسط رشک

کرد افسوس صد افسوس قضا — از قضا میر علی اوسط رشک
گفت تاریخ سرا سیمہ دلم — شد کجا میر علی اوسط رشک
۱۲۸۴ ہجری

تاریخ ولادت دختر غضنفر علی سلمہ

ہوی پیدا ہزاران شکر باری	ہزاروں دختروں مین ایک دختر
خبر پہونچی ولادت کی جو مجکو	کہی تاریخ مین نی نیک دختر ۱۲۹۱ ہجری

تاریخ شفای نوابصاحب

ہزار شکر کہ نواب کو ہوئی صحت	ہر ایک دور بلا ہوگئی شفا پائی
کہا یہ مین نی بی نذر مسیح تاریخ	دعای خلق روا ہوگئی شفا پائی ۱۲۹۱ ہجر

مثنوی و تاریخ صحت

ایکدن یہ شہر مین آئی خبر	ہمنی بہی ونکی سی سن پائی خبر
ہی جوان روزون رئیس رام پور	آفتاب اوج اقبال و شعور
طبع عالی جس پہ سبکو ناز ہی	کچہ نصیب دشمنان ناساز ہی
سنکی اسکو دل پریشان ہوگیا	خانۂ آرام ویران ہوگیا
منہ سی یہ بیساختہ نکلے دعا	دی خداوندا اوسی جلدی شفا
دل مین آیا کون سے تدبیر ہو	باعث صحت جو بے تاخیر ہو
بہیجی کوئے حکیم نامور	جسکی نسخہ مین ہو صحت کا اثر
یا کوئی ہاتہ آسے تعویذ شفا	بہیجی اوسکو کہ ہو آب بقا
خضر لیجائین تو دن ہو خواہ رات	لیکی اونسے بہیجی آب حیات
کیمیا گر کاش ملجائی کوئی	نسخہ اکسیر ہاتہ آئی کوئی
ہی مناسب انتہا تدبیر کے	بہیجی پڑیا روان اکسیر کی
ہوگیا دن اس تردد مین تمام	پڑہ کی مغرب سوگیا مین تفت تمام

روح سیارہ ہوئی سیارۂ مہر — پہونچی اک کوٹھی پہ پہر کر شہر شہر
چاندنی چٹکی ہوئی بالای بام — فرش نورانی بصد زیب تمام
فرش پر زیبندہ مسند نور کی — طور پر جیسی تجلی طور کی
زیب مسند ایک مرد باشکوہ — کوہ جسکی بار تمکین سے ستوہ
قدرت حق چہرہ نورانی جبین — ورد حمد رب عالم آفرین
گرد خادم جنکے پاکیزہ لباس — بیچمین مہتاب انجم اس پاس
شوکت و حشمت نظر آئی یہ جب — مین نی پوچھا باندہ کر دست ادب
کون ہو تم کون یہ عالی مقام — کون یہ مسند نشین عرش احترام
ایک خادم نی کہا ہم ہین ملک — یہ مقام خاص ہی چارم فلک
حضرت عیسی ہین یہ مسند نشین — مہر سان جنکی جھلکتی ہی جبین
جب سنا اوسی ہی یہ مژدہ جانفزا — جان مین جان آگئی خوش ہو گیا
التجا کی چاہتا ہون اذن بار — مین بہی ہون تسلیم کا امیدوار
عرض کی خادم نی آیا لیگیا — پیش حضرت عالم آرا لیگیا
سامنی جب مین گیا تسلیم کی — واجب التعظیم کی تعظیم کی
مل کی آنکھونکو قدم سی یون کہا — ایک اس ناچیز کی ہی التجا
حکم اگر پاؤن کسو دن مین التماس — ہی وہ ای ہمدم عرض حضرت کی پاس
چشم و ابرو سی اشارہ جب ہوا — مین یہ سمجہا اب مرا مطلب ہوا
عرض کی حضرت بڑی ممتاز ہین — سب یہ روشن آپکی اعجاز ہین
اک جوان مہ لقا خورشید چہر — آفتاب و مہر رشک ماہ و مہر

آفتاب آسمان برتری
ماہتاب اوج عالم پروری

حاتم بزم سخاوت روز بزم
رستم میدان جرات وقت رزم

دستگیر و دافع آفات خلق
ناخدائی کشتی حاجات خلق

لالۂ سیراب گلزار جمال
یوسف بازار حسن بیمثال

مشتری طلعت رئیس ابن رئیس
آسمان رفعت رئیس ابن رئیس

وہ ہے سب اور جسکا شہرہ عام ہے
نامور کلب علی خان نام ہے

جانتا ہی جسکو کچھ اخلاص ہے
ضیغم حق کا وہ کلب خاص ہے

ہو گیا وہ اک مرض مین مبتلا
آپ اگر چاہین تو حاصل ہو شفا

فیض بخشی آپ کرتی ہین ادم
فی سبیل اللہ اک صحت کا جام

تشنگی سیری غرض وہ معجز نما
جنبش لب سے مسیحی ہی یون جانفزا

جانتی ہین ہم وہ ہی عالی مقام
تا فلک پہونچا ہی اوسکا احتشام

پیشتر آنی سے تیری کی دعا
دی خدائی پاک نی اوسکو شفا

موجزن دریای رحمت ہو گیا
خلعت صحت عنایت ہو گیا

جا سنا دی مژدۂ صحت اوسے
تندرستی کی ملی دولت اوسے

تھا یہ سامان تھا یہ فضل رب پاک
کھل گئی جو میری چشم خوابناک

خواب سی چونکا جو مین وقت سحر
نامۂ احباب آئی پیشتر

صحت نواب جو تحریر تھی
خواب کی میری وہی تعبیر تھی

ہو گئی تاریخ بھی بے جد و کد
صحت جسمی مبارک تا ابد
۱۲۸۴ھ

تقریظ ناصح

بنام خالق انفس و جانی | که پیدا کرد الفاظ و معانی
دمیده جان معنی در تن لفظ | چو یوسف تاست در پیراهن لفظ
ازین یوسف نموده گرم بازار | هزاران چون زلیخایش خریدار
زبان ناطق او و گوش را سمع | بگوش آواز و در فانوس چون شمع
زبان چون شمع در بزم سخن شد | ازو روشن سخن را انجمن شد
دران بزم سخن اول کلیم است | که مشتاق سخنهائی قدیم است
زبان ان ازل چو چهره افروخت | ز برق لن ترانی خرمنش سوخت
بختم الانبیا چون نوبت آمد | به گویائی زبان قدرت آمد
به بزم لامکان از هم کلامی | تکلم یافت تشریف تمامی
کلام الله ازان معنی است صورت | بجلوت پردگی آمد ز خلوت
بچشم دل فصیحان در نظاره | ز هر لفظش فصاحت آشکارا
زهی انوار الفاظ و معانی | برآمد از زبان بی زبانی
درین ره هر که پا با قتدا زد | قدم در وادی صدق و صفا زد
فصاحت در کلام هر که جا یافت | قبول خاطر خلق خدا یافت
سخندانان که در آفاق بودند | چه محنت در سخن سنجی نمودند
بجد و جهد خوشش گفتند و رفتند | به نظم و نثر در سفتند و رفتند
درین دوران که هر فن را کساد است | خصوصا علم نقش آب و باد است
کسی گر چوب مضمونی تراشد | دلش از تیشهٔ غم می خراشد

ز نامت خمی که از خلق نگین | یکی شد در جهان تحسین و نفرین
ز حیرانی دهان صفحه باز است | صریر کلک آه جانگداز است
ز بس گردید محو قدردانی | نماند آب در جوی معانی
ز بس نامنصفی نقش ضمیر است | چو عنقا مرغ مضمون گوشه گیر است
نگر خالی نماند بزم ایام | فروزد شمع نو هر شب سر شام
ز بس از گردش این هفت گانه | دگرگون است احوال زمانه
اگر جامی شود خالی سر شام | سحرگه نیز سر گردد دگر جام
هویدا گردد آخر قدردانی | که سازد گلخنی را بوستانی
گهی در خانه یوسف دردمند است | گهی بر تخت شاهی سربلند است
نباشد در جهان گر چشم بینا | جدا سازد که گوهر از مینا
کرم بر خلق رب ذو المنن کرد | که پیدا قدردان علم و فن کرد
ز غیب آمد به عالم قدردانی | که شد آباد از فیضش جهانی
سخندان قدردان هر سخندان | بهادر نامور کلب علی خان
قلم از شعشعهٔ مهر فلک داد | مداد از مردم چشم ملک داد
چو لوح عرش سر لوحش منور | طلای مهر صرف جدول زر
خرد فرش پردهٔ ظلمت صفات است | معانی چشمهٔ آب حیات است
فقط در انتخاب از خامه اش ریخت | که نیسان خود نیرو میزان گهر ریخت
کلام هر که کلک او پسندید | ز شادی موج او صد نیزه بالید
سخنهائی که در وی آن بیاض است | ببین گلدستهٔ از صد ریاض است

نگه از دیدنش گردد رگ گل
فدای سایه گلگشتش دل بلبل

بروی خلق وا شد باب معنی
صد احسان کرد بر ارباب معنی

باین احسان باین عالم نوازی
سزا و رست او را سرفرازی

الهی صاحب اقبال باشد
بعالم تا صد و سی سال باشد

مثنوی در جواب شقۂ کلب علیخان بہادر

خدا کی ہی عجب بندون پہ رحمت
کہ گہر بیٹہی عطا کرتا ہی دولت

کرو جسکی تمنا سالہا سال
وہی جلوہ دکہای نجم اقبال

جو شام ہجر ہی اوسکی سحر ہے
دعائی نیم شب مین کچہ اثر ہے

سنا تہا جبسے یہ مژدہ کہ نواب
سپہر فیض کا مہر جہانتاب

ہمہ خلق و ہمہ حلم و ہمہ جاہ
موید روز اول سے من اللہ

ہوئی مسند نشین جاہ و حشمت
بڑہی آرایش تخت حکومت

ہوا تہا یہ محیط عشق کا جوش
کہ مثل موج تہا بکشادہ آغوش

قدم کیا اوٹہ نون گہر سی بڑہا تا
اشارہ ہی تو کچہ آقا کا پاتا

قدامت کی سوا تازہ ہی یہ بات
کیا اوسنی بڑا احسان یہ بالذات

نتہا تفویض کوئی کام ہر چند
نہ کی وجہ معین آجتک بند

عمائد مین رہی یہ بات مشہور
اسیر اونکا ملازم ہے بدستور

اس احسان پر اگر ہو جان قربان
ذرا سر سے نہ کم ہو بار احسان

زیادہ اس سے کیا ہی یہ سرفرازی
کہ آیا شقہ عاجز نوازی

الہی فضل تیرا کسقدر ہے
کہ ہر سجدہ کرون کعبہ کدہر ہے

کہا دل نے کہ چل جلدی روان ہو
گئی پیری بڑھی قوت جوان ہو

سفر کا ہو چکا جسوقت سامان
یہ ظاہر ہے کہ ہے مجبور انسان

کہا اطفال نے ہوکر یہ خونبار
جدا ہونگے نہ ہم دامن سے زنہار

سبب یہ ہے کہ قبل اس سے گئی ماں
عدم کو میری منکوحہ نے لی راہ

بہت کمسن ہیں جو باقی ہیں اطفال
کفالت سے نہیں مین فارغ البال

کیا ہے عقد فرزند کلان اب
خیال دخت ہے ہر روز و ہر شب

انہیں دو وزرون مین کیسا ہون آزاد
کبھی مدت نہ اب انسے زیادہ

یقین ہے فضل رب انسے جان سے
سبک ہو جاؤن اس بار گران سے

علاوہ اسکے عارض ضعف پیری
عصا ہے بس خدا کی دستگیری

غرض ایسے عوارض آئے جب پیش
ہوا مجبور ان وزرون مین درویش

توقع شان رحمت سے ہے لیکن
کہ عذر بندہ ہو مقبول محسن

خدا چاہے تو بعد چند ایام
یہ دولت سے کرے حاصل یہ ناکام

الہی جبتلک ہین ماہ و خورشید
رہے یہ دولت و اقبال جاوید

قطعہ

کاری کہ کیف صاحب عالیمقام کرد
از گفتہ مسیح علیہ السلام کرد

لطفی کہ زندہ کردن خلق ست نام او
آغاز از ان زمانہ شد و او تمام کرد

مہر عطاش شام غمش را سحر نمود
صبحی اگر کسے بامیدی سلام کرد

انبوہ خلق بر در او ہست گر بجاست
ہر جاست شہد شکر مور ازدحام کرد

او از صفای قلب محیط زمانہ شد
جمشید اگر نظارہ گیتی بجام کرد

آمد پسند خسرو لندن چو دانشش — اورا درین دیار مدار المهام کرد
از بهر بند و بست او وه از سر کرم — قدرش بلند ساخت که قائم مقام کرد
او هم بلند نامی آقای خویش خواست — آبادی جهان ز ره انتظام کرد
کشت امید انفس و آفاق سبز شد — چون ابر نوبهار چنان فیض عام کرد
آورد دور نگاه بیک دوره ملک را — دور قمر بگردشش چشمی تمام کرد
فرمود بند و بست به تصنیف بلکه کم — حکام تخت خود همه را نیک نام کرد
تاریخ معدلت که دو جلد آمد از ازل — کسری یکی نوشت دگر این تمام کرد
حاتم بوقت همت و نوشیروان بعدل — رستم دمی که تیغ جدا از نیام کرد
دارا به فرو جاه و سکندر بمرتبت — تسخیر صد دیار بزور حسام کرد
روشن زمین درگه پاکش چنانکه چرخ — از خاک بر دو ذره و خورشید نام کرد
صد عقده را بناخن تدبیر حل نمود — وز پیش هر مهم که شدش انتظام کرد
در منزلی که گشت فرو کشش دم سفر — گردون بسر دوید و طواف خیام کرد
راهب ز دیر آمد و شیخ از حرم رسید — روزی که حکم دخل بدربار عام کرد
قوم هنود رام مسلمان اطاعتش — واجب بجود چو روزه بماه صیام کرد
هر کس بعهد امنش چو آب فراغت است — زان رو که در رفاه جهان اهتمام کرد
برخاست از عدالت او بسکه رسم ظلم — سنگ از برای صلح بمینا پیام کرد
گل ساخت غنچه دل خلق از نسیم فیض — وز موج بوی خلق معطر مشام کرد
تبدیل ساخت رنج جهان کهن بعیش — گلنار جامه فلک سبزفام کرد
هر چند انتقام جهان است کار او — هم در دیار علم و هنر انتظام کرد

تحصیل خط و کسب کمال است پیشه اش — عمر عزیز صرف بخدمت مدام کرد
همپایه کسائی و فرا بصرف و نحو — با بوعلی بحکمت و منطق کلام کرد
شاهی بکسب علم ریاضی سحر نمود — صبحی بفکر انجم و افلاک شام کرد
طاوس گشت خامه رنگین بدست او — در روضه عبارت رنگین خرام کرد
در هر زبان باهل زبان گشت همکلام — در هر هنر باهل هنر انضمام کرد
صیاد فکر او بخدنگ افگنی ذهن — وقتی هزار طائر معنی بدام کرد
هنگام فکر سر بگریبان فرو نبرد — محراب دید و سجده رب انام کرد
بهر طرب شبی که ببزم طرب نشست — حاضر سپهر شیشه و خورشید جام کرد
هر شب حسود مرتبه اش از شکست رنگ — گلگشت ماهتاب ببالای بام کرد
کس قدردان علم و هنر نیست مثل او — هر جا که یافت علم و هنر لطف عام کرد
ای مهر فیض بر من مسکین بچشم لطف — بنگر که چرخ صبح مرا همچو شام کرد
بر صفحه زمانه فلک از خمیدگی — قدم که بود مثل الف شکل لام کرد
اکنون نه جور چرخ بنالم که طالعم — شد خضر راه و حاضر دربار عام کرد
چو وصف او که چند دُر نظم اسیر سفت — عرض قبول یافت حصول مرام کرد

تابنده مهر دولت و حشمت مدام باد
خوش گفت این دعا و قصیده تمام کرد

قصیده

همدم بپرس از من غم دیده شرح غم — بی انتهاست چون کرم واجب النعم
سلب حواس بسکه ز بیتابی دل است — گه سوی دیر میروم و گه سوی حرم

گم کرده ام طریق و ز من خضر بیخبر
کشتی شکست لطمهٔ موج ست و جوش غم

آخر چه کرده ایم قصور تو ای فلک
حق حق بگو ترا بمه و مهر خود قسم

ما را بدرد هم ننوازی و درین عطش
در دست دیگران می صافست و جام جم

گفتم هزار بار و بگویم هزار بار
آخر ترحمی که نیم لایق ستم

بندی اگر چنین پی تخریب من کمر
نالم به پیش حاکم ذی قدر ذی حشم

آن حاکم رحیم که صیت عدالتش
از ملک هند شهرهٔ عام ست تا عجم

انصاف و فضل جمله قضایا بدست اوست
ذی فهم موشکاف سخندان مسیح دم

ای کلک ما بخدمت داور رسیده ایم
کن مطلعی بطرز مخاطب کنون رقم

مطلع ثانی

ای حاکم عدالت نوشیروان شیم
حکم تو در میانهٔ هر خیر و شر حکم

بر رای مستقیم تو سهل ست و سهلتر
فصل مقدمات که امریست بس اهم

تقسیم جزو لا یتجزی محال نیست
هنگام حرف چون دو لب تو شود زهم

گویم چو شاه ملک معانی ترا بجاست
قرطاس تخت و طبل دوات و قلم علم

اهل قلم که دعوی تحریر میکنند
هستند سرنگون بحضور تو چون قلم

بیش و کم جهان که ز عدلت برابرست
اصلا تفاوتی نبود در دق و درم

سروی نبود در چمنستان مکرمت
تا رایت سپاه شکوهت نشد علم

در رزم و بزم همسر تو نیست هیچ کس
رستم دم شجاعت و حاتم دم کرم

آیینه بهر طوف حریم تو روز و شب
خورشید و ماه ساخته از فرق خود قدم

کیوان بپای قصر شکوهت نهد کلاه
گردون باستان رفیعت خورد قسم

با سخاوت تو بدریا گهر و زبد
هر جا بآب گینه ماهی ست پر درم

چون خاتم ز دست ز نقش تو خانه آتش
هر کس که وحشت از غم نان سنگ بر شکم

مصروف در دعای دوام حیات تست
شبها بدیر برهمن و شیخ در حرم

لطف تو عام و خلق تو با خلق هر زمان
علم تو خاص و حلم تو با زمرهٔ امم

در عهد نصفت تو چنان است شد جهان
جز در شکنج زلف حسینان نماند خم

ترسید بسکه از دم شمشیر قهر تو
پوشید رخ حسود تو در پردهٔ عدم

در وادی که نکهت لطفت نهاده رو
آهو ز بوی شیر فراموش کرد رم

سائل مراد دل ز در تو همیشه یافت
لا بر زبان پاک نیاید بجز نعم

هر صبحدم که شغل صبوحی کنی بفخر
خم آورد بدوش فلاطون و جام جم

روزی شوی بر اسپ فلک سیر اگر سوار
بر فرق فرقدان نهد از خرمی قدم

دستش که خلق چنین با کمال شد
در چار حد مسیح زد از افتخار دم

بر چرخ تا چراغ فروزد بشب قمر
تا آفتاب دم زند از نور صبحدم

یا دادام بادهٔ عشرت بجام تو
از لطف خاص ساقی میخانهٔ قدم

قصیده

دیدم بخواب شب که مسیح زمان رسید
آمد صدای قم به تن مرده جان رسید

زین خواب خوش چو چشم گشادم بگوش من
ناگه صدای نوبت و بانگ اذان رسید

صبحی چو صبح دولت بیدار شد عیان
سلطان شرق با علم زرفشان رسید

نیک اختری که معرفتی داشت یا ظفر
از درج مژده تشرف بهادران رسید

کردم بیان خواب و چنین بی تلاش و فکر — تعبیر خواب من ز دلش بر زبان رسید

آگه نه که جمله جهان سبزه زار شد — آبی که رفته بود بجوی جهان رسید

شادی کن ای عزیز که مصر است لکهنو — یوسف قریب شد خبر از کاروان رسید

خوابست مطابق است که آمد مسیح عصر — گویا که جان تازه بجسم جهان رسید

آن حاکم عدالت و آن صاحب شرف — کز مدح او باوج سعادت توان رسید

از حادثات دهر سعادت نصیب خلق — تعویذ حفظ عالم و خط امان رسید

یاجوج فتنه را نشود دخل تا دگر — سد بست خود سکندر عالی مکان رسید

آفاق را ز مقدم او بسکه عید شد — از بهر تهنیت ملک از آسمان رسید

چشمی که بوسه داد بپایش فروغ یافت — شد سرفراز سر که بر آن آستان رسید

یکتای عصر حاتم دوران رفیع قدر — فرمان ده و دقیقه رس و نکته دان رسید

عالم فروز و صاحب انصاف و دادگر — با فتح همرکاب و ظفر توامان رسید

در علم و فضل همسر سحبان نزول کرد — در عدل و داد ثانی نوشیروان رسید

هرجا گل مراد چمن در چمن شگفت — آوازهٔ شکوه جهان تا جهان رسید

بر کرسی که او دم نصفت جلوس کرد — از اوج پایه اش بسر فرقدان رسید

هر ذره نور یافت که خورشید جلوه کرد — پیر سپهر گفت که بخت جوان رسید

گردی اگر بجلوه گهش خاست از هوا — ابر سیاه شد طرف آسمان رسید

وقت دعاست با زبان ثقه صد دعا — در گوش من ز غیب صدا این زبان رسید

کردم دعای شوکت و اقبال و جاه و عمر
البته شد قبول مطلب توان رسید

قطعہ

تعریف شاہ وصف جناب امیر ہے — قطعہ ہمارا خطبۂ عید غدیر ہے

حق حق ہے یہ کلام یہ دعوی نہین غلط — ابن علی یہ شاہ سلیمان سریر ہے

آئینہ دار حسن بہار چمن ہے گل — قطرے مین بھی اصالت آب کثیر ہے

پیرو ہی اسکا پیرو بازوی مصطفا — جس کا یہ دستگیر ہی حق دستگیر ہے

کہتا ہی روی صاف سے یہ آئینہ مین عکس — تو پادشاہ حسن تو بندہ وزیر ہے

ہامین بسکہ یاد قامت بالا مین نغمہ سنج — سدرہ سے بھی بلند ہماری صفیر ہے

لکھا ہی اوسکی چہرۂ رنگین کا کچھ جو وصف — آواز عندلیب قلم کی صریر ہے

چشمی مین جیسی عکس نگین ہی وہ چشم مست — جام حباب مین سے مَے خم غدیر ہے

سنتا ہون وزرشہ کی سخن دیکھتا ہون رخ — کیا مجھپہ فضل رب سمیع و بصیر ہے

روشن ہی اوسکی فیض سی اقلیم سلطنت — ہمت مین بھی نظیر یہ بدر منیر ہے

آئی جو معرکہ مین ہی بہرام نیزہ دار — بیٹھی جو محکمے مین عطارد دبیر ہے

لکھا ہی ہمنی شاہ کی ذہن رسا کا وصف — خامہ کڑی کمان کا گویا کہ تیر ہے

ہم کیا کہ دست فیض ہی جیسی گہرفشان — ہر دم کشادہ دامن ابر مطیر ہے

کچھ احتیاج اوس سی نہین عرض حال کی — ای دل وہ آپ واقف مافی الضمیر ہے

خورشید داغ حادثہ سی کچھ خطر نہین — سر پر ہماری ظل خدای قدیر ہے

یارب قوی ہو دوست کا دل ناتوان عدو
جبتک کہ عقل پیر جوان عقل پیر ہے

قطعہ

سلامت خسرو عالم ہمیشہ ۔ رہین سایہ مین اوسکی ہم ہمیشہ

دیا اللہ نے ایسا جو فرزند ۔ کیا کرتے ہین فخر او ہم ہمیشہ

در دولت پر آتا ہی شب و روز ۔ گدائی کیسے لئے حاتم ہمیشہ

زہی جرات کہ زیر خاک ابتک ۔ لرزتا ہے دل رستم ہمیشہ

شکر کرتے ہی تقلید تبسم فیض ۔ کہلاتی ہے جو گل شبنم ہمیشہ

پسین محبوب دم پر یونکی ٹپکین ۔ جوانی کا رہے عالم ہمیشہ

رہی قربان دہ و جان بخش عالم ۔ یہ یوسف رخ مسیحا دم ہمیشہ

ادب سے ابروی پرخم کی آگے ۔ مہ نو کی رہے گردن خم ہمیشہ

رہے تا حشر بزم فیض آباد ۔ پئیں مے خوار جام جم ہمیشہ

جہان روشن ہوا اس قاف تا قاف ۔ رہے یہ نیر اعظم ہمیشہ

بغل ہر دم نئی معشوق سی گرم ۔ قمر سی مشتری باہم ہمیشہ

الہی کور بدبینون کی آنکھین
ہوا خواہون کے دل خرم ہمیشہ

غزل

رخ تو حسن گل از خاطر صبا انداخت ۔ قد تو سرو سرافراز را ز پا انداخت

برید سر بت دیروز خوف رسوائی ۔ تن مرا بدر خانہ خدا انداخت

بکوی زلف نہ جای سکون پای گریز ۔ فغان کہ بخت سیاہم درین بلا انداخت

رہین منت چشم تر خودم کہ ز اشک ۔ بجیب من چہ گہرہای بی بہا انداخت

مرا ز پیرہن ننگ و عار بیرون کرد ۔ کسی کہ بر رخ او پردۂ حیا انداخت

کسی کہ سینہ مارا بداغ مہر تو سوخت	بدشت طرح گلستان و گلشن انداخت
ازان ز دست ہوا داری نسیم خوشم	کہ بر دو مشت غبارم بکر بلا انداخت
چو ترک چشم تو شد بہر صید جانب دشت	برا ہوان ز نظر تیر بے خطا انداخت

اسیر شکوہ طرازم ز طالع بد خویش
کہ بر گرفت مرا از کجا کجا انداخت

خاتمۃ الطبع

تیجہ طبع وقاد سخنور بے مثال شاعر نازک خیال سید فضل رسول خان بہادر واسطی شاگرد تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان بہادر جنگ شاگرد غلام ہمدانی مصحفی

بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ مصنف اس دیوان بلاغت نشان کے شاعر بی نظیر فخر بیدل و جلال اسیر جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر ہین شہرہ اونکے فضل و کمال کا عام ہے سند اوستادی اونکے نام سے تمام ہے ہزارون عالم فاضل فن خاص شاعری مین اونسے فیضیاب ہین اور تشنہ لبان بحر سخن اونکے بحر ذخار اوستادی سے کامیاب ہین بادشاہ ملک سخن کہ لقب فردوسی کا سنا ہے اگر آج انکو کہین بجا ہے فی الحقیقت ایسا شاعر بے نظیر آج تک نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے قلم جو کچھ اونکی مدح مین تحریر کرے زیبا ہے چنانچہ یہ اشعار اونکے حسب حال ہین —

اشعار

قبضے مین سوا شعر آیا	کیا کوس سخنوری بجایا
کرتی ہیت جو اسپ طبع جولان	دم بھر مین ہی خلی سخن کا میدان

تیزی جو زبان کی ہو اظہار	کٹ جائین جیاسی شعر اغیار
جیسی یہ ہوئی ہین سحر پرداز	ہین اہل سخن کو ناز پر ناز
صدقے ہے زبان پر فصاحت	قربان ہے بیان پر بلاغت
قدرت وہ خدائی کی ہے اعجاز	شاگرد ہی ایک جہان یہ اوستاد
دی حق نے وہ طبع فیض بنیاد	شاگرد جو ہو وہی ہی اوستاد

کلیم کو کہ طور سخن پر دعوای کلیم الہی ہے انکی شاگردی پر مباہی ہے کلام بلاغت نظام انکا اوسکو بمنزلۂ عصا ہی کہ لغزش سے زمین شعر مین بچاتا ہے سلیم کہ ایک شاعر نازک خیال ہے انہین کی خوشہ چینی سے صاحب کمال ہے اگر حق پوچھو تو مقابلہ انکے اوسکو کچھہ خاک نہین آتا ہے ایسا مرتبۂ عالی سخنگوئی مین کون پاتا ہے

شعر

حافظ کو ہین یاد انکے اشعار	ہی طالب آملے طلبکار

عرفی اگرچہ عرف مین مشہور ہے لیکن انکے آگے منہ کھولے کیا مقدور ہی جلالا کہ دیوان پر اوسکے بڑے بڑے نازک خیالون کو ناز ہی بہ نسبت انکے کلام کی نسبت حقیقت و مجاز ہے کلام انکا پر از مضامین عجائب و غرائب ہے صائب کی ایسی کہان راے صائب ہے شعر لوٹی جو ہو اذن باریابی ہو بجلی کیطرح دل ہجائے جو کلام ہے وہ ایک معجزہ سخن ہے اگرچہ معجزہ نمائی سخن کہنا بجا ہے لیکن مجبوری ہے کہ خرق عادت بشری غیر امام ناروا ہی کرامت پر محمول کرنا چاہیے الغرض ایسے صاحب ہنر عالی مقدار با وقار کو کہ کل علوم مین دخل رکھتے ہین خصوصاً اس فن مین اللہ تعالی سلامت با کرامت رکھے کہ چراغ ہند مین یہ عالی نسب ہی سید علی

کی ابن سید محمد علی ابن سید مولوی محمد معین الدین ابن محمد صالح المخاطب بکروری
سے کے ہین کمالات ان کے اور مقدہ و آبا و اجداد کے اظہر من الشمس اور ابین من الامس
ہین چنانچہ سید صالح کروری شاہ دہلی کی سرکار مین بہت ممتاز تہے سب اہلکارونمین
سرفراز تہے مولد انکا قصبہ امیٹہی متعلقہ پرگنہ گوشائین گنج ہے کہ پرگنات ملک اودہ
سے ہے بزرگ انکے سب عالم و فاضل اور عمدہ دار سرکار شاہی رہے اور
ریاست و دیہات اور معافی وغیرہ بیشمار رکہتے تہے اور یہ اولاد حضرت عباس علمدار
علم بردار لشکر حسین آل عبا علیہ التحیتہ والثنا ابن علی ابن ابی طالب اسد اللہ الغالب
ابو الحسنین قاتل المشرکین سیدنا و مولانا امیر المومنین علیہ السلام سے ہین
بارہ برس کی عمر سے اپنے ننہال مین شیخ زادگان شہر لکہنو مین بیاہ آئے اور
تحصیل علوم مین مصروف رہے تمام کتب درسیہ اور غیر درسیہ فارسیہ اپنے والد بزرگوار
یعنی جناب سید محمد علی صاحب مغفور سے پڑہی چنانچہ آج ہندوستان مین
ایسا فارسی دان کم ہے اور پانچ برس تک کامل ایام فرصت مین درس ہی کتب
متداولہ فارسی کا دیا کئے اور طالبعلمون کو اپنی فیض عام سے فیضیاب کیا کیے
یہ تو حال علم فارسی کا بیان ہوا اور کتب عربیہ صرف و نحو و منطق و فلسفہ و حکمت
و حساب و معانی و بیان وغیرہ حضرات علمائے فرنگی محل سے کہ جنکے کمالات علمی مشہور
عالم ہین اور اپنے عم بزرگوار جناب مولوی سید علی صاحب مرحوم مغفور سے کہ عالم کامل
تہے تحصیل کیے بعد ازان تحصیل علم فقہ و اصول کی جناب مرزا کاظم علی صاحب
شاگرد رشید جناب غفران مآب اعنی مولوی سید دلدار علی صاحب مجتہد العصر والزمان
سے اور لوسنکے شاگرد جناب میر قائم علی صاحب سے کی باوجود ان اشتغال

کی شغل فن شاعری کا بھی بدرجہ کمال رہا حضرت فخر شعرای زمان اوستاد مسلم الثبوت جناب غلام ہمدانی المتخلص بہ مصحفی سے کے اس فن خاص مین شاگرد ہوسے مگر میان صاحب موصوف دو تین برس مین دار فانی سے طرف عالم بقا کی تشریف لے گئے اگرچہ یہ فن نہایت مشکل تھا لیکن بسبب اپنے کمال اور مہارت علوم کے ایسی مشق فرمائی کہ لاجواب ہوئی شعر ہر کارے کہ ہمت بستہ گردد * اگر خاری بود گلدستہ گردد * اور تین جگہ ملازم ہوئے آٹھ برس صدر امانت مین امین رہے اور ہزارون فیصلے اپنے قلم سے لکھے اور ساڑھے چار برس میر منشی کچہری وزارت عہد خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان سکندر حشم دارا جم جمجاہ امجد علی شاہ بادشاہ طاب ثراہ مین رہے انتظام کواغذ سلطنت اودہ انہین کی تجویز پہ تھا اور چار برس مصاحب حضرت ظل اللہ خاقان جہان پناہ دارا حشم افلاطون خدم سکندر شوکت دار اسطوت مربع نشین چار بالش ہمت و مروت گوہر شاہوار تاج شاہی درۃ التاج صاحب کلاہی عالی جاہ جہان پناہ حضرت واجد علی شاہ بادشاہ ابد اللہ ظلال احسانانہ علی رؤس العالمین سکے رہے اور کچہری خاص سلطانی پاینام انکے رہی تصنیفات مین دو دیوان بزبان اردو ایک مسمی بہ گلستان سخن دوسرا مسمی بریاض مصنف اور ایک دیوان فارسی مسمی بہ گلشن تعشق چھپ چکے ہین مشہور انام زبان زد خاص و عام ہین اور ایک دیوان بزبان اردو یہ اب طبع ہوا اور ایک دیوان مسمی بہ گلدستہ امامت منقبت ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام مین ہے وہ بھی چھپ چکا اور مثنویون مین مثنوی مسمی بمعارج الفضائل معجزات چہاردہ معصوم علیہم السلام

مین اور نیز بارۃ التاج حسب فرمایش حضرت واجد علی شاہ بادشاہ ملک اودہ اور مثنوی حال زخمی ہونے نواب وزیر الممالک نواب امین الدولہ بہادر مرحوم مین بھی طبع ہو چکین اور ایک رسالہ علم نحو مین المسمے بفوائد المظفریہ عوائد الغضنفریہ بزبان عربی سے یہ بھی چھپ چکا یہ تفصیل کتب تصنیف کہ جو مطبوع ہو چکے ہین اونکی ہوئی اب تفصیل اون کتب مصنفہ اور مولفہ کی کہ جو چھپنے سے باقی رہی ہین لکھی جاتی ہے مثنوی تعلیم اصول بزبان اردو مثنوی تعلیم فروع در زبان اردو کامل العیار فی شرح معیار الاشعار رسالہ علم عروض بزبان فارسی رسالہ علم قوافی بزبان فارسی رسالہ مختصرہ بزبان اردو در علم عروض رسالہ بیان اضافات در زبان فارسی رسالہ در تشریح الحروف جلد قصائد کتاب نثر رقعات زبان فارسی رسالہ بزبان اردو در علم منطق دفتر مرثیہ ہا و سلامہا فقط

تاریخ

دیوان اسیر کا ہی مطبوع اہل عالم	الفاظ چست بالکل مضمون تمام مرغوب
تاریخ طبع اوسکی یون واسطی نی لکھی	استاد واسطی کا دیوان چھپ چکا خوب

۱۲۸۶ھ

ولہ

چھپ گیا خوب یہ دیوان فصاحت بنیان	لعل قیمت ہین صفامین در مکنون ہی یہ
واسطی سال سیحی مین ہوئی یون تاریخ	بلبل فکر کا گلدستہ مضمون ہی یہ

۱۲۷۰ھ

ولہ

ہوا مطبوع نادر کلام اسیر	یہ دیوان ہی بی شبہہ باغ سخن
لکھی ہاتھ سے تاریخ یون واسطی	چھپا خوب دیوان استاد فن

۱۲۸۶ھ

تاریخ شیخ نادر حسین صاحب متخلص بہ نادر شاگرد رشید منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر

مطبع مین چھپا جب مرے استاد کا دیوان	اس طبع مین ہی حسن طبیعت کی صفا ہے
تاریخ یہ برجستہ لکھی کلک نے نادر	کیا تیسرا اوستاد کا دیوان چھپا ہے ۱۲۸۶ ہجری

قطعہ تاریخ شیخ رضا حسین صاحب متخلص برضا شاگرد منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر

رضا ختم اوستاد پر ہی فصاحت	ہوا طبع کیا خوب دیوان رنگین
دو تا مصرعہ سال لکھا قلم نے	چراغ مطالب ہی نگین مضامین ۱۲۸۶ ہجری ۱۲۸۶

ایضاً

ہوا طبع دیوان جب تیسرا	بلیغ و فصیح و بدیع و صحیح
رضا مصرعہ سال دل نے لکھا	بہت خوب دیوان چھپا فصیح ۱۲۸۶ ہجری

قطعہ تاریخ از نتایج افکار محمد احمد حسن خان عرف اچھی صاحب تخلص جوش

دیوان ہوا طبع بہت خوش اسلوب	تقطیع بھی مطبوع ہی خط بھی مرغوب
تاجی نے کیا مصرع تاریخ رقم	دیوان اسیر جوش چھپا ہی خوب ۱۲۸۶ھ

قطعہ تاریخ من افکار محمد سلیمان متخلص بہ اسعد

چھپا یہ مطبع عالی منشئ ذیشان	چھاپی حضرت استاد اسیر کا دیوان
اسد نے سال مسیحی کہا بشوق تمام	کہ بی نظیر ہی استاد بے عدیل کلام ۱۸۶۹ عیسوی

قطعات تاریخ از نتیجہ طبع سخنور نازک خیال شاعر عدیم المثال میر عموله

سخنوری منقدمۃ ابحیش مولوی فدا علی متخلص بہ عیش

مہر سپہر معنی استاد فن سخنور
دیوان چھپا جو اوسکا تو سال طبع فوراً
مثل اسیر کوئی و یکتانہ عیش سمجھے
کیا بی نظیر چھاپا دیوان لکہا قلم نے

ایضاً

چھپا دیوان اسیر خوش بیان کا
سپتے تاریخ بنگلہ فکر تھی عیش
ہی جسکا مثل دنیا مین بہت شاذ
کہا دل سنے کلام پاک استاذ

ایضاً

چھپا دیوان اسیر خسرو ملک معانی کا
یکسو آویزہ گوش جہان نظم گرامی ہو
یکسو نکر تخلص عیش مدح و شکر ہے لکہ
لب بہزاد سخن بھی سنی تاریخ چھپنی کی
سخندانی مین تسکی شان وہی ارفع
ہے آگاہ ہی ای عیش یہ دیوان مرصع
کہ اک اک شعر اسکا رشک گاہ ابن مقفع
نہین دیوان یہ حسن آباد الفت کا مرقع
۱۲۸۶ ہجری

خاتمۃ الطبع

درینولا بفضل خدای قدیر دیوان فصاحت عنوان بلاغت توامان تصنیف افصح الفصحا ابلغ البلغا استاد عدیم النظیر غیرت صائب وظہیر رشک مرزا جلال اسیر دبیر الدولہ مدیر الملک منشی سید مظفر علی خان بہادر جنگ متخلص بہ اسیر تلمیذ رشید غلام ہمدانی میان مصحفی آنجہانی مطبع آفاق مرجع منشی نول کشور صاحب مین بہ حسن تصحیح وخط عمدہ کارپردازان خوش سلیقہ کے اہتمام شائستہ مقام لکہنؤ مین ماہ ذیقعدہ ۱۲۸۶ ہجری مطابق ماہ فروری ۱۸۷۰ ع طبع ہوکر مطبوع دلہای سخنوران جہان ہوا

غلط نامہ دیوان اسیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۰	اودہر	اودہر	۴۵	۱۳	اوراونکو	اونکو
۵	۴	مجہی تہ	جو مجہکو	۴۶	۶	سیر	سہی
″	۹	راہی	رہا ہی	۴۷	۱۰	وقہد	نہ پہنچ
″	۱۰	لال ہی اہی	لال ہی	″	۱۷	آئی	آپہنچی
۶	۱۰	ہو	ہوا	۴۹	۱۵	ہی	ای
″	۱۵	لکہا	کہتا	۵۲	۳	کا	کیا
۸	۲	ہاتہونکو	ہاتہونکو	″	۱۴	بیجانی	بتجانی
″	۸	کا	کو	۵۳	۲	حسینون	حسینو
۹	۸	کوی	کون	۶۱	۶	تم	ستم
″	۱۵	ہی	بہی	″	۹	ازدو بیابان	ہاروت سان
″	۱۷	سہی	یہہ	″	″	ہم	انار
۱۰	۷	کا	کو	″	۱۰	و	سوتر
۱۲	۷	چہا	اچہا	۶۴	″	لنا	ملنا
″	۸	ال	آتی	۷۵	۱	تہوخر	خونریز
۱۳	۲	یل	بلبل	۷۸	۴	ناچا	ناپچا
″	۳	مین	مین ہری	″	۴	روزکار	ردگانہ
″	۸	لب	کمپ	″	۲	ہارولتو	زیرابردود
″	۱۱	ہی	بہی	۸۲	۴	دلبیر ہوا	دلسپہا ہو
″	۱۵	ہوقرانی	ارغوانی	″	۹	کومی	کہیچی
۱۶	۸	سب	مست	۸۳	۹	شر	شہ
۱۷	۱۱	لئی	ہوئی	۸۹	۱۹	کی	بلاکی
″	″	کہ	زنجیر	۹۹	۱	کر	کو
۱۸	۱۳	اوبنہ گیا	بڑہ گیا	۱۰۱	۱۵	عزم	غم
″	۱۸	پانی	پالی	۱۰۴	۶	نایب	تمام
۲۰	۱	ہماری	ہماہی	۱۰۵	۲	اپنا	پہر
″	۵	—	سی	۱۰۹	۲	ہر	پہرہی
۲۱	۱۰	ہماری	ہمای	۱۴۹	۳	یوسف	مصحف
″	۹	روی	خط	۱۵۰	۱۵	[illegible]	جنگل
″	۱۱	سیچی	سبہین	۱۶۴	۱۴	اپنی	آنکی
۲۲	۹	مرا	سیر	۱۶۵	۹	عدہ	عد
۲۵	۱۰	انکلیہ مو	ہوتکیہ	۱۶۶	۱۴	[illegible]	نزوشد
۳۰	۲	مکا	مکان	۱۸۳	۱۲	[illegible]	بیچا صلہ
″	۱۰	وسوت	جوسخت	۱۹۷	۱۹	پلوی	رہی
۳۴	۱۲	گلزار	پادشاہ	۱۹۸	۵	وہ بیتا	وہ دہیا
۳۶	۹	ومین	زمین	۲۱۰	۳	اشیا	اشیاء

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۹	۱	رگ	سبب
۲۵۲	۸	سکانہ	سکھاتا
۲۶۶	۹	غلتن	غلتن مین
۲۶۷	۱۰	ملوک	ملوکہ
۲۷۰	۷	نہین ہو	نہین ہی
۲۷۱	۱۷	ـ	تہ بیصبری
〃	〃	ہون	ہو
〃	۱۸	مہرع	مصرع
۲۸۴	۹	عتہ نہ	منہہ
۲۸۹	۶	ہو	ہون
۲۹۱	۹	مشفق	مشتق
〃	〃	بہم	ہم
〃	۱۹	ـ	فرقت کا تحمل ہو
۳۱۸	۸	کمان نصب	نصیب کمان
۳۲۶	۸	خاطر اخیریون	خاطر آ
۳۵۲	۲	نہین	نہین ہی
۳۶۶	۱۹	ـ	و
۳۷۱	۸	تیر	تیری
۳۷۳	۲	لکہی	لکہین
۳۷۴	۵	تہ دلکوہ	تہ دیا کوہ
۳۷۹	۱۶	بدل	بہل
۳۸۷	۸	کرداباد	کردباد
۳۹۲	۷	سرد کی	سرد جو
〃	۱۴	کی	کو
۳۹۵	۲	کا	کو
۳۹۷	۱۰	چہا	چہپتا
۴۰۷	۱۲	ہین	ہی
۴۱۱	۱	ہرا	ترا
〃	۳	بہی	ہی
〃	۱۵	دور	درد
۴۱۲	۳	تند تیز	تند و تیز
۴۱۳	۸	جہان مین	جہان
〃	۱۰	سہا	ہنستا
〃	۱۲	نکلتی	نکلی
۴۱۵	۱۰	پہلکتا	چہلکتا
۴۱۶	۲	حسن	خس
〃	۳	پہمان	سان
۴۱۹	۴	رہبرلون	رہزنو
۴۲۱	۲	بیگناہ	بی پناہ
〃	۱۲	ناہ	ماہ
۴۲۲	۶	منزل	محمل
۴۲۳	۲	جنون	بتون
〃	۹	ہو	ہون
۴۲۴	۶	لڑتی ہی	ہی زیست
〃	۱۸	کنار	کنار ہی
۴۲۵	۴	مین	سی
〃	۱۷	ہی	یہہ
۴۲۶	۱۷	یہہ	جو
۴۲۸	۴	پرورد	پردود
۴۳۴	۱۳	اہی	ہی
۴۳۶	۱۹	پول	پہول
۴۴۰	۱۶	عاشون	عاشقون
۴۴۳	۱۷	ناتونہین	نالونہین
۴۴۸	۴	شہرگرد نگاہی	شیشہ گرون کاہ
۴۵۷	۱۳	مسکین	مسکن
۴۶۳	۱۰	مین	سی
〃	۱۴	مرگئی	مرہی
〃	۱۵	سو	کہو
۴۷۵	۳	زر	زرد
۴۸۸	۱۴	تتعشہ	شعشعہ
۴۸۹	۱۲	عشق	شوق
۴۹۰	۱۱	بہی	سی
۴۹۱	۱۹	انتقام	انتظام

تمام شد